ردِّ قادیانیت

رسائل

- شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
- مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ
- خطیب اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

احتسابِ قادیانیت

پانزدہم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان - فون: 4514122

ردقادیانیت

رسائل

- شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ
- شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ
- مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ
- مجاہد اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

احتساب قادیانیت

پانزدہم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔ فون: 4514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست!

○ .. عرض مرتب ... ۳

۱ الخلیفۃ المهدی فی الاحادیث الصحیحۃ ... ۷

○ .. شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

۲ .. مسلمانوں کے مرزائیت سے نفرت کے اسباب اور مرزا کے متضاد اقوال ... ۹۱

○ ... شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

۳ ... ملت اسلامیہ کا موقف ... ۱۰۹

○ . مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ

۴ ... المتنبی القادیانی من هو؟ ... ۲۸۷

○ . مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ

۵ جواب محضرنامہ ... ۳۰۹

○ شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

۶ .. لاہوری مرزائیوں کے محضرنامہ کا جواب ... ۳۷۳

○ شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

قیامت تک اس عنوان پر رسائل لکھے جاتے رہیں گے۔ [illegible] سعادت حاصل کی ہے۔ ان حضرات کے رد قادیانیت پر تمام رسائل شامل اشاعت ہیں۔ جو ترتیب کتاب کی تھی۔ فہرست کتاب کے شروع میں لگا دی گئی ہے۔ قارئین وہاں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ [illegible] فہرست صفحہ ۳ پر دیکھی جا سکتی ہیں۔ یہاں ان کا تذکرہ لاحاصل تکرار ہوگا۔ البتہ اس جلد کی ترتیب میں چند توضیحات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔

۱ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کا رسالہ "الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحۃ" حدیث سے متعلق کتاب ہے۔ یہاں اسے شائع کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ مرزا قادیانی ملعون نے جہاں اور بہت سے جھوٹے دعوے کئے وہاں اس ملعون نے مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ اس رسالہ میں احادیث جمع کی گئی ہیں۔ ان کی روشنی میں مرزا قادیانی ملعون کو جانچا جا سکتا ہے۔

۲ رسالہ "ملت اسلامیہ کا موقف" اس کتاب کو قومی اسمبلی میں حزب اختلاف مفکر اسلام قائد جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود نے پڑھا تھا۔ اس مناسبت سے آپ کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔ (یہ کتاب جو حضرت مفتی صاحب نے اسمبلی میں پڑھی وہ صفحہ ۱۹۱ تک ہے۔ اس کے بعد کا تمام مواد بعد میں موضوع کی مناسبت سے شامل کیا گیا ہے۔)

۳ حضرت مولانا مفتی صاحب مرحوم کی قادیانیت پر تصنیف لطیف "المتنبی القادیانی" عربی میں ہے۔ یہ کتاب بفرمائش حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کی خواہش و فرمائش پر آپ نے عرب ممالک کے باشندگان کو قادیانی فتنہ کی سنگینی سے باخبر کرنے کے لئے تحریر فرمائی۔ [illegible] کتابت پر اول ایڈیشن شائع ہوا۔ بعد میں ہمارے مخدوم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کی نگرانی سے نیا ایڈیشن بھی مجلس نے شائع کیا۔ لیکن ہم نے اصل کتاب کی [illegible] کا عکس شائع کیا ہے تاکہ اصل تبرک حضرت مولانا مفتی محمود کا محفوظ ہو جائے۔ [illegible] کے وقت شائع ہوئی ہے۔ اس لئے اشاعت اول کے عکس پر اکتفا کرنے کے بغیر چارہ نہ تھا۔ آپ بھی ملاحظہ [illegible]

حفاظت تحریک کے جذبے کی قدر کرتے ہوئے قارئین اسے نظر انداز کر کے معاف فرمائیں گے۔ اسی طرح اس کتابچہ میں قرآن کے حوالہ جات کی تخریج نہیں کی۔ یہ اضافہ بھی جلد کتابچہ میں ہم شامل کر دیں۔ اس امر کو بھی قارئین نظر انداز فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

اللہ رب العزت کا کرم ہے کہ اس جلد میں تقریر کے دل و دماغ پر حکمرانی کرنے والے اکابر کے تبرکات محفوظ ہو گئے ہیں۔ ان حضرات سے یہ نسبت اللہ کرے آخرت میں ان کی معیت و خوش بختی کا باعث ہو۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز!

مناسب معلوم ہوا کہ قارئین سے ہم اس امر کا وعدہ کریں یا خوشخبری سنائیں کہ احتساب قادیانیت کی جلد نمبر ۱۹ انشاءاللہ کمپوز ہو رہی ہے۔ اس میں کن کن حضرات کے رسائل ہیں۔ اس کے لئے انتظار کی زحمت فرمائیں۔ جلد نمبر ۲۰ کی کمپوزنگ شروع ہے۔ انشاءاللہ العزیز! [illegible] [illegible] کی کمائی ہے آپ خوش ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھیں۔ سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر جو امسال اکتوبر ۲۰۰۹ء میں منعقد ہوگی اس وقت تک امید ہے کہ کئی اور جلدیں آ جائیں گی۔ تو وہ زمانہ [illegible] تعلق رکھنے والوں [illegible] نے اکٹھا کر کے مسلمانوں کے سامنے لانا مشکل ہے۔

خاکپائے

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ

[illegible] اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

فقیر اللہ وسایا

۱۶/۵/۱۴۳۰ھ

۱۱/۵/۲۰۰۹ء

بعد از عشاء دفتر مرکزیہ ملتان

الخليفة المهدي
في
الأحاديث الصحيحة

لسماحة شيخ الإسلام المحدث الفقيه السيد حسين أحمد المدني نور الله مرقده

ترجمه وحققه وخرّج أحاديثه

فضيلة الشيخ حبيب الرحمن القاسمي

الأستاذ بدار العلوم ديوبند

صححه وراجعه

محمد إبراهيم سرور القاسمي

الناشر

مجلس تحفظ ختم النبوة العالمي

ملتان - باكستان

کلمة الفقیر!

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ خاتم النبیین، امابعد!

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی عربی تصنیف "الخلیفة المهدی فی الاحادیث الصحیحه" کا مکمل تعارف اور اس کے حصول کی مکمل تفصیل آپ آگے ملاحظہ فرمائیں گے۔ سب سے پہلے یہ دارالعلوم دیوبند سے شائع ہوئی۔

امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان تشریف لائے تو ہماری درخواست پر دیوبند جا کر اس کا ایک نسخہ ارسال فرمایا۔ جامعہ مدنیہ لاہور کے ترجمان ماہنامہ انوار مدینہ لاہور نے اسے بالاقساط شائع کیا۔ پاکستان میں کتابی شکل میں اسے شائع کرنے کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو سعادت نصیب ہوئی۔ یہ بڑے سائز پر تھی۔ اب اسے "احتساب قادیانیت" میں لانے کے لئے 7X4 کے سائز پر دوبارہ کمپوز کرایا گیا ہے۔

فضیلة الشیخ مولانا محمد ابراہیم جنہوں نے مجلس کی کتاب "آئینہ قادیانیت" کا بھی عربی میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب الخلیفة المهدی کی تصحیح و مراجعت کے لئے ان سے فون پر درخواست کی۔ موصوف سے کسی ایک آدھ دینی جلسہ میں فقیر کی ملاقات ہوئی ہے۔ تفصیلی ان سے نہ جان نہ پہچان۔ لیکن وہ خیر کی توفیق سے ایسے سرفراز کئے گئے ہیں کہ ہماری استدعا پر انہوں نے جدید کمپوزنگ کرا کر ارسال کیا جس پر ان کے نہایت شکر گزار ہیں۔

حق تعالیٰ کی عنایت و احسان سے اس کتاب کو احتساب کی پندرھویں جلد میں شائع کرنے کی مجلس تحفظ ختم نبوت کو سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ اس خدمت سے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے جو تعلق نصیب ہو رہا ہے اس پر رب کریم کے حضور سجدہ ریز ہیں۔

فقیر: اللہ وسایا۔ ۱۰ر۴ر۱۴۲۷ھ، ۹ر۵ر۲۰۰۶ء

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ!

قیامت ایک امر غیبی ہے جس کا حقیقی علم بجز خدائے عالم الغیب کے کسی کو نہیں ہے قرآن مجید ناطق ہے: ﴿اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ﴾ اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کا علم ہے۔

ایک دوسرے موقع پر ارشاد الٰہی ہے:

﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا . فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِکْرٰھَا اِلٰی رَبِّکَ مُنْتَھٰھَا﴾ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں وہ کب آئے گی؟ آپ کو اس کے ذکر سے کیا کام اس کے علم کا منتہیٰ تو آپ کے رب کے پاس ہے۔

رسول خدا ﷺ کی حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے وقوع کا علم اللہ کے رسول ﷺ کو بھی نہیں تھا۔ حدیث جبرائیل میں ہے۔ ﴿فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَۃِ؟ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ﴾ (مشکوٰۃ ص ۱۱ ج ۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام نے چوتھا سوال کیا آپ مجھے قیامت کے وقت وقوع کی خبر دیجیے؟ آنحضرت ﷺ نے اس کے جواب میں اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ اسکے بارے میں مسئول (پوچھا جانے والا) سائل (پوچھنے والے) سے زیادہ نہیں جانتا مطلب یہ کہ قیامت کے وقت وقوع کے نہ جاننے میں ہم دونوں برابر ہیں۔

البتہ اس کی کچھ علامتیں ہیں جنھیں بطور پیشین گوئی کے آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ ان میں بعض صغریٰ علامتیں یعنی چھوٹی علامتیں کہلاتی ہیں جو معمول وعادات کے

مطابق ظہور پذیر ہوتی رہیں گی۔ ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ مثلاً حدیث جبرائیل کی میں پانچویں سوال کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے قیامت کی جن علامتوں کا ذکر کیا ہے وہ علامت صغریٰ ہی کے قبیل سے ہیں۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿قال فاخبرني عن اماراتها﴾ "مجھ کو علامتیں بتائیے" ﷺ ﴿فقال ان تلد الامة ربتها وان ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون في البنيان﴾ لونڈیاں اپنی مالکہ کو جنے لگیں "یعنی لڑکیاں اپنی ماؤں پر حکم چلانے لگیں" اور ننگے پیر ننگے بدن تنگدست بکریوں کے چرواہوں کو تو دیکھے کہ عالی شان مکانات پر شیخی بگھار رہے ہیں تو سمجھو کہ اب قیامت کا زمانہ قریب آگیا ہے۔

اسی طرح رسول پاک ﷺ کے درج ذیل فرمان میں جن علامتوں کا ذکر ہے ان کا تعلق بھی علامت صغریٰ سے ہے۔ ﴿عن انسؓ قال لاحدثنكم حديثا لا يحدثكم احد بعدي سمعت رسول الله ﷺ يقول ان من اشراط الساعة ان يقل العلم ويظهر الجهل ويظهر الزنا وتكثر النساء ويقل الرجال حتى يكون لخمسين امرأة القيم الواحد﴾ (بخاری کتاب العلم ص ۱۸ ج ۱)

حضرت قتادہؒ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میرے بعد تم سے کوئی نہیں بیان کرے گا۔ میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ علم کم ہو جائے گا، جہل پھیل جائے گا۔ زنا بکثرت ہوگا۔ عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا نگران صرف ایک مرد ہوگا۔

وفي رواية عن انس بن مالكؓ قال قال رسول ﷺ ان من اشراط الساعة ان يرفع العلم ويثبت الجهل ويشرب الخمر ويظهر الزنا

(بخاری کتاب العلم ص ۱۸، ج ۱)

ان مذکورہ علامتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے ظہور کے بعد قیامت بالکل قریب آ جائے گی۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ قیامت سے پہلے ان کا وجود میں آنا ضروری ہے اسی لیے بہت سے واقعات و حوادث کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک یہ واقعات ظہور پذیر نہ ہو جائیں۔ خود رحمت عالم ﷺ کی بعثت بھی علامت قیامت میں شمار کی جاتی ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ کی بعثت کو چودہ سو سال ہو چکے ہیں اور خدا جانے ابھی کتنی مدت کے بعد قیامت قائم ہوگی۔

ان کے علاوہ بعض علامتیں وہ ہیں جنھیں علامت کبریٰ کہا جاتا ہے۔ یہ علامتیں بالعموم قیامت کے قریب تر زمانہ میں پے بہ پے ظاہر ہوں گی اور عادت معمول کے خلاف ہوں گی۔ ان علامتوں کا ذکر بھی بہت سی حدیثوں میں متفرق طور پر موجود ہے۔ اور حضرت حذیفہ بن اسید الغفاریؓ کی ایک روایت میں اکٹھی دس علامتوں کا بیان ہے۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں۔

﴿اطَّلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَا تَذَاكَرُونَ؟ قَالُوا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ، وَالدَّابَّةَ وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذَالِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ﴾ (مسلم باب الفتن واشراط الساعة ص ۳۹۳، ج ۲)

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بالاخانے سے ہماری طرف نمودار ہوئے اور ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا۔ تم لوگ

کس چیز کا تذکرہ کر رہے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا قیامت کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت برپا نہیں ہوگی تاوقتیکہ تم اس سے پہلے دس علامتیں نہ دیکھ لو۔ پھر آپ ﷺ نے ان دسوں کو بیان کیا جو یہ ہیں۔ (۱) دھواں (۲) دجال (۳) دابۃ الارض (۴) [illegible] (مغرب) سے سورج کا نکلنا (۵) حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا آسمان سے اترنا (۶) یاجوج ماجوج کا نکلنا (۷، ۸، ۹) زمین میں تین مقامات میں لوگوں کا دھنس جانا، ایک مشرق میں دوسرے مغرب میں اور تیسرے عرب میں (۱۰) اور ان سب کے آخر میں آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو گھیر کر ان کو محشر میں پہنچا دیگی۔

قیامت کی علامت کبریٰ ہی میں سے مہدی آخرالزمانؑ کا ظہور ان کی خلافت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ان کی اقتداء میں ایک نماز یعنی فجر کا پڑھنا وغیرہ بھی ہے۔ اوپر بحوالۂ حدیث جن دس ۱۰ نشانیوں کا ذکر ہے ان سے پہلے حضرت امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا۔ چنانچہ امام السفارینیؒ لکھتے ہیں:

﴿ای من العلامات العظمیٰ وهی اولها ان یظهر الامام المقتدیٰ الخاتم للائمة...... محمد المهدی﴾ (لوائح الانوار البهیة ج ۲، ص ۶۷)

قیامت کی بڑی یعنی قریب تر اور اولین نشانیوں میں خاتم الائمہ محمد مہدیؑ کا ظہور ہے۔

بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کو غزوۂ تبوک کے موقع پر قیامت کی چھ ۶ نشانیاں بتائیں جن میں بنی الاصفر یعنی عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہوجانے کا بھی تذکرہ فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ عیسائی بدعہدی کرکے تمہارے مقابلے میں آئیں گے۔ اس وقت ان کے اسی ۸۰ جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار سپاہی ہوں گے یعنی ان کی مجموعی تعداد دس لاکھ ہوگی۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان ہر طرف سے گھر جائیں گے اور ان کی حکومت صرف مدینہ منورہ سے خیبر تک رہ جائے گی تو مسلمان مایوس ہو کر امام مہدیؑ کی تلاش شروع کر دیں گے۔ وہ اس وقت مدینہ منورہ میں ہوں گے اور امامت کے بار گراں سے بچنے کی غرض سے مکہ مکرمہ چلے جائیں گے۔ مکہ کے لوگ انہیں پہچان لیں گے اور انکار کے باوجود ان سے بیعت خلافت کر لیں گے۔ خلافت کی خبر جب مشہور ہوگی تو ملک شام سے ایک لشکر آپ کے مقابلے کے لیے نکلے گا مگر اپنی منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی مقام بیداء میں جو مکہ مدینہ کے درمیان ہے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس واقعہ کی اطلاع پا کر شام کے ابدال اور عراق کے متقی لوگ حضرت مہدیؑ کی خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد آپ سے جنگ کے لیے ایک قریشی النسل بنو کلب پر مشتمل ایک لشکر بھیجے گا جس سے حضرت مہدیؑ کی فوج جنگ کرے گی اور فتحیاب ہوگی۔

احادیث میں امام مہدیؑ کا نام، ولدیت، حلیہ وغیرہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ نیز ان کے زمانہ خلافت میں عدل وانصاف کی ہمہ گیری اور مال و دولت کی فراوانی کا تذکرہ بھی ہے۔ غرضیکہ امام مہدیؑ کے متعلق اس کثرت سے احادیث مروی ہیں کہ اصول محدثین کے اعتبار سے وہ حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ چنانچہ امام ابوالحسین محمد بن الحسین الآبری السجزی الحافظ المتوفی ۳۲۳ھ اپنی کتاب مناقب الشافعی میں لکھتے ہیں:

﴿ولقد تواترت الاخبار واستفاضت بكثرة رواتها عن المصطفى ﷺ في المهدي وانه من اهل بيته وانه يملك سبع سنين ويملأ الارض عدلاً وان عيسى عليه الصلوة والسلام يخرج فيساعده على قتل الدجال وانه يؤم هذه الامة وعيسى خلفه في طول من قصته وامره﴾

(تهذيب التهذيب ص ١٢٦ ، ج ٩ في ضمن ترجمة محمد بن خالد الجندي المؤذن)

"امام مہدیؒ سے متعلق مروی روایتیں اپنے راویوں کی کثرت کی بنا پر تواتر اور شہرت عام کے درجہ میں پہنچ گئی ہیں کہ وہ نسب رسولؐ سے ہوں گے۔ سات سال تک دنیا میں حکومت کریں گے۔ اپنے عدل و انصاف سے دنیا کو معمور کر دیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر قتل دجال میں ان کی مساعدت اور نصرت کریں گے اور اس امت میں مہدیؒ ہی کی امامت میں عیسیٰ علیہ السلام (ایک) نماز ادا کریں گے وغیرہ طویل واقعات ان کے سلسلے میں احادیث میں بیان ہوئے ہیں"۔

حافظ آبریؒ کے اس قول کو حافظ ابن القیمؒ نے المنار المنیف میں اور شیخ محمد بن احمد سفارینیؒ نے اپنی مشہور کتاب لوائح الانوار البہیہ میں علامہ مرعی بن یوسف الکرمی کی کتاب فوائد الفکر کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں امام القرطبیؒ صاحب الجامع لاحکام القرآن نے بھی التذکرۃ فی احوال الموتیٰ وامور الآخرۃ میں اسے نقل کیا ہے۔

شیخ محمد البرزنجی المدنیؒ المتوفی ۱۱۰۳ھ الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ص ۱۱۲ پر لکھتے ہیں:

﴿وقد علمت ان احادیث المهدی وخروجه آخر الزمان وانه من عترة رسول الله ﷺ من ولد فاطمة رضی الله عنها بلغت حد التواتر المعنوی فلا معنی لانکارها﴾

"تحقیق طور پر معلوم ہے کہ مہدیؒ سے متعلق احادیث کہ آخری زمانے میں ان کا ظہور ہوگا اور وہ آنحضرت ﷺ کی نسل اور فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں ہوں گے تواتر معنوی کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں۔ لہٰذا ان کے انکار کی کوئی وجہ اور بنیاد نہیں ہے"

امام سفارینیؒ کا بیان ہے:

﴿وقد كثرت الاقوال في المهدي حتى قيل لا مهدي الا عيسى والصواب الذي عليه اهل الحق ان المهدي غير عيسى وانه يخرج قبل نزول عيسى

علیه السلام وقد کثرت بخروجه الروایات حتی بلغت حد التواتر المعنوی وشاع ذلک بین علماء السنة حتی عد من معتقداتهم" (لوائح الانوار البهیة﴾ (ص ۷۹ - ۸۰، ج ۲)

حضرت مہدیؓ کے بارے میں بہت سارے اقوال ہیں حتی کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدیؓ ہیں اور صحیح بات جس پر اہل حق ہیں یہ ہے کہ مہدیؓ کی شخصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے الگ ہے۔ ان کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے ہوگا۔ ظہور مہدی سے متعلق روایات اتنی زیادہ ہیں کہ تواتر معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں اور علماء اہل سنت کے درمیان اس درجہ عام اور شائع ہوگئی ہیں کہ ظہور مہدی کو ماننا اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار ہوتا ہے۔

حضرت جابر، حذیفہ، ابوہریرہ، ابوسعید خدری اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے منقول روایتوں کے ذکر اور نشاندہی کے بعد لکھتے ہیں:

﴿وقد روی عمن ذکر من الصحابة وغیر ما ذکر منهم رضی الله عنهم بروایات متعددة وعن التابعین من بعدهم ما یفید مجموعه العلم القطعی فالایمان بخروج المهدی واجب کما هو مقرر عند اهل العلم ومدون فی عقائد اهل السنة والجماعة﴾ (ایضا ص ۸۰، ج ۲)

اوپر مذکور حضرات صحابہؓ اور ان کے علاوہ دیگر اصحاب رسول ﷺ سے اور ان کے بعد تابعین سے اتنی روایتیں مروی ہیں کہ ان سے علم قطعی حاصل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ظہور مہدیؓ پر ایمان لانا واجب ہے جیسا کہ یہ امر اہل علم کے نزدیک ثابت شدہ ہے اور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں مدون و مرتب ہے۔

یہی بات شیخ الحسن بن علی البربہاری الحنبلیؒ المتوفی ۳۲۹ھ نے بھی اپنے عقیدہ میں لکھی ہے

عقیدۃ البربہاری کو ابن ابی یعلیٰ نے طبقات الحنابلہ میں شیخ البربہاری کے ترجمہ میں مکمل نقل کر دیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی المتوفی ۱۳۰۷ھ اپنی تالیف الاذاعۃ لما کان و یکون بین یدی الساعۃ میں صراحت کرتے ہیں:

﴿والاحادیث الواردۃ فی المھدی علی اختلاف روایاتھا کثیرۃ جدا تبلغ حد التواتر وھی فی السنن وغیرھا من دواوین الاسلام من المعاجم والمسانید﴾

(ص ۵۲ مطبوعہ ۱۲۹۳ھ مطبع الصدیقی بھوپال)

امام مہدیؑ سے متعلق احادیث مختلف روایتوں کے ساتھ بہت زیادہ ہیں جو حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں یہ حدیثیں سنن کے علاوہ معاجم، مسانید وغیرہ اسلامی دفتروں میں موجود ہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۴ پر لکھتے ہیں۔

﴿اقول لاشک ان المھدی یخرج فی آخر الزمان من غیر تعیین لشھر وعام لما تواتر من الاخبار فی الباب واتفق علیہ جمھور الامۃ خلفا عن سلف الا من لا یعتد بخلافہ﴾

میں کہتا ہوں اس بات میں ادنیٰ شک نہیں ہے کہ آخری زمانہ میں ماہ و سال کی تعیین کے بغیر امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا کیوں کہ اس باب میں احادیث متواتر ہیں اور سلف سے خلف تک جمہور امت کا اس پر اتفاق ہے۔ البتہ بعض ایسے لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے جن کے اختلاف کا اہل علم کے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے۔

علامہ محمد بن جعفر الکتانی المتوفی ۱۳۴۵ھ اپنی مشہور تصنیف نظم المتناثر من الحدیث المتواتر میں رقم طراز ہیں:

﴿ونقل ابن خلدون فی مقدمتہ طرق احادیث خروجہ مستوعبا علی

حسب وسعه فلم تسلم له من علة لكن ردوا عليه بان الأحاديث الواردة فيه على اختلاف رواتها كثيرة جدا تبلغ حد التواتر وهي عند احمد والترمذي و ابي داؤد و ابن ماجه والحاكم والطبراني وابي يعلى الموصلي والبزار و غيرهم من دواوين الاسلام من السنن والمعاجم والمسانيد واسند وها الى جماعة من الصحابة فانكارها مع ذالک مما لا ينبغي﴾ (ص ۱۳۵)

مشہور فلسفی مؤرخ علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں اپنی وسعت علمی کے مطابق جملہ طرق احادیث کی تخریج کے استیعاب کی کوشش کی ہے اور نتیجتًا ان کے نزدیک کوئی حدیث علت سے خالی نہیں ہے۔ لیکن محدثین نے علامہ ابن خلدون کے اس خیال کو رد کر دیا ہے کیونکہ امام مہدیؓ کے بارے میں وارد احادیث اپنے راویوں کے مختلف ہونے کے باوجود بہت زیادہ ہیں جو حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ جنہیں امام احمد بن حنبل، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ، امام حاکم، امام طبرانی، امام ابو یعلی موصلی، امام بزار وغیرہ رحمہم اللہ تعالی نے دواوین اسلام یعنی سنن، معاجم، مسانید میں روایت کی ہیں اور ان احادیث کو صحابہؓ کی ایک جماعت کی جانب منسوب کیا ہے۔ لہذا ان امور کے ہوتے ہوئے ان کا انکار کسی طرح مناسب و درست نہیں ہے۔

امام مہدیؓ سے متعلق جن حضرات صحابہؓ سے حدیثیں منقول ہیں ان میں حسب ذیل اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم شامل ہیں:۔

خلیفۂ راشد حضرت عثمان غنیؓ، خلیفۂ راشد حضرت علی مرتضیٰ، طلحہ بن عبید اللہ، عبد الرحمن بن عوف، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عمرو، عبد اللہ بن عباس، ام المومنین ام سلمہ، ام المومنین ام حبیبہ، ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، جابر بن عبد اللہ، انس

بن مالک، عمران بن حصین، حذیفہ بن یمان، عمار بن یاسر، جابر بن ماجد صدفی، ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عوف بن مالک رضی اللہ عنہم اجمعین۔

علامہ ابن خلدون اگرچہ فن تاریخ اور علم الاجتماع میں بلند مقام و مرتبہ کے مالک ہیں۔ لیکن محدث نہیں تھے۔ اس لئے اس باب میں ان کی بات علمائے حدیث اور ارباب جرح و تعدیل کے مقابلہ میں لائق قبول نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ محمد بن جعفر الکتانی تحریر لکھتے ہیں:

﴿ولولا مخافة التطويل لاوردت ههنا ما قفت عليه من احاديثه لاني رايت الكثير من الناس في هذا الوقت يتشككون في امره ويقولون ما ترى هل احاديثه قطعية ام لا وكثير منهم يقف مع كلام ابن خلدون و يعتمده مع انه ليس من اهل هذا الميدان والحق الرجوع في كل فن لاربابه﴾

(نظم المتناثر من الحديث المتواتر ص ۱۴۶)

"اگر کتاب کے دراز ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس موقع پر امام مہدی سے متعلق ان احادیث کو درج کرتا جن کی مجھے واقفیت ہے۔ کیوں کہ اس وقت بہت سارے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ انہیں امام مہدیؑ کے امر میں تردد ہے اور اس سلسلے میں وہ یقینی معلومات کے متلاشی ہیں اور دیگر بہت سے لوگ ابن خلدون کے قول پر قائم اور اسی پر اعتماد کرتے ہیں جب کہ ابن خلدون اس میدان کے آدمی نہیں تھے۔ اور حق تو یہ ہے کہ ہر فن میں اس فن کے ماہرین کی جانب رجوع کیا جائے۔"

ان ساری تفصیلات سے یہ بات روز روشن کی طرح آشکارا ہو گئی کہ امام مہدی سے متعلق احادیث نہ صرف صحیح و ثابت ہیں بلکہ متواتر اور اپنے مدلول پر قطعی الدلالت ہیں جن پر ایمان لانا حسب تصریح علامہ سفارینی واجب اور ضروری ہے۔ اسی بنا پر ظہور مہدی کا مسئلہ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار ہوتا ہے البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ یہ اسلام

کے اہم ترین اور بنیادی عقائد میں داخل نہیں ہے۔ مسئلہ کی اسی اہمیت کے پیش نظر ہر دور کے محدثین واکابر علماء نے مسئلہ مہدیؑ پر ضمناً ومستقلاً شرح وبسط کے ساتھ مدلل کلام کیا ہے۔ جن میں سے بہت سی کتابوں کی نشاندہی خود علامہ ابن خلدون نے بھی مقدمہ میں کی ہے۔ اسی طرح علماء حدیث اور ماہرین نے اس مسئلہ سے متعلق ابن خلدون کے نظریہ کی پرزور تردید کی ہے اور اصول محدثین کی روشنی میں علامہ ابن خلدون کے ظاہر کردہ اشکالات کو دور کر کے ظہور مہدیؑ کی حقیقت اور سچائی کو پورے طور پر واضح کر دیا ہے۔

علماء امت کی ان مساعی جمیلہ کے باوجود ہر دور میں ایک ایسا طبقہ موجود رہا ہے جو علامہ ابن خلدون کے بیان کردہ اشکالات سے متاثر ہو کر ظہور مہدیؑ کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا رہا ہے۔ اس لیے علمائے دین بھی اپنے اپنے عہد میں حسب ضرورت تحریر وتقریر کے ذریعہ اس مسئلہ کی وضاحت کرتے رہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ نے بھی اسی مقصد کے تحت یہ زیر نظر رسالہ مرتب کیا تھا چنانچہ اپنے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں:

﴿إنه قد جرى ببعض أندية العلم ذكر المهدي الموعود فأنكر بعض الفضلاء الكاملين صحة الأحاديث الواردة فيه فأحببت أن أجمع الأحاديث الصحيحة في هذا الباب وأترك الحسان والضعاف رجاة انتفاع الناس وتبليغ ما أتى به النبي عليه الصلاة والسلام وأن لا يغتر الناس بكلام بعض المصنفين الذين لا إلمام لهم بعلم الحديث كابن خلدون (١) وغيره فإنهم وإن كانوا من المعتمدين في التاريخ وأمثاله فلا اعتداد لهم في علم الحديث" الخ ص ١﴾

”بعض مجالس علمیہ میں مہدی موعود کا ذکر آیا تو کچھ ماہرین علم نے مہدی موعود

سے متعلق وارد حدیثوں کی صحت سے انکار کیا تو مجھے یہ بات اچھی لگی کہ اس موضوع سے متعلق مروی حسن وضعیف روایتوں سے قطع نظر صحیح حدیثوں کو جمع کردوں تاکہ لوگ اس سے نفع اٹھائیں اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی تبلیغ بھی ہوجائے۔ نیز ان حدیثوں کے جمع و تدوین سے ایک غرض یہ بھی ہے کہ بعض ان مصنفین کے کلام سے لوگ دھوکا نہ کھا جائیں جنھیں علم حدیث سے لگاؤ نہیں ہے جیسے علامہ ابن خلدون وغیرہ یہ حضرات اگرچہ فن تاریخ میں معتمد و مستند ہیں لیکن علم حدیث میں ان کے قول کا اعتبار نہیں ہے۔"

حضرت شیخ الاسلامؒ نے اپنے اس رسالہ میں بطور خاص اس بات کا التزام فرمایا ہے کہ جن صحیح احادیث پر علامہ ابن خلدون نے کلام کر کے ان کی صحت مشکوک ثابت کرنے کی کوشش کی تھی جرح و تعدیل سے متعلق ائمہ حدیث کے مقرر کردہ اصول کی روشنی میں ان کی صحت و حجیت کو مدلل و مبرہن کردیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ رسالہ ایک قیمتی دستاویز کی حیثیت کا حامل ہے۔ اور اس موضوع پر لکھی گئی ضخیم کتابوں سے بھی زیادہ مفید ہے۔

کچھ باتیں کتاب سے متعلق

آج سے دس گیارہ سال پہلے کی بات ہے کہ ایک دن بیٹھا ماہنامہ الرشید ساہیوال کا خصوصی شمارہ مدنی و اقبال نمبر دیکھ رہا تھا۔ اس میں حضرت شیخ الاسلام مدنی قدس سرہٗ کے غیر مطبوعہ مکاتیب کا ایک مختصر سا مجموعہ مرتبہ جناب محمد دین شوق صاحب بعنوان "مکتوباتِ مدنیہ" بھی شریکِ اشاعت ہے۔ (جسے بعد میں اٹک سے پاکستان کے ایک مکتبہ نے شائع کردیا ہے) اس مجموعہ کا تیسرا مکتوب جو ڈربن افریقہ کے کسی صاحب کے جواب میں ۲۲ صفر ۱۳۵۵ھ کو لکھا گیا ہے۔ اس میں امام مہدیؓ آخر الزمان کے بارے میں حضرت شیخ الاسلامؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت امام مہدیؓ قیامت سے پہلے بلکہ نزول عیسیٰ علیہ السلام اور خروج دجال اور فتنہ یاجوج و ماجوج و دابۃ الارض و طلوع شمس من المغرب وغیرہ سے پہلے ظاہر ہوں گے۔ قیامت میں تو تمام انبیاء اور اولیاء کا اجتماع ہوگا۔ حضرت مہدیؓ دنیا میں مذہب اسلام کی زندگی اور اس کی تقویت کے باعث ہوں گے۔ وہ اس وقت ظہور فرمائیں گے جبکہ دنیا ظلم و ستم سے بھرگئی ہوگی۔ ان کی وجہ سے دنیا عدل و انصاف و دین و ایمان سے بھر جائے گی۔ ان کا اور ان کے باپ کا نام جناب رسول اللہ ﷺ کے نام اور آپؐ کے والد ماجد کے نام کے مطابق ہوگا۔ صورت بھی آپؐ کی صورت کے مشابہ ہوگی آپؐ ہی کی اولاد سے ہوں گے۔ یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل میں سے۔"

مکہ مکرمہ میں ظاہر ہوں گے اول جو جماعت ان کے ہاتھ پر بیعت کرے گی وہ تین سو تیرہ آدمی ہوں گے۔ حسب عدد اصحاب بدر و اصحاب طالوت۔ لوگوں میں یکبارگی انقلاب پیدا ہوگا۔ حجاز کی اصلاح کے بعد سیریا اور فلسطین وغیرہ کی اصلاح کریں گے۔

دارالسلطنت بیت المقدس ہوگا۔ ان کی حکومت پانچ یا سات یا نو برس ہوگی۔ اس بارہ میں صحیح روایتیں تقریباً چالیس میری نظر سے گزری ہیں اور حسن و ضعیف بہت زیادہ ہیں۔ ترمذی شریف، مستدرک حاکم، ابوداؤد، مسلم شریف وغیرہ میں یہ روایات موجود ہیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر قیامت آنے میں صرف ایک دن باقی رہ جائے گا جب بھی اللہ تعالیٰ مہدیؑ کو ضرور ظاہر کرے گا اور قیامت ان کے بعد لائے گا۔ لہٰذا اس میں بجز تسلیم کے کوئی چارہ نہیں۔ بہت سے جھوٹوں نے اب تک مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی میں یہ علامتیں نہیں پائی گئیں جو مہدیٔ موعود کے متعلق ذکر کی گئی ہیں۔

میں نے مالٹا جانے سے پہلے مدینہ منورہ کے کتب خانہ میں تلاش کرکے صحیح صحیح روایتیں جمع کی تھیں مگر افسوس کہ وہ رسالہ روسی انقلاب میں جاتا رہا۔ اب میرے پاس وہ نہیں رہا اور جن لوگوں نے اس کو نقل کیا تھا وہ بھی وفات پاگئے اور رسالہ پھر نہ مل سکا۔''

اس مکتوب سے پہلے نہ کسی سے سنا تھا اور نہ ہی کسی تحریر میں دیکھا تھا کہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ کی اس موضوع پر کوئی تالیف ہے۔ اس لیے فطری طور پر اس نئے انکشاف پر بے حد مسرت ہوئی اور ساتھ ہی دل میں یہ خواہش بھی مچلنے لگی کہ اے کاش کسی طرح یہ قیمتی رسالہ دستیاب ہوجاتا تو اسے شائع کر دیا جاتا۔ لیکن حضرت کے اس آخری جملے سے کہ ''اب میرے پاس وہ نہیں رہا ..... اور رسالہ پھر مل نہ سکا''۔ ایک طرح کی مایوسی طاری ہوجاتی اسی بیم ورجا اور امیدی و ناامیدی کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ اس درِ مکنون کی طلب وتحصیل کی تدبیریں سوچنے لگا۔ ایک دن اچانک دل میں یہ بات آئی کہ اس انقلاب میں حضرت کا سارا اثاثہ حکومت نے ضبط کرلیا تھا۔ اس لیے ممکن ہے کہ اس ضبطی کے بعد آپ کی کتابیں اور دیگر کاغذات کسی سرکاری کتاب خانے میں جمع کر دیے گئے ہوں۔ اس موہوم خیال نے دھیرے دھیرے جڑ پکڑ لیا اور ناامیدی پر امید کا غلبہ ہوگیا۔ بالآخر اس

خیال کا اظہار اپنے لائق صد احترام اور مشفق و مہربان رفیق بلکہ بزرگ صاحبزادہ محترم مولانا سید ارشد مدنی اطال اللہ عمرا ہم سے کیا اور ان سے عرض کیا کہ حرمین شریفین کے سفر میں اہم سرکاری کتب خانوں میں پتہ لگائیں۔ یقیناً ممکن ہے کہ کہیں یہ گمشدہ رسالہ مل جائے۔ چونکہ مولانا موصوف کو حضرت شیخ قدس سرہٗ کے بعض تلامذہ کے ذریعہ یہ بات پہنچی تھی کہ دوران درس حضرت نے اس رسالہ کا تذکرہ فرمایا تھا اس لیے اس تراث علمی جس کے وہ سچے حقدار ہیں ان میں خود طلب و جستجو کی فکر تھی، چنانچہ حسب معمول عمرہ و زیارت کے لیے شعبان میں حرمین شریفین حاضر ہوئے تو اہل علم و خبر سے اس سلسلے میں معلومات کی مگر کہیں کوئی سراغ نہ مل سکا۔ دوسرے سال جب پھر جانا ہوا تو مزید معلومات حاصل کیں۔ وہاں مقیم بعض لوگوں نے نشاندہی کی کہ اگر یہ رسالہ ضائع نہیں ہوا ہے تو اندازہ ہے کہ مکتبہ حرم مکہ معظمہ میں ضرور ہوگا۔ مولانا موصوف مکتبہ الحرم پہنچ گئے اور خدا کی قدرت مخطوطات کی فہرست میں یہ مل گیا اور خود شیخ الاسلام قدس سرہٗ کے ہاتھ کا لکھا ہوا۔ چنانچہ اس کا فوٹو لے لیا۔ اس طرح تقریباً پون صدی کی گمنامی کے بعد یہ نادر و تحقیقی علمی سرمایہ دوبارہ معرض وجود میں آ گیا۔

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ کے مکتوب سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رسالہ امام مہدیؑ سے متعلق صحیح چالیس احادیث پر مشتمل تھا اور بعض لوگوں نے اس کی نقل بھی لی تھی۔ مگر دستیاب مخطوطہ میں کل ۳۷ احادیث ہیں پھر اس میں متعدد مقامات پر حک و فک بھی ہے۔ بعض جگہ سبقت قلمی بھی ہے اس لیے اندازہ یہ ہے کہ یہ مبیضہ کی بجائے اصل مسودہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مہدی موعودؑ سے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں بعض نہایت مفصل اور ضخیم بھی ہیں۔ لیکن یہ مختصر رسالہ اس اعتبار سے خاص اہمیت و افادیت کا حامل ہے کہ اس

میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ جب کہ دوسری کتابوں میں اس کا التزام نہیں ہے۔ علاوہ ازیں امام ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں مہدی موعودؑ سے متعلق وارد احادیث پر جو ناقدانہ کلام کیا ہے جس سے متاثر ہو کر بہت سے اہل علم بھی مہدی موعودؑ کے ظہور کے بارے میں منکر یا متردد ہیں۔ حضرت شیخ نے علامہ ابن خلدونؒ کے اٹھائے ہوئے سارے اعتراضات کا اسمائے رجال اور اصول محدثین کی روشنی میں جائزہ لے کر مدلل طور پر ثابت کر دیا ہے کہ ان کے یہ اعتراضات درست نہیں ہیں اور بلا ریب رسالہ میں منقول احادیث صحیح و حجت ہیں۔ اس لیے یہ رسالہ بقامت کہتر و بقیمت بہتر کا صحیح مصداق ہے احقر نے اپنی بضاعت و ہمت کے مطابق اس نادر و بیش بہا علمی تحفہ کو مفید سے مفید تر بنانے کی پوری کوشش کی ہے۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے جن کتب حدیث سے احادیث نقل کی ہیں۔ ان کی جلد و صفحہ کا حوالہ دے دیا ہے۔ اسی طرح رجال سند پر حضرتؒ نے جہاں جہاں کلام کیا ہے۔ اس کا حوالہ نقل کر دیا ہے اور حسب ضرورت بعض رجال پر حضرتؒ کے مختصر کلام کی تفصیل کر دی ہے۔ بعض احادیث کے بارے میں نشاندہی کر دی ہے کہ کن کن ائمہ حدیث نے ان کی تخریج کی ہے۔ غریب و مشکل الفاظ کی کتب لغت سے تشریح بھی نقل کر دی ہے۔ اسی کے ساتھ رسالہ کو مکمل تر بنانے کی غرض سے بطور تکملہ آخر میں چند احادیث صحیحہ کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ پھر اس قیمتی علمی سرمایہ کو مفید عام بنانے کی غرض سے تمام حدیثوں کا ترجمہ بھی کر دیا ہے۔ والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات و صلی اللہ علی النبی الکریم وعلی جمیع اصحابہ وبارک وسلم۔

حبیب الرحمٰن قاسمی

خادم التدریس دار العلوم دیوبند

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ. اَمَّا بَعْدُ. فَيَقُوْلُ اَحْقَرُ طَلَبَةِ الْعُلُوْمِ الدِّيْنِيَّةِ بِبَلْدَةِ سَيِّدِ الْاَنَامِ وَ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ اَلْفُ اَلْفِ صَلَاةٍ وَّ تَحِيَّةٍ، اَلرَّاجِيْ عَفْوَ رَبِّهِ الصَّمَدِ عَبْدُهُ الْمَدْعُوُّ بِحَسَنِ بْنِ اَحْمَدَ غَفَرَ لَهٗ وَلِوَالِدَيْهِ وَ مَشَايِخِهِ الرَّءُوْفُ الْاَحَدُ. اِنَّهٗ قَدْ جَرٰى بِبَعْضِ اَنْدِيَةِ الْعِلْمِ ذِكْرُ الْمَهْدِيِّ الْمَوْعُوْدِ فَاَنْكَرَ بَعْضُ الْفُضَلَاءِ الْكَامِلِيْنَ صِحَّةَ الْاَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ فِيْهِ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَجْمَعَ الْاَحَادِيْثَ الصَّحِيْحَةَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَاَتْرُكَ الْحِسَانَ وَالضِّعَافَ رَجَاءَ انْتِفَاعِ النَّاسِ وَ تَبْلِيْغَ مَا اَتٰى بِهِ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَاَنْ لَّا يَغْتَرَّ النَّاسُ بِكَلَامِ بَعْضِ الْمُصَنِّفِيْنَ الَّذِيْنَ لَا اِلْمَامَ لَهُمْ بِعِلْمِ الْحَدِيْثِ كَابْنِ خَلْدُوْنَ(١) وَغَيْرِهٖ فَاِنَّهُمْ وَاِنْ كَانُوْا مِنَ الْمُعْتَمَدِيْنَ

---

(١) القاضي المؤرخ عبد الرحمن بن محمد بن خلدون الاشبيلي الحضرمي المالكي المتوفى ٨٠٨هـ ولد في تونس سنة ٧٣٢هـ مؤرخ وفيلسوف ورحالة سياسي درس المنطق و الفلسفة والفقه والتاريخ فعينه أبو عنان سلطان تونس والي الكتابة ثم سافر إلى الاندلس فاتصل به ابن الأحمر صاحب غرناطة سفيراً إلى ملك قشتالة ثم رحل إلى مصر و درس في الازهر و تولى قضاء المالكية ولم يتزي بزي القضاة محافظا بزي بلاده وعزل و اعيد و توفي فجأة في القاهرة كان فصيح المنطق جميل الصورة عاقلا صادق اللهجة طامحا للمراتب العالية اشتهر بكتابه "العبر و ديوان المبتدا و الخبر في تاريخ العرب والعجم والبربر" في

في التاريخ وأمثاله فلا اعتداد لهم في علم الحديث وقد كنت أسمع قبل هذا الإنكار من بعض العوام أيضاً لكن لم يختلجني إنكارهم على الجمع ولما رأيت فضلاء الأوان وأئمة الزمان يترددون فيه شمرت ذيلي لهذا المقصد المنيف لعله يكون ذريعة لإزالة الاشتباه عن هذا الدين الحنيف وعلى الله التكلان. وحيث إن بعض الأحاديث قد تكلم به إمام من أئمة الحديث أثبت به بغير تعرض عن رجاله وما لم يكن كذلك تعرضت لرجاله فمن كان من رجال الصحيحين اكتفيت بذكر ذلك ومن لم يكن كذلك أثبت بألفاظ التوثيق التي ذكرها أئمة الجرح والتعديل ولما كان الحاكم أبو عبد الله النيسابوري رحمه الله تعالى (١) يرمى بالتساهل في تصحيح الحديث لم أكتف بتصحيحه فقط بل

سبعة مصطلحات أولها المقدمة وهي تعد من أصول علم الاجتماع ومن كتبه شرح البردة وكتاب في الحساب ورسالة في المنطق وشفاء السائل لتهذيب المسائل" - وقد طعن ابن خلدون في أحاديث المهدي في مقدمته في الفصل الثاني والخمسين ولكن لا اعتداد بقوله في تصحيح حديث وتضعيفه عند أهل الحديث لأنه ليس من رجال الحديث كما قال الشيخ رحمه الله وقال أيضاً الشيخ أحمد شاكر في تخريجه لأحاديث مسند الإمام أحمد ج٥ ص١٩٠ أما ابن خلدون فقد قفا ما ليس له به علم واقتحم قحماً لم يكن من رجالها (الأعلام للزركلي ج٣ ص٣٣٠ والمنجد في الأعلام ص٢٠٠)

(١) أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه الحاكم الضبي النيسابوري المعروف بابن البيع على وزن فيعل صاحب التصانيف التي لم يسبق إلى مثلها كتاب الإكليل وكتاب المدخل إليه وتاريخ نيسابور وفضائل الشافعي والمستدرك على كتاب الصحيحين وغير ذلك توفي سنة ٤٠٥ هـ وهو متساهل في التصحيح واتفق الحفاظ على أن تلميذه البيهقي أشد تحرياً منه (الرسالة المستطرفة ص ١٩)

اعتمدت على تلخيص صحاح المستدرك للذهبي رحمه الله تعالى (١) فما جرح في صحته تركته وما قبله اثبت به وتركت كثيرا من الاحاديث لعدم الاطلاع على اسانيدها مما ذكره صاحب كنز العمال وغيره (٢) واعتمدت في تعديل الرواة وتوثيقهم على تهذيب التهذيب وخلاصة التهذيب. هذا وعلى الله الاعتماد وهو حسبي ونعم الوكيل.

---

(١) الحافظ شمس الدين ابو عبدالله محمد بن احمد بن عثمان التركماني الفارقي الاصل الذهبي نسبة الى الذهب كما في التحرير توفي بدمشق سنة ٧٤٨ هـ وقد لخص الذهبي المستدرك للحاكم وتعقب كثيرا منه بالضعف والنكارة او الوضع وقال في بعض كلامه ان العلماء لا يعتدون بتصحيح الترمذي ولا الحاكم (بستان ص ٢٣).

(٢) الشيخ علاء الدين علي الشهير بالمتقي بن حسام الدين عبدالملك بن قاضي خان الشاذلي القادري الهندي ثم المدني فالمكي فقيه من علماء الحديث اصله من جونفور ومولده في برهانفور من بلاد الدكن بالهند سكن مكة عند السلطان محمود ملك كجرات وسكن في المدينة ثم اقام بمكة مدة طويلة وتوفي بها سنة ٩٧٥ هـ له مصنفات الحديث وغيره منها كنز العمال في سنن الاقوال والافعال في ثمانية اجزاء ومختصر كنز العمال (منهج العمال في سنن الاقوال (مخطوطة)) الجمع بين الحكم القرآنية والحديثية (مخطوطة) قال العيدروسي مؤلفاته نحو مائة ما بين كبير وصغير وقد افرد عبد القادر بن احمد الفاكهي مناقبه في تاليف سماه "القول النقي في مناقب المتقي" (الرسالة المستطرفة ص ٣٩٠، والاعلام للزركلي ج ٣ ص ٣٠٩).

ترجمہ:

حمد و صلوٰۃ کے بعد..... تمام مخلوق کے سردار اور تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہستی (ان پر اللہ کی کروڑوں رحمتیں ہوں) کے شہر (مدینہ طیبہ) کے دینی طلباء میں سے سب سے حقیر بندہ جو اپنے بے نیاز پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے جسے حسین احمدؒ کہا جاتا ہے۔

خدائے مشفق و مہربان وحدہٗ لاشریک اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت فرمائے۔ عرض رسالہ ہے کہ بعض مجالس علمیہ میں مہدی موعودؑ کا ذکر آیا تو بعض ماہرین علم نے مہدی موعود سے متعلق وارد حدیثوں کی صحت سے انکار کیا تو مجھے یہ بات اچھی لگی کہ اس موضوع سے متعلق مروی حسن و ضعیف روایتوں سے قطع نظر صحیح حدیثوں کو جمع کردوں تاکہ لوگ اس سے نفع اٹھائیں اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی تبلیغ بھی ہو جائے، نیز ان حدیثوں کی جمع و تدوین سے ایک غرض یہ بھی ہے کہ بعض ان مصنفین کے کلام سے لوگ دھوکا نہ کھائیں جنھیں علم حدیث سے لگاؤ نہیں ہے جیسے علامہ ابن خلدون وغیرہ یہ حضرات اگرچہ فن تاریخ میں معتمد و مستند ہیں، لیکن علم حدیث میں ان کے قول کا اعتبار نہیں ہے۔ میں اس سے پہلے بھی بعض عوام سے مہدی موعودؑ کے بارے میں مروی احادیث کا انکار سن رہا تھا، لیکن عوام کے انکار سے مجھے ان احادیث کے جمع کرنے کی رغبت نہیں ہوئی تھی، لیکن جب فضلاء وقت اور علماء زمانہ کو میں نے اس بارے میں متردد دیکھا تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس بلند مقصد کے لیے میں تیار ہو گیا تاکہ یہ حسن ضعیف سے شبہات کے دور کرنے کا ذریعہ بن جائے اور چونکہ کچھ احادیث تو ایسی ہیں جن کی ائمہ حدیث میں سے کسی نہ کسی امام نے ذمہ داری لی ہے اور کچھ ایسی نہیں ہیں، لہٰذا اگر مجھے کوئی ایسی حدیث ملی جس کی صحت کی کسی نہ کسی معتبر امام حدیث نے ذمہ داری لی ہے تو میں اسے اس کے رجال سے تعرض کیے بغیر ذکر

کروں گا اور جو حدیث ایسی نہ ہوگی تو میں اس کے رجال کے بارے میں بحث کروں گا۔ پھر اگر رجال صحیحین کے ہوں گے تو میں صرف صحیحین کے ذکر پر اکتفاء کروں گا اور جو رجال صحیحین کے نہ ہوں گے تو پھر میں ان الفاظ توثیق و اقوال کا جن کو ائمہ جرح و تعدیل نے ذکر کیا ہوگا۔ امام حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری رحمہ اللہ پر چونکہ تصحیح احادیث میں تساہل کا الزام ہے اس لیے میں نے صرف ان کی تصحیح کو کافی نہیں سمجھا بلکہ امام ذہبی رحمہ اللہ کی مستدرک پر جو تلخیص ہے۔ اس پر اعتماد کیا ہے اور جس حدیث کی صحت پر امام ذہبیؒ نے جرح کی ہے میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور جن احادیث کو انھوں نے قبول کیا ہے ان کو میں نے بھی ذکر کیا ہے اور میں نے بہت سی احادیث سند معلوم نہ ہونے کی بناء پر ترک کر دی ہیں۔ جن کو صاحب کنز العمال وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور رواۃ کی تعدیل و توثیق میں میں نے تہذیب التہذیب اور خلاصۃ التہذیب پر اعتماد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی مجھے کافی ہیں اور بہترین کارساز ہیں۔

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ اَبُوْ عِيْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى بْنِ سَوْرَةَ التِّرْمِذِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ جَامِعِهِ(۱)

امام حافظ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی رحمہ اللہ اپنی کتاب "جامع ترمذی" میں فرماتے ہیں۔

(۱) ..... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدِ نِ الْقُرَشِيُّ نَا اَبِيْ نَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ زِرٍّ(۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ(۳) اِسْمُهُ اِسْمِيْ" الخ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاُمِّ سَلَمَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ(۴)

(۱) ..... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ میرے اہل بیت (آل اولاد) میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ ہو جائے جس کا نام میرے نام کے مطابق (یعنی محمد) ہوگا۔

---

(۱) محمد بن عيسى بن سورة بن موسى السلمي البوغي الترمذي ابو عيسى توفي سنة ۲۷۹ھ من أئمة علماء الحديث وحفاظه من أهل ترمذ (على نهر جيحون) تلمذ على البخاري وشاركه في بعض شيوخه وقام برحلات إلى خراسان والعراق والحجاز وعمي في آخر عمره وكان يضرب به المثل في الحفظ مات بـ"ترمذ" ومن تصانيفه "الجامع الكبير" المعروف باسم الترمذي في الحديث مجلدان والشمائل النبوية والتاريخ والعلل في الحديث (الاعلام ج ۶، ص ۳۲۲)

(۲) زر في المغني زر بكسر زاء وشدة راء.

(۳) يواطي أي يوافق ويماثل.

(۴) الترمذي ج ۲ ص ۴۷۔

(۲) ... حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلِيْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِيْ قَالَ عَاصِمٌ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمًا لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَلِيَ .الخ. هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ (۱)

(۲)... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میرے اہل بیت سے ایک شخص خلیفہ ہوگا جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو دراز کر دیں گے یہاں تک کہ وہ شخص (یعنی مہدیؑ) خلیفہ ہو جائے۔

ان دونوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ اس مرد اہل بیت کا قیامت کے آنے سے پہلے خلیفہ ہونا ضروری ہے۔ اس کی خلافت کے بعد ہی قیامت آئے گی۔

---

(۱) ایضاً واخرجه الامام ابو داؤد فی سننه وسکت عنه والحافظ ابو بکر البیهقی فی باب ما جاء فی خروج المهدی وله شاهد صحیح عن علی عند ابی داؤد وعن ابی سعید الخدری عند ابن ماجة والحاکم واحمد۔

وقال الإمام الحافظ الحجة أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري رحمه الله تعالى.

(۳) حدثني محمد بن حاتم بن ميمون ثنا الوليد بن صالح نا عبيد الله بن عمرو نا زيد بن أبي أنيسة عن عبد الملك العامري عن يوسف ابن ماهك قال أخبرني عبد الله بن صفوان عن أم المؤمنين (۱) رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سيعوذ بهذا البيت يعني الكعبة قوم ليس لهم منعة (۲) ولا عدد ولا عدة يبعث إليهم جيش حتى إذا كانوا ببيداء (۳) من الأرض خسف بهم. قال يوسف وأهل الشام يومئذ يسيرون إلى مكة فقال عبد الله بن صفوان أم والله ما هو بهذا الجيش وفي رواية أخرى عنده عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت عبث (۴) رسول الله صلى الله عليه وسلم في منامه فقلنا يا رسول الله (صلى الله عليه وسلم) صنعت شيئا في منامك لم تكن تفعله فقال العجب إن ناسا من أمتي يؤمون برجل من قريش قد لجأ بالبيت حتى إذا كانوا بالبيداء خسف بهم فقلنا يا رسول الله إن الطريق قد يجمع الناس قال نعم فيهم المستبصر (۵) والمجبور وابن السبيل يهلكون مهلكا واحدا ويصدرون مصادر شتى يبعثهم الله على نياتهم. الخ (۶)

---

(۱) قال الدارقطني هي عائشة (شرح صحيح مسلم للامام النووي ج ۲ ص ۳۸۸)

(۲) منعة بفتح النون وكسرها اي ليس لهم من يحميهم و يمنعهم

(۳) البيداء كل أرض ملساء لا شيء بها

(۴) عبث قيل معناه اضطرب بجسمه وقيل حرك أطرافه كمن يأخذ شيئا أو يدفعه

(۵) المستبصر هو المستبين لذلك القاصد له عمدا.

(۶) مسلم ج ۲، ص ۳۸۸ و قد ذكر مسلم الحديث قبل هذه الرواية من رواية أم سلمة

(۳)..... حضرت ام المومنین (یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ زمانہ قریب میں کعبہ معظمہ کے اندر ایک قوم پناہ گزیں ہوگی جو شوکت و حشمت اور افرادی اور ہتھیاروں کی طاقت سے تہی دست ہوگی۔ اس سے جنگ کے لئے ایک لشکر (ملک شام سے) چلے گا۔ یہاں تک کہ یہ لشکر جب (مکہ و مدینہ کے درمیان) ایک چٹیل میدان میں پہنچے گا تو اسی جگہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک دوسری روایت میں یوں مروی ہے کہ ایک مرتبہ نیند کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک میں (خلاف معمول) حرکت ہوئی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آج نیند میں آپ ﷺ سے ایسا کام ہوا ہے جسے آپ ﷺ نے (اس سے پہلے) کبھی نہیں کیا؟ اس سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا عجیب بات ہے کہ کعبۃ اللہ میں پناہ گزیں ایک قریشی (یعنی مہدیؑ) سے جنگ کے ارادے سے میری امت کے کچھ لوگ آئیں گے اور جب مقام بیداء (یعنی مکہ و مدینہ کے درمیان واقع چٹیل بیابان) میں پہنچیں گے تو زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان میں تو بہت سے راہ گیر بھی ہو سکتے ہیں (جو اتفاقاً راستہ میں ان کے ساتھ ہو گئے ہوں گے تو انھیں کس جرم میں دھنسایا جائے گا) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ان میں کچھ بارادۂ جنگ آنے والے ہوں گے، کچھ مجبور ہوں گے (یعنی زبردستی انھیں ساتھ لے لیا جائے گا) اور کچھ راہ گیر ہوں گے۔ یہ سب کے سب اکٹھے دھنسا دیے جائیں گے۔ البتہ قیامت میں ان کا حشر ان کی نیتوں کے لحاظ سے ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ نزول عذاب کے وقت مجرمین کے ساتھ رہنے والے بھی عذاب سے محفوظ نہیں ہوں گے، بلکہ عذاب کی ہمہ گیری میں وہ بھی شامل ہوں گے، البتہ قیامت کے دن سب کے ساتھ معاملہ ان کی نیت و عمل کے مطابق ہوگا۔

(۴)...... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ يُوْشِكُ أَهْلُ الشَّامِ أَنْ لَا يُجْبَى إِلَيْهِمْ دِيْنَارٌ وَلَا مُدْيٌ (۱) قُلْنَا مِنْ أَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ مِنْ قِبَلِ الرُّوْمِ ثُمَّ سَكَتَ هُنَيَّةً ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيْفَةٌ يَحْثِي (۲) الْمَالَ حَثْيًا وَلَا يَعُدُّهُ عَدًّا قَالَ قُلْتُ لِأَبِي نَضْرَةَ وَأَبِي الْعَلَاءِ أَتَرَيَانِ أَنَّهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَقَالَا لَا الخ (۳)

(۴)...... ابونضرہ تابعی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہؓ کی خدمت میں تھے کہ انھوں نے فرمایا قریب ہے وہ وقت جب اہل شام کے پاس نہ دینار لائے جائیں گے اور نہ ہی غلہ، ہم نے پوچھا یہ بندش کن لوگوں کی جانب سے ہوگی؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رومیوں کی طرف سے۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا! رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ میری آخری امت میں ایک خلیفہ ہوگا (یعنی خلیفہ مہدی) جو مال لپ بھر بھر دے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔

اس حدیث کے راوی الجریری کہتے ہیں کہ میں نے (اپنے شیخ) ابونضرہ اور ابوالعلاء سے دریافت کیا۔ کیا آپ حضرات کی رائے میں حدیث پاک میں مذکور خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ ہیں؟ تو ان دونوں حضرات نے فرمایا نہیں یہ خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے علاوہ ہوں گے۔

---

(۱) مدی مکیال فی الشام ومصر یسع ۱۹ صاعا.

(۲) یحثی حثیا وحثوا هو الحفن بالیدین.

(۳) مسلم ج ۲، ص ۳۹۵ وقال مسلم بعد هذه الروایة عن ابی سعید الخدری نحوه.

(۴) حدثنا مسدد ان عمر بن عبيد حدثهم ح وحدثنا محمد بن العلاء نا ابو بكر يعني ابن عياش ح وثنا مسدد نا يحيى عن سفيان ح وثنا احمد بن ابراهيم قال نا عبيد الله بن موسى انا زائدة ح ثنا احمد بن ابراهيم ثني عبيد الله بن موسى عن فطر المعنى كلهم عن عاصم عن زر عن عبد الله رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو لم يبق من الدنيا الا يوم قال زائدة لطوّل الله ذلك اليوم حتى يبعث رجلا مني او من اهل بيتي يواطئ اسمه اسمي واسم ابيه باسم ابي زاد في حديث فطر يملأ الارض قسطا و عدلا كما ملئت ظلما و جورا وقال في حديث سفيان لا تذهب او لا تنقضي الدنيا حتى يملك العرب رجل من اهل بيتي يواطئ اسمه اسمي قال ابو داؤد لفظ عمرو و ابي بكر بمعنى سفيان (۱)

(۵) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی بچے گا تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو دراز فرما دیں گے تاکہ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو پیدا فرمائیں جس کا نام اور ولدیت میرے نام اور ولدیت کے مطابق ہوگی۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ (یعنی پوری دنیا میں عدل و انصاف کی حکمرانی ہوگی) جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم و زیادتی سے بھری ہوگی۔

قلت مدار هذه الرواية على عاصم (۲) بن بهدلة المعروف بابن ابي

---

(۱) سنن ابی داؤد اول کتاب المهدی ج ۲، ص ۵۸۸۔

(۲) عاصم بن بهدلہ راجع تهذيب التهذيب ج ۵، ص ۳۵ و خلاصة التذهيب ص ۱۸۰

وزر بن حبيش تهذيب التهذيب ج ۳، ص ۳۲۲

النَّجُوْدِ أَحَدُ الْقُرَّاءِ السَّبْعَةِ أَخْرَجَ لَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى مَقْرُوْنًا وَالْأَرْبَعَةُ، وَثَّقَهُ أَحْمَدُ وَالْعِجْلِيُّ وَيَعْقُوْبُ بْنُ سُفْيَانَ وَأَبُوْ زُرْعَةَ وَأَمَّا زِرٌّ فَهُوَ ابْنُ حُبَيْشٍ الْأَسَدِيُّ الْكُوْفِيُّ أَخْرَجَ لَهُ السِّتَّةُ وَأَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الصَّحَابِيُّ الْفَقِيْهُ الْمَعْرُوْفُ فَعُلِمَ مِمَّا ذُكِرَ أَنَّ الْحَدِيْثَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِهِمَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهِ نَاقِصَةٌ وَالْحَدِيْثُ الْمُفَسِّرُ بِذٰلِكَ الطَّرِيْقِ وَطُرُقُ حَدِيْثِ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ كُلُّهَا صَحِيْحَةٌ أَيْ كُلُّ طُرُقِهِ صَحِيْحَةٌ عَلٰى مَا أَصَّلْتُهُ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ بِالْاِحْتِجَاجِ بِأَخْبَارِ عَاصِمِ ابْنِ أَبِي النَّجُوْدِ إِذْ هُوَ إِمَامٌ مِنْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ(۱)

(۶) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِيْ بَزَّةَ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ يَمْلَأُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا الخ (۲)

---

(۱) المستدرک کتاب الفتن والملاحم ج ۴، ص ۵۵۷۔ وقال صاحب عون المعبود سکت عنه أبو داؤد والمنذري وابن القيم وله شاهد صحيح من حديث علي عند أبي داؤد ورواه الترمذي كما مرّ وابن ماجة وأحمد من حديث أبي سعيد الخدري الحديث صحيح بشواهده والله أعلم.

(۲) سنن أبي داؤد ج ۲، ص ۵۸۸.

(۶) ... حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اگر زمانے سے ایک ہی دن باقی رہ جائے گا (جب بھی) اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے معمور کر دے گا جس طرح وہ (اس سے قبل) ظلم سے بھری ہوگی۔ ایضاً

اَقُوْلُ اَمَّا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فَهُوَ عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عُثْمَانَ الْعَبْسِیُّ اَبُو الْحَسَنِ الْكُوْفِیُّ الْحَافِظُ اَحَدُ الْاَعْلَامِ اَخْرَجَ لَهُ الشَّیْخَانِ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ قَالَ ابْنُ مَعِیْنٍ ثِقَةٌ اَمِیْنٌ (۱) وَاَمَّا الْفَضْلُ بْنُ دُكَیْنٍ فَهُوَ عَمْرُو بْنُ حَمَّادِ بْنِ الزُّهَیْرِ التَّیْمِیُّ مَوْلٰی اٰلِ طَلْحَةَ اَبُوْ نُعَیْمٍ الْكُوْفِیُّ الْمُلَائِیُّ الْاَحْوَلُ الْحَافِظُ الْعَالِمُ قَالَ اَحْمَدُ ثِقَةٌ یَقْظَانٌ عَارِفٌ بِالْحَدِیْثِ وَقَالَ الْفَسَوِیُّ اَجْمَعَ اَصْحَابُنَا عَلٰی اَنَّ اَبَا نُعَیْمٍ كَانَ غَایَةً فِی الْاِتْقَانِ اَخْرَجَ لَهُ السِّتَّةُ، وَاَمَّا فِطْرٌ فَهُوَ ابْنُ خَلِیْفَةَ الْقُرَشِیُّ الْمَخْزُوْمِیُّ اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَّاطُ الْكُوْفِیُّ اَخْرَجَ لَهُ الْبُخَارِیُّ وَالْاَرْبَعَةُ ۔

---

(۱) عثمان بن أبی شیبة روی عنه الجماعة سوی الترمذی و سوی النسائی وروی فی "الیوم واللیلة" عن زكریا بن یحیی السجزی عنه و عن مسند علی عن ابی بكر المروزی عنه۔ تهذیب التهذیب ج۷، ص ۱۵۳ ـ الفضل بن دكین ولد سنة ۱۳۰ھ ومات سنة ۲۱۸ھ وروی عنه البخاری فاكثر راجع تهذیب التهذیب ج ۸، ص ۲۷۳ وخلاصة تذهیب ص ۳۰۸ ـ فطر بن خلیفة القرشی المخزومی مولاهم ابو بكر الحناط الكوفی قال العجلی كوفی ثقة حسن الحدیث وكان فیه تشیع قلیل و قال النسائی لا بأس به وقال فی موضع آخر ثقة حافظ كیس مات سنة ۱۵۳ھ روی له البخاری مقرونا وقال ابن سعد كان ثقة ان شاء الله ومن الناس من یستضعفه وكان لا یدع احداً یكتب عنه وكان احمد بن حنبل یقول هو خشبی مفرط (ای من الخشبیة فرقة من الجهمیة) قال الساجی وكان یقدم علیا علی عثمان وقال السعدی زائغ غیر ثقة وقال الدارقطنی فطر زائغ ولم یحتج به البخاری وقال ابن عدی له احادیث صالحة عند الكوفیین وهو متماسك وارجو انه لا بأس به تهذیب التهذیب ج۸، ص ۲۷۰ وخلاصة تذهیب ص ۳۱۹.

وَثَّقَهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَعِينٍ وَالْعِجْلِيُّ وَابْنُ سَعْدٍ. أَمَّا الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ (١) فَهُوَ أَبُو الطُّفَيْلِ فَهُوَ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ الْكِنَانِيُّ اللَّيْثِيُّ أَحَدُ الصَّحَابَةِ وَآخِرُهُمْ وَفَاةً عَلَى الْإِطْلَاقِ وَأَخْرَجَ لَهُ الْجَمَاعَةُ وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْحَدِيثَ صَحِيحٌ (٢) عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى.

(٧) ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ ثَنَا أَبُو الْمَلِيحِ الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ عَنْ زِيَادِ بْنِ بَيَانٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي (٣) مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَسَمِعْتُ أَبَا الْمَلِيحِ يُثْنِي عَلَى عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ وَيَذْكُرُ مِنْهُ صَلَاحًا (٤)

---

(١) القاسم بن أبي بزة (بزة بفتح الموحدة وتشديد الزاء) المخزومي مولاهم وجده من فارس أسلم على يد السائب بن صيفي وكان ثقة قليل الحديث وقال ابن حبان لم يسمع التفسير من مجاهد أحد غير القاسم وكل من يروي عن مجاهد التفسير فإنما أخذه من كتاب القاسم وذكر البخاري في الأوسط مات سنة ١١٥ هـ تهذيب التهذيب ج٨، ص ٣٠٨ وخلاصة تذهيب ص ٣١١.

(٢) وفي مشكوة المصابيح ج ٣، ص ٢٤٣ من عترتي من أولاد فاطمة.

(٣) عترتي قال الخطابي العترة ولد الرجل من صلبه وقد تكون العترة الأقرباء وبني العمومة

(٤) سنن أبي داؤد أول كتاب المهدي ج ٢، ص ٥٨٨.

(۷)... حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدیؑ میری نسل اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا۔

أَقُوْلُ أَمَّا أَحْمَدُ بْنُ (۱) اِبْرَاهِيْمَ فَهُوَ أَبُوْ عَلِيٍّ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ خَالِدٍ الْمَوْصِلِيُّ نَزِيْلُ بَغْدَادَ كَتَبَ عَنْهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ وَقَالَ صَاحِبُ تَارِيْخِ الْمَوْصِلِ كَانَ ظَاهِرَ الصَّلَاحِ وَالْفَضْلِ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْجُنَيْدِ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ ثِقَةٌ صَدُوْقٌ أَخْرَجَ لَهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ فِي تَفْسِيْرِهِ وَأَمَّا عَبْدُ اللهِ (۲) بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ فَهُوَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ غَيْلَانَ الْأُمَوِيُّ وَثَّقَهُ أَبُوْ حَاتِمٍ أَخْرَجَ لَهُ السِّتَّةُ. وَأَمَّا أَبُو الْمَلِيْحِ (۳) الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ فَهُوَ ابْنُ يَحْيَى الْفَزَارِيُّ أَبُو الْمَلِيْحِ الرَّقِّيُّ قَالَ أَحْمَدُ ثِقَةٌ ضَابِطُ الْحَدِيْثِ صَدُوْقٌ أَخْرَجَ لَهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ قَالَ أَبُوْ زُرْعَةَ ثِقَةٌ وَقَالَ أَبُوْ حَاتِمٍ يُكْتَبُ حَدِيْثُهُ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: ثِقَةٌ وَقَالَ عُثْمَانُ الدَّارِمِيُّ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ: ثِقَةٌ، وَأَمَّا زِيَادُ بْنُ (۴) بَيَانٍ فَهُوَ الرَّقِّيُّ الْعَابِدُ.

---

(۱) احمد بن ابراهيم بن خالد الموصلي (تهذيب التهذيب ج ۱، ص ۸)

(۲) عبد الله بن جعفر بن غيلان أبو عبد الرحمن القرشي مولاهم قال ابن أبي خيثمة عن ابن معين ثقة وقال النسائي ليس به بأس قبل أن يتغير وقال هلال بن العلاء ذهب بصره سنة (۲۱۶) وتغير سنة (۲۱۸) هـ ومات سنة ۲۲۰ هـ وقال ابن حبان في الثقات لم يكن اختلاطه فاحشا وربما خالف ووثقه العجلي تهذيب التهذيب ج ۵، ص ۱۷۵.

(۳) أبو المليح الحسن بن عمر الفزاري مولاهم أخرج له النسائي في اليوم والليلة۔ تهذيب التهذيب ج ۲، ص ۲۶۷ و خلاصة التذهيب ص ۸۰.

(۴) زياد بن بيان الرقي صدوق عابد من السادسة من رواة أبي داود وابن ماجة تقريب التهذيب ص ۸۳ و خلاصة التذهيب ص ۱۲۴ وقال البخاري في إسناده (أي زياد بن بيان) نظر وقال ابن عدي والبخاري إنما أنكر من حديث زياد بن بيان هذا الحديث وهو معروف به والظاهر أن زياد بن بيان وهم في رفعه. لكن هذا الحديث إسناده جيد لأن زياد بن بيان صدوق عابد وعلي بن نفيل لا بأس به فليس الوهم وجود علمه بأن هناك أحاديث أخرى تشهد له

قَالَ الْبُخَارِيُّ قَالَ عَبْدُ الْغَفَّارِ ثَنَا أَبُو الْمَلِيْحِ أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بْنَ بَيَانٍ وَذَكَرَ فَضْلَهُ وَقَالَ النَّسَائِيُّ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَقَالَ كَانَ شَيْخًا صَالِحًا. وَأَمَّا عَلِيُّ (١) بْنُ نُفَيْلٍ فَهُوَ ابْنُ نُفَيْلِ بْنِ زِرَاعٍ النَّهْدِيُّ أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَزَرِيُّ الْحَرَّانِيُّ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ سَمِعْتُ أَبَا الْمَلِيْحِ الرَّقِّيَّ ثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ نُفَيْلٍ وَيَذْكُرُ مِنْهُ صَلَاحًا وَقَالَ أَبُوْ حَاتِمٍ لَا بَأْسَ بِهِ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَذَكَرَهُ الْعُقَيْلِيُّ فِي كِتَابِهِ وَقَالَ لَا يُتَابَعُ عَلَى حَدِيْثِهِ فِي الْمَهْدِيِّ وَلَا يُعْرَفُ إِلَّا بِهِ وَفِي الْمَهْدِيِّ حَدِيْثٌ جِيَادٌ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ وَأَمَّا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَهُوَ إِمَامٌ مَشْهُوْرٌ. فَالْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ لَا ضُعْفَ فِيْهِ وَأَمَّا قَوْلُ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّهُ لَا يُتَابَعُ عَلَى حَدِيْثِهِ فِي الْمَهْدِيِّ فَلَا يَضُرُّ فِيْ صِحَّةِ الْحَدِيْثِ إِذْ لَا يُشْتَرَطُ فِيْ صِحَّتِهِ وُجُوْدُ الْمُتَابِعِ. وَتَبَيَّنَ مِنْ قَوْلِ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّ الْأَحَادِيْثَ الصَّحِيْحَةَ مَوْجُوْدَةٌ فِي الْمَهْدِيِّ.

(٨) ... حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ تَمَّامِ بْنِ بَزِيْعٍ نَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِيُّ مِنِّيْ أَجْلَى (٢) الْجَبْهَةِ أَقْنَى (٣) الْأَنْفِ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا وَيَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ الخ (٣)

---

(١) علي بن نفيل، خلاصة التذهيب ص ٢٨٠ و تهذيب التهذيب ج ٧ ص ٣٣٢، والتقريب ص ٢٨٦.

(٢) أجلى الجبهة: الذي انحسر الشعر عن جبهته.

(٣) أقنى الأنف: الذي طول في أنفه ورقة في أرنبته مع حدب في وسطه.

(٣) سنن أبي داؤد اول كتاب المهدي ج ٢ ص ٥٨٨ وأخرجه الحافظ أبوبكر البيهقي في البعث والنشور.

(۸)..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی مجھ سے ہوگا (یعنی میری نسل سے ہوگا) اس کا چہرہ خوب نورانی، چمکدار اور ناک ستواں و بلند ہوگی۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، جس طرح پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

(مطلب یہ ہے کہ مہدی کی خلافت سے پہلے دنیا میں ظلم و زیادتی کی حکمرانی ہوگی اور عدل و انصاف کا نام و نشان تک نہ ہوگا) ایضا

أَقُولُ أَمَّا سَهْلُ (۱)

بْنُ تَمَّامِ بْنِ بَزِيعٍ فَهُوَ الطُّفَاوِيُّ السَّعْدِيُّ أَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ قَالَ أَبُو زُرْعَةَ لَمْ يَكُنْ بِكَذَّابٍ رُبَّمَا وَهِمَ فِي الشَّيْءِ وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ شَيْخٌ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَقَالَ يُخْطِئُ أَخْرَجَ لَهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَمَّا عِمْرَانُ (۲) الْقَطَّانُ فَهُوَ عِمْرَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَمِّيُّ أَبُو الْعَوَّامِ الْبَصْرِيُّ أَحَدُ الْعُلَمَاءِ وَأَثْنَى عَلَيْهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَوَثَّقَهُ عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ وَقَالَ أَحْمَدُ أَرْجُو أَنْ يَكُونَ صَالِحَ الْحَدِيثِ قَالَ فِي التَّقْرِيبِ صَدُوقٌ يَهِمُ وَرُمِيَ بِرَأْيِ الْخَوَارِجِ وَفِي تَهْذِيبِ التَّهْذِيبِ قَالَ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ كَانَ ابْنُ مَهْدِيٍّ يُحَدِّثُ عَنْهُ وَكَانَ يَحْيَى لَا يُحَدِّثُ عَنْهُ وَقَدْ ذَكَرَهُ يَحْيَى يَوْمًا فَأَحْسَنَ الثَّنَاءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الْآجُرِّيُّ عَنْ أَبِي دَاوُدَ هُوَ مِنْ أَصْحَابِ الْحَسَنِ وَمَا سَمِعْتُ إِلَّا خَيْرًا وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ هُوَ مِمَّنْ يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَقَالَ السَّاجِيُّ: صَدُوقٌ وَثَّقَهُ عَفَّانُ،

---

(۱) سهل بن تمام بن بزيع الطفاوي تهذيب التهذيب ج ۴، ص ۲۱۷.

(۲) عمران القطان بن داود العمي البصري أبو العوام تهذيب التهذيب ج ۸، ص ۱۲۵، ۱۳۰۔ ۱۲۷، وتقريب التهذيب ص ۱۹۷، وخلاصة التذهيب ص ۲۹۵

وقال العقيلي من طريق ابن معين كان يرى رأي الخوارج ولم يكن داعية وقال الترمذي قال البخاري صدوق يهم وقال ابن شاهين في الثقات كان من أخص الناس بقتادة وقال العجلي بصري ثقة وقال الحاكم صدوق الخ.

فهذه أقوال الأئمة في تعديله وقد جرحه قوم بجرح مبهم فقال الدوري عن ابن معين ليس بالقوي وقال مرة ليس بشيء لم يرو عنه يحيى بن سعيد وهذا القول من ابن معين لا يضره فإن الجرح المبهم لا يترجح على التعديل. وعدم رواية يحيى بن سعيد لا يدل على مجروحيته وقد نقل عنه حسن الثناء عليه كما تقدم وقال أبو داود مرة ضعيف أفتى في أيام إبراهيم بن عبد الله بن حسن بفتوى شديدة فيها سفك الدماء قال وقدم أبو داود أبا هلال الراسبي عليه تقديما شديدا وقال النسائي ضعيف الخ وهذا أيضا جرح مبهم لا يتقدم على تعديله وقد نقلنا عن أبي داود أنه قال ما سمعت عليه إلا خيرا وأما ما قاله أبو المنهال عن يزيد بن زريع كان حروريا كان يرى السيف على أهل القبلة فقد انتقده الحافظ العسقلاني رحمه الله حيث قال قلت في قوله حروريا نظر ولعله شبه بهم فقد ذكر أبو يعلى في مسنده القصة عن أبي المنهال في ترجمة قتادة عن أنس رضي الله عنه ولفظه قال يزيد كان إبراهيم يعني ابن عبد الله بن حسن لما خرج يطلب الخلافة استفتاه عن شيء فأفتاه بفتيا قتل بها رجال مع إبراهيم الخ وكان إبراهيم ومحمد خرجا على المنصور في طلب الخلافة لأن المنصور كان في زمن أمية بايع محمدا بالخلافة - فلما زالت دولة بني أمية

وَوَلِيَ الْمَنْصُوْرُ الْخِلَافَةَ بِطَلَبِ مُحَمَّدًا فَفَرَّ فَأَلَحَّ فِيْ طَلَبِهِ فَظَهَرَ بِالْمَدِيْنَةِ وَبَايَعَهُ قَوْمٌ وَأَرْسَلَ أَخَاهُ إِبْرَاهِيْمَ إِلَى الْبَصْرَةِ فَمَلَكَهَا وَبَايَعَهُ قَوْمٌ فَقُدِّرَ أَنَّهُمَا قُتِلَا وَقُتِلَ مَعَهُمَا جَمَاعَةٌ كَثِيْرَةٌ وَلَيْسَ هٰؤُلَاءِ مِنَ الْحَرُوْرِيَّةِ فِيْ شَيْءٍ الخ

كَلَامُ الْحَافِظِ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى.

وَخُلَاصَةُ الْكَلَامِ أَنَّ الْمُعَدِّلِيْنَ فِيْ شَأْنِ عِمْرَانَ أَكْثَرُ، وَشَأْنُهُمْ أَقْوٰى وَأَمَّا الْجَارِحُوْنَ فَأَقَلُّ، وَجَرْحُهُمْ غَيْرُ مُعْتَدٍّ بِهِ وَمِنْ هٰهُنَا نَرَى الْحَافِظَ ابْنَ حَجَرٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى فِيْ تَقْرِيْبِهِ لَمْ يَذْهَبْ إِلٰى جَرْحِهِ بَلِ اخْتَارَ تَعْدِيْلَهُ وَتَوْثِيْقَهُ حَيْثُ قَالَ صَدُوْقٌ يَهِمُ وَقَدْ صَحَّحَ الْحَاكِمُ رِوَايَتَهُ وَإِنَّمَا أَطْنَبْنَا الْكَلَامَ فِيْهِ لِأَنَّ الذَّهَبِيَّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى لَمْ يُسَلِّمْ تَصْحِيْحَ الْحَاكِمِ لِرِوَايَاتٍ وَقَعَ فِيْهَا ذِكْرُ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ وَاسْتَنَدَ بِجَرْحِ بَعْضِ الْأَئِمَّةِ فِيْهِ حَيْثُ قَالَ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ جَرَحَ عَلَيْهِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ مَعَ أَنَّهُ لَمْ يُوَازِنْ بَيْنَ جَرْحِهِ وَتَعْدِيْلِهِ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ الرَّاجِحُ حَسْبَ الْقَوَاعِدِ الْأُصُوْلِيَّةِ وَقَدْ أَخْرَجَ لَهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا وَالْأَرْبَعَةُ وَاللهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ. وَأَمَّا قَتَادَةُ (۱) فَهُوَ ابْنُ دِعَامَةَ السَّدُوْسِيُّ أَحَدُ الْأَئِمَّةِ الْمَعْرُوْفِيْنَ أَخْرَجَ لَهُ السِّتَّةُ. وَأَمَّا أَبُوْ نَضْرَةَ (۲)

---

(۱) قتادة بن دعامة. تهذيب التهذيب ج۸، ص۳۵۱ وتقريب التهذيب ص۲۰۸ وفي خلاصة التذهيب ص۳۱۵ أحد الأئمة الأعلام حافظ مدلس وقد احتج به أرباب الصحاح.

(۲) أبو نضرة المنذر بن مالك بن قطعة بضم القاف وفتح المهملة العبدي العوقي بفتح المهملة والواو ثم قاف البصري ثقة من الثالثة مات سنة ثمان أو تسع ومائة. تقريب التهذيب ص۳۵۳ وفي تهذيب الكمال أنه ثقة يخطئ من عبد القيس حاشية تهذيب التهذيب ج۱۰، ص۳۰۲. وفي خلاصة التذهيب ص۳۸۷ قطعة بكسر القاف وسكون المهملة. قال ابن أبي حاتم سئل أبي عن أبي نضرة وعطية فقال: أبو نضرة أحب إليّ وقال ابن سعد. ثقة كثير الحديث وليس كل أحد يحتج به وأورده العقيلي في الضعفاء ولم يذكر فيه قدحا لأحد. تهذيب التهذيب ج۱۰، ص۳۰۲، ۳۰۳.

فهو المنذر بن قطعة العبدي العوقي أخرج له البخاري تعليقاً ومسلم والأربعة وثقه ابن معين والنسائي وأبو زرعة وابن سعد، وحاصل الكلام أن الحديث صحيح لا غبار عليه

(٩) حدثنا محمد بن المثنى ثنا معاذ بن هشام ثني أبي عن قتادة عن صالح أبي الخليل عن صاحب له عن أم سلمة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم قال يكون اختلاف عند موت خليفة فيخرج رجل من أهل المدينة هارباً إلى مكة فيأتيه ناس من أهل مكة فيخرجونه وهو كاره فيبايعونه بين الركن والمقام ويبعث إليه بعث من الشام فيخسف بهم بالبيداء بين مكة والمدينة فإذا رأى الناس ذلك أتاه أبدال(١) الشام

---

(١) الأبدال: قوم من الصالحين لا تخلو الدنيا منهم إذا مات واحد منهم أبدل الله تعالى مكانه بآخر والواحد بدل. مجمع البحار ج ١ ص ١٨٠ وقال الشيخ المحقق عبد الفتاح أبو غدة في تعليقه على "المنار المنيف" ص ١٣٦: وقد شغلت مسألة الأبدال في العصور المتأخرة كثيراً من العلماء فتناولوا الكلام فيها وأفردها بعضهم بالتأليف كما ترى السخاوي في المقاصد الحسنة قد أطال فيها ص ٨-١٠ وأفردها بجزء سماه "نظم اللآل على الأبدال"، وكذلك معاصره السيوطي أطال فيها في اللآلي المصنوعة ٢/٣٣٠-٣٣٢ ثم قال وقد جمعت طرق هذا الحديث كلها في تأليف مستقل فاغنى عن سوقها هنا. وتأليفه هو "الخبر الدال على وجود القطب والأوتاد والنجباء والأبدال" وهو مطبوع في ضمن كتابه "الحاوي للفتاوي". وساق ابن القيم هذا الخبر ص ١٣٣ وصححه بينما هو في ص ١٣٦ قد عد أحاديث الأبدال كلها من الأحاديث الباطلة وهذا التعميم خطأ والصواب أن معظمها باطل وليس كلها، ولا سيما وقد صحح هو حديثاً منها (حاشية عقد الدرر ص ٣٩)

وعصائب(١) أهل العراق فيبايعونه ثم ينشأ رجل من قريش أخواله كلب فيبعث إليهم بعثا فيظهرون عليهم وذلك بعث كلب والخيبة لمن لم يشهد غنيمة كلب فيقسم المال ويعمل في الناس بسنة نبيه صلى الله عليه وسلم ويلقي الإسلام بجرانه إلى الأرض فيلبث سبع سنين ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون قال أبو داود وقال بعضهم عن هشام تسع سنين وقال بعضهم سبع سنين۔

(١٠)...... ثم قال حدثنا هارون بن عبد الله نا عبد الصمد عن همام عن قتادة بهذا الحديث قال تسع سنين قال غير معاذ عن هشام تسع سنين.

(١١)..... حدثنا ابن المثنى قال نا عمرو بن عاصم قال أبو العوام نا قتادة عن أبي الخليل عن عبد الله بن الحارث عن أم سلمة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم بهذا الحديث وحديث معاذ أتم الخ(٢)

(۹-۱۰-۱۱)...... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ایک خلیفہ کی وفات کے وقت (نئے خلیفہ کے انتخاب پر مدینہ کے مسلمانوں میں) اختلاف ہوگا ایک شخص (یعنی مہدیؒ اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھے نہ خلیفہ بنا دیں) مدینہ سے نکل کر چلے جائیں گے مکہ کے کچھ لوگ (جو انہیں بحیثیت مہدیؒ کے پہچان لیں گے)

---

(١) العصائب جمع عصابة وهم الجماعة من الناس من العشرة إلى الأربعين لا واحد لها من لفظها وقيل أراد جماعة من الزهاد سماهم بالعصائب (النهاية) جران: باطن العنق ومعناه قراره واستقام كما أن البعير إذا برك واستراح مد عنقه على الأرض۔

(٢) سنن أبي داؤد كتاب المهدي ج ٢، ص ٥٨٩.

ان کے پاس آ جائیں گے اور انہیں (مکان) سے باہر نکال کر حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت (خلافت) کر لیں گے (جب ان کی خلافت کی خبر عام ہوگی) تو ملک شام سے ایک لشکر ان سے جنگ کے لیے روانہ ہوگا (جو آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی) مکہ و مدینہ کے درمیان بیداء (چٹیل میدان) میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا (اس عبرت خیز علامت کے بعد) شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء آ کر آپؓ سے بیعت خلافت کریں گے۔ بعد ازاں ایک قریشی النسل شخص (یعنی سفیانی) جس کی ننھیال قبیلہ کلب میں ہوگی خلیفہ مہدیؓ اور ان کے اعوان و انصار سے جنگ کے لیے ایک لشکر بھیجے گا۔ یہ لوگ اس حملہ آور لشکر پر غالب ہوں گے یہی (جنگ) کلب ہے اور خسارہ ہے اس شخص کے واسطے جو کلب سے حاصل شدہ غنیمت میں شریک نہ ہو (اس فتح و کامرانی کے بعد) خلیفہ مہدی خوب دادودہش کریں گے اور لوگوں کو ان کے نبی ﷺ کی سنت پر چلائیں گے اور اسلام مکمل طور پر زمین میں مستحکم ہو جائیگا (یعنی دنیا میں پورے طور پر اسلام کا رواج و غلبہ ہوگا) بدولت خلافت، مہدیؓ دنیا میں سات سال اور دوسری روایات کے اعتبار سے نو سال رہ کر فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

﴿ضروری وضاحت﴾ ''ابدال'' بدل کی جمع ہے۔ ابدال اولیائے کرام کی اس جماعت کو کہتے ہیں جن کا وجود اللہ تعالیٰ پیدا کرتا رہتا ہے۔ دنیا ان کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوتی، ایک کی وفات ہوتی ہے اور دوسرا اس کی جگہ آ جاتا ہے۔ تبادلے کے اسی غیر منقطع سلسلہ کی بناء پر انہیں ابدال کہا جاتا ہے۔ ابدال کے بارے میں علامہ سخاویؒ نے ''مقاصد حسنہ'' میں جو کلام کیا ہے۔ اسی طرح امام سیوطیؒ نے اللآلی المصنوعہ میں مبسوط بحث کی ہے۔ علاوہ ازیں ایک مستقل رسالہ بھی اس موضوع پر لکھا ہے جو ان کے فتاوی الحاوی میں شامل ہے۔ ابدال سے متعلق اگرچہ اکثر روایتیں غیر معتبر اور بے اصل ہیں لیکن بلاشبہ بعض روایتیں صحیح بھی ہیں چنانچہ پیش نظر روایت بھی ہے اور اس میں بصراحت ابدال کا ذکر موجود ہے اس لیے جن لوگوں نے اس سلسلہ کی روایتوں کو سرے سے باطل قرار دیا ہے ان کا قول صحت سے بعید ہے۔

أقول هذا الحديث بالطرق الثلاثة في غاية من القوة والصحة فإن محمد(١) بن المثنى هو العنزي أبو موسى الزمن البصري الحافظ أخرج له الستة قال محمد بن يحيى حجة — وأما معاذ بن هشام (٢) فهو الدستوائي البصري نزيل اليمن أخرج له الستة. وأما أبوه فهو هشام (٣) بن أبي عبد الله بن سنبر الدستوائي أبو بكر البصري أخرج له الستة وأما قتادة فهو ابن دعامة السدوسي أبو الخطاب البصري الأكمه أحد الأئمة الأعلام أخرج له الستة. وأما صالح (٤) أبو الخليل فهو ابن أبي مريم الضبعي أبو الخليل البصري أخرج له الستة وأما صاحبه فهو عبد الله بن الحارث بن نوفل وقد صرح به في الرواية إحدى عشرة ونص عليه في كتب الرجال.

---

(١) محمد بن المثنى بن عبيد بن قيس العنزي بفتح العين والنون خلاصة التذهيب ص ٣٥٧.

(٢) معاذ بن هشام بن سنبر الدستوائي قال ابن معين صدوق ليس بحجة وقال ابن عدي له حديث كثير وربما يغلط وأرجو انه صدوق خلاصة التذهيب ص ٣٨٠ وفي تقريب التهذيب ص ٣٣٨ صدوق ربما وهم من التاسعة مات سنة مائتين

(٣) هشام بن أبي عبد الله بن سنبر الدستوائي أبو بكر البصري كان يبيع الثياب التي تجلب من دستواء فنسب إليها قال علي بن الجعد: سمعت شعبة يقول: كان هشام أحفظ مني وأعلم عن قتادة وقال البزار الدستوائي أحفظ من أبي هلال. تهذيب التهذيب ج ١١ ص ٤٠ ـ ٤١.

(٤) صالح أبو الخليل ابن أبي مريم الضبعي مولاهم وثقه ابن معين والنسائي. تقريب التهذيب ص ١١٢ وخلاصة التذهيب ص ١٤١.

دوسرا یہ ہے کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔

مرزائی خیانت

”لم یکن بینی وبینکم کا معنی مرزا محمود نے یہ کیا کہ ان کے اور میرے درمیان نبی نہیں، حالانکہ لفظ لم یکن کا معنی ہے کوئی نبی نہیں ہوا۔ یہ ماضی کا بیان ہے جس کو خلیفہ محمود نے چھپایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہی عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو معلوم ہوا کہ انہیں کا رفع ہوا ہے اور وہ زندہ آسمان میں موجود ہیں کیونکہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی نزول فرع ہے صعود کی۔ ملاحظہ ہو (انجام آتھم ص ۱۶۸، خزائن ج ۱۱ ص ۱۶۸) اس حدیث پاک نے بھی مرزائی تاویلات کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔

دوسری خیانت

مرزا محمود قادیانی نے دوسری خیانت یہ کی کہ ابوداؤد شریف میں مذکور حدیث کے الفاظ ”ویقاتل الناس علی الاسلام“ کو سرے سے کھا گئے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مقاتلہ تو کبھی کیا نہ اس کے حق میں تھے۔ وہ تو صرف انگریزوں کے لیے دعائیں کرنا جانتے تھے۔

حدیث نمبر ۳

عن عبداللہ ابن عمرو ابن العاص قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسی ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر۔ (رواہ ابن جوزی فی الوفاء، حوالہ المصطفیٰ ص ۲۳۸، مشکوٰۃ ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ)

”حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے یہاں شادی کریں گے۔ ان کی اولاد بھی ہوگی۔ اور زمین میں ۴۵ سال رہ کر وفات پائیں گے اور میرے ساتھ گنبد خضریٰ میں دفن ہوں گے۔

اس روایت کو مرزا قادیانی نے نقل کر کے ”فیتزوج ویولد له“ کے حصے سے محمدی بیگم کے مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں آنے کی خوشخبری پر محمول کیا ہے اور ”یدفن فی قبری“ سے اپنا ثانی الرسول ہونا ثابت کیا ہے۔ بہرحال حدیث کو صحیح تسلیم کر لیا ہے۔

یہ حدیث امام ابن جوزیؒ نے نقل فرمائی ہے جو مرزائیوں کے مسلم مجدد صدی ششم ہیں۔ گویا صحت حدیث سے انکار ہی نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ:

(۱) حدیث میں "الی الارض" کے لفظ سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف نازل ہوں گے معلوم ہوا کہ زمین پر پہلے سے نہیں ہیں۔

(۲) چونکہ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شادی نہ کی تھی اس لیے اب ان کی شادی کرنے کا ذکر بھی کر دیا۔

(۳) اور یہ تصریح بھی فرما دی گئی کہ قیامت کے دن حضور ﷺ ایک ہی مقبرے سے ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان بمع عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوں گے۔

مرزائی وہم

یہاں مرزائی یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضورؐ کی قبر میں کیسے دفن ہوں گے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے خود (نزول المسیح ص ۴۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵) پر لکھا ہے کہ ان (یعنی حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ) کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے ملحق دفن کیے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔ یہی مطلب مرقاۃ میں مرزائیوں کے مسلم مجدد حضرت ملا علی قاریؒ نے بیان فرمایا ہے۔

(۴) اس کے ساتھ وہ روایت بھی ملا دیجیے کہ حضرت عائشہؓ نے حضور نبی کریمؐ سے اجازت چاہی کہ میں آپ کے پہلو میں دفن ہو جاؤں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا وہاں تو جگہ نہیں ہے صرف ایک قبر کی جگہ ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔ ان کی قبر چوتھی ہوگی۔ اس روایت نے بھی مرزائیوں کی تمام تاویلی خرافات کو ختم کر کے رکھ دیا۔

حدیث نمبر ۴

ان روح اللّٰه عیسیٰ نازل فیکم فاذا رأیتموه فاعرفوه فانه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض ...... ثم یتوفی ویصلی علیه المسلمون۔

(رواہ الحاکم عن ابی ہریرہؓ فی المستدرک ص ۳۹۰)

یہ حدیث مرزائیوں کے امام اور مجدد صدی چہارم نے روایت کیا ہے۔ اس لیے اس کی صحت میں تو شک ہو ہی نہیں سکتا۔ اس حدیث میں حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے قرآنی لقب "روح اللہ" سے یاد فرمایا۔ تمام باتوں کا ذکر کر کے فرمایا جاتا ہے کہ اس کے بعد وہ فوت ہوں گے اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔

حدیث نمبر ۵

عن ابی ھریرۃؓ انہ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم و امامکم منکم۔ (کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی ص ۴۲۴)

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت (مارے خوشی کے) تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب مریم کے بیٹے تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام (نماز کا) تمہیں میں سے ہوگا۔" روایات میں آتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نماز پڑھانے کے لیے تیار ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔ وہ ان سے نماز پڑھانے کا کہیں گے وہ انکار کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ اس نماز کی اقامت آپ کے لیے کی گئی ہے۔ (آپ ہی پڑھائیں گے)

اور بعض روایات میں ہے کہ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی ہے۔ بہرحال وہ نماز خود حضرت مہدی علیہ السلام ہی پڑھائیں گے۔ اس حدیث میں من السماء کا صاف لفظ موجود ہے اور اس کو مرزائیوں کے مسلم مجدد صدی چہارم امام بیہقیؒ نے روایت کیا ہے اس لیے اور زیادہ معتبر ہے۔

حدیث نمبر ۶

عن ابن عباسؓ (فی حدیث طویل) قال رسول اللہ ﷺ فعند ذالک ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء علی جبل افیق اماماً ھادیاً حکماً عادلاً

(کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۱۹ حدیث نمبر ۳۹۷۲۶)

(۱) اس حدیث میں سرور عالم ﷺ نے من السماء کا لفظ اضافہ کر کے مرزا قادیانی کا منہ بند کر دیا ہے۔ (۲) اس میں اخی (میرا بھائی) فرما کر عیسیٰ علیہ السلام جو پیغمبر ہیں وہی میرے بھائی ہیں (کوئی چراغ بی بی کا بیٹا حضورؐ کا معنوی بھائی نہیں ہے)

اس حدیث کو مرزا غلام احمد قادیانی نے (حمامۃ البشریٰ ص ۱۸ خزائن ج ۷ ص ۱۹۵) میں نقل کیا مگر خیانت کر کے من السماء کا لفظ کھا گیا۔

حدیث نمبر ۷

عن عبداللہ بن عمرؓ (فی حدیث طویل) قال قال رسول اللہ ﷺ فیبعث اللہ عیسیٰ ابن مریم کانہ عروۃ بن مسعود فیطلبہ فیھلکہ۔

(رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب لا تقوم الساعۃ ص ۴۸۱)

حضور سرورِ عالم ﷺ نے جیسے کہ مشکوٰۃ شریف (باب بدء الخلق) میں ہے معراج کے ذکر میں آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کے ذکر میں فرمایا کہ:

فاذا اقرب من رایت به شبها عروة بن مسعود۔

(مشکوٰۃ ص۵۰۸، باب بدء الخلق)

"حضرت عیسیٰ کی مشابہت زیادہ تر عروہ بن مسعودؓ سے تھی۔"

اب آپ خود ہی فرمائیں جس عروہ بن مسعودؓ کے مشابہ ہستی کو آسمان میں دیکھا۔ حدیث نمبر ۷ میں انہی کے نزول کا ذکر فرماتے اور پھر حضرت عروہ بن مسعودؓ سے تشبیہ دے کر ارشاد کرتے ہیں کہ یہ دجال کا پیچھا کر کے اس کو ہلاک کریں گے۔ اس حدیث میں آپ نے خود واضح نشانوں کو بھی بتا دیا کہ نازل ہونے والے وہی عیسیٰ ابن مریم ہیں جو حضرت عروہ بن مسعودؓ کے مشابہ ہیں۔ جن کو آسمان میں دیکھا تھا۔

حدیث نمبر ۸

عن نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ..... فبینما ھو کذالک اذ بعث اللہ المسیح بن مریم فینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق بین مھرودتین واضعاً کفیہ علی اجنحة ملکین اذا طأطأ رأسه قطر واذا رفعه تحدر منه جمان کاللؤلؤ فلا یحل لکافر یجد ریح نفسه الا مات ونفسه ینتھی حیث ینتھی طرفه فیطلبه حتی یدرکه بباب لد فیقتله۔

(مسلم ج۲ ص۴۰۱)

مرزا نے اپنی کتاب (ازالۃ الاوہام حصہ اول ص۲۰۲ تا ۲۰۶، خزائن ج۳ ص۱۹۹ تا ۲۰۱) یہ حدیث نقل کی ہے۔ مسلم شریف کی اس حدیث نے بھی مرزا غلام احمد کی نیند حرام کردی۔ کبھی کہتا ہے یہ خواب یا کشف تھا حالانکہ اس طویل حدیث کے الفاظ میں ہے "ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجة لکم" اگر وہ خروج کرے جبکہ میں تم میں ہوں تو میں اس سے جھگڑوں گا۔ کوئی بھی عقل مند اس کو خواب یا کشف نہیں کہہ سکتا۔ کبھی کہتا ہے امام بخاریؒ نے اس کو ضعیف سمجھ کر روایت نہیں کیا۔ حالانکہ امام بخاریؒ کا کسی حدیث کو نقل نہ کرنا ضعف کی دلیل نہیں ورنہ حدیث مہدی۔ کسوف وخسوف کی حدیث "ان لمھدینا آیتین" اور حدیث ابن ماجہ "لا مھدی الا عیسیٰ" بخاری میں نہیں ہیں جن پر مرزا نے اپنی مسیحیت کی بنیاد رکھی ہے۔ اس حدیث اور تمام احادیث نزول مسیح سے مراد نزول من السماء ہے خود اسی حدیث

نواس بن سمعان کے بارہ میں (ازالۃ الاوہام ص ۸۱ خزائن ج ۳ ص ۱۴۲) پر لکھا ہے "صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔" (جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے)

حدیث نمبر ۹

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمراً اولیثنیھما۔ (رواہ مسلم فی صحیحہ ج ۱ ص ۴۰۸)

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ابن مریمؑ روحاء میں حج کے لیے لبیک کہیں گے یا عمرے کے لیے یا دونوں کی نیت کرے۔

٭ اس حدیث میں بھی سرور دو عالم ﷺ نے قسم کھائی ہے۔ اس لیے تمام الفاظ حدیث کو ظاہر پر ہی محمول کرنا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود حج کریں گے (کوئی اور ان کی طرف سے نہیں کرے گا) اور فج روحاء سے مراد وہی روحاء کی گھاٹی ہوگی۔ نزول سے مراد نیچے اترنا ہی مراد ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۰

حضرت ربیعؓ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ نصاریٰ حضور ﷺ کے پاس آئے اور جھگڑنے لگے۔ عیسیٰ ابن مریم کے بارہ میں **وقالوا له من ابوه وقالوا على الله الكذب والبهتان فقال لهم النبى ﷺ الستم تعلمون انه لا يكون ولد الا وهو يشبه اباه قالوا بلى قال الستم تعلمون ان ربنا حى لا يموت وان عيسىٰ ياتى عليه الفناء فقالوا بلىٰ** (درمنثور ج ۲ ص ۳) ربیع کہتے ہیں کہ نجران کے عیسائی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں جھگڑنے لگے کہنے لگے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے۔ (مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے) آپؐ نے فرمایا کہ بیٹے میں باپ کی مشابہت ہوتی ہے یا نہیں۔ انھوں نے کہا ہوتی ہے آپؐ نے فرمایا پھر ہمارا رب تو زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام پر یقیناً موت آئے گی تو انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے تھے تو یہاں پر بہت آسان تھا کہ آپ الوہیت مسیحؑ کے ابطال کے لیے فرما دیتے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو مر گئے وہ کیسے خدا ہو سکتے ہیں۔ یہ بات ابطال الوہیت کے لیے زیادہ صاف و مکمل ہو جاتی یا یوں ہی

فرمادیتے کہ تمہارے خیال میں تو وہ مر گئے ہیں تو پھر خدا یا خدا کے بیٹے کس طرح ہو سکتے ہیں۔ پھر بھی بہترین دلیل تھی مگر ممکن تھا کہ کوئی مرزائی چودھویں صدی میں اپنی کور چشمی سے اسی سے موت مسیح ثابت کر دیتا سرور دو عالم ﷺ نے نہایت صفائی سے حق اور صرف حق فرمایا کہ خدا تعالیٰ حی ہیں جو کبھی نہیں مرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آئے گی یعنی بجائے ماضی کے مستقبل کا صیغہ استعمال فرمایا۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہوتے تو یقیناً اس بحث میں یہی بہتر تھا کہ عیسیٰ قد اتی علیہ الفنا فرمادیتے۔

حدیث نمبر ۱۱

عن الحسنؓ قال قال رسول اللہ ﷺ للیہود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ (درمنثور ج ۲ ص ۳۶) یہ راوی حضرت حسن بصریؒ ہیں جو سرتاج اولیاء ہیں اور جو تابعی ہو کر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گویا یقیناً انہوں نے حدیث کسی صحابی سے حاصل فرمائی۔ یوں بھی مرسل حدیث کو جو کسی صحابیؓ کے توسط کے بغیر حضورؐ کی طرف منسوب ہو گی۔ حضرت ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ حجت ہے (شرح نخبہ) حضرت ملا علی قاری صدی دہم کے مجدد تھے۔ ان کا قول کون رد کر سکتا ہے۔ بہرحال اس حدیث نے تصریح کر دی کہ "ان عیسیٰ لم یمت" کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں ہیں بلکہ وہ لوٹ کر دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ لفظ لم یمت بھی ہے اور راجع بھی۔

حدیث نمبر ۱۲

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ابن ماجہ اور مسند امام احمد میں روایت ہے کہ:

لما کان لیلۃ اسری برسول اللہ ﷺ لقی ابراھیم علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام فتذاکروا الساعۃ فبدؤا بابراھیم فسئلوہ عنھا فلم یکن عندہ منھا علم ثم سالوا موسیٰ فلم یکن عندہ علم فرد الحدیث الی عیسیٰ بن مریم فقال قد عھد الی فیما دون وجبتھا فاما وجبتھا فلا یعلمھا الا اللہ فذکر خروج الدجال قال فانزل فاقتلہ ○

(ابن ماجہ باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم ص ۲۹۹)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات رسول کریم ﷺ نے ملاقات کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے۔ پس انہوں نے قیامت کا ذکر چھیڑا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کے متعلق سوال

کیا۔ انھوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی جواب دیا۔ آخر الامر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے ساتھ قرب قیامت کا ایک وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کا ٹھیک وقت سوائے خدا عزوجل کسی کو معلوم نہیں۔ پس انھوں نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ پھر میں اتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا۔ (آخر تک)"

یہ حدیث امام احمد نے مرفوعاً بیان فرمائی ہے کہ یہ تمام الفاظ گویا خود حضور ﷺ کے ہیں۔ امام احمد صدی دوم کے مسلم مجدد ہیں اس لیے حدیث کی صحت میں بحث ہی نہیں ہو سکتی جیسے کہ اصول تفسیر میں لکھا جا چکا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ دجال ایک شخص کا نام ہے۔ پادریوں کے گروہ کا نام نہیں جیسے مرزا نے کہا ہے۔ اس حدیث سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ جو عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں وہی اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ قتل دجال سے بھی دلیل وغیرہ سے قتل کی نفی کر دی جیسے کہ مرزائی ہرزہ سرائی ہے کیا معراج کی رات میں مرزا قادیانی نے اپنے نزول کا ذکر کیا تھا۔ کیا یہی مرزا قادیانی اس آسمان سے اترے ہیں۔ کیا انھوں نے ہی دجال کو قتل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ … فینزل عیسی ابن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذہ الامۃ۔ (مشکوۃ باب نزول عیسی ص ۴۸۰)

مرزا غلام احمد قادیانی "وامامکم منکم" سے ثابت کرتے ہیں کہ نماز بھی یہی پڑھائیں گے۔ یا امت محمدیہ میں سے ہوں گے۔ حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ وامامکم منکم کا معنی اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے بیان کے مطابق لیں تو یہ عطف بیان ہو گا جس کے لیے واؤ نہیں لائی جاتی جو یہاں موجود ہے۔

یہ تو عربی قواعد کو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ حدیث مذکور نے صاف کر دیا ہے کہ امیر قوم (یعنی مہدی علیہ السلام) کہیں گے آؤ آگے ہو کر نماز پڑھاؤ وہ انکار کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ اللہ نے اس امت کے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اب مرزائی اگر ایمان چاہتے ہیں تو ان کو مرزا کے معنوں کی بجائے سرور دو عالم ﷺ کے بیان کردہ معنوں کو قبول کر لینا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ارشاد اور حضرت حسن بصریؒ کی قسم

(فتح الباری ج ۶ ص ۴۹۳) میں ہے کہ امام ابن جریر نے اسناد صحیح کے

ساتھ سعید بن جبیرؒ سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اسی طرح جزم فرمایا ہے کہ لیؤمنن بہ قبل موتہ میں دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان لے آئیں گے اور اسی کتاب میں اسی صفحہ پر حضرت حسن بصریؒ سے جو اولیاء کے سرتاج ہیں نقل کیا ہے کہ انھوں نے بھی قبل موتہ کا معنی قبل موت عیسیٰ۔ "والله انه الآن لحی ولکن اذا نزل آمنوا به اجمعین۔" کیا پھر قسم کھائی اور کہا خدا کی قسم کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت زندہ موجود ہیں۔ جب نازل ہوں گے وہ سب ان پر ایمان لے آئیں گے۔

یہاں تک آپ کو احادیث سے تفسیر کا علم ہوا جس کا انکار ایک صحابی نے بھی نہیں کیا۔

نزول مسیح ابن مریم کی نشانیاں

پیغمبر اعظم علیہ الصلوۃ والسلام بے ضرورت بات نہیں فرماتے تھے۔ جو بات فرماتے تو وہ مختصر مگر جامع اور تمام امور کو صاف کرنے والی ہوتی تھی۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے سلسلے میں آپ ﷺ نے نشانات کا اتنا اہتمام فرمایا کہ اس سے بڑھ کر مشکل ہے تاکہ کوئی نادان مسیحیت کا جھوٹا دعویٰ کر کے امت کو گمراہ نہ کرے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

(۱) آخری زمانہ میں مسیح نازل ہوں گے۔ (مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ نزول صعود کی فرع ہے۔ جب نزول تواتر سے ثابت ہو گیا تو صعود و عروج خود ہی ثابت ہو گیا)

(۲) آپ نے بیہودہ اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کرنے کے لیے رجوع کا لفظ بھی استعمال فرمایا راجع الیکم کہ وہ تمھارے پاس دوبارہ آئیں گے۔

(۳) آپ نے تمام وسوسوں کو دور کرنے کے لیے یہ بھی فرمادیا کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔

(۴) آپ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ زمین کی طرف آئیں گے اور زمین کی طرف وہی آتا ہے جو پہلے زمین میں نہ ہو۔

(۵) آپ نے فرمایا کہ آنے والے کا نام عیسیٰ ہوگا۔

(۶) کبھی آپ نے مسیح فرمایا۔

(۷) ان کی والدہ کا نام مریم ہوگا (چراغ بی بی نہ ہوگا)

(۸) بار بار ماں کا نام لے کر بتا دیا کہ کسی مرد۔ حکیم غلام مرتضیٰ کا بیٹا نہ ہوگا بلکہ وہی عیسیٰ ہوگا جو بن باپ پیدا ہوا اور قرآن نے ان کو ماں ہی کے نام سے پکارا۔

(۹) وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔

(۱۰) وہ رسولاً الیٰ بنی اسرائیل تھے۔ کلمۃ اللہ تھے۔ روح اللہ تھے۔ وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ تھے۔ نفخ جبرائیل سے پیدا ہوئے تھے۔ ان کو زبردست معجزات دیے گئے تھے۔ بنی اسرائیل نے پھر بھی نہ مانا تو وہ آکر ہی دجال کو قتل کریں گے اور تمام اہل کتاب مسلمان ہو جائیں گے۔ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا اور ان کے شایان شان تمام باتیں ہو جائیں گی جو پہلے نہ ہوئی تھیں۔

(۱۱) اوروں کی ہجرت ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت ساری زمین سے تھی۔ اس لیے وہ واپس زمین میں آکر ساری زمین میں عادلانہ نظام قائم فرمائیں گے۔

(۱۲) وہ دمشق میں اتریں گے۔

(۱۳) دمشق کے مشرق کی طرف منارہ کے پاس۔

(۱۴) ان پر دو زرد چادریں ہوں گی۔

(۱۵) ان کے سر سے موتیوں کی طرح پانی ٹپکے گا۔

(۱۶) فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے نازل ہوں گے۔

(۱۷) اس وقت صبح کی نماز کے لیے اقامت ہوگئی ہوگی۔

(۱۸) وہ اس وقت پہلے ہی امام کو نماز پڑھنے کا کہیں گے۔

(۱۹) فارغ ہو کر وہ دجال سے لڑیں گے۔ اس کو قتل کر دیں گے۔

(۲۰) یہودیوں کو شکست فاش ہو جائے گی۔

(۲۱) اگر کسی درخت یا پتھر کے پیچھے کوئی یہودی چھپا ہوگا وہ بھی مسلمانوں کو اطلاع دیں گے تاکہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

(۲۲) پھر باقی تمام یہود اور عیسائی مسلمان ہو جائیں گے۔ دنیا بھر میں اسلام پھیل جائے گا۔

(۲۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگ بند کر دیں گے کیونکہ ساری دنیا اسلام کے تابع ہو گئی ہوگی۔

(۲۴) وہ غیر مسلموں سے جزیہ (ٹیکس) لینا بند کر دیں گے۔ دو وجہ سے ایک تو غیر مسلم ہی

دیں گے۔ دوسرے مال کی سخت بہتات ہوگی۔

(۲۵) مال کثرت سے لوگوں کو دیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔

(۲۶) اس وقت ایک سجدہ ساری دنیا سے زیادہ بہتر ہوگا۔

(۲۷) یہ نازل ہونے والا وہی عیسیٰ علیہ السلام ہوگا جن سے آسمان میں قیامت کی باتیں ہوئی تھیں اور انھوں نے کہا تھا کہ اتر کر دجال کو قتل کروں گا۔

(۲۸) وہ ضرور فوت ہوں گے مگر ابھی تک ان پر فنا نہیں آئی۔

(۲۹) وہ چالیس سال دنیا میں زندہ رہیں گے۔

(۳۰) وہ حج کریں گے۔

(۳۱) روحا کی گھاٹی سے لبیک کہیں گے۔

(۳۲) پہلے شادی نہ ہوئی تھی اب شادی کریں گے۔

(۳۳) وہ پرانے اور اپنے وقت کے رسول تھے اور اب شریعت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) پر عمل کریں گے اور کرائیں گے۔

(۳۴) جب ان کی وفات ہوگی مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔

(۳۵) وہ حضور ﷺ کے روضہ مبارک میں دفن ہوں گے۔

(۳۶) جب وہ نازل ہوں گے ایک حربہ (ہتھیار) سے دجال کو قتل کریں گے۔

(۳۷) ان کے زمانے میں اتنا عدل ہوگا کہ شیر اور بکرا ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے۔

(۳۸) یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جو حضورؐ سے چھ صدیاں پہلے تھے اور ان کے اور حضورؐ کے درمیان کوئی پیغمبر نہ تھا۔

(۳۹) یہ وہی ہوں گے جن کا نام روح اللہ بھی تھا۔

(۴۰) ان سے پہلے مرد صالح ہوں گے جو نماز پڑھائیں گے۔ وہ مہدی ہوں گے۔

(۴۱) وہ اہل بیت سے ہوں گے۔

(۴۲) ان کا نام حضورؐ کے نام کے مطابق ہوگا۔ اور ان کے والد کا نام حضورؐ کے والد کے نام کی طرح ہوگا۔

(۴۳) وہ جس دجال کو قتل کریں گے وہ کانا ہوگا۔ اس کے ماتھے پر ک ف ر لکھا ہوگا یعنی کافر۔

(۴۴) وہ بھی طرح طرح کے عجائبات دکھائے گا۔ جس سے لوگوں کو کفر اور ایمانی پختگی کا پتہ چلے گا۔

(۴۵) وہ ساری دنیا کا چکر لگائے گا۔ مگر اس دن مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر فرشتوں کے پہرے ہوں گے ان دو شہروں میں داخل نہ ہو سکے گا۔

(۴۶) یہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کا پیچھا کر کے اس کو باب لد میں قتل کریں گے۔

(۴۷) ان کے زمانے میں یاجوج و ماجوج خروج کریں گے۔ لوگ بڑے تنگ ہوں گے۔ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے لیے بددعا فرمائیں گے اور وہ تڑپ کر مر جائیں گے۔

(۴۸) عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں جہاں نازل ہوں گے۔ وہ افیق نامی ٹیلہ ہوگا۔

(۴۹) ان کی آمد معلوم کر کے مسلمان مارے خوشی کے پھولے نہ سمائیں گے۔ جس کی طرف حضورؐ نے کہف الامم سے اشارہ فرمایا ہے۔

(۵۰) وہ روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر سلام پیش کریں گے۔ حضورؐ ان کا جواب دیں گے۔

(۵۱) آپ نے حلف اٹھا کر حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی خبر دی۔

(۵۲) ان کا نزول قیامت کی (بڑی) نشانی ہوگی۔

(۵۳) وہ حاکم (حکم) ہوں گے۔

(۵۴) عادل اور مقسط ہوں گے۔

(۵۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عروہ بن مسعودؓ کی طرح ہوں گے۔

(۵۶) ان کا رنگ سفیدی و سرخی کی طرف مائل ہوگا۔

(۵۷) وہ صلیب کو توڑ دیں گے جس کی پوجا ہوتی تھی یا جو پجاریوں کی نشانی تھی۔

(۵۸) خنزیر کو قتل کریں گے۔ یہ نجس العین ہے اور عیسائی اس کو شیر مادر سمجھ کر کھاتے ہیں نفرت دلانے کے لیے ایسا کیا جائے گا۔ آج کل بھی یہ فصلوں کو نقصان پہنچاتے ہیں تو لوگ جمع ہو کر ان کے قتل کا انتظام کرتے ہیں۔

(۵۹) دجال کے پاس اس وقت ستر ہزار یہودی لشکر ہوگا۔

(۶۰) یاجوج ماجوج کے ہلاک ہونے اور مرنے سے بدبو ہوگی۔ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھیں گے۔ پھر دعا فرمائیں گے۔ بارش ہوگی وہ بدبو دور کر دی جائے گی (او کما قال)

کیا سرور دو عالم ﷺ جیسی ہستی نے کسی اور ہستی کے لیے بھی اتنا اہتمام فرمایا ہے۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ کوئی اور دجال مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہ کر بیٹھے۔

اب اگر ایک احمق

کہے کہ عیسیٰ سے مراد غلام احمد ہے...... مریم سے مراد جھنٹا بی بی ہے۔ دمشق سے مراد قادیان ہے...... باب لد سے مراد لدھیانہ ہے۔ قتل سے مراد مباحثہ میں غالب آنا ہے...... مسیح سے مراد مثیل مسیح ہے۔ زرد چادروں سے مراد میری دو بیماریاں ہیں...... دجال سے مراد پادری ہیں۔

خر دجال سے مراد ریل ہے۔ جس پر وہ خود بھی سوار ہوا ہے۔

مہدی سے مراد بھی غلام احمد ہے۔

حارث سے مراد بھی غلام احمد ہے۔

رجل فارس سے مراد بھی غلام احمد ہے

منارۃ سے مراد قادیان کا منارہ ہے جو بعد میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بنایا۔ نزول سے مراد سفر کر کے کہیں اترنا ہے...... آسمان سے مراد آسمانی ہوائیں ہیں...... عیسیٰ بن مریم سے مراد غلام احمد قادیانی ہے...... غلام احمد عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہے...... غلام احمد عین محمد ہے...... غلام احمد آنے والا کرشن اوتار ہے...... غلام احمد حضور کی بعثت ثانیہ ہے۔

غلام احمد کے زمانہ میں وہ عالمگیر غلبہ اسلام ہوا۔ جو حضور کے زمانہ میں نہ ہو سکا۔

نماز میں جو دعا مانگی جاتی ہے (غیر المغضوب علیہم) اس میں مرزا قادیانی کو دکھ دینے والوں سے علیحدگی کی دعا ہے۔

میری وحی قرآن کے برابر ہے...... مجھ میں تمام پیغمبروں کے کمالات جمع ہیں۔

میں حضرت حسینؓ سے قطعی افضل ہوں۔ وہ کیا ہیں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہوں۔ ان کا بروز اور مثیل ہو کر بھی ان سے آگے نکل گیا ہوں۔

بلکہ تمام انبیاء سے میرے معجزے زیادہ ہیں اور میں معرفت میں کسی پیغمبر سے کم نہیں ہوں۔ پھر وہ اپنے بیٹے کو کہے یہ گویا خدا آسمان سے اتر آیا ہے۔ اور وہ بیٹا کہنے لگے۔ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ سکتا ہے۔

اور اس کے چیلے اکمل کے اشعار ذیل کے مطابق حضور سے افضل ہے (معاذ اللہ)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں   اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل   غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

پھر ان شعروں کو مرزا غلام احمد قادیانی سن کر تحسین کریں اور جزاک اللہ کہیں۔

اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ شخص اور اس کو مسلمان جاننے والے کیسے مسلمان رہ سکتے ہیں۔

خرافات

خود کاشتہ پودا

مرزائی نمائندہ (امام جماعت مرزائیہ) مرزا ناصر احمد نے خود کاشتہ پودے کے بارہ میں کہا کہ خاندان کو کہا گیا ہے۔ مگر اٹارنی جنرل صاحب نے ممبروں کی لکھی ہوئی فہرست بتائی جو مرزا غلام احمد قادیانی نے دی تھی لکھی ہے گویا مرزا غلام احمد قادیانی اس فرق کو خود کاشتہ پودا کہہ رہے ہیں۔

ہم کہتے ہیں چلو مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان ہی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوا تو مرزا غلام احمد قادیانی اسی انگریزی پودے کی شاخ ہوئے۔ اگر وہ پودا پلید ہے تو پودے کی شاخیں کس طرح پاک ہو سکتی ہیں۔

اتمام حجت

مرزا ناصر احمد نے عام مسلمانوں کو بڑا کافر کہنے سے گریز کر کے چھوٹا کافر قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ان پر اتمام حجت نہیں ہوئی۔ کیونکہ مرزا ناصر احمد کے ہاں اتمام حجت کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے کا دل یہ مان جائے کہ بات تو سچی ہے پھر انکار کرے۔ تو دنیا کے ستر کروڑ مسلمان تو مرزا غلام احمد قادیانی کو کذاب مفتری سمجھتے ہیں۔ ان پر ان کے ہاں اتمام حجت نہیں ہوئی۔ اس لیے یہ امت اسلامیہ سے خارج بھی بڑے کافر نہیں ہیں۔ لیکن خود کاشتہ پودا نے بڑی احتیاط بھی کی۔ پہلے لکھ دیا کہ میں مثیل مسیح موعود ہوں۔

(مجموعہ اشتہارات ص ۲۰۷)

کم فہم لوگ مجھے مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں پھر بعد میں بڑے زور وشور سے خود ہی مسیح موعود بن گئے (ازالہ اوہام ص ۱۹۰ خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)۔ اور جب دیکھا کہ علماء کرام کے سامنے دال نہیں گلتی تو فنا فی الرسول کی آڑ میں نبی اور عین محمد ہونے کا دعویٰ کر ڈالا۔

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

زبردست اور لاجواب چیلنج

ہم تمام امت مرزائیہ کو چیلنج کرتے ہیں کہ تیرہ سو سال کے کسی مجدد محدث صحابی اور ولی کے کلام سے یہ ثابت کر دو کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔ مسیح ابن مریم یا عیسیٰ ابن مریم سے مراد کوئی ان کا مثیل مراد ہے۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے۔ یا ان سے مراد غلام احمد بن چراغ بی بی ہے۔ اگر تم سچے ہو تو تیرہ سو سال کے کسی محدث یا مجدد کا قول پیش کرو۔

دوسرا چیلنج

تیرہ سو سال کے اندر کسی زمانہ کے بارہ میں یہ ثابت کرو کہ کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔ اور مسلمانوں نے اس کو جانتے ہوئے برداشت کیا ہو۔ یا کسی نے کسی مدعی نبوت سے یہ دریافت کیا ہو کہ تمہارا دعویٰ تشریعی نبوت کا ہے یا غیر تشریعی کا بروزی اور ظلی کا یا مستقل کا۔ تو اس طرح آپ اہل کافر ہو جاتے ہیں۔

ایک اور ڈھونگ

مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں نے دنیا بھر میں یہ ڈھونگ رچایا ہے کہ نبوت بند ہو گئی یا نبی آ سکتے ہیں۔ حالانکہ خود ان کے ہاں نہ مرزا قادیانی سے پہلے کوئی نبی آیا نہ بعد میں قیامت تک آئے گا۔ تو یہ ساری بحث صرف امت کو الجھانے کے لیے ہے۔ بات یہ کرو کہ مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام بن سکتے ہیں یا آنے والا وہی ہے جس کو تیرہ سو سال کے تمام محدثین صحابہ کرام اور مجددین نے مسیح ابن مریم قرار دیا ہے کہ وہی آئیں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی پریشانی

اس سلسلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پریشانی کا یہ عالم ہے کہ مسیح کے آنے کی پیش گوئی کو مشہور و معروف اور متواتر بھی قرار دیا اور (ازالہ اوہام ص ۵۵۷ خزائن ج ۳ ص ۴۰۰) پر صاف لکھ دیا "یہ اول درجہ کی پیش گوئی ہے اس کو تواتر کا اول درجہ حاصل ہے۔" مگر یہ لکھ مارا کہ "خدا نے قرآن کے معنی لوگوں سے چھپا دیئے۔" (دیکھئے کرامات ص ۳۲۵ خزائن ج ۵ ص ۳۲۶) حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مامور و مجدد بنا کر ان پر دس سال تک نہ کھولے۔ اور یہ بھی لکھ مارا کہ حیات مسیح کا عقیدہ شرک عظیم ہے۔ اور نہ سمجھنے کے لیے پرانے اولیاء صلحاء اور صحابہ کو معذور قرار دے دیا کہ ان سے اجتہادی غلطی ہوئی۔ پھر کبھی یہ کہا کہ پہلا اجماع وفات مسیح پر ہوا تو پھر مسئلہ مسلمانوں سے کیسے چھپا رہا۔ کبھی شرک عظیم کہہ کر خود بھی مشرک بنے رہے۔ اور کبھی ذاتی ضرورت کے لیے تیرہ سو سال بعد قرآن دانی کا دعویٰ کر کے خود مسیح ابن مریم بن بیٹھے۔ بھلا جو چیز شرک عظیم ہے جس کے ماننے سے آدمی مشرک اعظم بنتا ہے۔ خدا ایسے قرآنی مسئلے کو لوگوں سے چھپا سکتا ہے۔ پھر قرآن کے نزول کا فائدہ کیا ہوا۔

تیسرا چیلنج

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن کے بعض معانی قرون اولیٰ سے چھپا دیں اور

صدیوں کے مجددین اولیاء کرام اور علماء کرام مشرکانہ عقیدے پر جمے رہیں۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی مجدد و مامور ہو کر بھی دس سال تک عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتے رہے۔ اور کیا شرک عظیم کو اجتہاد کی وجہ سے برداشت کیا جا سکتا ہے۔ کیا خود قرآن پاک نے انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون میں نہیں فرمایا کہ ہم ہی نے قرآن (ذکر) کا اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔۔۔ کیا حفاظت کا یہ مطلب ہے کہ اس کے معانی کو صدیوں تک بہترین حضرات کی آنکھوں سے خود خدا اوجھل کر دے۔ حالانکہ خود مرزا نے بھی کہا کہ قرآن پاک ذکر ہے اور ذاکر قیامت تک رہیں۔ اس کا مفہوم دلوں میں رہے گا۔ اس کے مقاصد و مطالب کی حفاظت اصل کام ہے۔ (شہادۃ القرآن ص ۵۵ـ۵۶ خزائن ج ۶ ص ۳۵۱)

چوتھا چیلنج

کیا کسی نبی نے کافر حکومت کی اتنی خوشامد کی ہے اور اتنی دعائیں دی ہیں اور اتنی خدمت کی ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزی حکومت کی کی ہے۔

پانچواں چیلنج

اگر کوئی ایسا نبی آنا تھا جس کا انکار کر کے ساری امت کافر ہو جاتی تو کیا سرور عالم ﷺ نے جہاں اور خبریں مستقبل کی دیں وہاں یہ ضروری نہ تھا کہ ستر کروڑ آدمیوں کی امت کو کفر سے بچانے کے لیے کچھ فرما دیتے۔ کیا لانبی بعدی فرما کر اور عیسیٰ علیہ السلام کے دمشق کا ذکر کر کے اور مریم کے بیٹے کے نازل ہونے اور دوبارہ آنے کی متواتر خبریں دے کر خود آپ نے امت کے لیے سامان کفر (اعاذنا اللہ) مہیا نہیں کیا۔

مرزا ناصر احمد نے اتمام حجت کے ساتھ دل سے سچ مان لینے کی دم لگا کر ایک بڑا دھوکہ کا کام کیا ہے۔

خود مرزا کا قول ہے۔ "اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے چاہے نہ کرے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۳)

دیکھیے اس عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اتمام حجت کے ساتھ دل سے سچا سمجھ کر انکار کرنے کی دم نہیں لگائی۔

اس سے ظاہر ہے کہ ماننے یا نہ ماننے کے بجائے جب اس کے سامنے دلیل سے بات ہو گئی۔ دعوت حق پہنچ گئی اب اس پر اتمام حجت ہو گیا چاہے مانے یا نہ مانے۔

اگر اس طرح تسلیم کیا جائے تو دنیا کے زیادہ تر کافر جو حضور ﷺ کو نبی نہیں سمجھتے ان کے انکار سے وہ کیوں بڑے کافر ہوئے۔

مرزا ناصر احمد نے کہا ہے کہ مرزا قادیانی کے انکار سے خدا آخرت میں سزا دے گا۔ دنیا میں یہ مسلمانوں ہی میں شمار ہیں اور ان سے کلی دنیاوی سلوک مسلمانوں کی طرح ہوگا۔ اس طرح وہ اپنی تکفیر پر پردہ ڈالتے ہیں۔ مگر ان کو معلوم ہو کہ دل کی بات خدا جانتا ہے۔ یہاں قاضی اور عدالت بھی ظاہر پر فیصلہ کریں گے۔ اگر مرزا نبی ہے تو اس کا انکار کفر ہے پھر کوئی آدمی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ مانے مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اور اگر نبوت ختم ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے سب قطعی کافر ہیں۔

دوسری طرح جیسے قرآن پاک میں ہے "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا"
"کہ ہم جب تک رسول نہ بھیج دیں عذاب نہیں دیتے۔"

یہاں صرف رسول کے بھیجنے کا ذکر ہے۔ اس کو دل سے سچا سمجھ کر انکار کا ذکر نہیں ہے اور رسول بھیجنے کے بعد منکر رسول کو صرف عذاب اخروی نہیں دیا جاتا بلکہ وہ مسلمان بھی نہیں سمجھا جاتا۔ پھر قرآن نے صرف یہ بتایا ہے کہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ "ما جاءنا من نذیر" کہ ہمارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا۔ اس میں سمجھنے نہ سمجھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ صرف ایجاد مرزا ہے۔ ہاں بعض کافر ایسے بھی ہیں جو دل سے سچا سمجھنے کے باوجود انکار کرتے ہیں مگر بعض دوسرے بھی ہیں۔

تکفیر کو چھپانے کا نیا ڈھونگ

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین نے عام مسلمانوں کو کافر کہا لیکن اپنی اس تکفیر کو عجیب طریقہ سے چھپا لیا۔ کہ چونکہ دوسروں نے مجھے کافر کہا اور مسلمان کو کافر کہنے سے وہ خود ہی کافر ہوگئے۔ یا انہوں نے قرآن و حدیث کے بیان کردہ مسیح موعود کا انکار کیا۔ اس لیے وہ خود ہی کافر ہوگئے۔

واہ جی مرزا واہ! آپ اگر تنہا ہی بیٹھیں تو آپ کو لوگ گلے لگائیں گے یا کافر مطلق کہیں گے۔ پھر آپ کہیں گے کیا کروں یہ لوگ مجھے کافر کہنے کی وجہ سے خود کافر ہوگئے۔ آپ نبی بنیں پیغمبروں کی توہین کریں مسلمان مجبوراً آپ کو کافر کہیں گے۔ پس آپ کے لیے یہ بہانہ کافی ہے کہ یہ لوگ مجھے کافر کہنے سے کافر ہوگئے۔

گویا پھر تو آپ ڈبل کافر ہو جاتے ہیں۔ ایک غلط دعووں کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں کو اپنی منطق کے لحاظ سے کافر بن جانے کا سبب بننے سے.....

(۲۶)... وبإسناده عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال تملأ الأرض جورا و ظلما فيخرج رجل من عترتي فيملك سبعا أو تسعا فيملأ الأرض عدلا و قسطا كما ملئت جورا و ظلما (۱)

(۲۶)... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (آخری زمانہ میں) زمین جور و ظلم سے بھر جائے گی تو میری اولاد سے ایک شخص پیدا ہوگا اور سات سال یا نو سال خلافت کرے گا (اور اپنے زمانہ خلافت میں) زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح سے پہلے وہ جور و ظلم سے بھری ہوئی۔

قال أبو عبد الله هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه وأخرجه الذهبي رحمه الله في تلخيصه ثم سكت عليه (۲)۔

قال الإمام الحافظ أبو الحسن العلامة نور الدين الهيثمي رحمه الله تعالى في مجمع الزوائد (۳)۔

---

(۱) المستدرک ج۴، ص ۵۵۸

(۲) وسكت عنه الذهبي مكتفيا بكلامه على الحديث الذي أخرجه الحاكم من طريق آخر قبل هذا الموضع بصفحة في ج۴، ص ۵۵۷ ولفظه الشيخ أيضا تحت رقم ۲۲ والله أعلم

(۳) هو العلامة الإمام الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان أبو الحسن الهيثمي المصري القاهري ولد سنة ۷۳۵ھ وتوفي سنة ۸۰۷ھ له كتب و تخاريج في الحديث منها مجمع الزوائد ومنبع الفوائد طبع في عشرة أجزاء قال الكتاني و هو من أنفع كتب الحديث بل لم يوجد مثله كتاب ولا صنف نظيره في هذا الباب وللسيوطي بغية الرائد في الذيل على مجمع الزوائد لكنه لم يتم و ترتيب الثقات لابن حبان (مخطوطة) و تقريب البغية في ترتيب أحاديث الحلية (مخطوطة) ومجمع البحرين في زوائد المعجمين والمقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي (مخطوطة) وزوائد ابن ماجة على الكتب الخمسة (مخطوطة) و موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان و غاية المقصد في زوائد أحمد و البحر الزخار في زوائد مسند البزار والبدر المنير في زوائد المعجم الكبير، و بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، الأعلام للزركلي ج

(۲۷) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال ابشرکم بالمہدی یبعث فی امتی علی اختلاف من الناس وزلزال فیملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما یرضی عنہ ساکن السماء وساکن الارض یقسم المال صحاحا. قال لہ رجل ما صحاحا؟ قال بالسویۃ بین الناس ویملأ اللہ قلوب امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غنی ویسعہم عدلہ حتی یأمر منادیا فینادی فیقول: من لہ فی المال حاجۃ؟ فما یقوم من الناس الا رجل واحد فیقول: انا فیقول لہ ائت السدان یعنی الخازن فقل لہ ان المہدی یأمرک ان تعطینی مالا فیقول لہ احث فیحثی حتی اذا جعلہ فی حجرہ واحرزہ ندم فیقول کنت اجشع امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نفسا او عجز عنی ما وسعہم؟ قال فیردہ فلا یقبل منہ فیقال لہ: انا لا نأخذ شیئا اعطیناہ فیکون کذلک سبع سنین او ثمان سنین او تسع سنین ثم لا خیر فی العیش بعدہ او قال ثم لا خیر فی الحیاۃ بعدہ۔

(۲۷) ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں جو میری امت میں اختلاف و اضطراب کے زمانہ میں بھیجا جائے گا تو وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ زمین اور آسمان والے اس سے خوش ہوں گے۔ وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دے گا (یعنی اپنے دور حکومت میں وہ کسی کا امتیاز نہیں برتے گا) اللہ تعالیٰ (ان کے دور خلافت میں) میری امت کے دلوں کو استغنا و بے نیازی سے بھر دے گا۔ (اور بغیر امتیاز و ترجیح کے) ان کا انصاف سب کو محیط ہوگا وہ اپنے منادی کو حکم دے گا کہ عام اعلان کر دے کہ جسے مال کی ضرورت ہو (وہ مہدی کے پاس آ جائے اس اعلان پر)

مسلمانوں کی جماعت میں سے بجز ایک شخص کے کوئی بھی نہیں کھڑا ہوگا۔ مہدیؑ اس سے کہے گا! خازن کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ مہدیؑ نے مجھے مال دینے کا تمہیں حکم دیا ہے (یہ شخص خازن کے پاس پہنچے گا) تو خازن اس سے کہے گا اپنے دامن میں بھر لے چنانچہ وہ (حسب خواہش) دامن میں بھر لے گا اور خزانے سے باہر لائے گا تو اسے (اپنے اس عمل پر) ندامت ہوگی اور (اپنے دل میں کہے گا کہ) امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سب سے بڑھ کر لالچی اور حریص میں ہی ہوں یا یوں کہے گا میرے ہی لیے وہ چیز ناکافی ہے جو دوسروں کے واسطے کافی ووافی ہے۔ (اس ندامت پر) وہ مال واپس کرنا چاہے گا مگر اس سے یہ مال قبول نہیں کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ ہم دے دینے کے بعد واپس نہیں لیتے۔ مہدیؑ عدل وانصاف اور داد و دہش کے ساتھ آٹھ یا نو سال زندہ رہے گا۔ اس کی وفات کے بعد زندگی میں کوئی خوبی نہیں ہوگی۔

قُلْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ بِاخْتِصَارٍ كَثِيْرٍ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ بِأَسَانِيْدِهِ وَأَبُوْ يَعْلٰى بِاخْتِصَارٍ كَثِيْرٍ وَرِجَالُهُمَا ثِقَاتٌ(۱)

(۳۸)۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيْفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ فَيَأْتِيْ مَكَّةَ فَيَسْتَخْرِجُهُ النَّاسُ مِنْ بَيْتِهِ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُوْنَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَيَتَجَهَّزُ إِلَيْهِ جَيْشٌ مِنَ الشَّامِ حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِالْبَيْدَاءِ خُسِفَ بِهِمْ فَيَأْتِيْهِ عَصَائِبُ الْعِرَاقِ وَأَبْدَالُ الشَّامِ وَيَنْشَؤُ رَجُلٌ بِالشَّامِ وَأَخْوَالُهُ مِنْ كَلْبٍ فَيُجَهِّزُ إِلَيْهِ جَيْشٌ فَيَهْزِمُهُمُ اللّٰهُ فَتَكُوْنُ الدَّائِرَةُ عَلَيْهِمْ فَذٰلِكَ يَوْمُ كَلْبٍ

---

(۱) مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۱۴۔

اَلْخَائِبُ مَنْ خَابَ مِنْ غَنِيْمَةِ كَلْبٍ فَيَفْتَحُ الْكُنُوْزَ وَيَقْسِمُ الْأَمْوَالَ وَيُلْقِي الْإِسْلَامُ بِجِرَانِهِ إِلَى الْأَرْضِ فَيَعِيْشُوْنَ بِذٰلِكَ سَبْعَ سِنِيْنَ أَوْ قَالَ تِسْعَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ (۱)

(۲۸) حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا۔ (یعنی اس کی جگہ دوسرے خلیفہ کے انتخاب پر، یہ صورت حال دیکھ کر) خاندان بنی ہاشم کا ایک شخص (اس خیال سے کہیں لوگ میرے اوپر بار خلافت نہ ڈال دیں) مدینہ سے مکہ چلا جائے گا۔ (کچھ لوگ اسے پہچان کر کہ یہی مہدیؒ ہیں) اسے گھر سے نکال کر باہر لائیں گے اور حجر اسود ومقام ابراہیم کے درمیان زبردستی اسکے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لیں گے (اس کی بیعت خلافت کی خبر سن کر ایک لشکر مقابلہ کے لیے) شام سے اس کی سمت روانہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جب مقام بیداء (مکہ و مدینہ کے درمیانی میدان) میں پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال حاضر ہوں گے اور ایک شخص شام سے (سفیانی) نکلے گا جس کی ننھیال قبیلہ کلب میں ہوگی اور اپنا لشکر خلیفہ مہدیؒ کے مقابلہ کے لیے روانہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سفیانی کے لشکر کو شکست دے دے گا۔ یہی کلب کی جنگ ہے۔ وہ شخص خسارہ میں رہے گا جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا پھر خلیفہ مہدیؒ خزانوں کو

---

(۱) مجمع الزوائد ج۷ ص ۳۱۵ وحکی ابن القیم فی المنار المنیف ص ۱۴۴ و قال رواہ الامام احمد باللفظین و رواہ ابو داؤد من وجہ آخر عن قتادۃ عن ابی الخلیل عن عبد اللہ بن الحارث عن ام سلمۃ مختصرا (وقد مر تحت رقم ۱۱) و رواہ ابو یعلی الموصلی فی مسندہ من حدیث قتادۃ عن صالح ابی الخلیل عن صاحب لہ وربما قال صالح عن مجاہد عن ام سلمۃ والحدیث حسن ومثلہ مما یجوز أن یقال فیہ صحیح.

کھول دیں گے اور خوب بہ افراط بخشش کریں گے اور اسلام پورے طور پر زمین میں تمام ہو جائے گا۔ لوگ اس عیش و راحت کے ساتھ سات یا نو سال رہیں گے (یعنی جب تک خلیفہ مہدیؑ حیات رہیں گے لوگوں میں فارغ البالی اور چین سکون رہے گا)۔

(۲۹) ... وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المھدی قال ان قصر فسبع والا ثمان والا فتسع ولیملأن الارض قسطا کما ملئت ظلما وجورا رواہ البزار ورجالہ ثقات وفی بعضھم بعض ضعف (۱)

(۲۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہدیؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ان کی مدت خلافت کم ہوئی تو سات برس ہوگی ورنہ آٹھ یا نو سال ہوگی وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ جس طرح اس سے پہلے ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

(۳۰) وعن جابر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون فی امتی خلیفۃ یحثی المال فی الناس حثیا لا یعدہ عدا ثم قال والذی نفسی بیدہ لیعودن رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح (۲)

(۳۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایک خلیفہ ہوگا۔ جو لوگوں کو لپ بھر بھر تقسیم کرے گا، شمار نہیں کرے گا۔ (یعنی سخاوت اور دریادلی کی وجہ سے بغیر گنے کثرت سے لوگوں میں عطایا تقسیم کرے گا) اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کی قدرت میں میری جان ہے، البتہ ضرور لوٹے گا (یعنی امر اسلام مضمحل ہو جانے کے بعد ان کے زمانہ میں پھر سے فروغ حاصل کرے گا)۔

---

(۱) مجمع الزوائد ج ۷، ص ۳۱۷۔

(۲) مجمع الزوائد ج ۷، ص ۳۱۷۔

(۱۳) ... وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِی الْمَهْدِیُّ اِنْ قُصِرَ فَسَبْعٌ وَاِلَّا فَثَمَانٌ وَاِلَّا فَتِسْعٌ تَنْعَمُ اُمَّتِیْ فِیْهَا نِعْمَةً لَمْ یَنْعَمُوْا مِثْلَهَا یُرْسِلُ السَّمَاءُ عَلَیْهِمْ مِدْرَارًا وَلَا یَدَّخِرُ الْاَرْضُ شَیْئًا مِّنَ النَّبَاتِ وَالْمَالُ كُدُوْسٌ یَقُوْمُ الرَّجُلُ یَقُوْلُ یَا مَهْدِیُّ اَعْطِنِیْ فَیَقُوْلُ خُذْهُ، رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ (۱) قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْحُجَّةُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی (۲)

(۱۳)…. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک مہدیؓ ہوگا (اس کی مدت خلافت) اگر کم ہوئی تو سات یا آٹھ یا نو سال ہوگی۔ میری امت اس کے زمانہ میں اس قدر خوش حال ہوگی کہ اتنی خوش حالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ آسمان سے (حسب ضرورت) موسلا دھار بارش ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار کو اگا دے گی۔ ایک شخص کھڑا ہو کر مال کا سوال کرے گا تو مہدیؓ کہیں گے (اپنی حسب خواہش خزانہ میں جا کر) خود لے لو۔

---

(۱) مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۱۷

(۲) الإمام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبة العبسی مولاهم الکوفی ولد سنة ۱۵۹ وتوفی سنة ۲۳۵ھ حافظ الحدیث له فیه کتب منها المسند والمصنف جمع فیه الأحادیث علی طریقة المحدثین بالأسانید وفتاوی التابعین وأقوال الصحابة مرتبا علی الکتب والأبواب علی ترتیب الفقه وهو أکبر من مصنف عبدالرزاق بن همام راجع الأعلام للزرکلی ج ۴ ص ۱۱۷، ۱۱۸ والمستطرفة للکتانی ص ۳۹)

(٣٣) ... حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ (١) وَأَبُوْ دَاوُدَ (٢) عَنْ يَاسِيْنَ (٣) الْعِجْلِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ (٣) بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ أَبِيْهِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِيُّ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ يُصْلِحُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ لَيْلَةٍ (٥)

---

(١) الفضل بن دكين وهو لقب واسمه عمرو بن حماد بن زهير بن درهم التيمي مولى آل طلحة أبو نعيم الملائي الكوفي الأحول روى عنه البخاري فأكثر قال احمد أبو نعيم صدوق ثقة موضع للحجة في الحديث وقال ابن سعد وكان ثقة مأموناً كثير الحديث حجة. الخ (تهذيب التهذيب ج٨، ص ٢٤٣ ـ ٢٤٨).

(٢) عمر بن سعد بن عبيد أبو داؤد الحفري الكوفي وحفر موضع بالكوفة قال ابن معين ثقة، وقال ابو حاتم صدوق كان رجلا صالحا وقال الآجري عن ابي داؤد كان جليلا جدا وقال ابن سعد كان ناسكا زاهدا له فضل وتواضع الخ تهذيب التهذيب ج٧، ص ٣٩٧ ـ ٣٩٨.

(٣) ياسين بن شيبان ويقال ابن سنان العجلي الكوفي، تهذيب التهذيب ج ١١، ص ١٥٢ وقال الحافظ ايضا في التقريب الياسين بن شيبان وابن سنان العجلي الكوفي لا باس به من السابعة ووهم من زعم انه ابن معاذ الزيات، ص ٢٤٣.

(٤) ابراهيم بن محمد ابن الحنفية قال محمد بن اسحاق العجلي ثقة الخ تهذيب التهذيب ج ١، ص ١٣٦.

(٥) مصنف ابن ابي شيبة ج ١٥، ص ١٩٧ طبع الدار السلفية بمبئي الهند، تهذيب التهذيب ج ١١، ص ١٠٩ ـ ١١٢ ـ اى يتوب عليه ويوفقه ويلهمه رشده بعد ان لم يكن كذلك (الفتن والملاحم ابن كثير ج ١، ص ٣١) وهذا الحديث اخرجه الحفاظ في كتبهم منهم الحافظ ابو عبدالله محمد بن يزيد ابن ماجة في سننه في كتاب الفتن والحافظ ابو بكر البيهقي والامام احمد بن حنبل في مسند علي بن ابي طالب وقال الشيخ احمد شاكر اسناده صحيح.

(٣٣) حدثنا وكيع (١) عن ياسين عن ابراهيم بن محمد عن ابيه عن علي رضي الله عنه مثله، ولم يرفعه (٢)

(٣٣،٣٢) ۔ حضرت علیؓ سے مرفوعاً وموقوفاً مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا مہدی میرے اہل بیت سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے ایک ہی رات میں صالح بنادے گا (یعنی اپنی توفیق وہدایت سے ایک ہی شب میں ولایت کے اس بلند مقام پر پہنچادے گا جہاں وہ پہلے نہیں تھے)۔

اقول ان الفضل بن دكين وابا داؤد اعني الحفري الكوفي ووكيعا من الائمة المشهورين اخرج لهم الستة إلا ابا داؤد الحفري فلم يخرج إلا مسلم رحمه الله تعالى والاربعة واما ياسين فهو ابن شيبان ويقال ابن سنان العجلي الكوفي قال الدوري عن ابن معين ليس به بأس، وقال إسحاق بن منصور عن ابن معين صالح وقال ابو زرعة: لا بأس به وقال البخاري فيه نظر ولا اعلم حديثا غير هذا وقال يحيى بن يمان: رأيت سفيان الثوري يسأل ياسين عن هذا الحديث قال ابن عدي وهو معروف به ووقع في سنن ابن ماجة عن ياسين غير منسوب فظنه بعض الحفاظ المتأخرين ياسين بن معاذ الزيات فضعف الحديث به فلم يصنع شيئا الخ (من تهذيب

---

(١) وكيع بن الجراح بن مليح الرؤاسي ابو سفيان الكوفي الحافظ قال الامام احمد بن حنبل ما رأيت اوعى للعلم من وكيع ولا احفظ منه وقال نوح بن حبيب القومسي رأيت الثوري ومعمرا ومالكا فما رأت عيناي مثل وكيع الخ تهذيب التهذيب ج ١١ ص ١٠٩ ـ ١١٤

(٢) مصنف ابن ابي شيبة ج ١٥ ص ١٩٨ طبع الدار السلفية، بمبئي

التهذيب) وأما إبراهيم بن محمد بن الحنفية فذكره ابن حبان رحمه الله تعالى في الثقات وقال العجلي ثقة أخرج له الترمذي وابن ماجة والنسائي في مسند علي رضي الله عنه الخ والحاصل أن الرواية رجالها ثقات وتبين من كلام الحافظ ابن حجر العسقلاني رحمه الله تعالى أن تضعيف من ضعف الحديث إنما كان ناشئا بغلبة الفاسد ولأجل هذا صرح في التقريب أيضا، نعم لو كان المراد ياسين الزيات لكانت الرواية ضعيفة وقد نص ابن أبي شيبة على أنه العجلي فالحديث لا غبار عليه والله أعلم.

(۴۳) حدثنا الفضل بن دكين نا فطر عن زر عن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تذهب الدنيا حتى يبعث الله رجلا من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي واسم أبيه اسم أبي الخ (۱)

(۴۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص (مراد مہدیؒ ہیں) بھیجے گا جس کا نام میرے نام کے اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہو گا۔ (یعنی اس کا نام بھی محمد بن عبداللہ ہوگا۔)

أقول رجال هذا السند كلهم رجال الصحاح الستة غير فطر فإنه لم يرو عنه مسلم رحمه الله تعالى وأما البخاري والأربعة فقد أخرجوا له، وثقه أحمد وابن معين والعجلي وابن سعد ومن الناس

---

(۱) مصنف ابن أبي شيبة ج ۱۵، ص ۱۹۸

مَنْ يَسْتَضْعِفُهُ . (١)

(٣٥) حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ ثَنَا فِطْرٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلَؤُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا (٢)

(۳۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر دہر کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا (تو اللہ تعالیٰ اسی کو طویل اور دراز کر دے گا اور) میرے اہل بیت میں سے ایک شخص (مہدیؒ) کو پیدا کرے گا جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم سے بھری ہوگی۔

أَقُولُ رِجَالُ هٰذَا السَّنَدِ كُلُّهُمْ رِجَالُ الصِّحَاحِ السِّتَّةِ غَيْرَ فِطْرٍ فَإِنَّهُ مِنْ رُوَاةِ الْبُخَارِيِّ وَالْأَرْبَعَةِ خَلَا مُسْلِمٍ كَمَا مَرَّ.

---

(١) فطر بن خليفة القرشي المخزومي مولاهم أبو بكر الحناط الكوفي قال الإمام أحمد بن حنبل: ثقة صالح الحديث وقال أحمد كان عند يحيى بن سعيد ثقة، قال ابن أبي خيثمة عن ابن معين ثقة وقال العجلي كوفي ثقة حسن الحديث وكان فيه تشيع قليل وقال أبو حاتم صالح الحديث وقال أبو داود عن أحمد بن يونس كنا نمر على فطر وهو مطروح لا نكتب عنه وقال النسائي لا بأس به وقال في موضع آخر ثقة، حافظ، كيس. وقال ابن سعد كان ثقة إن شاء الله ومن الناس من يستضعفه وقال الساجي صدوق وقال الساجي أيضاً وكان يقدم علياً على عثمان وكان أحمد بن حنبل يقول هو خشبي (أي من الخشبية فرقة من الجهمية) وقال الدار قطني فطر زائغ ولم يحتج به البخاري. الخ تهذيب التهذيب ج ٨، ص ٣٠٠ ـ ٣٠١)

(٢) مصنف ابن أبي شيبة ج ١٥، ص ١٩٨.

(۳۶)...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ نَا مُوْسَى الْجُهَنِيُّ ثَنِيْ عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ الْمَاصِرُ عَنْ مُجَاهِدٍ ثَنِيْ فُلَانٌ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْمَهْدِيَّ لَا يَخْرُجُ حَتّٰى يُقْتَلَ النَّفْسُ الزَّكِيَّةُ فَإِذَا قُتِلَتِ النَّفْسُ الزَّكِيَّةُ غَضِبَ عَلَيْهِمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ فَأَتَى النَّاسُ الْمَهْدِيَّ فَزَفُّوْهُ كَمَا تُزَفُّ الْعَرُوْسُ إِلٰى زَوْجِهَا لَيْلَةَ عُرْسِهَا وَهُوَ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا وَّيُخْرِجُ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا وَتُمْطِرُ السَّمَاءُ مَطَرَهَا وَتَنْعَمُ أُمَّتِيْ فِيْ وِلَايَتِهٖ نِعْمَةً لَمْ تَنْعَمْهَا قَطُّ(۱)

(۳۶)...... امام مجاہدؒ (مشہور تابعی) ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا "نفسِ زکیہ" کے قتل کے بعد ہی خلیفہ مہدیؓ کا ظہور ہوگا۔ جس وقت نفسِ زکیہ قتل کر دیے جائیں گے تو زمین و آسمان والے ان قاتلین پر غضب ناک ہوں گے۔ بعد ازاں لوگ مہدیؓ کے پاس آئیں گے اور انھیں دلہن کی طرح آراستہ و پیراستہ کریں گے اور مہدی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ (ان کے زمانۂ خلافت میں) زمین اپنی پیداوار کو اگا دے گی اور آسمان خوب برسے گا اور ان کے دورِ خلافت میں امت اس قدر خوش حال ہوگی کہ ایسی خوش حالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔

﴿ضروری تنبیہ﴾ ایک نفسِ زکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں جنھوں نے خلیفہ منصور عباسی کے خلاف ۱۴۵ھ میں خروج کیا تھا اور شہید ہوئے تھے۔ حدیث بالا میں مشہور "نفسِ زکیہ" سے مراد یہ شخص نہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے بزرگ ہیں۔

---

(۱) مصنف ابن ابي شيبة ج ۱۵، ص ۱۹۹ هو من كلام الصحابي ولكن له حكم المرفوع لانه لا يعلم من قبل الرأي.

جو آخر زمانہ میں ہوں گے اور ان کی شہادت کے فوراً بعد مہدیؓ کا ظہور ہوگا۔ شیخ محمد بن عبدالرسول البرزنجیؒ نے اپنی مشہور کتاب ''الاشاعۃ لاشراط الساعۃ'' میں یہ بات بصراحت تحریر کی ہے۔

اَقُوْلُ اَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ (۱) بْنُ نُمَيْرٍ فَهُوَ الْهَمْدَانِيُّ الْخَارِفِيُّ الْكُوْفِيُّ اَخْرَجَ لَهُ السِّتَّةُ وَاَمَّا مُوْسٰى (۲) الْجُهَنِيُّ فَهُوَ مُوْسٰى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَوِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُهَنِيُّ الْكُوْفِيُّ وَثَّقَهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَعِيْنٍ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ لَا بَأْسَ بِهِ ثِقَةٌ صَالِحٌ اَخْرَجَ لَهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَمَّا عُمَرُ (۳) بْنُ قَيْسٍ الْمَاصِرُ فَهُوَ الْكُوْفِيُّ وَثَّقَهُ ابْنُ مَعِيْنٍ وَاَبُوْ حَاتِمٍ وَاَبُوْ دَاوٗدَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَخْرَجَ لَهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبُخَارِيُّ فِي الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ ذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَذَكَرَهُ ابْنُ شَاهِيْنٍ فِي الثِّقَاتِ

---

(۱) عبدالله بن نمير الهمداني الخارفي ابو هشام الكوفي ثقة صاحب حديث من اهل السنة من كبار التاسعة الخ (تقريب ص ۱۳۳ وخلاصة المذهب ص ۲۱۴) وقال العجلي ثقة صالح الحديث صاحب سنة وقال ابن سعد كان ثقة كثير الحديث صدوق (تهذيب التهذيب ج ۳، ص ۵۲-۵۳).

(۲) موسى الجهني فهو موسى بن عبدالله ويقال ابن عبدالرحمن الجهني ابو سلمة الكوفي ثقة عابد لم يصح ان القطان طعن فيه (التقريب ص ۳۵۴) ووثقه القطان وقال العجلي ثقة في عداد الشيوخ وقال ابو زرعة صالح وذكره ابن حبان في الثقات وقال ابن سعد كان ثقة قليل الحديث (تهذيب التهذيب ج ۱۰، ص ۳۱۶).

(۳) عمر بن قيس الماصر بن ابي مسلم الكوفي ابو الصباح مولى ثقيف قال ابن معين وابو حاتم ثقة وقال الآجري سئل ابو داؤد عن عمر بن قيس فقال من الثقات واخوه اشهر واوثق وذكره ابن حبان في الثقات وذكره ابن شاهين في الثقات (تهذيب التهذيب ج ۷ ص ۳۳۰-۳۳۰).

قَالَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ يَعْنِي الْمِصْرِيَّ عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ ثِقَةٌ وَأَمَّا مُجَاهِدٌ (١) فَهُوَ إِمَامٌ مَشْهُوْرٌ أَخْرَجَ لَهُ الْأَئِمَّةُ السِّتَّةُ وَغَيْرُهُمْ فَالْحَاصِلُ أَنَّ الرِّوَايَةَ صَحِيْحٌ وَرِجَالُهَا كُلُّهُمْ مُوَثَّقُوْنَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

(۳۷)…… حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُبَايَعُ لِلرَّجُلِ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَلَنْ يَسْتَحِلَّ الْبَيْتَ إِلَّا أَهْلُهُ فَإِذَا اسْتَحَلُّوْهُ فَلَا تَسْأَلْ عَنْ هَلَكَةِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَأْتِي الْحَبَشَةُ فَيُخَرِّبُوْنَ خَرَابًا لَا يُعْمَرُ بَعْدَهُ أَبَدًا وَهُمُ الَّذِيْنَ يَسْتَخْرِجُوْنَ كَنْزَهُ (٢)

(۳۷)…… حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک شخص (یعنی مہدیؒ) سے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائے گی اور کعبہ کی حرمت و عظمت اس کے اہل ہی پامال کریں گے اور جب اس کی حرمت پامال کر دی جائے گی تو پھر عرب کی تباہی کا حال مت پوچھو (یعنی ان پر اس قدر تباہی آئے گی جو بیان سے باہر ہے) پھر حبشی چڑھائی کر دیں گے اور مکہ معظمہ کو بالکل ویران کر دیں گے اور یہی کعبہ کے (مدفون) خزانہ کو نکالیں گے۔

---

(۱) اما مجاهد، فهو مجاهد بن جبير امام مشهور من كبار التابعين قال الذهبي اجمعت الامة على امامة مجاهد والاحتجاج به (تهذيب التهذيب ج ۱۰، ص ۳۸ ـ ۴۰)

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۵، ص ۵۳۔

أَقُوْلُ أَمَّا يَزِيْدُ (١) بْنُ هَارُوْنَ فَهُوَ السُّلَمِيُّ أَبُوْ خَالِدِ نِ الْوَاسِطِيُّ أَحَدُ الْأَعْلَامِ الْحُفَّاظِ الْمَشَاهِيْرِ رَوٰى عَنْهُ السِّتَّةُ قَالَ أَحْمَدُ كَانَ حَافِظًا مُتْقِنًا وَقَالَ أَبُوْ حَاتِمٍ إِمَامٌ لَا يُسْئَلُ عَنْ مِثْلِهِ وَأَمَّا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ (٢) فَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ذِئْبٍ الْقُرَشِيُّ الْعَامِرِيُّ مِنْ أَئِمَّةِ الْمَدَنِيُّ أَحَدُ الْأَعْلَامِ أَخْرَجَ لَهُ السِّتَّةُ قَالَ أَحْمَدُ يُشْبِهُ بِابْنِ الْمُسَيَّبِ وَهُوَ أَصْلَحُ وَأَوْرَعُ وَأَقْوَمُ بِالْحَقِّ مِنْ مَالِكٍ وَأَمَّا سَعِيْدُ بْنُ سَمْعَانَ (٣) فَهُوَ الْأَنْصَارِيُّ الزُّرَقِيُّ أَخْرَجَ لَهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَقَالَ النَّسَائِيُّ ثِقَةٌ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَقَالَ الْبَرْقَانِيُّ عَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ ثِقَةٌ وَقَالَ الْحَاكِمُ تَابِعِيٌّ مَعْرُوْفٌ وَقَالَ الْأَزْدِيُّ ضَعِيْفٌ الخ

---

(١) يزيد بن هارون بن زاذي ويقال زاذان بن ثابت السلمي مولاهم ابو خالد الواسطي احد الاعلام الحفاظ المشاهير قيل اصله من بخارى قال احمد كان حافظا للحديث وقال ابن المديني ما رأيت احفظ منه وقال ابن معين ثقة وقال العجلي ثقة ثبت وقال ابو حاتم ثقة امام صدوق لا يسأل عن مثله (تهذيب التهذيب ج ١١ ص ٣٢٢ ، ٣٢٣)

(٢) ابن ابي ذئب فهو محمد بن عبد الرحمن بن المغيرة بن الحارث بن ابي ذئب القرشي العامري ابو الحارث المدني قال احمد صدوق افضل من مالك الا ان مالكا اشد تنقية للرجال منه وقال ابن معين ابن ابي ذئب ثقة وكل من روى عنه ابن ابي ذئب ثقة الا ابا جابر البياضي وكل من روى عنه مالك ثقة الا عبد الكريم ابا امية وقال ابن حبان في الثقات كان من فقهاء اهل المدينة وعبادهم وكان افضل اهل زمانه للحق (تهذيب التهذيب ج ٩ ص ٣٠٤ ، ٣٠٧)

(٣) سعيد بن سمعان الانصاري الزرقي مولاهم المدني (تهذيب التهذيب ج ٤ ص ٣٠) وقال الحافظ في التقريب سعيد بن سمعان الانصاري الزرقي مولاهم المدني ثقة لم يصب الازدي في تضعيفه من الثالثة م ٢٣٨ طبع في بيروت ١٤٠٨ هـ).

﴿تشریح﴾ مشکوۃ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک اہل حبشہ تم سے جنگ نہ کریں تم بھی ان سے نہ لڑو کیونکہ خانہ کعبہ کا خزانہ دو چھوٹی پنڈلیوں والا نکالے گا۔ اس مضمون کی دیگر حدیثیں بھی موجود ہیں۔ حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی قدس سرہ اپنے رسالہ ''قیامت نامہ'' میں لکھتے ہیں کہ جب سارے ایمان دار جہان سے اٹھ جائیں گے۔ تو حبشیوں کی چڑھائی ہوگی اور ان کی سلطنت ساری روئے زمین پر پھیل جائے گی۔ وہ کعبہ کو ڈھا ڈالیں گے اور حج موقوف ہو جائے گا۔ (ترجمہ قیامت نامہ ص۲۲ از مولانا محمد ابراہیم دانا پوری)

وَهٰذَا مَا وَجَدْنَاهُ بِخَطِّ الشَّيْخِ الْمَدَنِيِّ قُدِّسَ سِرُّهُ

وَقَدِ اطَّلَعْتُ عَلٰى طَائِفَةٍ مِّنَ الْأَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ الْوَارِدَةِ فِيْ ذِكْرِ الْمَهْدِيِّ فَأَوْرَدْتُهَا تَتِمَّةً وَتَعْمِيْمًا لِلْفَائِدَةِ وَإِلَيْكُمْ تِلْكَ الْأَحَادِيْثَ۔

الدلائل الاستدلال

(١) ... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ (١) رَوَاهُ الْإِمَامُ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهِ فِي كِتَابِ الْأَنْبِيَاءِ، بَابُ نُزُوْلِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (٢)

(١) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کا (اس وقت خوشی سے) کیا حال ہوگا جب تم میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (آسمان سے) اتریں گے اور تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا۔

(٢) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ وَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ أَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ (٣)

---

(١) إمامكم منكم معناه يصلي (أي عيسى عليه السلام) معكم بالجماعة والإمام من هذه الأمة (عمدة القاري ج ١٦ ص ٤٠) وقال ملا علي القاري والحاصل أن إمامكم واحد منكم دون عيسى عليه السلام (مرقاة شرح المشكوة ج ٥ ص ٢٢٢) وقال الحافظ ابن حجر قال أبو الحسين الخسعي الآبري في مناقب الشافعي تواترت الأخبار بأن المهدي من هذه الأمة وأن عيسى عليه السلام يصلي خلفه (فتح الباري ج ٦ ص ٤٩٣)

(٢) صحيح البخاري ج ١ ص ٤٩٠

(٣) أخرجه الإمام مسلم في صحيحه ج ١ ص ٨٧

(۲)..... حضرت جابر بن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں سے ایک جماعت قیام حق کے لیے کامیاب جنگ قیامت تک کرتی رہے گی۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں ان مبارک کلمات کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا آخر میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (آسمان سے) اتریں گے تو مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا تشریف لائیے ہمیں نماز پڑھایئے (اس کے جواب میں) عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے (اس وقت) امامت نہیں کروں گا۔ تمہارا بعض بعض پر امیر ہے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت امامت سے انکار فرمادیں گے) اس فضیلت و بزرگی کی بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا کی ہے۔

﴿تشریح﴾ مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں گے اور امام خود عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہوں گے، بلکہ امت کا ایک فرد یعنی خلیفہ مہدیؓ ہوں گے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر بحوالہ مناقب الشافعی از امام ابوالحسین آبریؒ لکھتے ہیں کہ اس بارے میں احادیث متواتر ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک نماز خلیفہ مہدیؓ کی اقتداء میں ادا کریں گے۔(۱)

(۳)... وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ اَبِي اُسَامَةَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِالْكَرِيْمِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُقَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمُ الْمَهْدِيُّ تَعَالَ صَلِّ لَنَا. اَلْحَدِيْثَ ذَكَرَهُ الشَّيْخُ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي الْمَنَارِ الْمُنِيْفِ (۱۴۷) وَعَزَاهُ لِلْحَافِظِ ابْنِ اَبِي اُسَامَةَ فِي مُسْنَدِهِ وَقَالَ وَهٰذَا اِسْنَادٌ جَيِّدٌ.

---

(۱) فتح الباری ج ۶ ص ۴۹۳

(۳) ...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (آسمان سے) اتریں گے تو امت کا امیر مہدیؓ ان سے عرض کرے گا آگے تشریف لائیے اور نماز پڑھائیے تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تمہارا بعض بعض پر امیر ہے۔ اس فضیلت کی بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو مرحمت فرمائی ہے۔ (۱)

﴿تشریح﴾ اس حدیث میں امام کے بارے میں تصریح آگئی کہ وہ خلیفہ مہدیؓ ہوں گے۔ لہٰذا بخاری شریف و مسلم شریف کی مذکورہ حدیث میں بھی امام اور امیر سے مراد خلیفہ مہدیؓ ہی ہیں۔

أَمَّا الْحَارِثُ بْنُ أَبِي أُسَامَةَ فَهُوَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَارِثُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُسَامَةَ التَّمِيمِيُّ الْبَغْدَادِيُّ صَاحِبُ الْمُسْنَدِ (الْمُتَوَفَّى ٢٨٢ھ) (٢) وَأَمَّا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ فَهُوَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ مَعْقِلِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَبُو هِشَامٍ الصَّنْعَانِيُّ صَدُوقٌ أَخْرَجَ لَهُ أَبُو دَاوُدَ فِي سُنَنِهِ وَابْنُ مَاجَةَ فِي تَفْسِيرِهِ (٣) وَأَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَهُوَ ابْنُ عَقِيلِ بْنِ مَعْقِلٍ الصَّنْعَانِيُّ صَدُوقٌ أَخْرَجَ لَهُ أَبُو دَاوُدَ (٤) وَأَمَّا عَقِيلٌ فَهُوَ ابْنُ مَعْقِلِ بْنِ مُنَبِّهٍ الْيَمَانِيُّ ابْنُ أَخِ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ صَدُوقٌ أَخْرَجَ لَهُ أَبُو دَاوُدَ (٥) وَأَمَّا وَهْبٌ

---

(۱) المنار المنيف ١٤٧ بحوالہ مسند ابی اسامة

(۲) الرسالة المستطرفة ص ٥٦

(۳) تهذيب التهذيب ص ٨.

(۴) تقريب التهذيب ص ٩٢.

(۵) تقريب التهذيب ص ٣٩٦

فَهُوَ ابْنُ مُنَبِّهِ بْنِ كَامِلٍ الْيَمَانِيُّ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَبْنَاوِيُّ (بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَسُكُوْنِ الْمُوَحَّدَةِ بَعْدَهَا نُوْنٌ) ثِقَةٌ أَخْرَجَ لَهُ أَصْحَابُ السِّتَّةِ سِوٰى ابْنِ مَاجَةَ وَهُوَ أَخْرَجَ لَهُ أَيْضًا فِيْ تَفْسِيْرِهِ (١) فَالْحَاصِلُ إِسْنَادُ هٰذَا الْحَدِيْثِ جَيِّدٌ كَمَا قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ قَيِّمٍ وَقَدْ صُرِّحَ فِيْهِ وَصْفُ الْأَمِيْرِ الْمَذْكُوْرِ بِأَنَّهُ الْمَهْدِيُّ فَيَكُوْنُ هٰذَا الْحَدِيْثُ مُفَسِّرًا لِلْمُرَادِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ الَّذِيْ أَوْرَدَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ فَتَنَبَّهْ.

(٣)...... وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِيْ خِفَّةٍ مِنَ الدِّيْنِ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ ثُمَّ قَالَ ثُمَّ يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيُنَادِيْ مِنَ السَّحَرِ فَيَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَخْرُجُوْا إِلٰى هٰذَا الْكَذَّابِ الْخَبِيْثِ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَجُلٌ جِنِّيٌّ فَيَنْطَلِقُوْنَ فَإِذَا هُمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتُقَامُ الصَّلٰوةُ فَيُقَالُ لَهُ تَقَدَّمْ يَا رُوْحَ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ لِيَتَقَدَّمْ إِمَامُكُمْ فَلْيُصَلِّ بِكُمْ فَإِذَا صَلَّوْا صَلٰوةَ الصُّبْحِ خَرَجُوْا إِلَيْهِ قَالَ فَحِيْنَ يَرَاهُ الْكَذَّابُ يَنْمَاثُ كَمَا يَنْمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ.

(رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ. وَقَالَ الشَّيْخُ الذَّهَبِيُّ فِيْ تَلْخِيْصِهِ هُوَ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ(٢) لِيَتَقَدَّمْ إِمَامُكُمْ فَلْيُصَلِّ بِكُمْ وَالْإِمَامُ حِيْنَئِذٍ هُوَ الْمَهْدِيُّ كَمَا جَاءَ التَّصْرِيْحُ فِي الْحَدِيْثِ رقم ٣٠.

---

(١) تقريب التهذيب ص ٥٨٥

(٢) المستدرك ج٣، ص ٥٣٠.

(۴) .. حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین کے کمزور ہو جانے کی حالت میں دجال نکلے گا اور دجال سے متعلق تفصیلات بیان کرنے کے بعد فرمایا بعد ازاں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (آسمان سے) اتریں گے اور بوقت سحر (یعنی صبح صادق سے پہلے) آواز دیں گے کہ اے مسلمانو! تمہیں اس جھوٹے خبیث سے مقابلہ کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ تو لوگ کہیں گے کہ یہ کوئی جنّات ہے۔ پھر آگے بڑھ کر دیکھیں گے تو انہیں عیسیٰ علیہ السلام نظر آئیں گے۔ پھر نماز فجر کے لیے اقامت ہوگی تو ان کا امیر کہے گا اے روح اللہ امامت کے واسطے آگے تشریف لائیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تمہارا امام ہی تمہیں نماز پڑھائے۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہو جائیں گے تو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں) دجال سے مقابلہ کے لیے نکلیں گے۔ دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو (مارے خوف کے) نمک کے پگھلنے کی طرح پگھلنے لگے گا۔

(۵)... وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَنَعَّمُ أُمَّتِيْ فِيْ زَمَنِ الْمَهْدِيِّ نِعْمَةً لَمْ يَنْعَمُوْا قَطُّ وَيُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا وَلَا تَدَعُ الْأَرْضُ شَيْئًا مِنْ نَبَاتِهَا إِلَّا أَخْرَجَتْهُ. أَوْرَدَهُ الْهَيْثَمِيُّ فِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ وَقَالَ أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ (۱).

(۵) ... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! مہدیؑ کے زمانہ میں میری امت اس قدر خوشحال ہوگی کہ ایسی خوشحالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ آسمان سے (حسب ضرورت) بارش ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار اگا دے گی۔

---

(۱) مجمع الزوائد ج ۷، ص ۳۱۷.

(۲)..... عَنْ اَبِي اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا فَقَالَتْ اُمُّ شَرِيْكٍ بِنْتُ اَبِي الْعَكَرِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلِيْلٌ وَجُلُّهُمْ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ وَاِمَامُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ قَدْ تَقَدَّمَ يُصَلِّيْ بِهِمُ الصُّبْحَ اِذْ نَزَلَ عَلَيْهِمْ ابْنُ مَرْيَمَ الصُّبْحَ فَرَجَعَ ذٰلِكَ الْاِمَامُ يَنْكُصُ يَمْشِي الْقَهْقَرٰى لِيَتَقَدَّمَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَيَضَعُ عِيْسٰى يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهُ تَقَدَّمْ فَصَلِّ فَاِنَّهَا لَكَ اُقِيْمَتْ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ اِمَامُهُمْ الْحَدِيْثَ. رَوَاهُ الْحَافِظُ ابْنُ مَاجَةَ الْقَزْوِيْنِيُّ وَذَكَرَهُ الْمُحَدِّثُ الْكَشْمِيْرِيُّ فِيْ كِتَابِهِ التَّصْرِيْحِ ص ۱۳۲ وَعَزَاهُ اِلٰى ابْنِ مَاجَةَ (۱) وَقَالَ اِسْنَادُهُ قَوِيٌّ وَاَمَّا فِي الْحَدِيْثِ وَاِمَامُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ. فَالْمُرَادُ بِهِ الْمَهْدِيُّ كَمَا جَاءَ التَّصْرِيْحُ بِهِ فِي الْحَدِيْثِ الَّذِيْ مَرَّ سَابِقًا تَحْتَ رَقْمِ (۱)

(۲)..... حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں جس میں ہے کہ ایک صحابیہ ام شریک بنت ابی العکر رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! عرب اس وقت کہاں ہوں گے؟ (مطلب یہ ہے کہ اہل عرب دین کی حمایت میں مقابلے کے لیے کیوں سامنے نہیں آئیں گے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! عرب اس وقت کم ہوں گے اور ان میں بھی اکثر بیت المقدس (یعنی شام) میں ہوں گے اور ان کا امام ایک رجل صالح (مہدیؓ) ہوگا۔ جس وقت ان کا امام نماز فجر کے لیے آگے بڑھے گا۔ اچانک عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اسی وقت (آسمان سے) اتریں گے۔ امام پیچھے ہٹے گا تاکہ عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام امام کے مونڈھوں کے درمیان

---

(۱) سنن ابن ماجہ فی حدیث طویل ص ۲۰۳ ۸۰ھ۔

ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے، آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ کیونکہ تمہارے ہی لیے اقامت کہی گئی ہے تو امام لوگوں کو نماز پڑھائے گا۔

(۷) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَرْفُوْعًا وَیَنْزِلُ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ عِنْدَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَیَقُوْلُ لَہٗ اَمِیْرُھُمْ یَا رُوْحَ اللّٰہِ تَقَدَّمْ صَلِّ فَیَقُوْلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃُ اُمَرَاءُ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ فَیَتَقَدَّمُ اَمِیْرُھُمْ فَیُصَلِّیْ، اَلْحَدِیْثَ.

رَوَاہُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَصَحَّحَہٗ وَاَوْرَدَہُ الشَّیْخُ الْھَیْثَمِیُّ فِیْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ عَنْ اَحْمَدَ وَالطَّبْرَانِیِّ ثُمَّ قَالَ وَفِیْہِ عَلِیُّ بْنُ زَیْدٍ وَفِیْہِ ضُعْفٌ وَقَدْ وُثِّقَ وَبَقِیَّۃُ رِجَالِھِمَا رِجَالُ الصَّحِیْحِ (۱)

(۷)۔ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام نماز فجر کے وقت (آسمان سے) اتریں گے تو مسلمانوں کا امام ان سے عرض کرے گا، اے روح اللہ! آگے تشریف لائیے، نماز پڑھائیے، تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ اس امت کا بعض بعض پر امیر ہے تو مسلمانوں کا امیر آگے بڑھے گا اور نماز پڑھائے گا۔

﴿تشریح﴾ عیسیٰ علیہ السلام اس دن کی نماز فجر اس وقت کے امام کی اقتداء میں ادا کریں گے۔ اس کے بعد پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امامت کے فرائض انجام دیں گے جیسا کہ دیگر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔

---

(۳) المستدرک ج ۴ ص ۴۷۸ و مجمع الزوائد ج ۷، ص ۳۴۲.

(۸) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ فِتْنَةٌ يُحَصَّلُ النَّاسُ فِيْهَا كَمَا يُحَصَّلُ الذَّهَبُ فِي الْمَعْدِنِ فَلَا تَسُبُّوْا أَهْلَ الشَّامِ وَلٰكِنْ سُبُّوْا شِرَارَهُمْ فَإِنَّ فِيْهِمُ الْأَبْدَالَ يُوْشِكُ أَنْ يُرْسَلَ عَلَى أَهْلِ الشَّامِ سَيْبٌ مِنَ السَّمَاءِ فَيُفَرِّقُ جَمَاعَتَهُمْ حَتَّى لَوْ قَاتَلَتْهُمُ الثَّعَالِبُ غَلَبَتْهُمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَخْرُجُ خَارِجٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ فِيْ ثَلَاثِ رَايَاتٍ الْمُكَثِّرُ يَقُوْلُ هُمْ خَمْسَةَ عَشَرَ أَلْفًا وَالْمُقَلِّلُ يَقُوْلُ اِثْنَا عَشَرَ أَلْفًا أَمَارَتُهُمْ أَمِتْ أَمِتْ يَلْقَوْنَ سَبْعَ رَايَاتٍ تَحْتَ كُلِّ رَايَةٍ رَجُلٌ يَطْلُبُ الْمُلْكَ فَيَقْتُلُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا وَيَرُدُّ اللّٰهُ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ أُلْفَتَهُمْ وَنِعْمَتَهُمْ وَقَاصِيَهُمْ وَدَانِيَهُمْ.

قَالَ الشَّيْخُ الْهَيْثَمِيُّ أَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَفِيْهِ ابْنُ لَهِيْعَةَ وَهُوَ لَيِّنٌ وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ وَأَقَرَّهُ الذَّهَبِيُّ وَفِيْهِ رِوَايَةٌ ثُمَّ يَظْهَرُ الْهَاشِمِيُّ فَيَرُدُّ اللّٰهُ النَّاسَ أُلْفَتَهُمْ وَلَيْسَ فِيْ هٰذَا الطَّرِيْقِ ابْنُ لَهِيْعَةَ وَهُوَ إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ كَمَا ذَكَرَ (۱).

(۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! آخر زمانے میں فتنے برپا ہوں گے۔ ان فتنوں سے لوگ اس طرح چھنٹ جائیں گے جس طرح سونا کان سے چھانٹا جاتا ہے۔ (یعنی فتنوں کی کثرت وشدت کی وجہ سے پختہ مومن ہی ایمان پر ثابت رہیں گے) لہذا تم لوگ اہل شام کو برا بھلا مت کہو بلکہ ان میں جو برے لوگ ہیں

---

(۱) مجمع الزوائد ج۷ ص ۳۱۶ والمستدرک ج ۴ ص ۵۵۳.

ان کو برا بھلا کہو، اس لیے کہ اہل شام میں ابدال بھی ہیں۔ عنقریب اہل شام پر آسمان سے سیلاب آئے گا (یعنی آسمان سے موسلا دھار بارش ہوگی جو سیلاب کی شکل اختیار کرے گی) جو ان کی جماعت کو غرق کر دے گا۔ (اس سیلاب کی بناء پر ان کی حالت اس قدر کمزور ہو جائے گی کہ) اگر ان پر لومڑی حملہ کر دے تو وہ بھی غالب ہو جائے گی۔ اسی (انتہائی فتنہ و ضعف کے زمانہ میں) میرے اہل بیت سے ایک شخص (یعنی مہدیؑ) تین جھنڈوں میں ظاہر ہوگا (یعنی ان کا لشکر تین جھنڈوں پر مشتمل ہوگا) اس کے لشکر کو زیادہ تعداد میں بتانے والے کہیں گے کہ ان کی تعداد پندرہ ہزار ہے اور کم بتانے والے اسے بارہ ہزار بتائیں گے۔ اس لشکر کا مدعی کلمہ امت امت ہوگا۔ (یعنی جنگ کے وقت اس لشکر کے سپاہی لفظ امت امت کہیں گے تاکہ ان کے ساتھی سمجھ جائیں کہ یہ ہمارا آدمی ہے۔ عام طور پر جنگوں کے موقع پر اس طرح کے الفاظ باہم مقرر کیے جاتے تھے۔ بطور خاص شب خون کے موقعوں پر اس اصطلاح کا استعمال اہم سمجھا جاتا تھا تاکہ لاعلمی میں اپنے آدمی کے ہاتھوں اپنا ہی آدمی نہ مارا جائے۔ ویسے امت امت کا معنی یہ ہے کہ اے اللہ دشمنوں کو موت دے یا اے مسلمانو! دشمنوں کو مارو) مسلمانوں کا یہ لشکر سات جھنڈوں پر مشتمل لشکر سے مدمقابل ہوگا۔ جس میں سے ہر جھنڈے کے تحت لڑنے والا سربراہ ملک و سلطنت کا طالب ہوگا۔ (یعنی یہ لوگ ملک و سلطنت حاصل کرنے کی غرض سے مسلمانوں سے جنگ کریں گے) اللہ تعالیٰ ان سب کو (مسلمانوں کے لشکر کے ہاتھوں) ہلاک کر دے گا (نیز) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی جانب ان کی باہمی یگانگت و الفت، نعمت و آسودگی لوٹا دے گا اور ان کے قریب و دور کو جمع کر دے گا۔

(۹)۔۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْمَهْدِيَّ فَقَالَ: هُوَ حَقٌّ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ فَاطِمَةَ.

رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ مِنْ طَرِيْقِ عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَسَكَتَ، وَأَيْضًا عَنْهُ الْإِمَامُ الذَّهَبِيُّ (۱) وَأَوْرَدَهُ النَّوَّابُ صِدِّيْقُ حَسَنْ خَانُ الْقَنُّوْجِيُّ فِي الْإِذَاعَةِ وَقَالَ صَحِيْحٌ (۲)

(۹)۔۔۔۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مہدیؑ کا ذکر کرتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے فرمایا مہدیؑ حق ہے۔ (یعنی ان کا ظہور برحق اور ثابت ہے) اور وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا۔

قَدْ تَمَّ التَّعْلِيْقُ وَالتَّحْقِيْقُ وَالْاِسْتِدْرَاكُ بِعَوْنِ اللّٰهِ عَزَّ اسْمُهُ عَلٰى يَدِ الْعَاجِزِ حَبِيْبِ الرَّحْمٰنِ الْقَاسِمِيِّ فِيْ ۱۲، رَبِيْعِ الثَّانِيْ ۱۴۱۳ھ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ أَوَّلًا وَآخِرًا وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ.

---

(۱) المستدرک ج ۴ ص ۵۵۷.

(۲) الإذاعة لما كان ويكون بين يدي الساعة ص ۰۶ مطبوعة الصديقي بريس ۱۲۹۳ھ.

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی قیمت

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ
[illegible]
قیمت 150/-

[illegible] قادیانی مذہب
[illegible]
قیمت 75/-

خاتم النبیین
[illegible]
قیمت 70/-

تحفہ قادیانیت
[illegible]
قیمت 150/-

تحفہ قادیانیت
[illegible]
قیمت 150/-

تحفہ قادیانیت
[illegible]
قیمت 150/-

تحفہ قادیانیت
[illegible]
قیمت 150/-

تحفہ قادیانیت
[illegible]
قیمت 150/-

احتساب قادیانیت
[illegible]
قیمت 100/-

احتساب قادیانیت
[illegible]
قیمت 125/-

احتساب قادیانیت
[illegible]
قیمت 125/-

احتساب قادیانیت
[illegible]
قیمت 125/-

احتساب قادیانیت
[illegible]
قیمت 125/-

احتساب قادیانیت
[illegible]
[illegible]

احتساب قادیانیت
[illegible]
قیمت 125/-

احتساب قادیانیت
[illegible]
قیمت 125/-

احتساب قادیانیت
[illegible]
قیمت 125/-

احتساب قادیانیت
[illegible]
قیمت 125/-

احتساب قادیانیت
[illegible]
قیمت 125/-

احتساب قادیانیت
[illegible]
قیمت 125/-

احتساب قادیانیت
[illegible]
قیمت 125/-

[illegible]
[illegible]
قیمت 100/-

آئینہ قادیانیت
[illegible]
قیمت 50/-

[illegible]
[illegible]
قیمت 50/-

[illegible]
[illegible]
قیمت 100/-

رئیس قادیان
[illegible]
قیمت 100/-

[illegible]
[illegible]
قیمت 80/-

[illegible]
[illegible]
قیمت 100/-

تحفہ قادیانیت مکمل سیٹ رعایتی قیمت 600/- احتساب قادیانیت مکمل سیٹ رعایتی قیمت 1300/-

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون 514122

نوٹ ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

[illegible]

مسلمانوں کے مرزائیت سے نفرت کے اسباب

اور مرزا قادیانی کے متضاد اقوال

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

مخدوم العلماء والصلحاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا وجود اسلامیان وطن کے لیے عطیہ خداوندی تھا۔ آپ کی ذات گرامی سے حق تعالیٰ نے پاکستان میں احیاء اسلام کے لیے گرانقدر کام لیا۔ آپ کے خطبات جمعہ، ملفوظات مجالس، کتب و رسائل، ترجمہ قرآن مجید کے فیوض و برکات سے آج ایک زمانہ مستفیض ہو رہا ہے۔ آپ کل پاکستان جمعیت علماء اسلام کے پہلے امیر مرکزیہ تھے۔ یہ سب آپ کی باقیات الصالحات ہیں۔ تقریباً ہر دینی فتنہ کے خلاف تحریری و تقریری طور پر آپ نے کام کیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے آپ کی ایمان پرور یادیں، جہاد آفریں کوششیں تاریخ کا انمٹ حصہ ہیں۔ انہی یادوں میں سے ایک یہ کتابچہ بھی ہے۔ جسے ''احتساب قادیانیت'' کی اس جلد میں شائع کرنے کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو سعادت نصیب ہو رہی ہے۔

خاکپائے حضرت لاہوریؒ
فقیر اللہ وسایا، ۱۰؍دسمبر ۲۰۰۵ء

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

برادران اسلام! تقسیم ملک سے پہلے مرزائیوں کے باطل فرقہ کی اشاعت کا دروازہ تقریباً بند ہو چکا تھا۔ کیوں کہ مسلمانوں کے علماء کرام نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے اس باطل اور کفر پرست فرقہ کا پول اس قدر کھول دیا تھا کہ انہیں اتنی ہمت نہیں ہو سکتی تھی کہ کہیں اہل سنت والجماعت کے مقابلہ پر آ سکیں۔ انہیں مناظروں میں اتنی شکستیں مل چکی تھیں کہ انہیں مقابلے میں آنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ بالخصوص مجلس احرار ہند کے صدر مجاہد اعظم، مجسمۂ شجاعت، عاشق قرآن، حافظ قرآن، مقرر سحر بیان، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے احراری فوج کی معیت میں مرزائیت کے قلعہ پر اپنی تقریروں کے گولوں سے وہ بمباری کی کہ مرزائیت کے قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ مرزائیت کے قلعہ کے مسمار ہو جانے کے بعد مسلمانوں کے دلوں سے مرزائیوں کے مسلمان ہونے یا ان کے خادم اسلام ہونے کا خیال نکل گیا۔ بلکہ مسلمانوں کے دلوں میں عقیدہ راسخ ہو گیا کہ فرقہ مرزائیہ اسلام کے بھیس میں اسلام سے دشمنی کر رہا ہے۔

تقسیم ملک

کے بعد اس فرقہ باطلہ نے پھر سر اٹھایا۔ کیونکہ پاکستان میں ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ کئی مرزائی معزز عہدوں پر برسر اقتدار آ گئے۔ اور وہ لوگ اپنے ہم خیال لوگوں کی پوری پوری امداد کرتے اور ہر ممکن کوشش کر کے انہیں اچھی اچھی جگہیں دلانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ اس لیے بہت سے نوجوان روٹی کی خاطر مرزائیت کی رو میں بہتے نظر آتے ہیں۔ ابھی چند دن کا ذکر ہے کہ میرے پاس ایک نوجوان کلرک آیا اور کہا کہ ہم چند دوست ہیں سوائے میرے باقی سب مرزائی ہونے پر آمادہ ہو چکے ہیں کہ ہمارے مسلمان افسر ہماری کوئی مدد نہیں کرتے۔ اور مرزائی افسر اپنے چھوٹے آدمی کے لیے پوری امداد کرتے ہیں۔ اور اسے کامیاب کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سر اقبال مرحوم کی رائے

راقم الحروف (مولانا احمد علی لاہوری) ایک مرتبہ ڈاکٹر سر اقبال مرحوم و مغفور سے ملا اور ان سے میں نے سوال کیا کہ ڈاکٹر صاحب! نوجوان طبقہ کیوں مرزائیت کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ فرمانے لگے، مولوی صاحب! روٹی کے باعث ادھر جھک جاتے ہیں۔

روٹی کے لیے ایمان نہ بیچیں

برادران اسلام! رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ابھی ماں کے پیٹ ہی میں انسان ہوتا ہے۔ اس وقت فرشتہ اللہ تعالیٰ سے وحی کر کے انسان کا رزق مقدر لکھ دیتا ہے۔ میرے بھائیو! جو رزق ماں کے پیٹ میں مقدر ہو چکا ہے۔ اس میں سے ایک دانہ بھی چھوڑ کر انسان دنیا سے نہیں جائے گا اور نہ اس رزق مقدر سے ایک دانہ زائد کھا کر جائے گا۔ جب واقعہ یہ ہے تو پھر خدا تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مسلمان روٹی کے لیے اپنا ایمان نہ بیچیں۔ ورنہ یاد رکھیے۔ ایمان بیچ کر روٹی حاصل کرنے میں دنیا تو برباد ہوگی مگر اس کے ساتھ آخرت بھی برباد ہو جائے گی۔

نفرت بلاسبب نہیں ہے

برادران ملت! مرزائیوں سے مسلمانوں کی نفرت بلا سبب نہیں ہے بلکہ اس کے لیے کئی اسباب ہیں۔ ان کی مختصر فہرست پیش کرتا ہوں۔

پہلا سبب: مرزا غلام احمد نے ایسی امت تیار کی ہے جو کہ انگریزوں کی وفادار فوج ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"سو خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی، جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے۔ سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکرگزاری کی جائے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عملدرآمد کرانے کے لیے بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف کیں اور ان میں تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیونکر آزادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجا لاتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزارہا روپے کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزارہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیرخواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لیے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی سے بھرا ہوا ہے۔" (تحفہ قیصریہ ص ۱۲۱ خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۳، ۲۶۴)

مسلمانوں کی نظر میں انگریز

مسلمان گورنمنٹ برطانیہ کو اس کے موجودہ خیالات و حالات کی بناء پر خدا تعالیٰ کا دشمن، رسول اللہ ﷺ کا دشمن، قرآن کا دشمن، اسلام کا دشمن، مسلمان کا دشمن جانتے ہیں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی مسلمانوں کو اس کی وفادار فوج بنانا چاہتا ہے جس کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی سے بھرا ہوا ہے۔

نتیجہ: ان حالات میں مسلمان کیوں نہ مرزائیت سے متنفر ہوں۔

دوسرا سبب..... خدا تعالیٰ کی توہین

(اپنے خدا ہونے کا دعویٰ)

ایک طرف تو مرزا غلام احمد قادیانی خدا تعالیٰ کا رسول ہونے کا مدعی ہے۔ اپنی کتاب دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱ میں کہتا ہے۔

"سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

اور دوسری طرف خود خدا ہونے کا مدعی ہے کیا کبھی کسی نبی نے خدا ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے اور کیا یہ دعویٰ نمرود اور فرعون جیسا نہیں ہے؟ مرزا کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔" (کتاب البریہ ص ۸۵، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳)

تیسرا سبب..... خدا کا باپ ہونے کا دعویٰ

انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلیٰ کان اللہ نزل من السماء۔

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۲)

چوتھا سبب..... خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ

انت منی بمنزلۃ اولادی۔ (حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۲)

پانچواں سبب..... رسول اللہ ﷺ کی توہین

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر نمبر ۴۳ جلد ۲ ص ۱۴ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

کیا ان شعروں میں رسول اللہ ﷺ کی توہین نہیں ہے؟

جو شخص انگریزوں کے لیے ظاہر و باطن فوج تیار کرنے والا ہو۔ اور جو شخص خود کو گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا کہے اور جو شخص انگریز کے خلاف جہاد کو حرام قرار دے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہلائے۔ بلکہ رسول ﷺ سے اپنے آپ کو افضل سمجھے، کیا مسلمان اس سے خوش ہو سکتے ہیں؟ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی توہین نہیں ہے؟

نوٹ: یہ اشعار اس نظم کے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید اکمل آف گولیکی نے لکھی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے روبرو مجمع عام میں پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور مرزا قادیانی اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے اور اس وقت خود مرزا قادیانی اور کسی دوسرے نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ حالانکہ محمد علی امیر جماعت احمدیہ اور خواجہ وہیں موجود تھے۔ (الفضل قادیان ج ۳۲ ش ۱۹۶ ص ۳ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء)

۲ رسول اللہ ﷺ سے افضل ہونے کا دعویٰ۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳)

اور اپنے معجزات کی تعداد (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶ خزائن ج ۲۱ ص ۷۲) پر دس لاکھ بتلائی ہے۔ کیا یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے؟

۳ "اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله (اعجاز احمدی ص ۷ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

اس عبارت میں نبوت تشریعی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں جو صریح کفر ہے۔

چھٹا سبب..... رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی توہین

"میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے لیے نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کر سکتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔"

(اعجاز احمدی ص ۳۰ خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۵۱)

مسلمانوں کے متعلق مرزا بشیر الدین محمود کے فتوے

۱ کسی مسلمان کا جنازہ مت پڑھو

"قرآن شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو بظاہر ایمان لے آیا ہے لیکن حقیقی طور پر اس کے دل کا کفر معلوم ہو گیا ہے تو اس کا بھی جنازہ جائز نہیں ہے پھر غیر احمدی کا جنازہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔" (انوار خلافت ص ۹۲)

۲ مسلمانوں سے رشتے ناطے جائز نہیں:

"غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے کہ وہ نکاح جائز ہی نہیں ہے لڑکیاں چونکہ طبعاً کمزور ہوتی ہیں ... اس لیے وہ جس گھر میں بیاہی جاتی ہیں اس کے خیالات و اعتقادات کو اختیار کر لیتی ہیں اور اس طرح اپنے دین کو تباہ کر لیتی ہیں۔" (برکات خلافت ص ۷۵، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود)

۳ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

"باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں۔" (انوار خلافت ص ۸۹)

۴ غیر احمد ہندو اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں:

"جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا۔ اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔"

(ملائکۃ اللہ ص ۴۶، مصنفہ بشیر الدین محمود)

۵ تمام اہل اسلام کافر خارج از دائرہ اسلام ہیں:

"سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵)

۶ غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ مت پڑھو:

"پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔" (انوار خلافت ص ۹۳)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کیا

"میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔"

(کتاب البریہ ص ۸۵، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین بزبان مرزا غلام احمد قادیانی

۱ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔"

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

"آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی کمائی کا عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔"

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی اطاعت اور جہاد کی ممانعت میں کتابوں کی

پچاس الماریاں لکھیں:

"میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔"

(تریاق القلوب ص ۱۵ خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

ساتواں سبب مرزا قادیانی کو نبی نہ ماننے والے سب مسلمان حرامزادے ہیں

"ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (زنا کاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔"

(ترجمہ عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷-۵۴۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

آٹھواں سبب: مرزا کے مخالف سور اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بدتر ہیں:

"میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔"

(ترجمہ عربی نجم الہدیٰ ص ۱۰ خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

نواں سبب: مرزا کے معجزات کو نہ ماننے والا شیطان ہے:

"خدا نے مجھے ہزارہا نشانات (معجزات) دیے ہیں لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔" (چشمہ معرفت ص ۳۱۷ خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

کیا یہی شرافت ہے؟

برادران اسلام! کیا یہی شرافت ہے جس کے بل بوتے پر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو نبی اور رسول کہتے ہیں کیا پیغمبروں کے یہی اخلاق ہوتے ہیں؟ مرزا غلام احمد نے اپنے نہ ماننے والے سب مسلمانوں کو حرامزادہ سور اور شیطان سے تعبیر کیا ہے اور سب مسلمان عورتوں کو کتیاں بنا دیا ہے ایسے گرے ہوئے اخلاق کا انسان شریف انسان بھی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائے کہ نبی اور رسول ہو۔

پیغمبر کا اخلاقی مرتبہ

پیغمبر تو سب سے بڑھ کر اعلیٰ درجے کا با اخلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق قرآن مجید میں اعلان ہے: "بے شک تو (اے پیغمبر) بڑے خلق والا ہے۔" (القلم ۴)

دسواں سبب...... انگریزوں کا خود کاشتہ پودا

نبوت کا دعویٰ

"اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے تو وہ انہی میں سے ہے۔"
(مائدہ ۵۱)

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ جو یہود اور نصاریٰ سے دوستی رکھے وہ انہی میں سے ہے۔ اور مرزا قادیانی مسلمانوں کے نبی بنتے ہیں اور نصاریٰ کے یار غار ہیں۔

"صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ "اس خود کاشتہ پودا" کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔ اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں۔ تاکہ ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبرو ریزی کے لیے دلیری نہ کر سکے۔"

درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ۔

منجانب۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

حاصل: یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت خداداد نہیں تھی۔ بلکہ انگریزوں نے اسے نبی بنایا تھا۔ اسی لیے انگریزوں کی حمایت کے لیے مرزا صاحب نے پچاس الماریاں کتابوں کی لکھ کر تمام ممالک اسلامیہ میں وہ کتابیں شائع کیں۔

گیارھواں سبب

عیسائی حکومت کے خلاف جہاد کرنے والے حرامی ہیں:

برادران اسلام! آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جو

عیسائیت کی تصویر اور اس کے حامل رہنما تھے وہ اسلام کے مخالف تھے۔ اسی لیے اس وقت کے عیسائی اسلام سے ٹکرا رہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی:

هلك كسرىٰ فلا كسرىٰ بعده، وإذا هلك قيصر فلا قيصر بعده. (بخاری ج ۲ ص ۹۸۶۔ باب کیف کان یمین النبی ﷺ)

"کسریٰ ہلاک ہو جائے گا اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔ قیصر ہلاک ہوگا اور اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔"

اس فرمان کی بنا پر صحابہ کرامؓ نے قیصر کی حکومت کو تباہ کیا۔ اس کے بعد صلیبی جنگوں میں عیسائی طاقتیں مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی رہیں۔ گویا کہ ابتداء اسلام سے آج تک عیسائیوں سے جہاد ہوتا رہا۔ انگریزوں نے ہی خلافت اسلامی کو پارہ پارہ کیا۔ انگریزوں نے ہی فلسطین میں یہودیوں کو آباد کیا۔ اب مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ انگریزوں سے جہاد کرنے والے حرامی ہیں:

"بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت ہی حماقت کا ہے کیونکہ جن کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض ہے اور واجب ہے ان سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔" (اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ملحقہ شہادت القرآن ص ۸۴ خزائن ج ۶ ص ۳۸۰)

بارہواں سبب: ممانعت جہاد اور اطاعت انگریزی میں کتابوں کی:

پچاس الماریاں

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے جہاد کی ممانعت اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار تقسیم کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر اور شام، کابل اور روم تک پہنچایا۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ بن جائیں۔"

(تریاق القلوب ص ۱۵ خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

تیرھواں سبب: مرزا قادیانی انگریز کی وفاداری

"دوستو! میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں۔ یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس

نے ظالموں کے ہاتھوں سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔" (اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ضمیمہ شہادت القرآن ص ۸۲، خزائن ج ۶ ص ۳۸۰)

وہ حکومت برطانیہ جو خدا کی دشمن (بحیثیت تثلیث پرست ہونے کے) رسول اللہ ﷺ کی دشمن (کہ آپ کو سچا نبی نہیں مانتی) قرآن کی دشمن (کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ نہیں مانتی) اسلام کی دشمن (کہ اس کے مٹانے کے درپے رہی ہے) مسلمان کی دشمن (کہ ہمیشہ مسلمانوں کے درپے آزار رہی) ایسی بے ایمان و دشمن اسلام حکومت کی وفاداری مرزا قادیانی کا جز و ایمان ہے کیا کوئی سچا مسلمان مرزا قادیانی کے اس عقیدہ میں ہم خیال ہو سکتا ہے؟ ہاں وہ لوگ مرزا قادیانی کے ہمنوا ہو سکتے ہیں جو اپنے گناہوں کے سبب سے اپنی عقل سلیم کھو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی سمجھ بوجھ سلب کر لی ہو۔ اللهم لا تجعلنا منهم.

چودھواں سبب...... نبوت کا دعویٰ

"سچا وہ خدا ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد تیس دجال پیدا ہوں گے۔ ان میں ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لہٰذا مسلمان ہر جھوٹے مدعی نبوت کو اس حدیث کی بنا پر دجال کہتے ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی مسلمانوں کے عقیدہ میں انہیں دجالوں میں سے ایک ہیں۔

پندرھواں سبب...... عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعویٰ

"اس خدا کی تعریف جس نے مسیح ابن مریم بنایا۔" (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۷۰، خزائن ج ۲۲ ص ۷۵، اربعین نمبر ۳ ص ۳۲، خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۱)

یہ دعویٰ تو تقریباً تمام کتابوں میں موجود ہے۔ مسلمان تو اسی عیسیٰ ابن مریم کی آمد کے قائل ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے تقریباً پونے پانچ سو سال پہلے پیدا ہوئے تھے اور جو دمشق میں آسمان سے نازل ہوں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت فرمائیں گے نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اپنا دین بنائیں گے۔

سولھواں سبب...... ابراہیم ہونے کا دعویٰ

"آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى۔ اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ

جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا جو اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔"

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۴ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۱)

اس دعویٰ میں قرآن کی آیت کی تحریف ہے اللہ تعالیٰ اسکی بے ایمانیوں سے بچائے کیا رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک مسلمان گمراہ ہی رہے کہ انھوں نے اس آیت کا مصداق رسول اللہ ﷺ کو غلطی سے بنائے رکھا تھا؟ (معاذ اللہ)

برادران اسلام! آئندہ درج شدہ حوالہ جات سے یہ صاف ظاہر ہو جائے گا کہ قادیانی نبی اپنے ہی فیصلے کے مطابق کافر ہے، خارج از اسلام ہے، ملعون ہے، پاگل ہے، منافق ہے، مخبوط الحواس ہے اور جھوٹا ہے۔

قادیانی نبی کی متضاد باتیں

"قادیان طاعون سے اس لیے محفوظ رکھی گئی ہے کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔" (دافع البلاء ص ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۶) "اگرچہ طاعون تمام بلاد پر اپنا پرہیبت اثر ڈالے گی مگر قادیان یقیناً اس کی دستبرد سے محفوظ رہے گا۔" (اخبار الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء)	"طاعون کے دنوں میں جب قادیان میں طاعون زور پر تھا۔ میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا۔" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ۸۴ خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)
چونکہ یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں اس لیے اپنی جماعت کے ان تمام لوگوں کو جو طاعون زدہ علاقہ میں ہیں۔ منع کرتا ہوں کہ وہ اپنے علاقہ سے نکل کر قادیان یا دوسری جگہ جانے کا ہرگز قصد نہ کریں اور دوسروں کو بھی روکیں اور اپنے مقامات سے ہرگز نہ ہلیں۔ (اشتہار لنگر خانہ کا انتظام مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۶۷ حاشیہ)	"مجھے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ سے لڑنے والے ٹھہرائے جائیں گے۔" (ریویو ج ۶ ص ۳۶۵ ستمبر ۱۹۰۷ء مریدوں کے لیے عام ہدایت)

برادران اسلام! میں اس رسالہ میں مرزا صاحب کی کتابوں کے حوالے سے ثابت کر چکا ہوں کہ مرزا قادیانی کو نبی نہ ماننے والے مسلمان حرام زادے ہیں۔ مرزا قادیانی کے مخالف سور اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔ مرزا قادیانی کو نہ ماننے والے شیطان ہیں۔	’’کسی انسان کو حیوان کہنا بھی ایک قسم کی گالی ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۲۶، حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۱۱۵) ’’جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔‘‘ (ازالہ ص ۱۳، خزائن ج ۳ ص ۱۰۹) ’’گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں۔‘‘ (ضمیمہ اربعین نمبر ۳، ۴ ص ۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۱)
’’ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ نبی قرار دیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۹، حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳)	مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی تھا۔ (البشریٰ جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۴) ’’حضرت مسیح خدا کے متواضع اور حلیم اور عاجز اور بے نفس بندے تھے۔‘‘ (مقدمہ براہین احمدیہ ص ۱۰۳، حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۹۳)
مرزا قادیانی مسیح کے معجزے کے متعلق کہتے ہیں: ’’ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن مجید سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۳۰۷، حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۲۵۶)	’’حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص ۶۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)
’’عیسائیوں نے بہت سے آپ کے (یسوع) معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶، حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)	’’اور فرق صرف اس قدر ہے کہ یسوع مسیح نے بھی بعض معجزات دکھائے جیسا کہ نبی دکھاتے تھے۔‘‘ (ریویو آف ..... ج ۱ نمبر ۹ ص ۳۳۲ بابت ستمبر ۱۹۰۲ء)
’’حضرت مسیح کی حقیقت نبوت کی یہ ہے کہ وہ براہ راست بغیر اتباع آنحضرت ﷺ کے ان کو حاصل ہے۔‘‘ (اخبار بدر ج ۱ نمبر ۹ ص ۸، ۲۸ رمضان ۱۳۲۰ھ)	’’حضرت مسیح کی جو بزرگی ملی۔ وہ بوجہ تابعداری حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ملی۔‘‘ (مکتوب احمدیہ ج ۳ ص ۱۳)

"خدا نے مسیح کو بن باپ پیدا کیا تھا۔" (البشریٰ ج ۲ ص ۶۸)	"حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۳۰۳ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)
"یہ قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑہا انسانوں کو یسوع کی ولادت کے بارے میں زبان بند کر دی۔ اور ان کو تعلیم دی کہ تم یہی کہو کہ وہ بے باپ پیدا ہوا۔" (ریویو آف ریلیجنز ج ۱، نمبر ۴، ص ۱۵۹، اپریل ۱۹۰۲ء)	"خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۹ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳) نوٹ: مرزا قادیانی کے نزدیک یسوع مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے نام ہیں۔ چنانچہ مرزا کی عبارت ملاحظہ ہو۔ "مسیح ابن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔" (توضیح المرام ص ۳ خزائن ج ۳ ص ۵۲)

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق متضاد باتیں

"میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۸۸ خزائن ج ۱۷ ص ۲۹۵)	"اس عاجز نے جو مثیل مسیح کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۱۹۵ خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)
"وہ ابن مریم جو آنے والا ہے کوئی نبی نہیں ہوگا۔" (ازالہ اوہام ص ۲۹۱ خزائن ج ۳ ص ۲۴۹)	"جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتا لگتا ہے اس کا انہی حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۲۹ خزائن ج ۲۲ ص ۳۱)
"یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اس امت کے شمار میں آگئے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۲۴۳ خزائن ج ۳ ص ۲۲۹)	"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی قرار دینا کفر ہے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۹۲ خزائن ج ۲۱ ص ۳۶۵)

"ہاں بعض احادیث میں عیسیٰ ابن مریم کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں پاؤ گے کہ اس کا نزول آسمان سے ہوگا۔" (حمامۃ البشریٰ ص ۱۴ خزائن ج ۷ ص ۲۰۲)	"مسیح آسمان پر جب اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔" (تشحیذ الاذہان ج ۱ نمبر ۲ ص ۵ ماہ جون ۱۹۰۶ء ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵)
"بائبل اور ہماری حدیثوں اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔" (توضیح المرام ص ۳ خزائن ج ۳ ص ۵۲)	"حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا۔ یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۲۳۰ خزائن ج ۲۱ ص ۴۰۶)
"آپ کے ہاتھ میں سوائے مکرو فریب کے کچھ نہ تھا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)	"ہم تو قرآن شریف کے فرمودہ کے مطابق حضرت عیسیٰ کو سچا نبی مانتے ہیں۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۱۰۱ خزائن ج ۲۱ ص ۲۶۳)
"حضرت عیسیٰ تو انجیل کو ناقص کی ناقص چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے۔" (براہین احمدیہ ص ۳۶۱ خزائن ج ۱ ص ۴۳۱)	"حضرت عیسیٰ پر یہ ایک تہمت ہے کہ گویا وہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے۔" (نصرۃ الحق براہین احمدیہ ص ۵۵ خزائن ج ۲۱ ص ۵۹)
"میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" (تریاق القلوب ص ۱۳۰ خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۲)	"دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)
مسیح کے چال چلن کے متعلق مرزا لکھتا ہے: "ایک کھاؤ پیو شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔" (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۳، ۲۴)	"انہوں نے (مسیح نے) اپنی نسبت کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ جس سے وہ خدائی کے مدعی ثابت ہوں۔" (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۰ خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۶)

مرزا صاحب کا اپنے متعلق فیصلہ کہ خارج از اسلام اور کافر ہے

”وما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین“ اور مجھے کہاں یہ حق پہنچتا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جا کر مل جاؤں۔ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ مسلمان ہو کر نبوت کا ادعا کروں۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج ۷، ص ۲۹۷)

”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷) نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

”اور خدا کی پناہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور سردار دو جہان محمد مصطفیٰ کو خاتم النبیین بنا دیا۔ میں نبوت کا مدعی بنتا۔“ (حمامۃ البشریٰ ص ۸۳، خزائن ج ۷، ص ۳۰۲)

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

مرزا کا اپنے ملعون ہونے کا فیصلہ

”ان پر واضح ہو کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔“ (تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۲، مجموعہ اشتہارات ج ۲، ص ۲۹۷)

”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔“ (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

”نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

مرزا کا اپنے متعلق فیصلہ کہ منافق اور پاگل ہیں

”ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیوں کہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔“ (ست بچن ص ۳۱، خزائن ج ۱۰، ص ۱۴۳)

مرزا کا اپنے متعلق فیصلہ کہ مخبوط الحواس ہیں

”اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۱)

مرزا کا اپنے متعلق فیصلہ کہ دانش مند نہیں

اور ان کے حواس درست نہیں

”کوئی دانشمند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۳۹، خزائن ج ۳ ص ۲۲۰)

مرزا کا اپنے متعلق فیصلہ کہ جھوٹے ہیں

”جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۱۱ ج ۵، خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵)

برادران اسلام! ہم نے مرزا غلام احمد قادیانی کی صحیح پوزیشن آپ کے سامنے واضح کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے مدنی اسلام پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرماوے۔ اور جو لوگ مرزائی ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تائب ہو کر پھر اسلام کا متبع بنا دے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بحضور ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ اللہ! خوشتر ترا نام اے ساقی
ذی شرف تجھ پہ درود اور سلام اے ساقی

بعد اللہ کے ہے ترا مقام اے ساقی
کس کی تاب ہے کرے جو ہم کلام اے ساقی

از ازل تا بہ ابد تیری ہی سرداری ہے
سید الکل ہے تو ہے سب کا امام اے ساقی

تجھ پہ اللہ کی رحمت کا ہے سایہ ہر دم
کل جہاں پہ تیری رحمت ہے تمام اے ساقی

فرشتوں پہ تو عنایات کی کچھ حد ہی نہیں
فرشتوں پہ بھی ترا فیض ہے عام اے ساقی

واسطہ تجھ کو براہیم کی فرزندی کا
آب کوثر کا چھلکتا ہوا جام اے ساقی

آل اطہار کے صدقے ہو عطا اک ساغر
پاک پیالہ سے پلا اصحابؓ کرام اے ساقی

خستہ جانوں سے کوئی پوچھے عقیدت کیا ہے
راحت جان و جگر ہے ترا نام اے ساقی

کیسی تنہائی میں محسوس کیا کرتے ہیں
صحن دل میں ترا آہستہ خرام اے ساقی

ہر حسیں لاکھ سہی شہرۂ آفاق مگر
اُن کے حلقہ میں ہے تو ماہ تمام اے ساقی

ناز جس شے پہ ہے اک جلوہ کہ جس میں آئے
ہے تری ذات مگر منکشف تمام اے ساقی

تو ہے مقصود فلک ذکر ترا ہے خدا کا وظیفہ
از افق تا بہ افق تیرا پیام اے ساقی

تجھ سے وابستہ ہیں سب نقش جہانداروں کے
نقش ہے ترا فقط نقش دوام اے ساقی

تجھ پہ اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا سلام
ہم غلاموں کا بھی واجب ہے سلام اے ساقی

سوچتا ہوں کہ ہم بل عرض کریں یا نہ کریں
ان دنوں فکر سے ہے جینا حرام اے ساقی

خوار ہے عالم اسلام نصاریٰ کے لئے
آج امت کا بگڑ گیا ہے نظام اے ساقی

نگہ لطف غریبوں پہ خدارا ہو جائے
پھر سنور جائے یہ بگڑا ہوا کام اے ساقی

دل مرا ڈوب رہا ہے کہ نہیں دامن تھام
ہونے والی ہے مری عمر غربت کی شام اے ساقی

ایک امید شفاعت ہے فقط زاد سفر
جس سے بخشش کی ہے امید تمام اے ساقی

لاج رکھنا کہ تو ہے رحیم و کریم و بے حد بخشش
ہے تیرے در کا غلام ابن غلام اے ساقی

نفیس

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

ملت اسلامیہ کا موقف

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ خاتم النبیین۔ اما بعد!

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں ربوہ و لاہوری پارٹی کے مرزائی سربراہوں نے اپنا اپنا موقف قومی اسمبلی میں پیش کیا۔

امت محمدیہ کی طرف سے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی زیر نگرانی مولانا محمد حیات، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے مرزائیت سے متعلق مذہبی و سیاسی مواد جمع کیا جس سے مرزائیت کی مذہبی و سیاسی حیثیت کو سمجھا، پرکھا اور جانچا جاسکتا ہے۔ مذہبی حصہ کی ترتیب و تدوین حضرت مولانا محمد تقی عثمانی جسٹس سپریم کورٹ وفاقی شرعی عدالت اور سیاسی حصہ کی ترتیب حضرت مولانا سمیع الحق ممبر سینٹ آف پاکستان نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فوری طور پر [illegible] کی اجازت سے اسے شائع کر دیا۔ جسے مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحب نے قومی اسمبلی میں پڑھا۔ یہ کتاب روداد قادیانیت پر مشتمل کا نچوڑ ہے۔ اسے عربی، انگریزی میں بھی جماعت نے شائع کیا۔ الحمدللہ کہ [illegible] ملتان نے ان کا اردو ایڈیشن شائع کیا ہے۔

اب اسے احتساب قادیانیت کی چودھویں جلد میں شائع کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ اللہ رب العزت حضرت مولانا مفتی محمود مفکر اسلامؒ سے نسبت تعلق ہمارے لئے سعادت دارین کا ذریعہ بنائیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز!

فقیر: اللہ وسایا! ۱۰/۳/۱۴۲۱ھ، ۹/۶/۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ
اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ۔

"اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، حالانکہ اس پر کوئی وحی نہ آئی ہو۔" (انعام ۹۳)

ارشاد آنحضرت ﷺ

اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

"میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے۔ ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (حدیث صحیح)

(ابو داؤد جلد دوم ص ۱۲۷ باب الفتن ترمذی۔ جلد دوم ص ۴۵ ابواب الفتن)

مصور پاکستان کی فریاد

"میری رائے میں حکومت کے لیے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کر لے، یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ویسی ہی رواداری سے کام لے گا، جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔" (حرف اقبال ص ۱۲۸ مطبوعہ ۱۹۴۷ء)

"ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا، کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے (ہندوؤں سے) علیحدگی کا انتظار نہ کیا۔ اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لیے کیوں انتظار کر رہی ہے" (حرف اقبال ص ۱۲۰)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے
مرزا بشیر احمد قادیانی کی رائے

"مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے، دو حالتوں سے خالی نہیں، یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور محض افتراء علی اللہ کے طور پر دعویٰ کرتا ہے، تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے۔ اور یا مسیح موعود اپنے دعویٰ الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مچ اس سے ہم کلام ہوتا تھا، تو اس صورت میں بلاشبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا۔ پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ، اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم دونوں کو مسلمان سمجھو۔"

("کلمۃ الفصل" ص ۱۴۳ مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴، مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

قادیانی لاہوری جماعت کے امیر محمد علی لاہوری کا ایک بیان

The Ahmadiyya Movement stands in the same relation to Islam in which christianity stood to judaism.

"تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔"

(اقتباس از "مباحثہ راولپنڈی" مطبوعہ قادیان ص ۲۴۰)

عقیدۂ ختم نبوت

اور

مرزائی جماعتیں

ہم نے اپنی قرارداد میں کہا ہے کہ!

"یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے
مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ
کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرارداد

جناب اسپیکر، قومی اسمبلی پاکستان

محترمی!

ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں:

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد قادیانی نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا، نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھیں۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار، چاہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ ان کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو مکۃ المکرمہ مقدس شہر میں رابطۃ العالم الاسلامی کے زیر انتظام ۶ اور ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ۱۴۰ مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی۔ متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی

تحریک ہے جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنی چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو موثر بنانے کے لیے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

محرکین قرارداد

۱۔	دستخط	مولانا مفتی محمود	۲۰۔	دستخط	حاجی علی احمد تالپور
۲۔	،،	مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری	۲۱۔	،،	جناب راؤ خورشید علی خان
۳۔	،،	مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی	۲۲۔	،،	جناب رئیس عطا محمد خان مری
۴۔	،،	پروفیسر غفور احمد		نوٹ	بعد میں حسب ذیل ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کیے
۵۔	،،	مولانا سید محمد علی رضوی	۲۳۔	،،	نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی
۶۔	،،	مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)	۲۴۔	،،	جناب غلام حسن خان ڈھاندلہ
۷۔	،،	چوہدری ظہور الٰہی	۲۵۔	،،	جناب کرم بخش اعوان
۸۔	،،	سردار شیر باز خان مزاری	۲۶۔	،،	صاحبزادہ محمد نذیر سلطان
۹۔	،،	مولانا محمد ظفر احمد انصاری	۲۷۔	،،	مہر غلام حیدر بھروانہ
۱۰۔	،،	جناب عبدالحمید جتوئی	۲۸۔	،،	میاں محمد ابراہیم برق
۱۱۔	،،	صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری	۲۹۔	،،	صاحبزادہ صفی اللہ
۱۲۔	،،	جناب محمود اعظم فاروقی	۳۰۔	،،	صاحبزادہ نعمت اللہ خان شنواری
۱۳۔	،،	مولانا صدر الشہید	۳۱۔	،،	ملک جہانگیر خان
۱۴۔	،،	مولانا نعمت اللہ	۳۲۔	،،	جناب عبدالسبحان خان
۱۵۔	،،	جناب عمرہ خان	۳۳۔	،،	جناب اکبر خان مہمند
۱۶۔	،،	مخدوم نور محمد	۳۴۔	،،	میجر جنرل جمالدار
۱۷۔	،،	جناب غلام فاروق	۳۵۔	،،	حاجی صالح خان
۱۸۔	،،	سردار مولا بخش سومرو	۳۶۔	،،	جناب عبدالمالک خان
۱۹۔	،،	سردار شوکت حیات خان	۳۷۔	،،	خواجہ جمال محمد کوریجہ

ے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

اسلام کی بنیاد توحید اور آخرت کے علاوہ جس اساسی عقیدے پر ہے، وہ یہ ہے کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نبوت اور رسالت کے مقدس سلسلے کی تکمیل ہو گئی اور آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی شخص کسی بھی قسم کا نبی نہیں بن سکتا اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی پر وحی آ سکتی ہے اور نہ ایسا الہام جو دین میں حجت ہو۔ اسلام کا یہی عقیدہ "ختم نبوت" کے نام سے معروف ہے اور سرکار دو عالم ﷺ کے وقت سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ کسی ادنیٰ اختلاف کے بغیر اس عقیدے کو جزو ایمان قرار دیتی آئی ہے۔ قرآن کریم کی بلا مبالغہ بیسیوں آیات اور آنحضرت ﷺ کی سینکڑوں احادیث اس کی شاہد ہیں۔ یہ مسئلہ قطعی طور پر مسلّم اور طے شدہ ہے اور اس موضوع پر بے شمار مفصل کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔

یہاں ان تمام آیات اور احادیث کو نقل کرنا غیر ضروری بھی ہے اور موجب تطویل بھی۔ البتہ یہاں جس چیز کی طرف بطور خاص توجہ دلانا ہے وہ یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے عقیدۂ ختم نبوت کی سینکڑوں مرتبہ توضیح کے ساتھ یہ پیشگی خبر بھی دی تھی کہ:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ قَرِیْباً مِنْ ثَلَاثِیْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے لگ بھگ دجال اور کذاب پیدا نہ ہوں جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔"

(صحیح بخاری ص ۱۰۵۴ ج ۲ کتاب الفتن، صحیح مسلم ص ۳۹۷ ج ۲ کتاب الفتن)

نیز ارشاد فرمایا تھا کہ:

اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ "قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔"

(ابوداؤد ص ۲۲۸ ج ۲ باب الفتن، ترمذی ص ۴۵ ج ۲ ابواب الفتن)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے بعد ہونے والے مدعیانِ نبوت کے لیے "دجال" کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس کے لفظی معنی ہیں "شدید دھوکے باز" اس لفظ کے ذریعہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے پوری امت کو خبردار فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد جو مدعیانِ نبوت پیدا ہوں گے وہ کھلے لفظوں میں اسلام سے علیحدگی کا اعلان کرنے کے بجائے دجل و فریب سے کام لیں گے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے نبوت کا دعویٰ کریں گے اور اس مقصد کے لیے امت کے مسلمہ عقائد میں ایسی کتربیونت کی کوشش کریں گے جو بعض ناواقفوں کو دھوکے میں ڈال سکے۔ اس دھوکے سے بچنے کے لیے امت کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

چنانچہ آپ ﷺ کے ارشادِ گرامی کے مطابق تاریخ میں آپ ﷺ کے بعد جتنے مدعیانِ نبوت پیدا ہوئے انھوں نے ہمیشہ اسی دجل و تلبیس سے کام لیا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے اپنے دعوائے نبوت کو چلانے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی طرف سے اس بارے میں مکمل روشنی پا چکی تھی، اس لیے تاریخ میں جب بھی کسی شخص نے اس عقیدے میں رخنہ اندازی کر کے نبوت کا دعویٰ کیا تو اسے باجماعِ امت ہمیشہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ قرونِ اولیٰ کے وقت سے جس کسی اسلامی حکومت یا اسلامی عدالت کے سامنے کسی مدعی نبوت کا مسئلہ پیش ہوا تو حکومت یا عدالت نے کبھی اس تحقیق میں پڑنے کی ضرورت نہیں سمجھی کہ وہ اپنی نبوت پر کیا دلائل و شواہد پیش کرتا ہے؟ اس کے بجائے صرف اس کے دعوائے نبوت کی بناء پر اسے کافر قرار دے کر اس کے ساتھ کافروں ہی کا سا معاملہ کیا۔ وہ مسیلمۂ کذاب ہو یا اسود عنسی یا سجاح یا طلیحہ یا حارث، یا دوسرے مدعیانِ نبوت، صحابہ کرامؓ نے ان کے کفر کا فیصلہ کرنے سے پہلے کبھی یہ تحقیق نہیں فرمائی کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت میں کیا تاویلات کرتے ہیں، بلکہ جب ان کا دعوائے نبوت ثابت ہو گیا تو انھیں باتفاق کافر قرار دیا اور ان کے ساتھ کافروں ہی کا معاملہ کیا۔ اس لیے کہ ختم نبوت کا عقیدہ اس قدر واضح، غیر مبہم، ناقابلِ تاویل اور اجماعی طور پر مسلّم اور طے شدہ ہے کہ اس کے خلاف ہر تاویل اسی دجل و فریب میں داخل ہے جس سے آنحضرت ﷺ نے خبردار کیا تھا کیونکہ اگر اس قسم کی تاویلات کو کسی بھی درجے میں گوارا کر لیا جائے تو اس سے نہ عقیدۂ توحید سلامت رہ سکتا ہے نہ عقیدۂ آخرت اور نہ کوئی دوسرا بنیادی عقیدہ۔ اگر کوئی شخص عقیدۂ ختم نبوت کا مطلب یہ بتانا شروع کر دے کہ تشریعی نبوت تو ختم ہو چکی لیکن غیر تشریعی نبوت باقی ہے تو اس کی یہ

بات بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ عقیدۂ توحید کے مطابق بڑا خدا تو صرف ایک ہی ہے لیکن چھوٹے چھوٹے معبود اور دیوتا بہت سے ہو سکتے ہیں، اور وہ سب قابل عبادت ہیں۔ اگر اس قسم کی تاویلات کو دائرۂ اسلام میں گوارا کر لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اسلام کا اپنا کوئی عقیدہ، کوئی فکر، کوئی نظم اور کوئی اخلاقی قدر متعین نہیں ہے بلکہ (معاذ اللہ) یہ ایک ایسا جامہ ہے جسے دنیا کا بدتر سے بدتر عقیدہ رکھنے والا شخص بھی اپنے اوپر فٹ کر سکتا ہے۔ لہٰذا امت مسلمہ قرآن و سنت کے متواتر ارشادات کے مطابق اپنے سرکاری احکام، عدالتی فیصلوں اور اجتماعی فتاویٰ میں اسی اصول پر عمل کرتی آئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد جس کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، خواہ وہ مسیلمہ کذاب کی طرح کلمہ گو ہو، اسے اور اس کے متبعین کو بلا تامل کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے۔ وہ عقیدۂ ختم نبوت کا کھلا منکر ہو، یا مسیلمہ کی طرح یہ کہتا ہو کہ آپ ﷺ کے بعد چھوٹے چھوٹے نبی آ سکتے ہیں یا سجاح کی طرح یہ کہتا ہو کہ مردوں کی نبوت ختم ہو گئی اور عورتیں اب بھی نبی بن سکتی ہیں، یا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اس بات کا مدعی ہو کہ غیر تشریعی ظلی اور بروزی اور امتی نبی ہو سکتے ہیں۔

امت مسلمہ کے اس اصول کی روشنی میں جو قرآن و سنت اور اجماع امت کی رو سے قطعی طے شدہ اور ناقابل بحث و تاویل ہے مرزا غلام احمد قادیانی کے مندرجہ ذیل دعووں کو ملاحظہ فرمائیے۔

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

"میں رسول اور نبی ہوں، یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے، میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔" (نزول المسیح ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱)

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸ خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

"میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

"خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام

میری طرف منسوب کیے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد ﷺ اور احمد ہوں۔“ (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

”چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا، حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے، حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ، پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶)

”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔“ (ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

”انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے“

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

یعنی ”انبیاء اگرچہ بہت سے ہوئے ہیں مگر میں معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں۔“ یہ صرف ایک چھوٹی مختصر نمونہ ہے ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں اس قسم کے دعووں سے بھری پڑی ہیں۔

مرزا قادیانی کے درجہ بدرجہ دعوے بعض مرتبہ مرزائی صاحبان مسلمانوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کے ابتدائی دور کی عبارتیں پیش کرتے ہیں جن میں انھوں نے علی الاطلاق دعوائے نبوت کو کفر قرار دیا ہے لیکن خود مرزا قادیانی نے واضح کر دیا ہے کہ وہ مجدد، محدث، مسیح موعود اور مہدی کے مراتب سے ”ترقی“ کرتے ہوئے درجہ بدرجہ نبوت کے منصب تک پہنچے ہیں۔ انھوں نے اپنے دعووں کی جو تاریخ بیان کی ہے، اسے ہم پوری تفصیل کے ساتھ انہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں تاکہ ان کی عبارت کو پورے سیاق و سباق میں دیکھ کر ان کا پورا مفہوم واضح ہو سکے۔ کسی نے مرزا قادیانی سے سوال کیا تھا کہ آپ کی عبارتوں میں یہ تناقض نظر آتا ہے کہ کہیں آپ اپنے آپ کو ”غیر نبی“ لکھتے ہیں اور کہیں اپنے آپ کو ”مسیح سے تمام شان میں بڑھ کر“ قرار دیتے ہیں۔ اس کا جواب دیتے ہوئے مرزا قادیانی حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں:

"اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا، مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں، اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول ﷺ نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا، اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے، اس لیے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اس کے اس بارے میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لیے کھڑے ہوگئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا۔۔ جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔

اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے؟ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔۔۔۔ میں اس کی پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔۔ میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں، جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا۔ میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹، ۱۵۰: خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳، ۱۵۴)

مرزا قادیانی کی یہ عبارت اپنے مدعا پر اس قدر صریح ہے کہ کسی مزید تشریح کی حاجت نہیں، اس عبارت کے بعد اگر کوئی شخص ان کی اس زمانے کی عبارتیں پیش کرتا ہے۔ جب وہ دعوائے نبوت کی نفی کرتے تھے اور جب (بزعم خویش) انہیں اپنے نبی ہونے کا علم نہیں ہوا تھا تو اسے دجل و فریب کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

مرزا قادیانی کا آخری عقیدہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا آخری عقیدہ جس پر ان کا خاتمہ ہوا یہی تھا کہ وہ نبی ہیں، چنانچہ انھوں نے اپنے آخری خط میں جو ٹھیک ان کے انتقال کے دن اخبار عام میں شائع ہوا، واضح الفاظ میں لکھا کہ:

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں؟ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔"

(اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء منقول از حقیقۃ النبوت مرزا محمود ص ۲۷۱ ومباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۲)

یہ خط ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا گیا اور ۲۶ مئی کو اخبار عام میں شائع ہوا، اور ٹھیک اسی دن مرزا قادیانی کا انتقال ہوگیا۔

غیر تشریعی نبوت کا افسانہ بعض مرتبہ مرزائی صاحبان کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی نے غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور غیر تشریعی نبوت عقیدۂ ختم نبوت کے منافی نہیں لیکن دوسری مرزائی تاویلات کی طرح اس تاویل کے بھی صغریٰ کبریٰ دونوں غلط ہیں۔ اوّل تو یہ بات ہی سرے سے درست نہیں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ صرف غیر تشریعی نبوت کا تھا۔

مرزا قادیانی کا دعویٔ نبوت تشریعی حقیقت تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے روز افزوں دعاوی کے دور میں ایک مرحلہ ایسا بھی آیا ہے جب انھوں نے غیر تشریعی نبوت سے بھی آگے قدم بڑھا کر واضح الفاظ میں اپنی وحی اور نبوت کو تشریعی قرار دیا ہے اور اسی بناء پر ان کے متبعین میں سے ظہیر الدین اروپی کا فرقہ انھیں کھلم کھلا تشریعی نبی مانتا تھا۔ اس سلسلے میں مرزا قادیانی کی چند عبارتیں یہ ہیں۔ اربعین نمبر ۴ میں لکھتے ہیں:

"ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَهُمْ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام

ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسٰی یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفا امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔"

(اربعین نمبر ۴ ص ۶ خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵، ۴۳۶)

مذکورہ بالا عبارت میں مرزا قادیانی نے واضح الفاظ میں اپنی وحی کو تشریعی وحی قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ دافع البلاء میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔"

(دافع البلاء ص ۱۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام تشریعی نبی تھے اور جو شخص آپ سے "تمام شان میں" یعنی ہر اعتبار سے بڑھ کر ہو تو وہ تشریعی نبی کیوں نہیں ہوگا؟ اب یہ کہنا کس طرح درست نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی اپنی تشریعی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

اس کے علاوہ مرزائی صاحبان عملاً مرزا قادیانی کو تشریعی نبی ہی قرار دیتے ہیں۔ یعنی ان کی ہر تعلیم اور ان کے ہر حکم کو واجب الاتباع مانتے ہیں۔ خواہ وہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہو۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اربعین میں لکھا ہے:

"جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔"

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۳ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۳)

حالانکہ نبی کریم ﷺ کا واضح اور صریح ارشاد موجود ہے کہ اَلْجِھَادُ مَاضٍ منذ بعثنی اللّٰہ الی ان یقاتل آخر امتی الدجال۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۳۴۳ باب الغزو مع آئمۃ الجور) "یعنی جہاد بعثت نبوی ﷺ سے قیامت تک جاری رہے گا۔" مرزائی صاحبان شریعت محمدیہ کے اس صریح اور واضح حکم کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کے حکم کی اتباع کرتے ہیں۔ اس طرح شریعت محمدیہ میں جہاد، خمس، فئی، جزیہ اور غنائم کے تمام احکام جو حدیث اور فقہ کی کتابوں

میں سیکڑوں صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں، ان سب میں مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا قول کے مطابق تبدیلی کے قائل ہیں۔ اس کے بعد تشریعی نبوت میں کون سی کسر باقی رہ جاتی ہے؟

ختم نبوت میں کوئی تفریق نہیں

اور اگر بالفرض یہ درست ہو کہ مرزا قادیانی ہمیشہ غیر تشریعی نبوت ہی کا دعویٰ کرتے رہے ہیں تب بھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ عقیدۂ ختم نبوت میں یہ تفریق کرنا کہ فلاں قسم کی نبوت ختم ہو گئی ہے اور فلاں قسم کی باقی ہے، اسی "دجل و تلبیس" کا ایک جزو ہے جس سے سرکار دو عالم ﷺ نے خبردار فرمایا تھا۔ سوال یہ ہے کہ قرآن کریم کی کون سی آیت یا سرکار دو عالم ﷺ کے کون سے ارشاد میں یہ بات مذکور ہے کہ ختم نبوت کے جس عقیدے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے سیکڑوں بار دہرایا جا رہا ہے وہ صرف تشریعی نبوت کے لیے ہے اور غیر تشریعی نبوت اس سے مستثنیٰ ہے؟ اگر غیر تشریعی انبیاء کا سلسلہ آپ ﷺ کے بعد بھی جاری تھا تو قرآن کریم کی ابدی آیات نے سرکار دو عالم ﷺ کی لاکھوں احادیث میں سے کسی ایک حدیث نے، یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بے شمار اقوال میں سے کسی ایک قول ہی نے یہ بات کیوں بیان نہیں کی؟ بلکہ کھلے لفظوں میں ہمیشہ یہی واضح کیا جاتا رہا کہ ہر قسم کی نبوت بالکل منقطع ہو چکی اور اب کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا، ختم نبوت کی سیکڑوں احادیث میں سے خاص طور پر مندرجہ ذیل احادیث دیکھئے۔

إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ.

(رواہ الترمذی ج ۲ ص ۵۳ ابواب الرؤیا وقال صحیح)

"بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی۔ پس نہ میرے بعد کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔"

یہاں اول تو نبی اور رسول کے ساتھ نبوت اور رسالت کے وصف ہی کو بالکلیہ منقطع قرار دیا گیا، دوسرے رسول اور نبی دو لفظ استعمال کر کے دونوں کی علیحدہ علیحدہ نفی کی گئی اور یہ بات طے شدہ ہے کہ جہاں یہ دونوں لفظ ساتھ ہوں وہاں رسول سے مراد نئی شریعت لانے والا اور نبی سے مراد پرانی شریعت ہی کا متبع ہوتا ہے۔ لہٰذا اس حدیث نے تشریعی اور غیر تشریعی دونوں قسم کی نبوت کو صراحۃً ہمیشہ کے لیے منقطع قرار دے دیا۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے آخری اوقات حیات میں جو بات بطور وصیت ارشاد فرمائی، اس میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق یہ الفاظ بھی تھے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ.

(رواہ مسلم ج ۱ ص ۱۹۱ باب النہی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع والسجود، نسائی وغیرہ)

"اے لوگو! مبشرات نبوت میں سے سوائے اچھے خوابوں کے کچھ باقی نہیں رہا۔"

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ فُوْا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ. "بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء علیہم السلام کرتے تھے، جب کوئی نبی وفات پاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا خلفاء کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا ارشاد ہے، فرمایا کہ یکے بعد دیگرے ان کی بیعت کا حق ادا کرو۔"

(صحیح بخاری ص ۴۹۱ ج ۱ کتاب الانبیاء، مسلم ص ۱۲۶ ج ۲ کتاب الامارۃ)

اس حدیث میں جن انبیائے بنی اسرائیل کا ذکر ہے وہ کوئی نئی شریعت نہیں لاتے تھے، بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کی شریعت کا اتباع کرتے تھے لہٰذا غیر تشریعی نبی تھے۔ حدیث میں آنحضرت ﷺ نے بتادیا کہ میری امت میں ایسے غیر تشریعی نبی بھی نہیں ہوں گے۔ نیز لا نبی بعدی کہنے کے ساتھ آپ ﷺ نے اپنے بعد آنے والے خلفاء تک کا ذکر کردیا لیکن کسی غیر تشریعی یا ظلی بروزی نبی کا کوئی اشارہ بھی نہیں دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مرزائی اعتقاد کے مطابق دنیا میں ایک ایسا عظیم نبی آنے والا تھا، جو تمام انبیائے بنی اسرائیل سے افضل تھا۔ اس میں (معاذ اللہ) تمام کمالات محمدیہ ﷺ دوبارہ جمع ہونے والے تھے اور اس کے تمام انکار کرنے والے کافر، گمراہ، شقی اور عذاب الٰہی کا نشانہ بننے والے تھے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے نہ صرف یہ کہا کہ آپ ﷺ کے بعد تمام نبوت کا دعویٰ کرنے والے دجال ہوں گے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا بلکہ آپ ﷺ کے بعد کے خلفاء تک کا ذکر کیا گیا، لیکن: ایسے عظیم الشان نبی کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں کیا گیا۔ اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا نکلتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے (معاذ اللہ) اپنے بندوں کو جان بوجھ کر ہمیشہ کے لیے ایک گمراہ کن دھوکے میں مبتلا کردیا تاکہ وہ علی الاطلاق ہر قسم کی نبوت کو ختم سمجھیں اور آنے والے غیر تشریعی نبی کو جھٹلا کر کافر، گمراہ اور مستحق عذاب بنتے رہیں کیا کوئی شخص دائرہ اسلام میں رہتے ہوئے اس بات کا تصور بھی کرسکتا ہے؟

عربی صرف و نحو کا ابتدائی طالب علم بھی جانتا ہے کہ عربی زبان کے قواعد کی رو سے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا) کا جملہ ایسا ہی ہے جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) لہٰذا اگر اول الذکر جملے میں کسی چھوٹے درجے کے غیر تشریعی یا ظلی نبی کی گنجائش نکل سکتی ہے تو کوئی شخص یہ کیوں نہیں کہہ سکتا کہ مؤخر الذکر جملے میں ایسے چھوٹے خداؤں کی گنجائش ہے جن کی معبودیت (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کا ظل و بروز ہونے کی وجہ سے ہے، اور جو مستقل بالذات خدا نہیں۔ ہر باخبر انسان کو معلوم ہے کہ دنیا کی بیشتر مشرک قومیں ایسی ہیں جو مستقل بالذات خدا صرف اللہ تعالیٰ کو قرار دیتی ہیں اور ان کا شرک صرف اس بنا پر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ ایسے دیوتاؤں اور معبودوں کے بھی قائل ہیں جن کی خدائی مستقل بالذات نہیں۔ کیا ان کے بارہ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے قائل ہیں؟ اگر بالواسطہ خداؤں کے اعتقاد کے ساتھ اسلام کا پہلا عقیدہ یعنی عقیدۂ توحید سلامت نہیں رہ سکتا تو آپ ﷺ کے بعد بالواسطہ یا غیر تشریعی انبیاء کے اعتقاد کے ساتھ اسلام کا دوسرا عقیدہ یعنی عقیدۂ ختم نبوت کیسے سلامت رہ سکتا ہے؟

یہاں یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور نزولِ ثانی کے عقیدے کو عقیدۂ ختم نبوت سے متضاد قرار دینا اسی غلط بحث کا شاہکار ہے جسے احادیث میں مدعیانِ نبوت کے "دجّال" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ختم نبوت کی آیات اور احادیث کو پڑھ کر ایک معمولی سمجھ کا انسان بھی وہی مطلب سمجھے گا، جو پوری امت نے اجماعی طور پر سمجھا ہے، یعنی یہ کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ نرالا نتیجہ کوئی ذی ہوش نہیں نکال سکتا کہ آپ ﷺ کے بعد پچھلے انبیاء علیہم السلام کی نبوت بھی چھن گئی ہے یا پچھلے انبیاء میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔ اگر کسی شخص کو آخِرُ الْاَوْلَاد یا خَاتَمُ الْاَوْلَاد یعنی فلاں شخص کا آخری لڑکا قرار دیا جائے تو کیا کوئی شخص بقائمی حواس اس کا یہ مطلب سمجھ سکتا ہے کہ اس لڑکے سے پہلے جتنی اولاد ہوئی تھی وہ سب مر چکی؟ پھر آخر خاتم الانبیاء یا آخر الانبیاء کے لفظ کا یہ مطلب کونسی لغت، کونسی عقل اور کونسی شریعت کی روشنی میں لیا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے تھے وہ سب وفات پا چکے؟

خود مرزا قادیانی "خاتم الاولاد" کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"سو ضرور ہوا کہ وہ شخص جس پر بہ کمال و تمام دورۂ حقیقت آدمیہ ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو، یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔"

(تریاق القلوب ص ۱۵۷ خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

آگے لکھتا ہے:

"میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔" (تریاق القلوب ص ۱۵۷ خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

خود مرزا قادیانی کی اس تشریح کے مطابق بھی خاتم النبیین کے معنی اس کے سوا اور کیا ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ماں کے پیٹ سے نہیں نکلے گا۔ لہٰذا حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور نزول کا عقیدہ عقل و خرد کی آخر کون سی منطق سے آیت خاتم النبیین کے منافی ہو سکتا ہے؟

ظلی اور بروزی نبوت کا افسانہ

اسی طرح مرزائی صاحبان بعض اوقات یہ بہانہ تراشتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ظلی اور بروزی نبوت تھی جو آنحضرت ﷺ کی نبوت کا پرتو ہونے کی وجہ سے عقیدہ ختم نبوت میں رخنہ انداز نہیں ہے لیکن درحقیقت اسلامی نقطہ نظر سے ظلی اور بروزی نبوت کا عقیدہ مستقل بالذات نبوت سے بھی کہیں زیادہ سنگین، خطرناک اور کافرانہ ہے۔ جس کی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔۔۔ تقابل ادیان کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ "ظل اور بروز" کا تصور خالصۃً ہندوانہ تصور ہے اور اسلام میں اس کی کوئی ادنیٰ جھلک بھی کہیں نہیں پائی جاتی۔

۲۔۔۔ ظلی اور بروزی نبوت کا جو مفہوم خود مرزا غلام احمد قادیانی نے بیان کیا ہے اس کی رو سے ایسا نبی پچھلے تمام انبیاء سے زیادہ افضل اور بلند مرتبہ ہوتا ہے کیونکہ وہ (معاذ اللہ) افضل الانبیاء ﷺ کا بروز یعنی (معاذ اللہ) آپ ﷺ ہی کا دوسرا جنم یا دوسرا روپ ہے۔ اسی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی نے متعدد مرتبہ انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ اپنے آپ کو براہ راست سرکار دو عالم ﷺ قرار دیا ہے۔ چند عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

آنحضرت ہونے کا دعویٰ

"اور آنحضرت کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔" (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۷۳ خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

"میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔" (نزول المسیح ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱ حاشیہ)

"میں بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد

رکھا ہے اور مجھے آنحضرت کا وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں۔ پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

ان الفاظ کو نقل کرتے ہوئے ہر مسلمان کا کلیجہ تھرائے گا، لیکن انہیں اس لیے نقل کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ ہے خود مرزا قادیانی کے الفاظ میں "ظلی" اور "بروزی" نبوت کی تشریح، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس سے مستقل بالذات نبوت کا دعویٰ لازم نہیں آتا۔ سوال یہ ہے کہ جب ظل اور بروز کے گورکھ دھندے کی آڑ میں مرزا قادیانی نے (معاذ اللہ) "تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے" اپنے دامن میں سمیٹ لیے تو اب کون سا نبی ایسا رہ گیا جس سے اپنی افضلیت ثابت کرنے کی ضرورت رہ گئی ہو؟ اس کے بعد بھی اگر ظلی بروزی نبوت کوئی ہلکے درجے کی نبوت رہتی ہے اور اس کے بعد بھی عقیدۂ ختم نبوت نہیں ٹوٹتا تو پھر یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ عقیدۂ ختم نبوت (معاذ اللہ) ایسا بے معنی عقیدہ ہے جو کسی بڑے سے بڑے دعوائے نبوت سے بھی نہیں ٹوٹ سکتا۔

مرزا قادیانی پچھلے نبیوں سے افضل خود مرزائی صاحبان اپنی تحریروں میں اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ مرزا قادیانی کی ظلی نبوت بہت سے ان انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے افضل ہے، جنہیں بلاواسطہ نبوت ملی ہے، چنانچہ مرزا قادیانی کے منجھلے بیٹے مرزا بشیر احمد، ایم اے قادیانی لکھتے ہیں:

"اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے۔ یہ محض ایک نفس کا دھوکہ ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ ظلی نبوت کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان نبی کریم ﷺ کی اتباع میں اس قدر غرق ہو جائے کہ "من تو شدم تو من شدی" کے درجہ کو پالے۔ ایسی صورت میں وہ نبی کریم ﷺ کے جمیع کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر اترتا پائے گا حتیٰ کہ ان دونوں میں قرب اتنا بڑھے گا کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائے گی، تب جا کر ظلی نبی کہلائے گا۔ پس جب ظل کا یہ تقاضا

ہے کہ نبی کے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاء علیہم السلام کا اتفاق ہے تو وہ نادان جو مسیح موعود کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اس کے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے۔ وہ ہوش میں آئے اور اپنے اسلام کی فکر کرے، کیونکہ اس نے اس نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سرتاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعود کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے ان کے لیے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جائیں جو نبی کریم ﷺ میں رکھے گئے، بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت، کسی کو کم، مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔“

(کلمۃ الفصل، ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۱۳ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

آگے مرزا قادیانی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل قرار دے کر لکھتے ہیں:

”پس مسیح موعود کی ظلی نبوت کوئی گھٹیا نبوت نہیں، بلکہ خدا کی قسم اس نبوت نے جہاں آقا کے درجے کو بلند کیا ہے وہاں غلام کو بھی اس مقام پر کھڑا کر دیا ہے۔ جس تک انبیائے بنی اسرائیل کی پہنچ نہیں۔ مبارک وہ جو اس نکتے کو سمجھے اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے اپنے آپ کو بچا لے۔“ (حوالہ بالا ص ۱۱۳)

اور مرزا قادیانی کے دوسرے صاحبزادے اور ان کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

”پس ظلی اور بروزی نبوت کوئی گھٹیا قسم کی نبوت نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو مسیح موعود کس طرح ایک اسرائیلی نبی کے مقابلہ میں یوں فرماتا کہ:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(القول الفصل ص ۱۲ مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان ۱۹۱۵ء)

خاتم النبیین ماننے کی حقیقت یہ ہے خود مرزائی صاحبان کے الفاظ میں اس ظلی

اور بروزی نبوت کی پوری حقیقت جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت میں رخنہ انداز نہیں ہے۔ جس شخص کو بھی عقل و فہم اور دیانت و انصاف کا کوئی ادنیٰ حصہ ملا ہے وہ مذکورہ بالا تحریریں پڑھنے کے بعد اس کے سوا اور کیا نتیجہ نکال سکتا ہے کہ "ظلی اور بروزی نبوت" کے عقیدے سے زیادہ کوئی عقیدہ بھی ختم نبوت کے منافی اور اس سے متضاد نہیں ہو سکتا۔ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور ظلی بروزی نبوت کا عقیدہ یہ کہتا ہے کہ نہ صرف آپ ﷺ کے بعد نبی آ سکتا ہے بلکہ ایسا نبی آ سکتا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء سے افضل اور ظلی نبوت کا حامل ہو، جو افضل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے "تمام کمالات" اپنے اندر رکھتا ہو اور جو تمام انبیاء کے مراتب کمال کو پیچھے چھوڑتا ہوا سرکار دو عالم ﷺ کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہو سکے۔ (معاذ اللہ)

آنحضرت ﷺ سے بھی افضل

بلکہ اس عقیدے میں اس بات کی بھی پوری گنجائش موجود ہے کہ کوئی شخص مرزا قادیانی کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ سرکار دو عالم ﷺ سے بھی افضل قرار دے دے۔ کیونکہ جب مرزا قادیانی آپ ﷺ ہی کا ظہور ثانی قرار پائے تو آپ کا ظہور ثانی پہلے ظہور سے اعلیٰ بھی ہو سکتا ہے اور یہ محض ایک قیاس ہی نہیں ہے بلکہ مرزائی رسالے "ریویو آف ریلیجنز" کے سابق ایڈیٹر قاضی ظہور الدین اکمل کی ایک نظم ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے اخبار "بدر" میں شائع ہوئی تھی جس کے دو شعر یہ ہیں:

امام اپنا عزیزو اس زماں میں
غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکرم
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار "بدر" ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء ج ۲ نمبر ۴۳ ص ۲)

یہ محض "مریداں می پرانند" والی شاعری نہیں ہے، بلکہ یہ اشعار شاعر نے خود مرزا

غلام احمد قادیانی کو سنائے اور انہیں لکھ کر پیش کیے، اور مرزا قادیانی نے ان پر جزاک اللہ کہہ کر داد دی ہے۔ چنانچہ قاضی اکمل ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء کے الفضل میں لکھتے ہیں:۔

"وہ اس نظم کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود کے حضور میں پڑھی گئی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور (مرزا قادیانی) اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ اس وقت کسی نے اس شعر پر اعتراض نہ کیا، حالانکہ مولوی محمد علی (امیر جماعت لاہور) اور اعوانہم موجود تھے اور جہاں تک حافظہ مدد کرتا ہے، بوثوق کہا جا سکتا ہے کہ سن رہے تھے اور اگر وہ اس سے بوجہ مرور زمانہ انکار کریں تو یہ نظم "بدر" میں چھپی اور شائع ہوئی۔ اس وقت "بدر" کی پوزیشن وہی تھی بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر جو اس عہد میں "الفضل" کی ہے۔ مفتی محمد صادق ایڈیٹر سے ان لوگوں کے محبانہ اور بے تکلفانہ تعلقات تھے۔ وہ خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں ان سے پوچھ لیں اور خود کہہ دیں کہ آیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ناراضی یا ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور حضرت مسیح موعود کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزاک اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان اور قلت عرفان کا ثبوت دیتا۔"

(الفضل ج ۳۲ نمبر ۱۹۶ مورخہ ۲۲ اگست ۴۴ء ص ۶ کالم نمبر ۱)

آگے لکھتے ہیں۔

"یہ شعر خطبہ الہامیہ کو پڑھ کر حضرت مسیح موعود کے زمانے میں کہا گیا اور ان کو سنا بھی دیا گیا اور چھاپ بھی گیا۔" (ایضاً ص ۶ کالم ۲، ۳)

اس سے واضح ہے کہ یہ محض شاعرانہ مبالغہ آرائی نہ تھی، بلکہ ایک مذہبی عقیدہ تھا، اور ظلی بروزی نبوت کے اعتقاد کا وہ لازمی نتیجہ تھا جو مرزا قادیانی کے خطبہ الہامیہ سے ماخوذ تھا، اور مرزا قادیانی نے بذات خود اس کی نہ صرف تصدیق بلکہ تحسین کی تھی۔ خطبہ الہامیہ کی جس عبارت سے شاعر نے یہ شعر اخذ کیے ہیں۔ وہ یہ ہے، مرزا قادیانی لکھتے ہیں: "جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی ﷺ کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے، جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں، یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے، اس لیے تلوار اور لڑنے والے گروہ کی محتاج نہیں، اور اس لیے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کی بعثت کے لیے

صدیوں کے شمار کو رسول کریم ﷺ کی ہجرت کے بعد کی راتوں کے شمار کے ساتھ اختیار فرمایا تاکہ یہ شمار اس مرتبہ پر جو ترقیات کے تمام مرتبوں سے کمال تمام رکھتا ہے، دلالت کرے۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱۔۲۷۲ مندرجہ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا بروزی طور پر آنحضرت ﷺ سے بڑھ جانا خود مرزا قادیانی کا عقیدہ تھا جسے انھوں نے خطبہ الہامیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں بیان کیا اس کی تشریح کرتے ہوئے قاضی اکمل نے وہ اشعار کہے اور مرزا قادیانی نے ان کی تصدیق وتحسین کی۔

ہر شخص آنحضرت ﷺ سے بڑھ سکتا ہے

پھر بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی، بلکہ مرزائی صاحبان کا عقیدہ اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ ہے کہ صرف مرزا قادیانی ہی نہیں، بلکہ ہر شخص اپنے روحانی مراتب میں ترقی کرتا ہوا (معاذ اللہ) آنحضرت ﷺ سے بڑھ سکتا، چنانچہ مرزائیوں کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود کہتے ہیں:۔

”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے“

(الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۵ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء ص ۹ عنوان خلیفۃ المسیح کی ڈائری)

یہیں سے یہ حقیقت بھی کھل جاتی ہے کہ مرزائی صاحبان کی طرف سے بعض اوقات مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے جو دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں، اس کی اصلیت کیا ہے؟ خود مرزا قادیانی اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا ہے یعنی آپ ﷺ کو افاضہ کمال کے لیے مہر دی، جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی، اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۹۷ حاشیہ مندرجہ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰)

ظل و بروز کے مذکورہ بالا اعتقادات کے ساتھ مرزا قادیانی کے نزدیک خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے پاس افاضہ کمال کی ایک مہر تھی جو بالکل اپنے جیسے، بلکہ اپنے سے افضل واعلیٰ نبی تراشتی تھی۔ قرآن وحدیث، لغت عرب اور عقل انسانی

کے ساتھ اس کھلے مذاق کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے "معبود واحد" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کائنات عالم میں وہ تنہا ذات ہے جس کی قوت قدسیہ خدا تراش ہے اور اپنے جیسے خدا پیدا کر سکتی ہے اگر قرآن کریم کی آیات اور امت کے بنیادی عقائد کے ساتھ ایسی گستاخانہ دل لگی کرنے کے بعد بھی کوئی شخص دائرہ اسلام میں رہ سکتا ہے تو پھر روئے زمین کا کوئی انسان کافر نہیں ہو سکتا۔

دعویٰ نبوت کا منطقی نتیجہ مرزا قادیانی کا دعوائے نبوت پچھلے صفحات میں روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے، اور قرآن، حدیث، اجماع اور تاریخ اسلام کی روشنی میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، وہ اور اس کے متبعین کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ صرف اسلام ہی کا نہیں، عقل عام کا بھی فیصلہ ہے مذاہب عالم کی تاریخ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا ہر شخص اس بات کو تسلیم کرے گا کہ جب کبھی کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو حق و باطل کی بحث سے قطع نظر، جتنے لوگ اس وقت موجود ہیں وہ فوراً دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ایک گروہ وہ ہوتا ہے جو اس شخص کی تصدیق کرتا ہے اور اسے سچا مانتا ہے، اور دوسرا گروہ وہ ہوتا ہے جو اس کی تصدیق اور پیروی نہیں کرتا۔ ان دونوں گروہوں کو دنیا میں کبھی بھی ہم مذہب قرار نہیں دیا گیا بلکہ ہمیشہ دونوں کو الگ الگ مذہبوں کا پیرو سمجھا گیا ہے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"ہر نبی اور مامور کے وقت دو فرقے ہوتے ہیں ایک وہ جس کا نام سعید رکھا ہے

---

[۱] یہ اور بات ہے کہ خود مرزا قادیانی کے اعتراف کے مطابق اس عظیم الشان مہر سے صرف ایک ہی نبی تراشا گیا اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی تھے فرماتے ہیں کہ "اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال و اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

یہ لکھتے وقت مرزا قادیانی کو یہ خیال بھی نہ آیا کہ خاتم النبیین جمع کا صیغہ ہے لہٰذا اس مہر سے کم از کم تین نبی تو تراشے ہوئے چاہیے تھے۔

اور دوسرا وہ جو شقی کہلاتا ہے۔[1]

(الحکم ج ۱۰، ۲۸ دسمبر ۱۹۰۰ء منقول از ملفوظات احمدیہ ج ۱ ص ۱۲۳ مطبوعہ معہ کتاب گھر قادیان ۱۹۲۵ء)

مذاہب عالم کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت پوری طرح واشگاف ہو جاتی ہے کہ دعوائے نبوت کے بانٹے ہوئے یہ دو فریق کبھی ہم مذہب نہیں کہلائے، بلکہ ہمیشہ حریف مذہبوں کی طرح رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے سارے بنی اسرائیل ہم مذہب تھے، لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو فوراً دو بڑے بڑے حریف مذہب پیدا ہو گئے ایک مذہب آپ کے ماننے والوں کا تھا جو بعد میں عیسائیت یا مسیحیت کہلایا اور دوسرا مذہب آپ کی تکذیب کرنے والوں کا تھا جو یہودی مذہب کہلایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے متبعین اگرچہ پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتے تھے، لیکن یہودیوں نے کبھی ان کو اپنا ہم مذہب نہیں سمجھا اور نہ عیسائیوں نے کبھی اس بات پر اصرار کیا کہ انہیں یہودیوں میں شامل سمجھا جائے۔ اسی طرح جب سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی اور تورات، زبور اور انجیل تینوں پر ایمان لائے۔ اس کے باوجود نہ عیسائیوں نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے متبعین کو اپنا ہم مذہب سمجھا، اور نہ مسلمانوں نے کبھی یہ کوشش کی کہ انہیں عیسائی کہا اور سمجھا جائے، پھر آپ ﷺ کے بعد جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے متبعین مسلمانوں کے حریف کی حیثیت سے مقابلے پر آئے اور مسلمانوں نے بھی انہیں امت اسلامیہ سے بالکل الگ ایک مستقل مذہب کا حامل قرار دے کر ان کے خلاف جہاد کیا حالانکہ مسیلمہ کذاب آنحضرت ﷺ کی نبوت کا منکر نہیں تھا۔ بلکہ اس کے یہاں جو اذان دی جاتی تھی اس میں اشہد ان محمداً رسول اللہ کا کلمہ شامل تھا۔ تاریخ طبری میں ہے کہ:۔

وكان يؤذن للنبي ﷺ ويشهد في الأذان أن محمداً رسول الله وكان الذي يؤذن له عبدالله بن النواحة وكان الذي يقيم له حجير بن عمير۔

(تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۷۵ سن ۱۱ھ)

"مسیلمہ نبی کریم ﷺ کے نام پر اذان دیتا تھا اور اذان میں اس بات کی شہادت دیتا تھا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا مؤذن عبداللہ بن نواحہ تھا اور اقامت

---

[1] یہ قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں انسانوں کی دو قسمیں قرار دی ہیں ایک شقی یعنی کافر اور دوسرا سعید یعنی مسلمان پھر پہلی قسم کو جہنمی اور دوسری کو جنتی قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ۔ (ھود۔ ۱۰۵)

کہنے والا تجربہ عین میسر تھا۔"

مذاہب عالم کی یہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ کسی مدعی نبوت کو ماننے والے اور اس کی تکذیب کرنے والے کبھی ایک مذہب کے سائے میں جمع نہیں ہوئے۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کا یہ سو فیصد منطقی نتیجہ ہے کہ جو فریق ان کو سچا اور مامور من اللہ سمجھتا ہے وہ ان لوگوں کے مذہب میں شامل نہیں رہ سکتا جو ان کے دعووں کی تکذیب کرتا ہے۔ ان دونوں فریقوں کو ایک دین کے پرچم تلے جمع کرنا صرف قرآن و سنت اور اجماع امت ہی سے نہیں، بلکہ مذاہب کی پوری تاریخ سے بغاوت کے مترادف ہے۔

مرزائی صاحبان کی جماعت لاہور کے امیر محمد علی لاہوری قادیانی نے ۱۹۰۲ء کے ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

> "The Ahmadiyya movement stands in the same relation to Islam in which christianity stood to judaism."

(منقول از مباحثہ[۱] راولپنڈی ص ۲۴۰)

یعنی "احمدیت کی تحریک اسلام کے ساتھ وہی نسبت رکھتی ہے جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ تھی۔"

کیا عیسائیت اور یہودیت کو کوئی انسان ایک مذہب قرار دے سکتا ہے؟

خود مرزائیوں کا عقیدہ کہ وہ الگ ملت ہیں

مرزائی صاحبان کو بھی یہ پوزیشن خود تسلیم ہے کہ ان کا اور ستر کروڑ مسلمانوں کا مذہب ایک نہیں ہے، وہ بھی بے شمار تقریروں اور تحریروں میں اپنے اس عقیدے کا برملا اعلان کر چکے ہیں کہ جن مسلمانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعووں میں ان کی تکذیب کی ہے وہ سب دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی مذہبی کتابوں کی تصریحات درج ذیل ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریریں

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے خطبہ الہامیہ میں جس کے بارے میں ان کا دعویٰ ہے

---

[۱] یہ مرزائی صاحبان کی دونوں جماعتوں کا باہمی تحریری مباحثہ ہے جو دونوں کے مشترک خرچ پر شائع کیا گیا تھا۔ لہٰذا اس میں جو عبارتیں منقول ہیں وہ دونوں جماعتوں کے نزدیک مستند ہیں۔

کہ وہ پورے کا پورا بذریعہ الہام نازل ہوا تھا۔ کہتے ہیں:

"وَاتَّخذت روحانیة نبینا خیر الرسل مظهراً من امته لتبلغ کمال ظهورها و غلبة نورها کما کان وعد اللّٰه فی الکتاب المبین فانا ذلک المظهر الموعود والنور المعهود فامن ولا تکن من الکافرین وان شئت فاقرأ قوله تعالیٰ هُوَ الَّذِیٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ۔"

"اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لیے اور اپنے نور کے غلبہ کے لیے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا پس میں وہی مظہر ہوں، پس ایمان لا اور کافروں سے مت ہو اور اگر چاہتا ہے تو اس خدا تعالیٰ کے قول کو پڑھ ھوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ۔" (خطبہ الہامیہ ص ۲۶۶ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

اور حقیقۃ الوحی میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:۔

"کافر کا لفظ مومن کے مقابلے پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔ (اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لیے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں، کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹، ۱۸۰ خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵، ۱۸۶)

اسی کتاب میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں، حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے، کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔"

آگے لکھتے ہیں:

"علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔"

مزید لکھتے ہیں:

"خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لیے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کیے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا۔ اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا۔" (حقیقت الوحی ص ۱۶۳، ۱۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷، ۱۶۸)

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے نام اپنے خط میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔" (تذکرہ ص ۶۰۷)

نیز "معیار الاخیار" میں مرزا قادیانی اپنا ایک الہام اس طرح بیان کرتے ہیں:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔"
(اشتہار معیار الاخیار ص ۸، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

نزول المسیح میں لکھتے ہیں:

"جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔"
(نزول المسیح ص ۴، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۲)

اور اپنی کتاب الہدیٰ میں اپنے انکار کو سرکار دو عالم ﷺ کے انکار کے مساوی قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"فی الحقیقت دو شخص بڑے ہی بدبخت ہیں اور انس و جن میں ان سا کوئی بھی بدطالع نہیں ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا، دوسرا وہ جو خاتم الخلفاء (یعنی بزعم خود مرزا قادیانی) پر ایمان نہ لایا۔" (الہدیٰ ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۵۰)

اور انجام آتھم میں لکھتے ہیں:

"اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے، اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔" (انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

نیز اخبار بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء میں لکھا ہے کہ:

"حضرت مسیح موعود سے ایک شخص نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کو کافر نہیں کہتے، ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کیا حرج ہے؟"

اس کا طویل جواب دیتے ہوئے آخر میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

"ان کو چاہیے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار شائع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جائے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں، ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یعنی منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ڈالے جائیں گے۔"

(اخبار بدر ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء منقول از تیغ الفصل مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص ۳۰۷ ج ۱)

مرزائی خلیفہ اوّل حکیم نور الدین قادیانی کے فتوے

مرزائی صاحبان کے پہلے خلیفہ جن کی خلافت پر دونوں مرزائی گروپ متفق تھے، فرماتے ہیں۔ "ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں، عام ہے، خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا قادیانی کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔"

(تیغ الفصل مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص ۲۷۵ ج ۱ بحوالہ اخبار الحکم ج ۱۵ نمبر ۸ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۱۱ء)

نیز ایک اور موقعہ پر لکھتے ہیں:

"محمد رسول اللہ ﷺ کے منکر یہود و نصاریٰ اللہ کو مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسولوں، کتابوں، فرشتوں کو مانتے ہیں۔ کیا اس انکار پر کافر ہیں یا نہیں؟ کافر ہیں۔ اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں؟ اگر اسرائیلی مسیح موسیٰ کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا مسیح ایسا ہے کہ اس کا منکر کافر ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا مسیح کیوں ایسا نہیں کہ اس کا منکر بھی کافر ہو۔ اگر وہ مسیح ایسا تھا کہ اس کا منکر کافر ہے تو یہ مسیح بھی کسی طرح کم نہیں۔"

(تیغ الفصل فتاویٰ احمدیہ ص ۲۸۵ ج ۱ بحوالہ الحکم نمبر ۱۹ ج ۱۸، ۲۸ مئی ۱۹۱۴ء)

خلیفہ دوم مرزا محمود احمد قادیانی کے فتاویٰ

اور مرزائی صاحبان کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کہتے ہیں:۔

"جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا ہے؟ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا کسی

عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے، ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دے دیتے ہو؟ کیا اس لیے دیتے ہو کہ وہ تمہاری قوم کا ہوتا ہے؟ مگر جس دن سے کہ تم احمدی ہوئے تمہاری قوم تو احمدیت ہو گئی شناخت اور امتیاز کے لیے اگر کوئی پوچھے تو اپنی ذات یا قوم بتا سکتے ہو۔ ورنہ اب تو تمہاری قوم تمہاری گوت تمہاری ذات احمدی ہی ہے پھر احمدیوں کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں کیوں قوم تلاش کرتے ہو، مومن کا تو یہ کام ہوتا ہے کہ جب حق آ جائے تو باطل کو چھوڑ دیتا ہے۔" (ملائکۃ اللہ ص ۴۶، ۴۷ از مرزا محمود قادیانی)

نیز انوار خلافت میں کہتا ہے:

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔" (انوار خلافت ص ۹۰ از محمود قادیانی)

اور آئینہ صداقت میں تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا نام تک نہیں سنا وہ بھی کافر ہیں، کہتا ہے۔

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص ۳۵ از مرزا محمود قادیانی)

مرزا بشیر احمد، ایم اے قادیانی کے اقوال

اور مرزا غلام احمد قادیانی کے منجھلے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی لکھتا ہے:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے، پر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر، بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰ از مرزا بشیر قادیانی پسر مرزا قادیانی)

اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"مسیح موعود کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے۔ دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور محض افترا علی اللہ کے طور پر دعویٰ کرتا ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے، اور یا مسیح موعود اپنے دعویٰ الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مچ اس سے

معلوم ہوتا تھا تو اس صورت میں بلاشبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ، اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم دونوں کو مسلمان سمجھو، کیونکہ آیت کریمہ صاف بتا رہی ہے کہ اگر مدعی کافر نہیں ہے تو مکذب ضرور کافر ہے۔ پس خدارا اپنے نفاق چھوڑو اور دل میں کوئی فیصلہ کرو۔"
(کلمۃ الفصل ص ۱۴۳)

محمد علی لاہوری قادیانی کے اقوال

محمد علی لاہوری قادیانی (امیر جماعت لاہور) انگریزی ریویو آف ریلیجنز میں لکھتے ہیں:

The Ahmadiyya movement stands in the same relation to Islam in which christianity stood to judaism.

"یعنی احمدی تحریک اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔" (منقول از مباحثہ راولپنڈی ص ۲۴۰)

اس میں محمد علی لاہوری قادیانی نے "احمدیت" کو "اسلام" سے اسی طرح الگ مذہب قرار دیا ہے جس طرح عیسائیت یہودیت سے بالکل الگ مذہب ہے۔

نیز ریویو آف ریلیجنز میں لکھتے ہیں۔

"افسوس ان مسلمانوں پر جو حضرت مرزا قادیانی کی مخالفت میں اندھے ہو کر انہی اعتراضوں کو دہرا رہے ہیں جو عیسائی آنحضرت ﷺ پر کرتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح جس طرح عیسائی آنحضرت ﷺ کی مخالفت میں اندھے ہو کر ان اعتراضوں کو مضبوط کر رہے ہیں اور دہرا رہے ہیں جو یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کرتے تھے۔ سچے نبی کا یہی ایک بڑا بھاری امتیازی نشان ہے کہ جو اعتراض اس پر کیا جائے گا وہ سارے نبیوں پر پڑے گا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ کو رد کرتا ہے وہ گویا کل سلسلہ نبوت کو رد کرتا ہے۔" (ریویو آف ریلیجنز ج ۵ نمبر ۵ ص [illegible] ۱۹۰۶ء، منقول از [illegible] قادیانی ص ۴۰)

یہاں یہ واضح رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی یا ان کے متبعین کی عبارتوں میں کہیں کہیں مثلاً اپنے مخالفین کے لیے "مسلمان" کا لفظ استعمال ہو گیا ہے اس کی حقیقت بیان

کرتے ہوئے ملک محمد عبداللہ قادیانی ریویو آف ریلیجنز کے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:۔

"آپ نے اپنے منکروں کو ان کے ظاہری نام کی وجہ سے مسلمان لکھا ہے، کیونکہ عرف عام کی وجہ سے جب ایک نام مشہور ہو جائے تو پھر خواہ حقیقت اس میں موجود نہ بھی رہے اسے اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔"

(احمدیت کے امتیازی مسائل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز بابت دسمبر ۱۹۴۰ء ج ۳۹ نمبر ۱۲ ص ۳۴۹)

مسلمانوں سے عملی قطع تعلق مذکورہ بالا عقائد کی بنا پر مرزائی صاحبان نے خود اپنے آپ کو ایک الگ ملت قرار دے دیا، اور جیسا کہ پیچھے عرض کیا جا چکا ہے، ان کا یہ طرز عمل مرزا غلام احمد قادیانی کے دعووں اور تحریروں کا بالکل منطقی نتیجہ ہے۔ چنانچہ انھوں نے مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے، ان کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلق قائم کرنے اور ان کی نماز جنازہ ادا کرنے کی بالکلیہ ممانعت کر دی۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ:

"تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لیے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے، کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو، بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اِمامُکُم مِنکُم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوائے اسلام کرتے ہیں، بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے اعمال حبط ہو جائیں۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۹۸ حاشیہ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۶۴)

غیر احمدیوں کے ساتھ شادی بیاہ مرزا بشیر الدین محمود (خلیفہ دوم قادیانی) لکھتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو، لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اول نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا، اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں

اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا (اب میں نے اس کی بچی توبہ دیکھ کر قبول کر لی ہے)۔" (انوار خلافت ص ۹۳، ۹۴ از مرزا محمود قادیانی)

آگے لکھتے ہیں:

"میں کسی کو جماعت سے نکالنے کا عادی نہیں لیکن اگر کوئی اس حکم کے خلاف کرے گا تو میں اس کو جماعت سے نکال دوں گا۔" (ایضاً)

البتہ مسلمانوں کی لڑکیاں لینے کو قادیانی مذہب میں جائز قرار دیا گیا ہے، اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کے دوسرے صاحبزادے مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ:

"اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۶۹)

غیر احمدیوں کی نماز جنازہ مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

"اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے، اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا منکر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟ اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے، شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔"

(انوار خلافت ص ۹۳ از مرزا محمود قادیانی)

قائد اعظم کی نماز جنازہ چنانچہ اپنے مذہب اور خلیفہ کے حکم کی تعمیل میں چودھری ظفر اللہ خان قادیانی سابق وزیر خارجہ پاکستان نے قائد اعظم کی نماز جنازہ میں بھی شرکت نہیں کی۔ منیر انکوائری کمیشن کے سامنے اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی کہ:

"نماز جنازہ کے امام مولانا شبیر احمد عثمانی احمدیوں کو کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دے چکے تھے، اس لیے میں اس نماز میں شریک ہونے کا فیصلہ نہ کر سکا جس کی امامت مولانا کر رہے تھے۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت پنجاب ص ۲۱۲)

لیکن عدالت سے باہر جب ان سے یہ بات پوچھی گئی کہ آپ نے قائد اعظم کی نماز جنازہ کیوں ادا نہیں کی؟ تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا۔

"آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔"
(زمیندار لاہور ۸ فروری ۱۹۵۰ء)

جب اخبارات میں یہ واقعہ منظر عام پر آیا تو جماعت ربوہ کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا گیا کہ:۔

"جناب چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائداعظم احمدی نہ تھے لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔" (ٹریکٹ نمبر ۲۲ بعنوان "احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ")

اور قادیانی اخبار "الفضل" کا جواب یہ تھا کہ:

"کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابوطالب بھی قائداعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسول خدا نے۔"
(الفضل ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء ص ۴ کالم ۲ ج ۴۰ شمارہ نمبر ۲۵۲)

بعض لوگ چودھری ظفر اللہ خان قادیانی کے اس طرز عمل پر اظہار تعجب کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں تعجب کا کوئی موقع نہیں۔ انھوں نے جو دین اختیار کیا تھا یہ اس کا لازمی تقاضا تھا ان کا دین، ان کا مذہب، ان کی امت، ان کے عقائد، ان کے افکار ہر چیز مسلمانوں سے نہ صرف مختلف بلکہ ان سے بالکل متضاد ہے ایسی صورت میں وہ قائداعظم کی نماز جنازہ کیوں پڑھتے؟

خود اپنے آپ کو الگ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ

مذکورہ بالا توضیحات سے یہ بات دو اور دو چار کی طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مرزائی مذہب مسلمانوں سے بالکل الگ مذہب ہے جس کا امت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں، اور اپنی یہ پوزیشن خود مرزائیوں کو مسلم ہے کہ ان کا اور مسلمانوں کا مذہب ایک نہیں ہے اور وہ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر سے الگ ایک مستقل امت ہے۔ چنانچہ انھوں نے غیر منقسم ہندوستان میں اپنے آپ کو سیاسی طور پر بھی مسلمانوں سے الگ ایک مستقل اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ مرزا بشیر الدین محمود کہتے ہیں:۔

"میں نے اپنے نمائندے کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کیے جائیں جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو، اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی

تو مذہبی فرقہ ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کیے گئے ہیں، اسی طرح ہمارے بھی کیے جائیں، تم ایک پارسی پیش کر دو، اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔"

(مرزا بشیر الدین محمود کا بیان مندرجہ "الفضل" ۱۳ نومبر ۱۹۴۶ء)

کیا اس کے بعد بھی اس مطالبے کی معقولیت میں کسی انصاف پسند انسان کو کوئی ادنیٰ شبہ باقی رہ سکتا ہے کہ مرزائی امت کو سرکاری سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے؟

مرزائی بیانات کے بارے میں ایک ضروری تنبیہ

یہاں ایک اور اہم حقیقت کی طرف توجہ دلانا از بس ضروری ہے اور وہ یہ کہ مرزائی صاحبان کا نوے سالہ طرز عمل یہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے جماعتی مفادات کی خاطر بسا اوقات صریح غلط بیانی سے بھی نہیں چوکتے۔ پیچھے ان کی وہ واضح اور غیر مبہم تحریریں پیش کی جا چکی ہیں جن میں انہوں نے مسلمانوں کو کھلم کھلا کافر قرار دیا ہے اور جتنی تحریریں پیچھے پیش کی گئی ہیں، اس سے زیادہ مزید پیش کی جا سکتی ہیں، لیکن اپنی تقریر و تحریر میں ان گنت مرتبہ ان صریح اعلانات کے باوجود منیر انکوائری کمیشن کے سوال کے جواب میں ان دونوں جماعتوں نے یہ بیان دیا کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر نہیں سمجھتے۔

ان کا یہ بیان ان کے حقیقی عقائد اور سابقہ تحریرات سے اس قدر متضاد تھا کہ منیر انکوائری کمیشن کے جج صاحبان بھی اسے صحیح باور نہ کر سکے۔ چنانچہ وہ اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں:۔

"اس مسئلے پر کہ آیا احمدی دوسرے مسلمانوں کو ایسا کافر سمجھتے ہیں جو دائرہ اسلام سے خارج ہے؟ احمدیوں نے ہمارے سامنے یہ موقف ظاہر کیا ہے کہ ایسے لوگ کافر نہیں ہیں، اور لفظ "کفر" جو احمدی لٹریچر میں ایسے اشخاص کے لیے استعمال کیا گیا ہے اس سے کفر خفی یا انکار مقصود ہے یہ ہرگز بھی مقصود نہیں ہوا کہ ایسے اشخاص دائرہ اسلام سے خارج ہیں، لیکن ہم نے اس موضوع پر احمدیوں کے بے شمار سابقہ اعلانات دیکھے ہیں اور ہمارے نزدیک ان کی کوئی تعبیر اس کے سوا ممکن نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نہ ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ اردو ص ۲۱۲، ۱۹۵۳ء)

چنانچہ جب تحقیقات کی بلا ٹل گئی تو وہی سابقہ تحریریں جن میں مسلمانوں کو برملا کافر کہا گیا تھا پھر شائع ہونی شروع ہو گئیں، کیونکہ وہ تو ایک وقتی چال تھی جس کا اصل عقیدے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

یہی حال سرکارِ دو عالم ﷺ کو آخری پیغمبر ماننے کا ہے کہ مرزائی پیشواؤں کی ایسی صریح تحریروں کا ایک انبار موجود ہے جس میں انھوں نے اپنے اس عقیدے کا برملا اعلان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبیوں کی آمد بند نہیں ہوئی بلکہ آپ ﷺ کے بعد بھی نبی پیدا ہو سکتے ہیں، مثلاً ان کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا تھا کہ:۔

”اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے، کذاب ہے، آپ کے بعد نبی آ سکتے ہیں اور ضرور آ سکتے ہیں۔“

(انوارِ خلافت ص ۶۵ مطبوعہ امرتسر ۱۹۱۶ء)

لیکن حال ہی میں جب پاکستان کے دستور میں صدر اور وزیرِ اعظم کے حلف نامے میں یہ الفاظ بھی تجویز کیے گئے کہ ”میں آنحضرت ﷺ کے آخری پیغمبر ہونے پر اور اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔“ تو قادیانیوں کے موجودہ خلیفہ مرزا ناصر احمد قادیانی نے اعلان فرمایا کہ:۔

”میں نے اس حلف نامے کے الفاظ پر بڑا غور کیا ہے اور میں بالآخر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ایک احمدی کے راستے میں اس حلف کو اٹھانے میں کوئی روک نہیں۔“

(الفضل ربوہ ۱۳ مئی ۱۹۷۳ء ج ۲۷/۶۲ نمبر ۱۰۶ ص ۳، ۵، کالم نمبر ۲)

ملاحظہ فرمایئے کہ جو بات خلیفہ دوم کے نزدیک انسان کو جھوٹا اور کذاب بنا دیتی ہے اور جس کا اقرار تلواروں کے درمیان بھی جائز نہیں تھا، جب عہدۂ صدارت و وزارتِ عظمیٰ اس پر موقوف ہو گیا تو اس کے حلفیہ اقرار میں بھی کچھ حرج نہ رہا۔

لہٰذا مرزائی صاحبان کے بارے میں حقیقت تک پہنچنے کے لیے وہ بیانات ہمیشہ گمراہ کن ہوں گے جو وہ کوئی چارہ پڑنے کے موقع پر دیا کرتے ہیں۔ ان کی اصل حقیقت کو سمجھنے کے لیے ان کی اصل مذہبی تحریروں اور ان کے نوے سالہ طرزِ عمل کا مطالعہ ضروری ہے، یا تو وہ اپنے تمام سابقہ معتقدات، تحریروں اور بیانات سے کھلم کھلا توبہ کر کے ان سب سے برأت کا اعلان کریں اور اس بات کا مکمل ثبوت فراہم کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی سے ان کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ یا پھر جرأت مندی سے اپنے ان معتقدات اور بیانات کو قبول کر کے اپنی اس پوزیشن پر راضی ہوں جو ان کی روشنی میں ثابت ہوتی ہے۔ اس کے سوا جو بھی تیسرا راستہ اختیار کیا جائے گا وہ محض دفع الوقتی کی ترکیب ہوگی جس سے کسی ذمہ دار ادارے یا حق کے طلب گار کو دھوکے میں نہیں آنا چاہیے۔

لاہوری جماعت کی حقیقت

مرزائی صاحبان کی لاہوری جماعت، جس کے بانی محمد علی لاہوری قادیانی تھے، بکثرت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتی، بلکہ مسیح موعود، مہدی اور مجدد مانتی ہے۔ اس لیے اس پر ختم نبوت کی خلاف ورزی کے الزام میں کفر عائد نہیں ہونا چاہیے۔ اس کا مختصر سا جواب تو یہ ہے کہ جس شخص کا جھوٹا دعویٰ نبوت ثابت ہو چکا ہو، اسے صرف نبی ماننا ہی نہیں سچا ماننا اور واجب الاطاعت سمجھنا بھی کھلا کفر ہے، چہ جائیکہ اسے مسیح موعود، مہدی اور مجدد اور محدث (صاحب الہام) قرار دیا جائے۔ جیسا کہ پیچھے بیان کیا جا چکا ہے، کسی شخص کا دعویٰ نبوت جو دو حریف مذہب پیدا کرتا ہے، وہ اسے سچا ماننے والوں اور جھوٹا ماننے والوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جو جماعت اسے سچا قرار دیتی ہے وہ ایک مذہب کی پیرو قرار پاتی ہے اور جو جماعت اس کی تکذیب کرتی ہے وہ دوسرے مذہب میں شامل ہوتی ہے۔ لہٰذا جب مرزا غلام احمد قادیانی کا مدعی نبوت ہونا روز روشن کی طرح ثابت ہو چکا ہے تو اب اس کو پیشوا ماننے والی تمام جماعتیں ایک ہی مذہب میں داخل ہوں گی، خواہ وہ اسے نبی کا نام دیں، یا مسیح موعود، مہدی معہود اور مجدد کا، لیکن اس مختصر جواب کے ساتھ لاہوری جماعت کی پوری حقیقت واضح کر دینا بھی مناسب ہوگا۔

واقعہ یہ ہے کہ عقیدہ و مذہب کے اعتبار سے ان دونوں جماعتوں میں عملاً کوئی فرق نہیں۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اور ان کے بعد ان کے خلیفہ اول حکیم نورالدین کے انتقال تک جماعت قادیان اور جماعت لاہور کوئی الگ جماعتیں نہ تھیں۔ اس پورے عرصے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام متبعین خواہ مرزا بشیر الدین ہوں یا محمد علی لاہوری پوری آزادی کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کو "نبی" اور "رسول" کہتے اور مانتے رہے۔ محمد علی لاہوری عرصہ دراز تک مشہور قادیانی رسالے "ریویو آف ریلیجنز" کے ایڈیٹر رہے اور اس عرصے میں انھوں نے بے شمار مضامین میں نہ صرف مرزا قادیانی کے لیے "نبی" اور "رسول" کا لفظ استعمال کیا، بلکہ ان کے لیے نبوت و رسالت کے تمام لوازم کے قائل رہے ان کے ایسے مضامین کو جمع کیا جائے تو ایک پوری کتاب بن سکتی ہے۔ تاہم یہاں مختصر

نمونے کے طور پر ان کی چند تحریریں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۳ مئی ۱۹۰۴ء کو گورداسپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ایک بیان دیا جس کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ جو شخص مرزا قادیانی کی تکذیب کرے وہ "کذاب" ہوتا ہے چنانچہ ایسے شخص کو اگر مرزا قادیانی نے کذاب لکھا تو ٹھیک کہا۔ اس بیان میں وہ لکھتے ہیں:۔

"مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی ملزم مدعی نبوت ہے۔ اس کے مرید اس کو دعویٰ میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔" (حلفیہ شہادت بعدالت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۰۴ء: منقول از ماہنامہ فرقان قادیان ج ۱ نمبر ۱ ص ۱۵ بابت جنوری ۱۹۴۲ء)

"آنحضرت کے بعد خداوند تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیے مگر آپ کے متبعین کامل کے لیے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے نور حاصل کرتے ہیں۔ ان کے لیے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔" (ریویو آف ریلیجنز ج ۵ نمبر ۵ ص ۱۸۶ مئی ۱۹۰۶ء بحوالہ تبدیلی عقائد از محمد اسماعیل قادیانی ص ۲۲ مطبوعہ احمدیہ کتاب گھر قادیان)

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں دنیا کی اصلاح کے لیے مامور اور نبی کر کے بھیجا ہے وہ بھی شہرت پسند نہیں۔ بلکہ ایک عرصہ دراز تک جب تک اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا کہ وہ لوگوں سے بیعت توبہ لیں۔ آپ کو کسی سے کچھ سروکار نہ تھا اور سالہا سال تک گوشہ خلوت سے باہر نہیں نکلے، یہی سنت قدیم سے انبیاء کی چلی آئی ہے۔"

(ریویو ج ۵ نمبر ۴ ص ۱۳۲)

"مخالف خواہ کوئی ہی معنی کرے۔ مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی بھیج سکتا ہے صدیق بنا سکتا ہے اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے مگر چاہیے مانگنے والا۔ ۔ ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) وہ صادق تھا۔ خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا۔" (تقریر محمد علی در احمدیہ بلڈنگس مندرجہ الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء بحوالہ ماہنامہ فرقان قادیان جنوری ۱۹۴۲ء ج ۱ نمبر ۱ ص ۱۰)

یہ اقتباسات تو محض بطور نمونہ محمد علی لاہوری قادیانی بانی جماعت لاہور کی تحریروں سے پیش کیے گئے ہیں لیکن یہ صرف انہی کا عقیدہ نہ تھا بلکہ پوری جماعت لاہور نے اپنے ایک حلفیہ بیان میں انہی عقائد کا اقرار کیا ہے۔

لاہوری جماعت کا حلفیہ بیان "پیغام صلح" جماعت لاہور کا مشہور اخبار ہے۔ اس کی ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء کی اشاعت میں پوری جماعت کی طرف سے یہ حلفیہ بیان شائع ہوا:۔

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا

کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا تخفیف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں، کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔"

(پیغام صلح ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء ص ۲ بحوالہ ماہنامہ فرقان قادیان جنوری ۱۹۴۲ء ج ۱ نمبر ۱ ص ۱۲، ۱۳)

اس صفائی بیان کے بعد لاہوری جماعت کے اصل عقائد سے پردہ اٹھ جاتا ہے۔ لیکن جب مرزائیوں کے خلیفہ اول حکیم نور الدین کا انتقال ہوتا ہے اور خلافت کا مسئلہ اٹھتا ہے تو محمد علی لاہوری قادیانی مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور انہیں خلیفہ تسلیم کرنے سے انکار کر کے قادیان سے لاہور چلے آتے ہیں اور یہاں اپنی الگ جماعت کی داغ بیل ڈالتے ہیں۔ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو مرزا بشیر الدین خلیفہ دوم مقرر کیے گئے اور ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء کو اس فیصلے سے اختلاف کرنے والی جماعت لاہور کا پہلا جلسہ ہوا۔ اس جلسے میں جو قرارداد منظور کی گئی وہ یہ تھی:۔

"صاحبزادہ قادیانی (مرزا بشیر الدین) کے انتخاب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں۔ یعنی اپنے سلسلہ احمدیہ میں ان کو داخل کریں۔ لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس حیثیت میں ہم انہیں امیر تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لیے بیعت کی ضرورت نہ ہوگی اور نہ ہی امیر اس بات کا مجاز ہوگا کہ جو حقوق و اختیارات صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود نے دیے ہیں اور اس کو اپنا جانشین قرار دیا ہے۔ اس میں کسی قسم کی دست اندازی کرے۔"

(ضمیمہ پیغام صلح ۲۳ مارچ ۱۹۱۴ء بحوالہ فرقان قادیان جنوری ۱۹۴۲ء ج ۱ نمبر ۱ ص ۷)

اس قرارداد سے واضح ہے کہ لاہوری جماعت کو اس وقت نہ جماعت قادیان کے عقائد پر اعتراض تھا اور نہ وہ مرزا بشیر الدین کو خلافت کے لیے نا اہل قرار دیتے تھے۔ جھگڑا تھا تو اس بات پر تھا کہ تمام اختیارات انجمن احمدیہ کو دیے جائیں نہ کہ خلیفہ کو، لیکن جب مرزا بشیر الدین محمود نے اس تجویز کو منظور نہ کیا تو محمد علی لاہوری نے لکھا:

"خلافت کا سلسلہ صرف چند روزہ ہوتا ہے، تو کسی طرح تسلیم کر لیا جائے گا۔ مگر

ایک شخص کی بیعت کرلی تو اب آہستہ بھی کرتے جاؤ۔"

(پیغام صلح ۲۱ اپریل ۱۹۱۴ء منقول از فرقان جنوری ۱۹۴۲ء ج ۱ نمبر ۱ ص ۲ بحوالہ بالا)

یہ تھا قادیانی اور لاہوری جماعتوں کا اصل اختلاف جس کی بنا پر یہ دونوں پارٹیاں الگ ہوئیں اسی اختلاف کی بنا پر جب قادیانی جماعت نے لاہوری جماعت پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تو لاہوری گروپ مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے پر مجبور ہوا چنانچہ جب جماعت لاہور نے اپنا الگ مرکز قائم کیا تو کچھ اپنی علیحدگی کو خوبصورت بنانے کی تدبیر، کچھ قادیانی جماعت کے بغض اور کچھ مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کی فکر کی وجہ سے اس جماعت نے اپنے سابقہ عقائد اور تحریروں سے رجوع اور توبہ کا اعلان کیے بغیر یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں بلکہ مسیح موعود، مہدی اور مجدد مانتے ہیں۔

قادیان اور لاہور کی جماعتوں میں کوئی فرق نہیں

لیکن اگر لاہوری جماعت کے ان عقائد کو بھی دیکھا جائے جن کا اعلان انہوں نے ۱۹۱۴ء کے بعد کیا ہے۔ تب بھی یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ان کا یہ موقف محض ایک لفظی ہیر پھیر ہے اور حقیقت کے اعتبار سے ان کے اور قادیانی جماعت کے درمیان کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔ جس طرح وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہام کو حجت اور واجب الاتباع مانتے ہیں، اسی طرح یہ بھی اسے حجت اور واجب الاتباع سمجھتے ہیں۔ جس طرح وہ مرزا قادیانی کی تمام کفریات کی تصدیق کرتے ہیں، اسی طرح یہ بھی اسے واجب التصدیق قرار دیتے ہیں جس طرح وہ مرزا قادیانی کی تمام کتابوں کو اپنے لیے الہامی سند اور مذہبی اتھارٹی سمجھتے ہیں، اسی طرح یہ بھی انہیں مذہبی ماخذ کی حیثیت دیتے ہیں جس طرح وہ مرزا قادیانی کے مخالفین کو کافر کہتے ہیں اسی طرح یہ بھی مرزا قادیانی کو کافر اور جھوٹا قرار دینے والوں کے کفر کے قائل ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ قادیانی جماعت مرزا قادیانی کے لیے لفظ نبی استعمال کرنے کو علی الاطلاق جائز سمجھتی ہے اور لاہوری جماعت مرزا قادیانی کے لیے اس لفظ کے استعمال کو صرف لغوی یا مجازی حیثیت میں جائز قرار دیتی ہے۔

اس حقیقت کی تشریح اس طرح ہوگی کہ لاہوری جماعت جن بنیادی عقیدوں میں اپنے آپ کو قادیانی جماعت سے ممتاز قرار دیتی ہے، وہ دو عقیدے ہیں:

۱..... مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے لفظ نبی کا استعمال ۲..... غیر احمدیوں کو کافر کہنا۔

لاہوری جماعت کا دعویٰ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتی بلکہ صرف مجدد

قائل ہے اور غیر احمدیوں کو کافر کے بجائے صرف فاسق قرار دیتی ہے۔ اب ان دونوں باتوں کی حقیقت ملاحظہ فرمائیے:

نبی نہ ماننے کی حقیقت لاہوری جماعت اگرچہ اعلان تو یہی کرتی ہے کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے، بلکہ "مجدد" مانتے ہیں۔ لیکن "مجدد" کا مطلب کیا ہے؟ بعینہٖ وہ جسے قادیانی جماعت ظلی اور بروزی نبی کہتی ہے چنانچہ محمد علی لاہوری قادیانی اپنی کتاب "النبوۃ فی الاسلام" میں جو جماعت لاہور کی علیحدگی کے بہت بعد کی تصنیف ہے، لکھتے ہیں:

"انواع نبوت میں سے وہ نوع جو محدث کو ملتی ہے وہ چونکہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول کے ملتی ہے، جیسا توضیح المرام میں لکھا تھا کہ وہ نوع مبشرات ہے۔ اس لیے وہ تحدید ختم نبوت سے باہر ہے اور یہ حضرت مسیح موعود ہی نہیں کہتے بلکہ حدیثوں نے صاف طور پر ایک طرف محدثوں کا وعدہ دے کر اور دوسری طرف مبشرات کو باقی رکھ کر یہی اصول قرار دیا ہے۔ گویا نبوت تو ختم ہے، مگر ایک نوع نبوت باقی ہے اور وہ نوع مبشرات ہیں، وہ ان لوگوں کو ملتی ہے جو کامل طور پر اتباع حضرت نبی کریم ﷺ کا کرتے ہیں اور فنا فی الرسول کے مقام تک پہنچ جاتے ہیں۔ اب یہی اسی اصول کو "چشمہ معرفت" میں جو آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی سب سے آخری کتاب ہے۔ بیان کیا ہے، (دیکھو ص ۳۲۴) "تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے، مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں، یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں، کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے، یعنی اس کا ظل ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے۔"

اب دیکھو کہ یہاں بھی نبوت کو تو ختم ہی کہا ہے۔ لیکن ایک قسم کی نبوت باقی بتائی ہے اور وہ وہی ہے جو آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور اسی کتاب کے ص ۱۸۲ پر یہ بھی صاف لکھ دیا ہے کہ وہ نبوت جس کو ظلی نبوت یا نبوت محمدیہ قرار دیتے ہیں، وہ وہی مبشرات والی نبوت ہے۔" (النبوۃ فی الاسلام ص ۱۵۰ مطبوعہ لاہور ۱۹۱۵ء)

آگے مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارتوں کی تشریح کرتے ہوئے اور انہیں درست قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"درحقیقت جو کچھ فرمایا ہے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے جو کچھ کہا ہے) گو اس کے الفاظ میں تھوڑا تھوڑا تغیر ہو، مگر ماحصل سب کا ایک ہی ہے، یعنی یہ کہ اول فرمایا کہ

صاحب خاتم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ بجز آپ کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ پھر فرمایا کہ صاحب خاتم ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کی مہر سے ایک ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لیے امتی ہونا لازمی ہے۔ اب امتی ہونے کے معنی یہی ہیں کہ کامل اطاعت آنحضرت ﷺ کی جائے اور اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کی محبت میں فنا کر دیا جائے تب آپ ﷺ کے فیض سے ایک قسم کی نبوت بھی مل سکتی ہے، وہ نبوت کیا ہے؟ اس کو آخر میں جا کر صاف حل کر دیا ہے کہ وہ ایک ظلی نبوت ہے جس کے معنی ہیں فیض محمدی سے وحی پانا اور یہ بھی فرمایا کہ وہ قیامت تک باقی رہے گی۔" (النبوۃ فی الاسلام ص ۱۵۳ از محمد علی لاہوری قادیانی)

محمد علی لاہوری قادیانی کی ان عبارتوں کو اہل قادیان اور اہل ربوہ کے ان عقائد سے ملا کر دیکھئے جو پیچھے بیان ہو چکے ہیں۔ کیا کہیں کوئی فرق نظر آتا ہے؟ لیکن آگے فرق ظاہر کرنے کے لیے لفظوں کا یہ کھیل بھی ملاحظہ فرمائیں:

"حضرت مسیح موعود نے اپنی پہلی اور پچھلی تحریروں میں ایک ہی اصول باندھا ہے اور وہ اصول یہ ہے کہ باب نبوت تو مسدود ہے مگر ایک نوع کی نبوت مل سکتی ہے یوں نہیں کہیں گے کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے بلکہ یہ کہیں گے کہ نبوت کا دروازہ بند ہے۔ مگر ایک نوع کی نبوت باقی رہ گئی ہے اور قیامت تک رہے گی۔ یوں نہیں کہیں گے کہ ایک شخص اب بھی نبی ہو سکتا ہے، یوں کہیں گے کہ ایک نوع کی نبوت اب بھی آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہو سکتی ہے، اس کا نام ایک جگہ مبشرات، ایک جگہ جزوی نبوت، ایک جگہ محدثیت، ایک جگہ کثرت مکالمہ رکھا ہے مگر نام کوئی بھی رکھا ہو، اس کا بڑا نشان یہ قرار دیا ہے کہ وہ ایک انسان کامل محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے مل سکتی ہے وہ فنا فی الرسول[1] سے حاصل ہوتی ہے، وہ نبوت محمدیہ ﷺ کی مستفاض ہے۔ وہ چراغ نبوی ﷺ کی روشنی ہے، وہ اصلی کوئی چیز نہیں، ظل ہے۔" (النبوۃ فی الاسلام ص ۱۵۸ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء)

کیا یہ لفظوں کے معمولی ہیر پھیر سے ظل و بروز کا بعینہٖ وہی فلسفہ نہیں ہے جو مرزا قادیانی اور قادیانی جماعت کے الفاظ میں پیچھے بیان کیا جا چکا ہے؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو حقیقت کے لحاظ سے قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت میں فرق کیا رہ گیا؟ اور یہ صرف محمد علی لاہوری قادیانی ہی کا نہیں، پوری لاہوری جماعت کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ قادیانی

---

[1] فنا فی الرسول سے نبوت مل جاتی ہے تو شاید فنا فی اللہ سے خدائی بھی مل جاتی ہوگی۔

جماعت اور لاہوری جماعت کے درمیان جو مباحثہ راولپنڈی میں ہوا اور جسے دونوں جماعتوں نے مشترک خرچ پر شائع کیا اس میں لاہوری جماعت کے نمائندے نے صراحۃً کہا کہ:

”حضرت (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) آنحضرت ﷺ کے اظلال میں ایک کامل ظل تھے۔ حتیٰ ان کی بیوی اس لیے ام المومنین ہے اور یہ بھی ظلی طور پر مرتبہ ہے۔“

(مباحثہ راولپنڈی ص ۱۹۹)

نیز اس بات کا بھی اعتراف کیا کہ:

”حضرت مسیح موعود نبی نہیں مگر آنحضرت ﷺ کی نبوت ان میں منعکس ہے۔“

(مباحثہ راولپنڈی ص ۱۹۶)

یہ سب وہ عقائد ہیں جنہیں لاہوری جماعت اب بھی تسلیم کرتی ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے مسئلہ میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت میں صرف لفظی ہیر پھیر کا اختلاف ہے۔ لاہوری جماعت اگرچہ مرزا قادیانی کا لقب مسیح موعود اور مجدد رکھتی ہے۔ لیکن ان الفاظ سے اس کی مراد بعینہٖ وہ ہے جو قادیانی جماعت ظلی، بروزی یا غیر تشریعی یا امتی نبی کے الفاظ سے مراد لیتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ لاہوری جماعت کا مسلک یہ ہے کہ ”مسیح موعود“، ”مجدد“ اور ”مہدی“ کا یہ مقام جسے مرزا قادیانی نے ہزار ہا مرتبہ لفظ ”نبی“ سے تعبیر کیا اور جس کے لیے وہ خود ۱۹۱۴ء تک بلا تکلف یہی لفظ استعمال کرتے رہے، خلافت کا نزاع پیدا ہونے کے بعد اس کے لیے ”نبوت“ کا لفظ اور صرف لفظ مجازی یا لغوی قرار پا گیا جسے مرزا قادیانی کی عبارتوں کی تشریح کے لیے اب بھی استعمال کیا جاتا ہے، لیکن عام تحریروں میں اس کا استعمال مصلحۃً ترک کر دیا گیا ہے۔ شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم نے بالکل سچ بات کہی تھی کہ:

”تحریک احمدیت دو جماعتوں میں منقسم ہے جو قادیانی اور لاہوری جماعتوں کے نام سے موسوم ہیں۔ اول الذکر جماعت بانی احمدیت کو نبی تسلیم کرتی ہے۔ آخر الذکر نے اعتقاداً یا مصلحۃً قادیانیت کی شدت کو کم کر کے پیش کرنا مناسب سمجھا۔“

(حرف محرمانہ ص ۲۸ ادارہ نگارش مطبوعہ ۱۹۶۴ء)

یہاں یہ حقیقت بھی واضح کر دینا مناسب ہے کہ لاہوری صاحبان نے جو تاویل کی ہے کہ مرزا قادیانی نے ہر جگہ اپنے لیے لفظ ”نبی“ مجازی یا لغوی طور پر استعمال کیا ہے حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ خاص تاویل کے لیے انہوں نے ”حقیقی نبوت“ کی ایک مخصوص

---

[1] اگرچہ مرزا قادیانی کی بے شمار تحریریں اس دعویٰ کی بھی تردید کرتی ہیں۔

اصطلاح گھڑی ہے جو شرعی اصطلاح سے بالکل الگ ہے۔ اس حقیقی نبی کے لیے انھوں نے بہت سی شرائط عائد کی ہیں جن میں سے چند یہ بھی ہیں:

۱...... "حقیقی نبی صرف وہ ہوگا جس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے ہوں۔ نزول جبرئیل علیہ السلام کے بغیر کوئی حقیقی نبی نہیں ہو سکتا۔" (النبوۃ فی الاسلام از محمد علی لاہوری ص ۲۸)

۲...... "حقیقی نبوت کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ سابقہ شریعت کو منسوخ یا اس میں ترمیم کر سکے۔" (النبوۃ فی الاسلام طبع لاہور ۱۹۱۵ء ص ۳۷)

۳...... "وحی نبوت عبادات میں پڑھی جاتی ہے۔" (النبوۃ فی الاسلام مطبوعہ لاہور ۱۹۴۷ء ص ۵۶)

۴...... "ہر حقیقی نبی کے لیے ضروری ہے کہ وہ کتاب لائے۔"
(النبوۃ فی الاسلام مطبوعہ لاہور ۱۹۴۷ء ص ۶۰)

حقیقی نبوت کے لیے اس طرح کی بارہ شرائط عائد کرنے کے بعد انھوں نے ثابت کیا ہے کہ چونکہ یہ شرائط مرزا قادیانی کی نبوت میں نہیں پائی جاتیں۔ اس لیے ان پر حقیقی معنی میں لفظ نبی کا اطلاق درست نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ شریعت کی معروف اصطلاح میں نبی کے لیے نہ کتاب لانا ضروری ہے، نہ یہ ضروری ہے کہ اس کی وحی عبادتوں میں ضرور پڑھی جائے، نہ یہ لازمی ہے کہ نبی اپنے سے پہلی شریعت کو ہمیشہ منسوخ ہی کر دے اور نہ نبوت کی تعریف میں یہ بات داخل ہے کہ اس میں وحی لانے والے ہمیشہ جبرئیل علیہ السلام ہی ہوں۔ لہٰذا "حقیقی نبوت" صرف اسی نبوت کو قرار دینا جس میں یہ ساری شرائط موجود ہوں، محض ایک ایسا حیلہ ہے جس کے ذریعے کبھی مرزا قادیانی کو نبی قرار دینا اور کبھی ان کی نبوت سے انکار کرنا آسان ہو جائے کیونکہ یہ شرائط عائد کر کے تو بہت سے انبیائے بنی اسرائیل کے بارے میں بھی یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ "حقیقی نبی" نہیں تھے، کیونکہ نہ ان پر کتاب اتری نہ ان کی وحی کی تلاوت کی گئی اور نہ وہ کوئی نئی شریعت لے کر آئے لیکن وہ انبیاء تھے۔

تکفیر کا مسئلہ لاہوری جماعت جس بنیاد پر اپنے آپ کو اہل قادیان سے ممتاز قرار دیتی ہے وہ اصل میں تو نبوت ہی کا مسئلہ ہے جس کے بارے میں پیچھے واضح ہو چکا کہ وہ صرف لفظی ہیر پھیر کا فرق ہے، ورنہ حقیقت کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں۔ دوسرا مسئلہ جس کے بارے میں جماعت لاہور کا دعویٰ ہے کہ وہ جماعت قادیان سے مختلف ہے، تکفیر کا مسئلہ ہے۔ یعنی لاہوریوں کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان قرار دیتی ہے، لیکن

یہاں بھی بات اتنی سادہ نہیں جتنی بیان کی جاتی ہے۔ اس مسئلہ پر امیر جماعت محمد علی لاہوری قادیانی نے ایک مستقل کتاب "ردّ تکفیر اہل قبلہ" کے نام سے لکھی ہے۔ اس کتاب کو بغور پڑھنے کے بعد ان کا جو نقطۂ نظر واضح ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود نہ ماننے والوں کی دو قسمیں ہیں:

۱ "وہ لوگ جو مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتے مگر انہیں کافر اور کاذب بھی نہیں کہتے۔ ایسے لوگ ان کے نزدیک بلاشبہ کافر نہیں ہیں بلکہ فاسق ہیں۔"

(ملخص از قادیانی اسلام مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء ص ۱۱۵)

۲ وہ لوگ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر یا کاذب کہتے ہیں ان کے بارے میں ان کا مسلک بھی یہی ہے کہ وہ "کافر" ہیں۔ چنانچہ محمد علی قادیانی لکھتے ہیں:

"گویا آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی تکفیر کرنے والے اور وہ منکر جو آپ کو کاذب یعنی جھوٹا بھی قرار دیتے ہیں، ایک قسم میں داخل ہیں اور ان کا حکم ایک ہے، اور دوسرے منکروں کا حکم الگ ہے۔"

آگے پہلی قسم کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود نے اب بھی اپنے انکار یا اپنے دعویٰ کے انکار کو وجہ کفر قرار نہیں دیا۔ بلکہ وجہ کفر صرف اسی بات کو قرار دیا ہے کہ مفتری کہہ کر اس نے مجھے کافر کہا۔ اس لئے اسی حدیث کے مطابق جو کافر کہنے والے پر کفر لوٹاتی ہے۔ اس صورت میں بھی کفر لوٹا۔"

مزید لکھتے ہیں:

"چونکہ کافر کہنے والا اور کاذب کہنے والا معنی یکساں ہیں یعنی مدعی (مرزا قادیانی) کی دونوں تکفیر کرتے ہیں اس لیے دونوں اس حدیث کے ماتحت خود کفر کے نیچے آ جاتے ہیں۔" (ردّ تکفیر اہل قبلہ مصنفہ محمد علی لاہوری ص ۲۲ مطبوعہ انجمن اشاعت اسلام ۱۹۲۹ء)

نیز لاہوری جماعت کے معروف مناظر اختر حسین گیلانی لکھتے ہیں:

"جو (مرزا قادیانی) کی تکذیب کرنے والے ہیں ان کے متعلق ضرور فرمایا کہ ان پر حدیثی کفر لوٹ کر پڑتا ہے، کیونکہ تکذیب کرنے والے حقیقۃً مفتری قرار دے کر کافر ٹھہراتے ہیں۔" (مباحثہ راولپنڈی ص ۲۵۱ مطبوعہ قادیان)

اس سے صاف واضح ہے کہ جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنے دعووں میں کاذب (جھوٹا) قرار دیتے ہیں یا انہیں کافر کہتے ہیں، ان کو لاہوری جماعت بھی کافر تسلیم کرتی ہے، صرف تکفیر کی وجہ کا فرق ہے۔ جو لوگ لاہوریوں کے نزدیک کفر کے فتوے سے

مستحق ہیں اور صرف فاسق ہیں وہ صرف ایسے غیر احمدی ہیں جو مرزا قادیانی کو کاذب یا کافر نہیں کہتے۔ اب غور فرمایئے کہ عالم اسلام میں کتنے لوگ ایسے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب نہیں کرتے؟ ظاہر ہے کہ جتنے مسلمان مرزا قادیانی کو نبی یا مسیح موعود نہیں مانتے وہ سب ان کی تکذیب ہی کرتے ہیں لہٰذا وہ سب لاہوری جماعت کے نزدیک بھی فتوائے کفر کے تحت آجاتے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود نہ ماننا اور ان کی تکذیب کرنا عملاً ایک ہی بات ہے خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

”جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔“

(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

منیر انکوائری کمیشن کی رپورٹ میں جج صاحبان نے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مرزا قادیانی کو نہ ماننا اور ان کی تکذیب کرنا ایک ہی بات ہے۔ لہٰذا جو فتویٰ تکذیب کرنے والوں پر لگے گا وہ درحقیقت تمام غیر احمدیوں پر عائد ہوگا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

”نماز جنازہ کے متعلق احمدیوں نے ہمارے سامنے بالآخر یہ موقف اختیار کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک فتویٰ حال ہی میں دستیاب ہوا ہے جس میں انہوں نے احمدیوں کو اجازت دی ہے کہ وہ ان مسلمانوں کی نماز جنازہ میں شریک ہو سکتے ہیں جو مرزا قادیانی کے مکذب اور مکفر نہ ہوں۔ لیکن اس کے بعد بھی معاملہ وہیں کا وہیں رہتا ہے، کیونکہ اس فتویٰ کا ضروری مفہوم یہی ہے کہ اس مرحوم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی جو مرزا قادیانی کو نہ مانتا ہو۔ لہٰذا اس اعتبار سے یہ فتویٰ موجودہ طرز عمل ہی کی تائید و تصدیق کرتا ہے۔“

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت پنجاب ۱۹۵۳ء ص ۲۱۲)

اب غور فرمایئے کہ فتویٰ کفر کے اعتبار سے عملاً لاہوری اور قادیانی جماعتوں میں کیا فرق رہ گیا؟ قادیانی کہتے ہیں کہ تمام مسلمان غیر احمدی ہونے کی بنا پر کافر ہیں، اور لاہوری جماعت والے کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو کاذب کہنے کی وجہ سے کافر ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ فتوائے کفر کے لوٹ کر پڑنے کی وجہ سے کافر ہیں۔ اب اس اندرونی قضیئے کو وہ خود طے کریں کہ مسلمانوں کو کافر کہنے کی وجہ کیا ہے؟ لیکن عملی اعتبار سے مسلمانوں کے لیے اس کے سوا اور کیا فرق پڑا کہ ۔ ۔

ستم سے باز آ کر بھی جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

بعض مرتبہ لاہوری جماعت کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہم مرزا قادیانی کی

تکذیب کرنے والوں کو جو کافر قرار دیتے ہیں، اس سے مراد ایسا کفر نہیں جو دائرۂ اسلام سے خارج کر دے، بلکہ ایسا کفر ہے جو "فسق" کے معنی میں بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر "کفر" سے ان کی مراد فسق ہی ہے تو پھر جو غیر احمدی مرزا قادیانی کو کافر یا کاذب نہیں کہتے، ان کے لیے اس لفظ کفر کا استعمال کیوں درست نہیں؟ جبکہ وہ بھی لاہوریوں کے نزدیک "فاسق" ضرور ہیں۔

(دیکھئے النبوۃ فی الاسلام ص ۲۱۵ طبع دوم و مباحثہ راولپنڈی ص ۲۴۲)

لاہوری جماعت کی وجوہ کفر

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے درمیان بنیادی عقائد کے اعتبار سے کوئی عملی فرق نہیں۔ فرق اگر ہے تو وہ الفاظ و اصطلاحات اور فلسفیانہ تعبیروں کا فرق ہے اور ان کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ یہ فرق لاہوری جماعت نے ضرورتاً اور مصلحتاً پیدا کیا ہے، اسی لیے ۱۹۱۴ء کے تنازعِ خلافت سے پہلے اس کا کوئی نشان نہیں ملتا، اب مختصر طور پر ان کے کفر کی وجوہ درج ذیل ہیں:

۱..... "قرآن و حدیث، اجماعِ امت مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد اور ذاتی حالات کی روشنی میں یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز وہ مسیح نہیں جس کا قرب قیامت میں وعدہ کیا گیا ہے۔ اور ان کو مسیح موعود ماننا قرآن کریم، متواتر احادیث اور اجماعِ امت کی تکذیب ہے، لاہوری مرزائی چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہیں، اس لیے کافر اور دائرہ اسلام سے اسی طرح خارج ہیں جس طرح قادیانی مرزائی۔"

۲..... "مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوائے نبوت قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کو کافر کہنے کے بجائے اپنا دینی پیشوا قرار دینے والا مسلمان نہیں ہو سکتا۔"

۳..... "پیچھے بتایا جا چکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی سینکڑوں کفریات کے باوجود لاہوری جماعت اس بات کی قائل ہے کہ (معاذ اللہ) وہ آنحضرت ﷺ کا بروز تھا اور آنحضرت ﷺ کی نبوت اس میں منعکس ہو گئی تھی، اور اس اعتبار سے اسے نبی کہنا درست ہے، یہ عقیدہ دائرہ اسلام میں کسی طرح نہیں کھپ سکتا۔"

۴..... دعوائے نبوت کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف بے شمار کفریات سے لبریز ہیں۔ (جن کی کچھ تفصیل آگے آ رہی ہے) لاہوری جماعت مرزا قادیانی کی تمام تحریروں کو

حجت اور واجب الاطاعت قرار دے کر ان تمام تحریرات کی تصدیق کرتی ہے۔ محمد علی لاہوری قادیانی لکھتے ہیں:

"اور مسیح موعود کی تحریروں کا انکار درحقیقت کلی رنگ میں خود مسیح موعود کا انکار ہے۔"

(النبوۃ فی الاسلام ص ۱۱ طبع دوم لاہور)

یہاں یہ واضح رہنا بھی ضروری ہے کہ اسلام میں "مجدد" کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ جب اسلام کی تعلیمات سے روگردانی عام ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ پھر سے لوگوں کو اسلامی تعلیمات کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ ان مجددین کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوتی، نہ ان کی کسی بات کو شرعی حجت سمجھا جاتا ہے، نہ وہ اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اور نہ لوگوں کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ انھیں ضرور مجدد مانیں، ان کے ہاتھ پر بیعت کریں، بلکہ یہ بھی ضروری نہیں کہ لوگ انھیں مجدد کی حیثیت سے پہچان بھی جائیں چنانچہ چودہ سو سالہ تاریخ میں مجددین کے ناموں میں بھی اختلاف رہا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص انھیں مجدد تسلیم نہ کرے تو شرعاً وہ گنہگار بھی نہیں ہوتا، نہ وہ اپنے تجدیدی کارنامے الہام کی بنیاد پر پیش کرتے ہیں اور نہ ان کے الہام کی تصدیق شرعاً واجب ہوتی ہے۔

اس کے بالکل برعکس لاہوری جماعت مرزا قادیانی کے لیے ان تمام باتوں کی قائل ہے لہٰذا اس کا یہ دعویٰ کہ "ہم مرزا قادیانی کو صرف مجدد مانتے ہیں۔" مغالطے کے سوا کچھ نہیں۔

مرزائی نبوت کی جھلکیاں ایک نظر میں

ہم نے اپنی قرارداد میں کہا ہے کہ:

"ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھیں۔"

مرزائیوں کی مزید کفریات اور گستاخیاں

عقیدہ ختم نبوت کی صریح خلاف ورزی کے علاوہ مرزا قادیانی کی تحریریں بہت سی کفریات سے بھری ہوئی ہیں یہاں تمام کفریات کا ذکر کرنا تو مشکل ہے لیکن نمونے کے طور پر چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا بروز تو قرار دیا ہی تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے متعدد مقامات پر اپنے آپ کو خدا کا بروز بھی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء کے خود ساختہ الہامات میں ایک الہام یہ بھی تھا کہ:

انت منی بمنزلۃ بروزی

یعنی "تو مجھ سے میرے بروز کے رتبے میں ہے۔"

(تذکرہ ص ۶۰۳) (ریویو آف ریلیجنز ج ۵ نمبر ۴، اپریل ۱۹۰۶ء ص ۱۲۲)

نیز انجام آتھم میں اپنے الہامات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔" (تذکرہ ص ۳۱۰ اربعین نمبر ۲ ص ۳۲ خزائن ج ۱۷ ص ۳۱۰ انجام آتھم ص ۵۵ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

نیز لکھتے ہیں:

"میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔" (کتاب البریہ ص ۸۵ خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳ و آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

"اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند، یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی۔" (اربعین نمبر ۳ ص ۲۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳)

قرآن کریم کی تحریف اور گستاخیاں

مرزا قادیانی نے قرآن کریم میں اس قدر لفظی اور معنوی تحریفات کی ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے یہاں تک کہ اس شخص نے یہ جسارت بھی کی ہے کہ قرآن کریم کی بہت کی آیات جو صراحتاً آنحضرت ﷺ کی شان میں نازل ہوئی تھیں ان کو اپنے حق میں قرار دیا اور جو القاب اور امتیازات قرآن کریم نے سرکار دو عالم ﷺ کے لیے بیان فرمائے تھے تقریباً سب کے سب اس نے اپنے لیے مخصوص کر لیے اور یہ کہا کہ مجھے بذریعہ وحی ان القاب سے نوازا گیا ہے۔ مثلاً مندرجہ ذیل آیات قرآنی:

۱…… وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۲۳ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۰)

۲…… وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۳۶ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶)

۳…… دَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۷۵ خزائن ج ۲۲ ص ۷۸)

۴…… قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔
(حقیقۃ الوحی ص ۷۹ خزائن ج ۲۲ ص ۸۲)

۵…… إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ۔
(حقیقۃ الوحی ص ۸۰ خزائن ج ۲۲ ص ۸۳)

۶…… إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔
(حقیقۃ الوحی ص ۹۴ خزائن ج ۲۲ ص ۹۷)

۷…… يٰسٓ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷ خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

۸…… إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵)

۹…… سورہ إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ کے بارے میں ہر شخص جانتا ہے کہ یہ سورت بطور خاص آنحضرت ﷺ کا امتیاز بتانے کے لیے نازل ہوئی تھی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ "ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا کی ہے۔" لیکن مرزا قادیانی نے اس سورت کو اپنے حق میں قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ "إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (بے شک آپ کا دشمن مقطوع النسل ہے) میں شانی یعنی بدگو اور دشمن سے مراد ان کا ایک "شقی، خبیث، بدطینت، فاسد القلب، ہندوزادہ، بدفطرت" مخالف یعنی نو مسلم سعد اللہ ہے۔"

(ملاحظہ ہو انجام آتھم ص ۵۸ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۱۰…… آنحضرت ﷺ کے خصوصی اعزاز یعنی معراج کو بھی مرزا نے اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا کہ یہ میرے بارے میں کہا گیا ہے کہ:

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا۔ وہ پاک ذات وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے سیر کرا دیا۔ (دیکھئے حقیقۃ الوحی ص ۷۸ خزائن ج ۲۲ ص ۸۱)

۱۱۔ شب معراج کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ آیت بھی اپنی طرف منسوب کی ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۷۶ خزائن ج ۲۲ ص ۷۹)

۱۲ قرآن کریم نے بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔ "اور میں ایک رسول کی خوشخبری دینے کے لیے آیا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ﷺ ہوگا۔"

مرزا غلام احمد قادیانی نے انتہائی جسارت اور ڈھٹائی سے دعویٰ کیا کہ "اس آیت میں میرے آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے اور احمد سے مراد میں ہوں۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۷۳ خزائن ج ۳ ص ۴۶۳)

چنانچہ مرزائی صاحبان اسی پر ایمان رکھتے ہیں کہ اس آیت میں احمد سے مراد آنحضرت ﷺ کے بجائے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ قادیانیوں کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے ۲۷ دسمبر ۱۹۱۵ء کو ایک مستقل تقریر کی جو انوار خلافت میں ان کی نظر ثانی کے بعد چھپی ہے۔ اس کے آغاز میں وہ کہتے ہیں:

"پہلا مسئلہ یہ ہے کہ آیا حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا یا آنحضرت ﷺ کا، اور کیا سورۂ صف کی آیت جس میں ایک رسول کی جس کا نام احمد ہوگا بشارت دی گئی ہے آنحضرت ﷺ کے متعلق ہے یا حضرت مسیح موعود کے متعلق؟ میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں۔ لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم ﷺ کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ ﷺ کی ہتک ہے۔ لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے۔ اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کے متعلق ہی ہے۔"

(انوار خلافت ص ۱۸)

یہ شرمناک، اشتعال انگیز، جگر سوز اور ناپاک جسارت اس حد تک بڑھی کہ ایک قادیانی مبلغ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ نے "اسمہ احمد" کے عنوان سے ۱۹۳۳ء کے جلسہ

سالانہ قادیان میں ایک مفصل تقریر کی جو الگ شائع ہو چکی ہے۔ اس میں اس نے صرف یہی دعویٰ نہیں کیا کہ "مذکورہ آیت میں احمد سے مراد آنحضرت ﷺ کے بجائے مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ بلکہ یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سورہ صف میں صحابہ کرام کو فتح و نصرت کی جتنی بشارتیں دی گئی ہیں وہ صحابہ کرام کے لیے نہیں قادیانی جماعت کے لیے تھیں۔ چنانچہ اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہتا ہے:

"پس یہ اُخریٰ[1] کتنی بے بہا نعمت ہے جس کی صحابہ تمنی کرتے رہے مگر وہ اسے حاصل نہ کر سکے اور آپ کو مل رہی ہے۔" (انوار احمد ص ۷۴)

غور فرمایئے کہ سرکار دو عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کرامؓ کی یہ توہین اور قرآن کریم کی آیات کے ساتھ یہ گھناؤنا مذاق مسلمانوں جیسا نام رکھنے کے بغیر ممکن تھا؟

مرزائی "وحی" قرآن کے برابر

پھر یہ جسارت یہیں پر ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ اس پر نازل ہونے والی نام نہاد وحی (جس میں انتہائی درجے کی کفریات اور بازاری باتیں بھی موجود ہیں) ٹھیک قرآن کے برابر ہے، چنانچہ اپنے ایک فارسی قصیدے میں وہ کہتا ہے:

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

"یعنی خدا کی جو وحی میں سنتا ہوں خدا کی قسم میں اسے ہر غلطی سے پاک سمجھتا ہوں قرآن کی طرح اسے تمام غلطیوں سے پاک یقین کرتا ہوں۔ یہی میرا ایمان ہے۔"

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ قرآن کی طرح میری وحی بھی حد اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے اور اس کی تائید میں انھوں نے ایک پورا قصیدہ اعجازیہ تصنیف کیا ہے جو ان کی کتاب "اعجاز احمدی" میں شائع ہو گیا ہے۔"

انبیاء علیہم السلام کی توہین

اس کے علاوہ پوری امت مسلمہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے اور ان کی تعظیم و

---

[1] آیت قرآنی: وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ. (الصف ۶۱/۱۳)

اقدس کو بڑا ذیشان سمجھتی ہے سرکار دو عالم محمد مصطفیٰ ﷺ بغیر کسی ادنیٰ شبہ کے تمام انبیاء سے افضل تھے لیکن کبھی آپ ﷺ نے کسی دوسرے نبی کے بارے میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں فرمایا جو ان کے شایان شان نہ ہو لیکن مرزا غلام احمد قادیانی ان قدسی ہستیوں کے صف اولیٰ میں کھڑے ہو کر بھی انبیاء علیہم السلام کی شان میں جو گستاخیاں کرتے رہے۔ اس کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے:

۱۔۔ ”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“
(کشتی نوح حاشیہ ص ۶۶ خزائن ج ۱۹ ص ۷۱)

۲ ”مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے...... ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ اگر میں ذیابیطس کے لیے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔“
(نسیم دعوت ص ۶۹ خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۴-۴۳۵)

۳ مرزا غلام احمد قادیانی ایک نظم میں لکھتے ہیں:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور اس کے بعد لکھتے ہیں:

”یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔“ (دافع البلاء ص ۲۰، ۲۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

۴۔۔ ازالہ اوہام میں مرزا قادیانی نے اپنی ایک فارسی نظم لکھی ہے اس میں وہ کہتے ہیں:

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸ خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

یعنی! ”یہ میں ہوں جو بشارتوں کے مطابق آیا ہوں۔ عیسیٰ کی کیا مجال کہ وہ میرے منبر پر پاؤں رکھ سکے۔“

۵ ۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام

”میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزارہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں، ان کی نظیر اگر گذشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے تو بجز آنحضرت ﷺ کے کسی اور جگہ ان کی مثال نہیں ملے گی۔“

(کشتی نوح ص ۶ خزائن ج ۱۹ ص ۶)

آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی

پھر تمام انبیاء علیہم السلام پر اپنی فضیلت ظاہر کر کے بھی انہیں تسلی نہیں ہوئی، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی گستاخیوں نے سرکار دو عالم رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن عظمت پر بھی دست درازی کی کوشش کی ہے، لکھا ہے کہ:

”خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد ﷺ کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں، کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں، اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔“ (اربعین نمبر ۴ ص ۱۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

اور خطبہ الہامیہ کی وہ عبارت پیچھے گزر چکی ہے جس میں اس نے اپنے کو سرکار دو عالم ﷺ کا بروز جمالی قرار دے کر کہا ہے کہ یہ نیا ظہور پہلے سے اشد اقویٰ اور اکمل ہے۔

(دیکھئے خطبہ الہامیہ ص ۲۷۲ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

نیز اپنے قصیدہ اعجازیہ میں (جسے قرآن کی طرح معجز قرار دیا ہے) یہ شعر بھی کہا ہے کہ:

لہ خسف القمر المنیر وان لی
غسا القمران المشرقان انکر

اس یعنی آنحضرت ﷺ کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا؟ (اعجاز احمدی ص ۷۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

نیز ہے کہ ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

صحابہؓ کی توہین جو شخص اس دیدہ دلیری کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کی توہین کر سکتا ہو، وہ صحابہ کرامؓ کو تو کیا خاطر میں لا سکتا ہے؟ چنانچہ مندرجہ ذیل عبارتیں بلا تبصرہ پیش خدمت ہیں:

۱۔ ''جو شخص میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۲۵۸ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

۲۔۔۔ ''میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔''
(اشتہار معیار الاخیار ص ۱۱ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۸)

۳۔۔۔۔۔ ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔'' (ملفوظات احمدیہ ص ۱۳۱ ج ۱)

۴۔۔۔۔۔ ''بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا وہ بھی اس عقیدے سے بے خبر تھے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۲۰ خزائن ج ۲۱ ص ۲۸۵)

یہاں ''نادان صحابی'' کا لفظ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کے لیے استعمال کیا ہے۔ (دیکھئے خطبہ الہامیہ ص ۴۹، حقیقۃ الوحی ص ۳۳، ۳۴ خزائن ج ۲۲ ص ۳۰)

اہل بیتؓ کی توہین

۱۔ گستاخی اور جسارت کی انتہا ہے کہ لکھتے ہیں:

''حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص ۹ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳)

۲۔۔۔۔۔ ''میں خدا کا کشتہ ہوں، لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ تھا۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۸۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

۳۔۔۔۔۔ ''تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔ اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے؟ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔''
(اعجاز احمدی ص ۸۲ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

۴۔۔۔ کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۵۔۔۔ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کی توہین کے بعد اپنی اولاد کو ''پنج تن'' کے لقب سے ملقب قرار دیتے ہوئے کہا:

میری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر ایک تیری بشارت سے ہوا ہے

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے
یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

(درثمین اردو ص ۴۵)

شعائر اسلامی کی توہین مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

"اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے قادیان کو تمام دنیا کی بستیوں کی ام قرار دیا ہے۔ اس لیے اب وہی بستی پورے طور پر روحانی زندگی پائے گی۔ جو اس کی چھاتیوں سے دودھ پیئے گی۔"

(حقیقۃ الرؤیا ص ۴۶)

آگے کہتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے، مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے، پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا، آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے، کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔"

(حقیقۃ الرؤیا ص ۴۵، ۴۶)

"آج جلسہ کا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے ... حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے، جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں، اس لیے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لیے مقرر کیا ہے۔"

(خطبہ جمعہ مرزا محمود قادیانی مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۴ء برکات خلافت ص ۵ مطبع ادارہ احیاء الاسلام پریس قادیان)

۳۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں ۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین ص ۵۲)

اسلام اور مسلمانوں کی محترم ترین شخصیات انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کی شان میں ایک منظم کھلا گستاخیوں کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی جیسے شخص کو نبی، رسول، اللہ کا بیٹا، خاتم انبیاء اور محمد مصطفیٰ ﷺ جیسے خطابات دیے گئے۔ اس کے مریدان کو صحابہ کرام کہا گیا اور ان کے ساتھ رضی اللہ عنہم لکھا گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کو ام المؤمنین قرار دیا گیا۔ مرزا کے جانشینوں کو خلفاء اور صدیقین کے لقب عطا ہوئے۔ قادیان ارض حرم اور "ام القریٰ" کہلایا اور اپنے سالانہ جلسے کو "حج" کہا گیا۔ اس کے باوجود یہ اصرار

ہے

ہے کہ مسلمان ہیں تو نبی بھی، اور اسلام ہے تو صرف قادیانیوں کے مذہب میں ۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

مرزا قادیانی کے چند الہامات معزز اراکین اسمبلی کی معلومات اور دلچسپی کے لیے مرزا قادیانی کے چند خاص الہامات اور ان کی زندگی کے چند اہم گوشے پیش کرتے ہیں تاکہ وہ یہ اندازہ کر سکیں کہ مرزائی صاحبان جس شخص کو نبی اور رسول کہتے ہیں وہ کیا تھا؟ اور عقیدۂ ختم نبوت سے قطع نظر، اس مزاج اور اس انداز کے انسان میں کہیں دور دور "نبوت" کے مقدس منصب کی کوئی بو نظر آتی ہے؟ پہلے الہامات کو لیجئے جو بلا تبصرہ حاضر ہیں۔

"زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔"
(نزول مسیح ص ۵۷ خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۵)

حالانکہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ۔ (ابراہیم ۴) (ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم ہی کی زبان میں تاکہ انہیں کھول کر بتا دے)

اسی طرح خود مرزا قادیانی نے بھی چشمہ معرفت میں تحریر کیا ہے:

"بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔ اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔" (چشمہ معرفت ص ۲۰۹ خزائن ج ۲۳ ص ۲۱۸)

اب مرزا قادیانی کے ایسے الہامات اور مکاشفات ملاحظہ فرمائیے قرآن حکیم اور اپنے فیصلے کے خلاف مرزا قادیانی کو ان زبانوں میں بھی الہامات ہوتے ہیں جن کو وہ خود بھی نہیں سمجھ سکتے۔

ہم بطور نمونہ مرزا قادیانی کے چند الہام درج کرتے ہیں:

۱۔ "ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی اوس: ترجمہ: اے میرے خدا اے میرے خدا مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ آخری فقرہ اس الہام کا یعنی ایلی آوس بباعث سرعت ورود مشتبہ رہا اور نہ اس کے کچھ معنی کھلے۔" (البشریٰ ج ۱ ص ۳۶ مجموعہ الہامات مرزا قادیانی)

۲۔ "اس (خدا) نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں

نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے۔۔۔۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ درد زہ مجھے تنہ کھجور کی طرف لے آئی اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا بس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔" (کشتی نوح ص ۳۶، ۴۷ خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

۳۔۔۔۔ "یریدون ان یروا طمثک یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا۔ جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۳ خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

۴۔۔۔ "ربنا عاج ہمارا رب عاجی ہے۔ عاج کے معنی ابھی تک نہیں کھلے۔"

(براہین احمدیہ ہر چہار ج ۱ ص ۵۵۶ خزائن ج ۱ ص ۶۶۲)

۵۔۔۔۔ "ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوقت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقت ہوئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم، اس لیے دعا کی گئی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹیچی۔

(حقیقۃ الوحی ص ۳۳۲ خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۶)

مرزا قادیانی کے فرشتہ نے یا پہلے جھوٹ بولا یا بعد میں جس نبی کا فرشتہ جھوٹ بولتا ہے وہ نبی کیسے سچا ہو سکتا ہے؟

۶۔۔۔۔ "۲۳ فروری ۱۹۰۵ء حالت کشفی میں جبکہ حضرت کی طبیعت ناساز تھی ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا۔ خاکسار پیپر منٹ۔" (تذکرہ ص ۵۲۷)

۷۔۔۔۔ مرزا قادیانی کے ایک خاص مرید قاضی یار محمد قادیانی بی۔ او۔ ایل پلیڈر اپنے مرتبہ ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسوم "اسلامی قربانی" ص ۱۲ میں تحریر کرتے ہیں "جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا، سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔"

۸۔۔۔۔ "پھر بعد اس کے خدا نے فرمایا: ھوشعنا نعسا دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں۔ اور ان کے معنی ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے پھر بعد اس کے دو فقرے انگریزی میں جن کے الفاظ کی

صحت بباعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں آئی لو یو۔ آئی شیل گو یو لارج پارٹی وف اسلام۔" (براہین احمدیہ ص ۵۵۶ خزائن ج ۱ ص ۶۶۴)

۹..... "ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اوّل یہ الہام ہوا۔ آئی لو یو۔ آئی ایم ود یو۔ آئی شیل ہیلپ یو۔ آئی کین وہٹ آئی ول ڈو۔ پھر بعد اس کے بہت زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا۔ وی کین وٹ وی ول ڈو۔ اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا کہ ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے اور باوجود پر دہشت ہونے کے پھر اس میں ایک لذت تھی جس سے روح کو معنی معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلی اور تشفی ملتی تھی اور یہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہتا ہے۔" (تذکرہ مجموعہ الہامات مرزا ص ۶۲، ۶۳)

۱۰..... "کشفی طور پر ایک مرتبہ ایک شخص دکھایا گیا اور مجھے مخاطب کر کے بولا۔ "ہے رودر گوپال تیری استت گیتا میں لکھی ہے۔" (تذکرہ مجموعہ الہامات مرزا ص ۳۸۰)

۱۱..... مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ "ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے۔" (تذکرہ ص ۳۸۰)

۱۲..... "جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے۔ جو کرشن آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔" (تذکرہ ص ۳۸۱)

۱۳..... مرزا قادیانی کا ایک نام خدا تعالیٰ نے بقول مرزا بشیر الدین حسب ذیل رکھا، دیکھو الفضل ۵ اپریل ۱۹۳۷ء "امین الملک جے سنگھ بہادر" (تذکرہ الہامات مرزا ص ۹۶۲)

مرزا قادیانی کی پیشگوئیاں

مرزا غلام احمد قادیانی تحریر کرتے ہیں کہ:

"بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لیے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اب ہم یہاں مرزا غلام احمد قادیانی کی صرف دو پیشگوئیاں بطور نمونہ آپ کے سامنے رکھتے ہیں، جنہیں پورا کرنے کے لیے جناب مرزا قادیانی نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا حیلے حوالے کیے، ہتھکنڈے استعمال کیے اور یہاں تک کہ رشوت تک دینے کی بھی پیش کش کی مگر وہ پوری نہ ہو سکیں۔

محمدی بیگم سے نکاح مرزا قادیانی کی چچا زاد بہن کی ایک لڑکی تھی جس کا نام محمدی بیگم تھا۔ والد اس لڑکی کا اپنے کسی ضروری کام کے لیے مرزا قادیانی کے پاس آیا۔ پہلے تو مرزا قادیانی نے شخص مذکور کو حیلوں بہانوں سے ٹالنے کی کوشش کی مگر جب وہ کسی طرح بھی نہ ٹلا اور اس کا اصرار بڑھا تو مرزا قادیانی نے الہام الٰہی کا نام لے کر ایک عدد پیشگوئی کر دی کہ "خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو الہام ہوا ہے کہ تمہارا یہ کام اس شرط پر ہو سکتا ہے کہ اپنی بڑی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دو۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

وہ شخص غیرت کا پتلا تھا۔ یہ بات سن کر واپس چلا گیا۔ مرزا قادیانی نے بعد ازاں ہر چند کوشش کی نرمی، سختی، دھمکیاں، لالچ، غرض ہر طریقے کو استعمال کیا مگر وہ شخص کسی طرح بھی رام نہ ہو سکا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ مرزا قادیانی نے چیلنج کر دیا کہ:

"میں اس پیشگوئی کو اپنے صدق و کذب کے لیے معیار قرار دیتا ہوں اور یہ خدا سے خبر پانے کے بعد کہہ رہا ہوں۔" (ملاحظہ ہو انجام آتھم ص ۲۲۳ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

اور فرمایا کہ:

"ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار (اس لڑکی کو خدا تعالیٰ) اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸)

آخرکار مرزا قادیانی کی ہزار کوششوں کے باوجود محمدی بیگم کا نکاح ان سے نہ ہو سکا۔ اور سلطان محمد نامی ایک صاحب سے اس کی شادی ہو گئی۔ اس موقع پر مرزا قادیانی نے پھر پیشگوئی کی کہ:

"نفس پیشگوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔"

آگے اپنا الہام ان الفاظ سے بیان کیا:

"میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد واپس لاؤں گا اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر کبھی نہیں بدلے گی۔" (مجموعہ اشتہارات ص ۴۳ ج ۲)

اور ایک موقع پر یہ دعا کی کہ:

"اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا، یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو ۔۔۔ اور اگر اے خداوندا! یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔"

(مجموعہ اشتہارات ص ۱۱۴ ج ۲)

لیکن محمدی بیگم بدستور اپنے شوہر کے گھر میں رہی اور مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آنا تھا نہ آئی اور مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئے۔

(حیات ناصر ص ۱۴)

اس کے بعد کیا ہوا؟ مرزا قادیانی کے منجھلے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم۔ اے رقمطراز ہیں

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ مرزا قادیانی جالندھر جا کر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرا دینے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری زندہ تھا اور ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان محمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیارپور کے درمیان یکے (تانگے) میں آیا جایا کرتا تھا اور وہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا اور چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا۔ اس لیے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے یہ شخص اس معاملہ میں بدنیت تھا اور حضرت صاحب (مرزا قادیانی) سے فقط کچھ روپیہ اڑانا چاہتا تھا۔ کیونکہ بعد میں یہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ بیاہے جانے کا موجب ہوئے۔"

(سیرت المہدی حصہ اول طبع دوم ص ۱۹۲، ۱۹۳)

حالانکہ مرزا قادیانی خود تحریر کرتے ہیں کہ:

"ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے، اپنے فریب سے ان کے پوری ہونے کی کوشش کرے اور کرا دے۔"

(سراج منیر ص ۲۵ خزائن ج ۱۲ ایضاً)

اور محمدی بیگم اپنے خاوند مرزا سلطان محمد کے گھر تقریباً چالیس سال بخیر و خوبی آباد رہی اور پھر لاہور میں اپنے جوان سال ہونہار مسلمان بیٹوں کے ہاں ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء کو انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (ہفت روزہ المنبر لاہور، اشاعت ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ء)

آتھم کی موت کی پیشگوئی مرزا قادیانی نے عبداللہ آتھم پادری سے امرتسر میں پندرہ دن تحریری مناظرہ کیا جب مباحثہ بے نتیجہ رہا تو مرزا قادیانی نے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو

ایک عدد پیشگوئی صادر فرمادی جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"مباحثہ کے لحاظ سے فی دن ایک ماہ مراد ہوگا۔ یعنی پندرہ ماہ (میں فریق مخالف) ہاویہ میں گرایا جائے .... وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ایک سزا کے اٹھانے کے لیے تیار ہوں، مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دیا جائے، ہر ایک بات کے لیے تیار ہوں۔" (جنگ مقدس ص ۲۱۰، روحانی خزائن ج ۶ ص ۲۹۲، ۲۹۳)

غرض مرزا قادیانی کی پیشگوئی کے مطابق عبداللہ آتھم کی موت کا آخری دن ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء بنتا تھا۔ اس دن کی کیفیت مرزا قادیانی کے فرزند ارجمند جناب مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی کی زبانی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

"قادیان میں ماتم" "آتھم کے متعلق پیشگوئی کے وقت جماعت کی جو حالت تھی وہ ہم سے مخفی نہیں۔ میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا اور میری عمر کوئی پانچ ساڑھے پانچ سال کی تھی مگر مجھے وہ نظارہ خوب یاد ہے کہ جب آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آیا تو کتنے کرب و اضطراب سے دعائیں کی گئیں۔ میں نے تو محرم کا ماتم بھی کبھی اتنا سخت نہیں دیکھا حضرت مسیح موعود ایک طرف دعا میں مشغول تھے۔ اور دوسری طرف بعض نوجوان (جن کی اس حرکت پر بعد میں برا بھی منایا گیا) جہاں حضرت خلیفہ اول مطب کیا کرتے تھے اور آج کل مولوی قطب الدین صاحب بیٹھتے ہیں۔ وہاں اکٹھے ہوگئے اور جس طرح عورتیں بین ڈالتی ہیں، اس طرح انہوں نے بین ڈالنے شروع کر دیے۔ ان کی چیخیں سو سو گز تک سنی جاتی تھیں اور ان میں سے ہر ایک کی زبان پر یہ دعا جاری تھی کہ یا اللہ! آتھم مر جائے۔ یا اللہ! آتھم مر جائے مگر اس کہرام اور آہ و زاری کے نتیجے میں آتھم تو نہ مرا۔"

(خطبہ مرزا محمود احمد، مندرجہ الفضل قادیان ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء ص ۴ نمبر ۱۶۳ کالم نمبر ۲)

اور اس قادیانی اضطراب پر مزید روشنی مرزا قادیانی کے منجھلے صاحبزادے بشیر احمد ایم۔ اے کی روایت سے پڑتی ہے کہ ابا جان نے آتھم کی موت کے لیے کیا کیا تدبیریں اختیار کیں اور کون کون سے ٹوٹکے استعمال کیے۔ چنانچہ تحریر کرتے ہیں:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود نے مجھ سے اور میاں حامد علی سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے)

سے لو اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی جیسے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ الخ اور ہم نے یہ وظیفہ قریب ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے پاس لے گئے کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب (مرزا قادیانی) ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے اور فرمایا یہ دانے کسی غیر آباد کنویں میں ڈالے جائیں گے اور فرمایا کہ جب میں دانے کنویں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہیے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے ایک غیر آباد کنویں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔" (سیرت المہدی جلد اول طبع دوم ص ۷۸)

مگر دشمن ایسا سخت جان نکلا کہ بجائے ۵ کے ۶ ستمبر کا سورج بھی غروب ہو گیا مگر وہ نہ مرا اور یہ پیشگوئی بھی جھوٹی نکلی۔

تمہی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے؟

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں یہ بات طے شدہ ہے کہ وہ دشنام طرازی بھی نہیں کرتے، انھوں نے کبھی گالیوں کے جواب میں بھی گالیاں نہیں دیں۔ اس معیار کے مطابق مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل عبارتیں ملاحظہ فرمائیں۔

علماء کو گالیاں ۱۔۔۔ "اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے، کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلا دیا۔" (انجام آتھم ص ۲۱ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۲۔۔۔ "بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸ خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۲)

۳ "مگر کیا یہ لوگ قسم کھا لیں گے؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵ خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۹)

۴۔۔ "ہمارے دعوٰی پر آسمان نے گواہی دی مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کے تمام گروہ، علیہم نعال لعن اللہ الف

الف لعنۃ۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۶ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰)

۵..... "اے بددیانت، خبیث، نابکار۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۰ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۴)

۶..... "اس جگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی ہے اور ہامان سے مراد نو مسلم سعد اللہ ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۰ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۴)

۷..... "نامعلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم و حیا سے کام نہیں لیتا۔ مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸ خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

مسلمانوں کو گالیاں ۸..... تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبة والمودة و ینتفع من معارفھا و یقبلنی و یصدق دعوتی الا ذریة البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبھم فھم لا یقبلون۔ (آئینہ کمالات ص ۵۴۷، ۵۴۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً) "ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (زنا کاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔"

۹.....
إنّ العدیٰ صاروا خنازیر الفلا
ونساءھم من دونھن الاکلب

(نجم الہدیٰ ص ۱۰ خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

"میرے دشمن جنگلوں کے سور ہو گئے ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔"

۱۰..... جو شخص[1] اپنی شرارت سے بار بار کہے گا (کہ پادری آتھم کے زندہ رہنے سے مرزا قادیانی کی پیشگوئی غلط اور عیسائیوں کی فتح ہوئی) اور کچھ شرم و حیا کو کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے۔ انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔" (انوار الاسلام ص ۳۰ خزائن ج ۹ ص ۳۱)

یہ شیریں زبانی ملاحظہ فرمایئے اور مرزائیوں سے پوچھئے۔

محمد ﷺ بھی تیرا، جبریل علیہ السلام بھی، قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرف شیریں ترجمان تیرا ہے یا میرا

لَنْ تَجْتَمِعَ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ
"میری امت گمراہی پر ہرگز جمع نہیں ہوگی۔"

(حدیث ترمذی ابن ماجہ ص ۲۸۳ ابواب الفتن)

---

[1] یعنی ان پر ہزار ہزار لعنت کے جوتے پڑیں۔

عالمِ اسلام کا فیصلہ

گذشتہ صفحات میں جو ناقابلِ انکار دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ ان کی وجہ سے اس بات پر پوری امتِ اسلامیہ کا اجماع ہو چکا ہے کہ مرزائی مذہب کے متبعین کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ہم اپنی اس یادداشت کے ساتھ علماء کرام کے ان فتاویٰ اور عدالتی مقدمات کے فیصلوں کی مطبوعہ نقول بطور ضمیمہ منسلک کر رہے ہیں جو عالمِ اسلام کے مختلف مکاتبِ فکر، مختلف حلقوں اور اداروں نے شائع کیے ہیں۔ لیکن ان کا خلاصہ ذیل میں پیش خدمت ہے۔

فتاویٰ مرزائیوں کے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے پر عالمِ اسلام میں جو فتوے دیے گئے ان کا شمار بھی مشکل ہے۔ تاہم چند اہم مطبوعہ فتاویٰ کا حوالہ درج ذیل ہے۔

۱..... رجب ۱۳۳۲ھ میں ایک استفتاء برصغیر کے تمام مکاتبِ فکر کے علماء سے کیا گیا تھا، جو "فتویٰ تکفیرِ قادیان" کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس میں دیوبند، سہارنپور، تھانہ بھون، رائے پور، دہلی، کلکتہ، بنارس، لکھنؤ، آگرہ، مرادآباد، لاہور، امرتسر، لدھیانہ، پشاور، راولپنڈی، ملتان، ہوشیارپور، گورداسپور، جہلم، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، گجرات، حیدرآباد دکن، بھوپال اور رامپور کے تمام مکاتبِ فکر اور تمام دینی مراکز کے علماء نے باتفاق مرزائیوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو فتویٰ تکفیرِ قادیان)

۲..... اسی قسم کا ایک فتویٰ ۱۹۲۵ء میں دفتر اہلِ حدیث امرتسر کی طرف سے "فسخِ نکاحِ مرزائیاں" کے نام سے شائع ہو چکا ہے، اور اس میں برصغیر کے تمام مکاتبِ فکر کے علماء کے دستخط موجود ہیں۔

۳..... مقدمہ بہاولپور میں جو فتویٰ پیش ہوئے ان میں برصغیر کے علاوہ بلادِ عربیہ کے فتاویٰ بھی شامل تھے۔ (دیکھئے فتاویٰ مقدمہ "بحث شرعیہ" شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور، ملتان)

۴..... ایک فتویٰ "موسسہ مکہ للطباعۃ والاعلام" کی طرف سے سعودی عرب میں شائع ہوا ہے جس میں حرمین شریفین، بلادِ حجاز و شام کے مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کا فیصلہ درج ہے اس کے چند جملے یہ ہیں:

"لا شک ان الاذناب من القادیانیۃ واللاہوریۃ کلہا کافرون۔"

(القادیانیۃ فی نظر علماء الامۃ الاسلامیۃ ص ۱۱ طبع مکہ مکرمہ)

اس میں شک نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام متبعین خواہ قادیانی ہوں یا

لاہوری سب کافر ہیں۔"

پاکستان کے ۳۳ علماء کا مطالبہ ترمیم

۱۹۵۱ء میں پاکستان کے دستور پر غور کرنے کے لیے تمام مکاتب فکر کے مسلمہ نمائندہ علماء کا جو مشہور اجتماع ہوا اس میں ایک ترمیم یہ بھی تھی کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دے کر پنجاب اسمبلی میں ان کے لیے ایک نشست مخصوص کر دی جائے اور دوسرے علاقوں کے قادیانیوں کو بھی اس نشست کے لیے کھڑے ہونے اور ووٹ دینے کا حق دے دیا جائے۔ اس ترمیم کو علماء نے ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا ہے:

ترمیم "یہ ایک نہایت ضروری ترمیم ہے۔ جسے ہم پورے اصرار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ ملک کے دستور سازوں کے لیے یہ بات کسی طرح موزوں نہیں ہے کہ وہ اپنے ملک کے حالات اور مخصوص اجتماعی مسائل سے بے پرواہ ہو کر محض اپنے ذاتی نظریات کی بنا پر دستور بنانے لگیں۔ انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ ملک کے جن علاقوں میں قادیانیوں کی بڑی تعداد مسلمانوں کے ساتھ ملی جلی ہے وہاں اس قادیانی مسئلے نے کس قدر نازک صورت حال پیدا کر دی ہے۔ ان کو پچھلے دور کے برطانوی حکمرانوں کی طرح نہ ہونا چاہیے جنھوں نے ہندو مسلم مسئلہ کی نزاکت کو اس وقت تک محسوس نہ کیا جب تک متحدہ ہندوستان کا گوشہ گوشہ دونوں قوموں کے فسادات سے خون آلودہ نہ ہو گیا۔ جو دستور ساز حضرات خود اس ملک کے رہنے والے ہیں، ان کی یہ غلطی بڑی افسوسناک ہوگی کہ وہ جب تک پاکستان میں قادیانی مسلم تصادم کو آگ کی طرح بھڑکتے ہوئے نہ دیکھ لیں اس وقت تک انھیں اس بات کا یقین نہ آئے کہ یہاں ایک قادیانی مسلم مسئلہ موجود ہے جسے حل کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ اس مسئلہ کو جس چیز نے نزاکت کی آخری حد تک پہنچا دیا ہے وہ یہ ہے کہ قادیانی ایک طرف مسلمان بن کر مسلمانوں میں گھستے بھی ہیں اور دوسری طرف عقائد، عبادات اور اجتماعی شیرازہ بندی میں مسلمانوں سے نہ صرف الگ بلکہ ان کے خلاف صف آرا بھی ہیں۔ اور مذہبی طور پر تمام مسلمانوں کو اعلانیہ کافر قرار دیتے ہیں اس خرابی کا علاج آج بھی یہی ہے اور پہلے بھی یہی تھا۔ جیسا کہ علامہ اقبال مرحوم نے اب سے تیس برس پہلے فرمایا تھا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دے دیا جائے۔"

رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد مکہ مکرمہ مقدس شہر میں جو مرکز اسلام کی حیثیت رکھتا ہے، ربیع الاول ۱۳۹۳ھ مطابق اپریل ۱۹۷۴ء میں پورے عالم اسلام کی دینی تنظیموں کا ایک عظیم

الشان اجتماع منعقد ہوا جس میں اسلامی ممالک بلکہ مسلم آبادیوں کی ۱۴۴ تنظیموں کے نمائندے شامل تھے۔ یہ مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک کے مسلمانوں کا ایک نمائندہ اجتماع تھا۔ اس میں مرزائیت کے بارے میں جو قرارداد منظور ہوئی وہ مرزائیت کے کفر ہونے پر تازہ ترین اجماع امت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس قرارداد کا متن حسب ذیل ہے۔

القاديانية نحلة هدامة تتخذ من اسم الاسلام شعارا لتغطية اغراضها الخبيثة وأبرز مخالفتها للاسلام ادعاء زعيمها النبوة و تحريف النصوص القرآنية وابطالهم للجهاد. القاديانية ربيبة الاستعمار البريطاني ولا تظهر الا في ظل حمايته تخون القاديانية قضايا الامة الاسلامية وتقف موالية للاستعمار والصهيونية تتعاون مع القوى المناهضة للاسلام و تتخذ هذه القوى واجهة لتحطيم العقيدة الاسلامية و تحريفها و ذلك بمايأتي.

ا.... انشاء معابد يمولها القوى المعادية ويتم فيها التضليل بالكفر القادياني المنحرف.

ب.... فتح مدارس و معاهد و ملاجي للايتام و فيها جميعًا تمارس القاديانية نشاطها التخريبي لحساب القوى المعادية للاسلام و تقوم القاديانية بنشر ترجمات محرفة لمعاني القرآن الكريم بمختلف اللغات العالمية و لمقاومة خطرها قرر المؤتمر:

۱.... تقوم كل هيئة اسلامية بحصر النشاط القادياني في معابدهم ومدارسهم و ملاجئهم وكل الامكنة التي يمارسون فيها نشاطهم الهدام. في منطقتها و كشف القاديانيين والتعريف بهم للعالم الاسلامي تفاديا للوقوع في حبائلهم.

۲ . اعلان كفر هذه الطائفة و خروجها على الاسلام.

۳.... عدم التعامل مع القاديانيين او الاحمديين ومقاطعتهم اقتصاديا و اجتماعيًا و ثقافيا و عدم التزوج منهم وعدم دفنهم في مقابر المسلمين و معاملتهم باعتبارهم كفارا.

۴.... مطالبة الحكومات الاسلامية بمنع كل نشاط لاتباع ميرزا غلام احمد مدعي النبوة و اعتبارهم اقلية غير مسلمة و يمنعون من تولي الوظائف الحساسة للدولة.

۵.... نشر مصورات لكل التحريفات القاديانية في القرآن الكريم مع حصر

۴۔۔۔ کانفرنس تمام اسلامی ملکوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ قادیانیوں کی ہر قسم کی سرگرمیوں پر پابندی لگائیں۔ ان تمام وسائل اور ذرائع کو ضبط کیا جائے اور کسی قادیانی کو کسی اسلامی ملک میں کسی قسم کا بھی حساس دارانہ عہدہ نہ دیا جائے۔

۵۔۔۔ قرآن مجید میں قادیانیوں کی تحریفات سے لوگوں کو خبردار کیا جائے اور ان کے تمام تراجم قرآن کا شمار کر کے لوگوں کو ان سے متنبہ کیا جائے اور ان تمام تراجم کی ترویج کا انسداد کیا جائے۔

عدالتوں کے فیصلے اب ان عدالتی فیصلوں کا خلاصہ پیش خدمت ہے جن میں مرزائیوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے۔

فیصلہ مقدمہ بہاولپور باجلاس جناب منشی محمد اکبر خان صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ڈسٹرکٹ جج ضلع بہاولپور مقدمہ مسماۃ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش سکنہ احمد پور شرقیہ۔ ریاست بہاولپور، بنام عبدالرزاق ولد مولوی جان محمد سکنہ موضع مہند تحصیل احمد پور شرقیہ۔ ریاست بہاولپور۔ دعویٰ دلا پانے ڈگری استقراریہ مشعر تنسیخ نکاح فریقین بوجہ ارتداد شوہر مدعا علیہ تاریخ فیصلہ ۷ فروری ۱۹۳۵ء۔

عدالت مذکور نے مقدمہ کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد آخر میں اپنا فیصلہ مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر کیا اور سنایا۔

"اوپر کی تمام بحث سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین بایں معنی نہ ماننے سے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں ارتداد واقع ہو جاتا ہے اور عقائد اسلام کی رو سے ایک شخص کلمہ کفر کہہ کر بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ مدعا علیہ مرزا غلام احمد قادیانی کو عقائد قادیانی کی رو سے نبی مانتا ہے اور ان کی تعلیم کے مطابق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ امت محمدیہ میں قیامت تک سلسلہ نبوت جاری ہے یعنی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین یعنی آخری نبی تسلیم نہیں کرتا آنحضرت ﷺ کے بعد کسی دوسرے شخص کو نیا نبی تسلیم کرنے سے جو قباحتیں لازم آتی ہیں ان کی تفصیل اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ اس لئے مدعا علیہ اس اجماعی عقیدہ امت سے منحرف ہونے کی وجہ سے مرتد سمجھا جائے گا اور اگر ارتداد کے معنی کسی مذہب کے اصولوں سے کلی انحراف کے لیے جائیں تو بھی مدعا علیہ مرزا قادیانی کو نبی ماننے سے ایک نئے مذہب کا پیرو سمجھا جائے گا کیونکہ اس صورت میں اس کے لیے قرآن کی تفسیر اور معمولی

یہ مرزا قادیانی کی وحی ہوگی نہ کہ احادیث و اقوال فقہا جن پر کہ اس وقت تک مذہب اسلام قائم چلا آیا ہے۔ اور جن میں سے بعض کے مستند ہونے کو خود مرزا قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے۔ علاوہ ازیں احمدی مذہب میں بعض احکام ایسے ہیں کہ شرع محمدی پر مستزاد ہیں اور بعض ان کے خلاف ہیں مثلاً چندہ ماہواری کا دینا جیسا کہ اوپر دکھایا گیا ہے زکوٰۃ پر ایک زائد رقم ہے۔ اسی طرح غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھنا، کسی احمدی کی لڑکی غیر احمدی کو نکاح میں نہ دینا، کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا، شرع محمدی کے خلاف اعمال ہیں۔ مدعا علیہ کی طرف سے ان امور کی توجیہیں بیان کی گئی ہیں کہ وہ کیوں غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھتے، کیوں ان کو نکاح میں لڑکی نہیں دیتے، لیکن یہ توجیہیں اس لیے کارآمد نہیں کہ یہ امور ان کے پیشواؤں کے احکام میں مذکور ہیں۔ اس لیے وہ ان کے نقطہ نگاہ سے شریعت کا جزو سمجھے جائیں گے جو کسی صورت میں بھی شرع محمدی کے موافق تصور نہیں ہو سکتے اس کے ساتھ جب یہ دیکھا جائے کہ وہ تمام غیر احمدی کو کافر سمجھتے ہیں تو ان کے مذہب کو مذہب اسلام سے ایک جدا مذہب قرار دینے میں کوئی شک نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں مدعا علیہ کے گواہ مولوی جلال الدین شمس قادیانی نے اپنے بیان میں مسیلمہ وغیرہ کاذب مدعیان نبوت کے متعلق میں جو کچھ کہا ہے اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ گواہ مذکور کے نزدیک دعویٰ نبوت کاذبہ ارتداد ہے اور کاذب مدعی نبوت کو جو مان لے وہ مرتد سمجھا جاتا ہے۔ مدعیہ کی طرف سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کاذب مدعی نبوت ہیں اس لیے مدعا علیہ بھی مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کرنے سے مرتد قرار دیا جائے گا۔ لہٰذا ابتدائی تنقیحات جو ۳ نومبر ۱۹۲۶ء کو عدالت منصفی احمد پور شرقیہ سے وضع کی گئی تھیں بحق مدعیہ ثابت قرار دے جا کر یہ قرار دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ قادیانی عقائد اختیار کرنے کی وجہ سے مرتد ہو چکا ہے لہٰذا اس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح تاریخ ارتداد مدعا علیہ سے فسخ ہو چکا ہے اور اگر مدعا علیہ کے عقائد کو بحث مذکورہ بالا کی روشنی میں دیکھا جائے تو بھی مدعا علیہ کے ادعا کے مطابق مدعیہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی امتی نبی نہیں ہو سکتا اور اس کے علاوہ جو دیگر عقائد مدعا علیہ نے اپنی طرف منسوب کیے ہیں وہ گو عام اسلامی عقائد کے مطابق ہیں لیکن ان عقائد پر وہ انہی معنوں پر عمل پیرا سمجھا جائے گا۔ جو معنی کہ مرزا قادیانی نے بیان کیے ہیں اور یہ معنی چونکہ ان معنوں کے مغائر ہیں جو جمہور امت آج تک لیتی آئی، اس سے بھی وہ مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا ہے اور ہر دو صورتوں میں وہ مرتد ہی ہے اور مرتد کا نکاح جو ارتداد سے فسخ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ڈگری بدیں مضمون بحق مدعیہ صادر کی جاتی ہے کہ وہ تاریخ ارتداد

مدعا علیہ سے اس کی زوجیت نہیں رہی۔ مدعیہ خرچہ مقدمہ بھی از ان مدعا علیہ لینے کی حقدار ہوگی۔ اس ضمن میں مدعا علیہ کی طرف سے ایک سوال یہ پیدا کیا گیا ہے کہ ہر دو فریق چونکہ قرآن مجید کو کتاب اللہ سمجھتے ہیں اور اہل کتاب کا نکاح جائز ہے اس لیے بھی مدعیہ کا نکاح فسخ قرار نہیں دینا چاہیے۔ اس کے متعلق مدعیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ جب دونوں فریق ایک دوسرے کو مرتد کہتے ہیں تو ان کو اپنے اپنے عقائد کی رو سے بھی ان کا باہمی نکاح قائم نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں اہل کتاب عورتوں سے نکاح جائز ہے نہ کہ مردوں سے بھی۔ مدعیہ کے دعویٰ کی رو سے چونکہ مدعا علیہ مرتد ہو چکا ہے اس لیے اہل کتاب ہونے کی حیثیت سے بھی اس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح قائم نہیں رہ سکتا۔ مدعیہ کی یہ حجت وزن دار پائی جاتی ہے۔ لہٰذا اس بنا پر بھی وہ ڈگری پانے کی مستحق ہے۔"

مدراس ہائی کورٹ وغیرہ کے فیصلے کا جواب

"مرزائیوں کی طرف سے مدراس ہائی کورٹ کے فیصلے کا حوالہ بڑے زور و شور سے دیا جاتا ہے۔ فاضل جج نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے:

"مدعا علیہ کی طرف سے اپنے حق میں چند نظائر قانونی کا بھی حوالہ دیا گیا تھا ان میں سے پٹنہ اور پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلہ جات کو عدالت عالیہ چیف کورٹ نے پہلے واقعات مقدمہ ہذا پر حاوی نہیں سمجھا اور مدراس ہائی کورٹ کے فیصلے کو عدالت معلّی اجلاس خاص نے قابل پیروی قرار نہیں دیا۔ باقی رہا عدالت عالیہ چیف کورٹ بہاولپور کا فیصلہ بمقدمہ مسمات جند وڈی بنام کریم بخش اس کی کیفیت یہ ہے کہ یہ فیصلہ جناب مہتہ اودھو داس صاحب جج چیف کورٹ کے اجلاس سے صادر ہوا تھا اور اس مقدمہ کا صاحب موصوف نے مدراس ہائی کورٹ کے فیصلہ پر ہی انحصار رکھتے ہوئے فیصلہ فرمایا تھا اور خود ان اختلافی مسائل پر جو فیصلہ مذکورہ میں درج تھے کوئی محاکمہ نہیں فرمایا تھا مقدمہ چونکہ بہت عرصہ سے دائر تھا اس لیے صاحب موصوف نے اسے زیادہ عرصہ معرض تعویق میں رکھنا پسند نہ فرما کر باتباع فیصلہ مذکورہ اسے طے فرما دیا۔ دربار معلّی نے چونکہ اس فیصلہ کو قابل پابندی قرار نہیں دیا جس فیصلہ کی بنا پر کہ وہ فیصلہ صادر ہوا اس لیے فیصلہ زیر بحث بھی قابل پابندی نہیں رہتا۔

فریقین سے مختار مدعیہ حاضر ہے اسے حکم سنایا گیا۔ مدعا علیہ کاروائی مقدمہ ہذا ختم ہونے کے بعد جبکہ مقدمہ زیر غور تھا فوت ہو گیا ہے اس کے خلاف یہ حکم زیر آرڈر ۲۲ رول ۲ ضابطہ دیوانی تصور ہوگا۔ بہ چہ ڈگری مرتب کیا جائے اور مثل داخل دفتر ہو۔"

۷ فروری ۱۹۳۵ء بمطابق ۳ ذیقعد ۱۳۵۳ھ بمقام بہاولپور

دستخط محمد اکبر ڈسٹرکٹ جج ضلع بہاولنگر ریاست بہاولپور (بحروف انگریزی)

فیصلہ مقدمہ راولپنڈی باجلاس جناب شیخ محمد اکبر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی سول اپیل ۱۹۵۵ء۔

امتہ الکریم بنت کرم الٰہی راجپوت جنجوعہ مکان نمبر ۴۰۰/B محلہ ترنک بازار راولپنڈی (مرزائی)

بنام لیفٹیننٹ نذیر الدین ملک خلف ماسٹر محمد دین اعوان محلہ کرشن پورہ راولپنڈی (مسلمان)

تاریخ فیصلہ ۳ جون ۱۹۵۵ء

عدالت مذکورہ نے مقدمہ کی تفصیلات پر بحث کرنے کے بعد آخر میں اپنا فیصلہ مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر کیا اور فیصلہ سنایا۔

"مندرجہ بالا صورت میں حسب ذیل نتائج پر پہنچا ہوں۔

۱... مسلمانوں میں اس پر اجماع ہے کہ پیغمبر اسلام خدا کے آخری نبی تھے۔ اور ان کے بعد کسی اور نبی کو نہیں آنا ہے۔

۲..... مسلمانوں میں اس پر اجماع ہے کہ جسے ہمارے نبی ﷺ کے آخری ہونے پر ایمان نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔

۳..... مسلمانوں میں اس پر اجماع ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔

۴... مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنے اعلانات کے مطابق یہ دعویٰ کیا کہ ان پر ایسی وحی آتی ہے جو دعویٰ نبوت کے برابر ہے۔

۵..... خود مرزا غلام احمد قادیانی اپنی پہلی کتابوں میں معیار رکھتے ہیں وہ خود ان کے دعویٰ نبوت کی تکذیب کرتے ہیں۔

۶... انھوں نے اپنے ظلی پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا۔ ظل اور بروز کا سارا قصہ محض ڈھونگ ہے۔

۷..... نبی کریم ﷺ کے بعد کسی پر وحی نبوت نہیں آسکتی۔ اور جو ایسا دعویٰ کرتا ہے۔ اسلام کے دائرہ سے خارج ہے۔

مندرجہ بالا استدلال اور نتائج کی بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ ابتدائی سماعت کرنے

والی عدالت کا فیصلہ صحیح ہے اور میں سارے فیصلے کی توثیق کرتا ہوں۔ مسمات امۃ الکریم کی اپیل میں کوئی وزن نہیں اور میں اپیل خارج کرتا ہوں۔ جہاں تک لیفٹیننٹ نذیر الدین کی اپیل کا تعلق ہے اس کے متعلق مسٹر ظفر محمود ایڈووکیٹ نے مجھے بہت کم باتیں بتائیں۔ امۃ الکریم کے جہیز کا سامان ان کے قبضے میں پایا گیا، اس کی قیمت لگائی جا چکی ہے۔ ان کی اپیل میں بھی کوئی وزن نہیں ہے اس لیے اسے بھی خارج کرتا ہوں۔ چونکہ دونوں فریقوں کی اپیل خارج ہو گئی ہے۔ اس لیے میں خرچے کے متعلق کوئی حکم نہیں دیتا۔"

دستخط شیخ محمد اکبر سیشن جج بمقام راولپنڈی، ۳ جون ۱۹۵۵ء

مقدمہ جیمس آباد کا فیصلہ فیملی سوٹ نمبر ۹/ ۱۹۶۹ء

"مسماۃ امۃ الہادی دختر سردار خان مدعیہ بنام حکیم نذیر احمد برق مدعا علیہ

مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ مدعیہ جو ایک مسلمان عورت ہے کی شادی مدعا علیہ کے ساتھ جس نے شادی کے وقت خود اپنا قادیانی ہونا تسلیم کیا ہے اور اس طرح خود غیر مسلم قرار پایا ہے۔ غیر موثر ہے اور اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔ مدعیہ اسلامی تعلیمات کے مطابق مدعا علیہ کی بیوی نہیں۔ تنسیخ نکاح کے بارے میں مدعیہ کی درخواست کا فیصلہ اس کے حق میں کیا جاتا ہے اور مدعا علیہ کو ممانعت کی جاتی ہے کہ وہ مدعیہ کو اپنی بیوی قرار نہ دے۔ مدعیہ اس مقدمے کے اخراجات بھی وصول کرنے کی حقدار ہے۔ یہ فیصلہ ۱۳ جولائی ۱۹۷۰ء کو شیخ محمد رفیق گوریجہ کے جانشین جناب قیصر احمد حمیدی نے جو ان کی جگہ جیمس آباد کے سول اور فیملی کورٹ جج مقرر ہوئے ہیں کھلی عدالت میں پڑھ کر سنایا۔"

ماریشس سپریم کورٹ میں سب سے بڑا مقدمہ

"مسجد روز ہل کے مقدمے" کو تاریخ ماریشس کا سب سے بڑا مقدمہ کہا جاتا ہے کیونکہ پورے دو سال تک سپریم کورٹ نے بیانات لیے، شہادتیں سنیں اور پہلی مرتبہ یہ فیصلہ دیا کہ: "مسلمان الگ امت ہیں اور قادیانی الگ۔"

یہ مقدمہ لڑنے کے لیے مسلمانوں اور قادیانیوں دونوں نے دوسرے ممالک سے مشہور وکلاء منگوائے۔ قادیانیوں سے مسجد واپس لینے کے سلسلہ میں روز ہل کے جن مسلمانوں نے کام کیا ان میں محمود اسحاق جی، اسمٰعیل حسن جی، ابراہیم حسن جی، قابل ذکر ہیں۔ یہ لوگ وہاں کے تجارتی حلقوں میں بڑا مقام رکھتے تھے انھوں نے جو مقدمہ دائر کیا اس کی بنیاد یہ تھی:

دعویٰ روڈنی کی مسجد جہاں مسلمانوں کے حنفی (سنی) فرقہ کے لوگ نماز پڑھتے تھے یہ مسجد انھوں نے تعمیر کروائی تھی اور مسلسل قابض چلے آ رہے تھے اس پر قادیانیوں نے قبضہ کر لیا ہے جن کا تعلق امت اسلامیہ سے نہیں ہے، قادیانی ہم مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے، ہمارے پیچھے ان کی نماز نہیں ہوتی، ایسی صورت میں ان کو مسجد سے باہر نکالا جائے۔

چنانچہ ۲۶ فروری ۱۹۱۹ء کو یہ مقدمہ دائر ہوا، قادیانیوں کے خلاف ۲ شہادتیں پیش کی گئیں ان شہادتوں میں مولانا عبداللہ رشید نواب کی شہادت خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ آپ نے عدالت عالیہ میں نہایت جرأت و بے باکی سے قادیانیوں کو بے نقاب کیا اور سینکڑوں کتب، اخبارات، رسائل و جرائد پیش کر کے عدالت کو یہ باور کرانے کی یہ کامیاب کوشش کی کہ قادیانی اور مسلمان الگ الگ امتیں ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب اور حوالے مولانا رشید نے پیش کیے۔

قادیانیوں کی طرف سے غلام محمد قادیانی بی۔ اے نے وکلاء کی مدد کی اور جواب دعویٰ تیار کیا۔ غلام محمد قادیانی اس مقصد کے لیے خاص طور سے قادیان گیا تھا۔ مسلمانوں کے وکلاء میں مسٹر رولرڈ کے سی، ای سویز، کے سی ای اسنوف اور آئی نیوریک تھے جبکہ قادیانیوں کا وکیل مسٹر آر پڑانی تھا۔

عدالت عالیہ کی کارروائی کے دوران ہزاروں مسلمان موجود ہوتے، اور ملک میں پہلی مرتبہ یہ علم ہوا کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کے بھیس میں اپنا مقصد حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ ۱۹ نومبر ۱۹۲۰ء کو چیف جج مسٹر اے برچز وڈ نے یوں فیصلہ پڑھ کر سنایا۔

فیصلہ "عدالت عالیہ اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ مدعا علیہ (قادیانی) کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ روڈنی مسجد میں اپنی پسند کے امام کے پیچھے نماز ادا کریں، اس مسجد میں صرف مدعی (مسلمان) ہی نماز ادا کر سکیں گے، اپنے اعتقادات کی روشنی میں۔"

اسی عدالت کے ایک دوسرے جج جناب ٹی۔ ای روڈنی نے بھی اس فیصلہ سے اتفاق کیا۔

مصور پاکستان علامہ اقبال کی رائے

آخر میں شاعر مشرق، مصور پاکستان علامہ اقبال صاحب کے کچھ ارشادات پیش کیے جاتے ہیں۔ انھوں نے مرزائیت کی اسلام دشمنی محسوس کر کے ساری امت کو اس خطرے

سے

سے خبردار کرنے کے لیے بے شمار مضامین لکھے ہیں ان تمام مضامین کو یہاں پیش کرنا مشکل ہے البتہ چند ضروری اقتباسات پیش خدمت ہیں۔ وہ اسٹیٹسمین کی ۱۰ جون ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں فرماتے ہیں:

"اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کی حدود مقرر ہیں یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ ایک حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لیے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں؟ مثلاً برہمو خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں۔ لیکن انھیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعے وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا۔ لیکن ساتھ ہی انھوں نے تسلیم کیا۔ کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں ...... میری رائے میں تو قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں۔ یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کریں ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو، تاکہ انھیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔" (حرف اقبال ص ۱۳۶، ۱۳۷)

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

"نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر بھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوا نے اسے حفظ نفس کے جذبے سے بھی عاری کر دیا ہے۔ بعض ایسے ہی نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو رواداری کا مشورہ دیا ہے۔"

(حرف اقبال ص ۱۴۴)

آگے ہندوستان کی غیر مسلم حکومت سے خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حکومت کو موجودہ صورت حالات پر غور کرنا چاہیے اور اس معاملہ میں جو قومی وحدت کے لیے اشد اہم ہے عام مسلمانوں کی ذہنیت کا اندازہ لگانا چاہیے۔ اگر کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ وہ معاندانہ قوتوں کے خلاف اپنی مدافعت کرے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدافعت کا کیا طریقہ ہے؟ وہ

طریقہ یہی ہے کہ اصل جماعت جس شخص کو متعصب بالدین (دین کے ساتھ تمسخر کرتے ہے) اس کے دعاوی کو تقریر و تحریر کے ذریعے سے جھٹلایا جائے۔ پھر کیا یہ مناسب ہے کہ اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے، حالانکہ اس کی وحدت خطرے میں ہو۔ اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو اگرچہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو۔ اگر کوئی گروہ جو اصل جماعت کے نقطہ نظر سے باغی ہے حکومت کے لیے مفید ہے تو حکومت اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے دوسری جماعتوں کو اس سے کوئی شکایت نہیں ہو سکتی، لیکن یہ توقع رکھنی بیکار ہے کہ خود جماعت ایسی قوتوں کو نظرانداز کر دے جو اس کے اجتماعی وجود کے لیے خطرہ ہیں۔" (حرف اقبال ص ۱۲۲، ۱۲۳)

کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے بعض لوگ ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں لہٰذا ان کے فتووں کا کوئی اعتبار نہیں رہا، اس کا جواب دیتے ہوئے شاعر مشرق تحریر فرماتے ہیں:

"اس مقام پر یہ دہرانے کی غالباً ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کے بے شمار فرقوں کے مذہبی تنازعوں کا ان بنیادی مسائل پر کچھ اثر نہیں پڑتا، جن مسائل پر سب فرقے متفق ہیں اگرچہ وہ ایک دوسرے پر الحاد کے فتوے ہی دیتے ہیں۔" (حرف اقبال ص ۱۲۶، ۱۲۷)

پھر شاعر مشرق قادیانی مسئلہ کا حل تجویز کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میری رائے میں حکومت کے لیے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کر لے، یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا، اور مسلمان ان سے ویسی ہی رواداری سے کام لے گا، جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔"

(حرف اقبال ص ۱۲۸، ۱۲۹)

یہ وہ مطالبہ ہے کہ جو ڈاکٹر اقبال مرحوم نے انگریز کی حکومت سے کیا تھا اب جو مملکت شاعر مشرق کے خوابوں کی تعبیر کی حیثیت سے انہی کا نام لے کر وجود میں آئی ہے۔ یہ اس کا پہلا فریضہ ہے کہ وہ شاعر مشرق کی اس آرزو کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

ضمیمہ

بعض مرزائی مغالطے

چند شبہات کا ازالہ

جب مسلمانوں کی طرف سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو مرزائی صاحبان طرح طرح سے مغالطے دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں مختصراً ان مغالطوں کا ایک جائزہ پیش خدمت ہے۔

کلمہ گو کی تکفیر کا مسئلہ مرزائیوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ جو شخص کلمہ گو ہو، اور اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہو، کسی بھی شخص کو اسے کافر قرار دینے کا حق نہیں پہنچتا۔ یہاں سب سے پہلے تو یہ بوالعجبی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ بات ان لوگوں کی طرف سے کہی جا رہی ہے جو دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کھلم کھلا کافر کہتے ہیں اور جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر اور اس کے تمام ضروری تقاضوں پر صحیح معنی میں ایمان رکھنے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج، جہنمی، بدطینت، یہاں تک کہ "کنجریوں کی اولاد"[1] قرار دینے میں بھی کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔ گویا ہر "کلمہ گو" کو مسلمان کہنا صرف یک طرفہ حکم ہے جو صرف غیر احمدیوں پر عائد ہوتا ہے اور خود مرزائی صاحبان کو کھلی چھٹی ہے کہ خواہ وہ مسلمانوں کو کتنی شد و مد سے کافر کہیں، خواہ انہیں بازاری گالیاں دیں خواہ ان کے اکابر اور مقدس ترین شخصیات کی ناموس پر حملہ آور ہوں۔ ان کے "اسلام" میں بھی کوئی فرق نہیں آ سکتا اور نہ ان پر کلمہ گو کو کافر کہنے کا الزام لگ سکتا ہے۔ یہ ہے اس مرزائی مذہب کا انصاف جو شرم و حیا اور دیانت و اخلاق کا منہ نوچ کر اپنے آپ کو روحانیت "محمد ﷺ" کا ظہور ثانی قرار دیتا ہے۔

پھر خدا جانے یہ اصول کہاں سے گھڑا گیا ہے کہ ہر وہ شخص جو کلمہ پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو وہ مسلمان ہے اور اسے کوئی شخص کافر قرار نہیں دے سکتا؟ سوال یہ ہے کہ کیا مسیلمہ کذاب کلمہ شہادت نہیں پڑھتا تھا؟ پھر خود آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اسے کافر قرار دے کر اس کے خلاف جہاد کیوں کیا؟ اور خود مرزا غلام احمد قادیانی نے جو

---

[1] مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میری کتابوں کو ہر شخص محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ سوائے "بغایا" (فاحشہ عورتوں، کنجریوں) کی اولاد کے جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی۔ وہ انہیں نہیں مانتے۔ (آئینہ کمالات اسلام [illegible])

بجائے صرف مسیلمہ کذاب بلکہ آپ ﷺ کے بعد اپنے سوا مدعی نبوت کو کافر اور کذاب کیوں کہا؟ اگر آج کوئی نیا مدعی نبوت کلمہ پڑھتا ہوا اٹھے اور آنحضرت ﷺ کے سوا تمام انبیاء کو جھٹلائے، آخرت کے عقیدے کا مذاق اڑائے، قرآن کریم کو اللہ کی کتاب ماننے سے انکار کرے، اپنے آپ کو افضل الانبیاء قرار دے، نماز روزے کو منسوخ کر دے، جھوٹ شراب، زنا، سود اور قمار کو جائز کہے اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سوا اسلام کے ہر حکم کی تکذیب کر دے تو کیا اسے پھر بھی "کلمہ گو" ہونے کی بنا پر مسلمان ہی سمجھا جائے گا؟ اگر اسلام ایسا ہی ڈھیلا ڈھالا جامہ ہے جس میں کلمہ پڑھنے کے بعد دنیا کا ہر برے سے برا عقیدہ اور برے سے برا عمل سما سکتا ہے تو پھر فضول ہی اسلام کے بارے میں یہ دعوے کیے جاتے ہیں کہ وہ دنیا کے تمام مذاہب میں سب سے زیادہ بہتر، مستحکم، منظم اور باقاعدہ مذہب ہے۔

جو لوگ ہر "کلمہ گو" کو مسلمان کہنے پر اصرار کرتے ہیں، کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کلمہ (معاذ اللہ) کوئی منتر یا ٹونا ٹوٹکا ہے جسے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد انسان ہمیشہ کے لیے "کفر پروف" ہو جاتا ہے اور اس کے بعد برے سے برا عقیدہ بھی اسے اسلام سے خارج نہیں کر سکتا؟

اگر عقل و خرد اور انصاف و دیانت دنیا سے بالکل اٹھ ہی نہیں گئی تو اسلام جیسے علمی اور عقلی دین کے بارے میں یہ تصور کیسے کیا جا سکتا ہے کہ محض چند الفاظ کو زبان سے ادا کرنے کے بعد انسان جہنمی سے جنتی اور کافر سے مسلمان بن جاتا ہے۔ خواہ اس کے عقائد اللہ اور رسول ﷺ کی مرضی کے بالکل خلاف ہوں؟

واقعہ یہ ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (معاذ اللہ) کوئی جادو یا طلسم نہیں ہے، یہ ایک معاہدہ اور اقرار نامہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کو معبود واحد قرار دینے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ کا رسول ماننے کا مطلب یہ معاہدہ کرنا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہر بات کی تصدیق کروں گا۔ لہٰذا اللہ یا اس کے رسول ﷺ کی بتائی ہوئی جتنی باتیں ہم تک تواتر اور قطعیت کے ساتھ پہنچی ہیں ان سب کو درست تسلیم کرنا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان کا لازمی جز اور اس کا ناگزیر تقاضا ہے اگر کوئی شخص ان متواتر قطعیات میں سے کسی ایک چیز کو بھی درست ماننے سے انکار کر دے تو درحقیقت وہ کلمہ توحید پر ایمان نہیں رکھتا، خواہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہو اس لیے اس کو مسلمان نہیں کہا جا سکتا۔ عقیدۂ ختم نبوت چونکہ قرآن کریم کی بیسیوں آیات اور سرکار دو عالم ﷺ کے سیکڑوں ارشادات سے بطریق تواتر ثابت ہے، اس لیے باجماع امت وہ انہی قطعیات میں سے

ہے جن پر ایمان لانا کلمہ طیبہ کا لازمی جز ہے اور جس کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔

اس سلسلے میں بعض ان احادیث سے استدلال کی کوشش کی جاتی ہے جن میں آنحضرت ﷺ نے مسلمان کی علامتیں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ "جو ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے قبلے کی طرف رخ کرے اور ہمارا ذبح کیا ہوا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔" لیکن جس شخص کو بھی بات سمجھنے کا سلیقہ ہو وہ حدیث کے اسلوب و انداز سے یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہاں مسلمان کی کوئی قانونی اور جامع و مانع تعریف نہیں کی جا رہی بلکہ مسلمانوں کی وہ معاشرتی علامتیں بیان کی جا رہی ہیں جن کے ذریعے مسلم معاشرہ دوسرے مذاہب اور معاشروں سے ممتاز ہوتا ہے، اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ جس شخص کی ظاہری علامتیں اس کے مسلمان ہونے کی گواہی دیتی ہوں اس پر خواہ مخواہ بدگمانی کرنا یا بلاوجہ اس کی عیب جوئی کرنا درست نہیں، لیکن اس کا یہ مطلب کہاں سے نکل آیا کہ اگر وہ خود مسلمانوں کے سامنے علانیہ کفریات کا اقرار کرتا پھرے، بلکہ ساری دنیا کو ان کفریات کی دعوت دے کر اپنے متبعین کے سوا تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے تب بھی وہ صرف مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے کی وجہ سے مسلمان کہلانے کا مستحق ہوگا۔ خواہ لا الٰہ الا اللہ اور اس کے تقاضوں کا بھی قائل نہ ہو۔

درحقیقت اس حدیث میں مسلمان کی تعریف نہیں بلکہ اس کی ظاہری علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ مسلمان کی پوری تعریف درحقیقت آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد میں بیان کی گئی ہے:

امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الٰہ الا اللّٰہ و یؤمنوا بی و بما جئت بہ. (رواہ مسلم عن ابی ہریرۃؓ ج ۱ ص ۳۷ باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللّٰہ)

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جہاد کروں، یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور مجھ پر ایمان لائیں اور ہر اس بات پر جو میں لے کر آیا ہوں۔"

اس میں مسلمان کی پوری حقیقت بیان کر دی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی ہر تعلیم کو ماننا اشہد ان محمدا رسول اللہ کا لازمی جزء ہے اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد قرآن کریم کی اس آیت سے ماخوذ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (النساء: ۶۵) "پس نہیں، تمہارے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہ ہوں گے جب تک یہ تمہیں اپنے ہر متنازعہ معاملے میں

حکم نہ مان لیں، پھر تمہارے فیصلے سے اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اسے خوشی سے تسلیم نہ کر لیں۔"

یہ ہے کلمہ گو کی حقیقت اور اس کے برخلاف محض کلمہ پڑھ لینے کے بعد ہمیشہ کے لیے کفر سے محفوظ ہو جانے کا تصور ان دشمنانِ اسلام کا پیدا کردہ ہے جو یہ چاہتے تھے کہ اسلام اور کفر کی درمیانی حد فاصل کو مٹا کر اسے ایک ایسا معجون مرکب بنا دیا جائے جس میں اپنے سیاسی اور مذہبی مفادات کے مطابق ہر برے سے برے عقیدے کی ملاوٹ کی جا سکے۔

انتہا یہ ہے کہ بعض لوگ مسلمان کی تعریف کے سلسلے میں اس آیت قرآنی کو بھی پیش کرنے سے نہیں چوکتے جس میں ارشاد ہے:

لَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء ۹۴) "یعنی جو شخص تمہیں سلام کرے اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں۔"

چلئے پہلے تو مسلمان ہونے کے لیے کم از کم کلمہ پڑھنا ضروری تھا، اس آیت کو مسلمان کی تعریف میں پیش کرنے کے بعد اس سے بھی چھٹی ہو گئی، اب مسلمان ہونے کے لیے صرف "السلام علیکم" بلکہ صرف "سلام" کہہ دینا بھی کافی ہو گیا، اور ہر وہ ہندو، پارسی، بدھسٹ اور عیسائی یہودی بھی مسلمان بننے کے قابل ہو گیا جو مسلمانوں کو "سلام" کہہ کر خطاب کر لے۔ والعیاذ باللہ العظیم۔

مسلمانوں کی باہم تکفیر کے فتوے اور ان کی حقیقت

اصل مسئلے سے توجہ ہٹانے کے لیے دوسرا مغالطہ مرزائیوں کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ جو علماء ہم پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے آئے ہیں۔ لہذا ان کے فتووں کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ لیکن اس "دلیل" کی مثال بالکل ایسی ہے۔ جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ چونکہ بعض عطائیوں اور ڈاکٹروں نے کچھ لوگوں کا غلط علاج کیا ہے۔ اس لیے اب کوئی ڈاکٹر مستند نہیں رہا اب پوری میڈیکل سائنس ہی ناکارہ ہو گئی ہے اور وہ مسئلے بھی قابل اعتبار نہیں ہیں جن پر تمام دنیا کے ڈاکٹر متفق ہیں۔

حال ہی میں مرزائی جماعت کی طرف سے ایک کتابچہ شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "ہم غیر احمدیوں کے پیچھے کیوں نماز نہیں پڑھتے" اور اس میں مسلمان مکاتب فکر کے باہمی اختلافات اور ان فتووں کو انتہائی مبالغہ آمیز انداز میں پیش کیا گیا ہے جن میں ایک دوسرے کی تکفیر کی گئی ہے۔ لیکن اول تو اس کتابچے میں بعض ایسے فتووں کا حوالہ ہے جن

کے بارے میں پوری ذمہ داری سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے کہنے والوں کی طرف بالکل غلط منسوب کیے گئے ہیں۔ دوسرے اس کتابچے میں اگرچہ کافی محنت سے وہ تمام تشدد آمیز مواد اکٹھا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو باہمی اختلافات کے دوران منظر عام پر آیا ہے، لیکن ان سینکڑوں اقتباسات میں مسلمان مکاتب فکر کے ایک دوسرے پر کفر کے فتوے کل پانچ ہیں۔ باقی فتوے نہیں بلکہ وہ عبارتیں ہیں جو ان کے افسوسناک باہمی جھگڑوں کے درمیان ان کے قلم یا زبان سے نکلیں۔ ان میں ایک دوسرے کے خلاف سخت زبان تو بے شک استعمال کی گئی ہے لیکن انہیں کفر کے فتوے قرار دینا کسی طرح درست نہیں۔

تیسرے یہ پانچ فتوے بھی اپنے اپنے مکاتب فکر کی مکمل نمائندگی نہیں کرتے۔ یعنی ایسا نہیں ہے کہ جن مکاتب فکر سے وہ تعلق رکھتے ہیں وہ پورا مکتب فکر ان فتوؤں سے متفق ہو۔ اس کے بجائے ہر مسلمان مکتب فکر میں محقق اور اعتدال پسند علماء نے ہمیشہ اس بے احتیاطی اور عجلت پسندی سے شدید اختلاف کیا ہے، جو اس قسم کے فتوؤں میں روا رکھی گئی ہے۔ لہٰذا ان چند فتاویٰ کو پیش کر کے یہ تاثر دینا بالکل غلط، بے بنیاد اور گمراہ کن ہے کہ یہ سارے مکاتب فکر ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اس کے بجائے حقیقت یہ ہے کہ ہر مکتب فکر میں ایک عنصر ایسا رہا ہے جس نے دوسرے کی مخالفت میں اتنا تشدد کیا کہ وہ تکفیر کی حد تک پہنچ جائے لیکن اسی مکتب فکر میں ایک بڑی تعداد ایسے علماء کی ہے جنہوں نے فروعی اختلافات کو ہمیشہ اپنی حدود میں رکھا اور ان حدود سے نہ صرف یہ کہ تجاوز نہیں کیا بلکہ اس کی مذمت کی ہے اور عملاً یہی محتاط اور اعتدال پسند عنصر غالب رہا ہے جس کی واضح مثال یہ ہے کہ جب بھی مسلمانوں کا کوئی مشترک مسئلہ پیدا ہوتا ہے ان تمام مکاتب فکر کے مل بیٹھنے میں بعض حضرات کے فتوے کبھی رکاوٹ نہیں بنے۔

یہ مسلمان فرقے جن کی فرقہ بندی کا پروپیگنڈہ دنیا بھر میں گلا پھاڑ کر کیا گیا ہے اور جن کے اختلافات کا شور مچا مچا کر لوگوں نے اپنے باطل نظریات کی دکانیں چمکائی ہیں۔ وہی تو ہیں جو ۱۹۵۱ء میں پاکستان کی دستوری بنیادیں طے کرنے کے لیے جمع ہوئے اور کسی ادنیٰ اختلاف کے بغیر اسلامی دستور کے اساسی اصول طے کر کے اٹھے جبکہ پروپیگنڈہ یہ تھا کہ اس قسم کا اتفاق ایک امر محال ہے ۱۹۵۳ء کے موقع پر جب مجوزہ دستور میں متعین اسلامی ترمیمات طے کرنے کا مرحلہ آیا تو انہوں نے اکٹھے ہو کر متفقہ سفارشات پیش کیں جبکہ یہ کام پہلے کام سے زیادہ غیر متوقع سمجھا جاتا تھا ۱۹۵۳ء ہی میں انہوں نے قادیانیت کے مسئلہ پر اجتماعی طریقے سے ایک مشترک موقف اختیار کیا۔ ۱۹۷۲ء میں دستور سازی کے

دوران شیر و شکر رہ کر اس بنیادی کام میں شریک رہے۔ دنیا بھر میں شور تھا کہ یہ لوگ مل کر مسلمان کی متفقہ تعریف بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن ۱۹۷۴ء میں انھوں نے ہی کامل اتفاق و اتحاد سے اس پروپیگنڈے کی قلعی کھول دی اور اب پھر یہ مرزائیت کے کھلے کفر کے مقابلے میں شانہ بشانہ موجود ہیں۔ غرضیکہ جب بھی اسلام اور مسلمانوں کا کوئی مشترکہ مذہبی مسئلہ سامنے آیا تو ان کے باہمی مذہبی اختلافات اجتماعی موقف اختیار کرنے میں کبھی سدِ راہ ثابت نہیں ہوئے۔ لیکن کیا کبھی کسی نے دیکھا ہے کہ اس قسم کے اجتماعات میں کسی مرزائی کو بھی دعوت دی گئی ہو؟

اس طرزِ عمل پر غور کرنے سے چند باتیں کھل کر سامنے آجاتی ہیں۔

اوّل! یہ کہ باہم ایک دوسرے کی تکفیر کے فتوے انفرادی حیثیت رکھتے ہیں۔ کسی مکتب فکر کی نمائندہ حیثیت نہیں، ورنہ یہ مکاتب فکر کبھی بحیثیت مسلمان جمع نہ ہوتے۔

دوسرے! یہ کہ ہر مکتب فکر میں غالب عنصر وہی ہے جو فروعات کو فروعات ہی کے دائرے میں رکھتا ہے اور آپس کے اختلافات کو تکفیر کا ذریعہ نہیں بناتا۔ ورنہ اس قسم کے اجتماعات کو قبول عام حاصل نہ ہوتا۔

تیسرے! یہ کہ اسلام کے بنیادی عقائد جو واقعتاً ایمان اور کفر میں حد فاصل کی حیثیت رکھتے ہیں ان میں یہ سب لوگ متفق ہیں۔

لہٰذا اگر کچھ حضرات نے تکفیر کے سلسلہ میں غلو اور تشدد کی روش اختیار کی ہے تو اس سے یہ نتیجہ کیسے نکالا جا سکتا ہے کہ اب دنیا میں کوئی شخص کافر ہو ہی نہیں سکتا اور اگر یہ سب لوگ مل کر بھی کسی کو کافر کہیں تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

کیا دنیا میں عطائی قسم کے لوگ علاج کر کے انسانوں پر مشق ستم نہیں کرتے؟ بلکہ کیا ماہر سے ماہر ڈاکٹر سے بھی غلطی نہیں ہوتی؟ لیکن کیا کبھی کوئی انسان جو عقل سے بالکل ہی معذور نہ ہو یہ کہہ سکتا ہے کہ ان انفرادی غلطیوں کی سزا کے طور پر ڈاکٹروں کے طبقے کی کوئی بات قابل تسلیم نہیں ہونی چاہیے۔ کیا عدالتوں کے فیصلوں میں ججوں سے غلطیاں نہیں ہوتیں؟ لیکن کیا کسی نے سوچا ہے کہ ان انفرادی غلطیوں کی وجہ سے عدالتوں میں تالے ڈال دیے جائیں۔ یا ججوں کا کوئی فیصلہ مانا ہی نہ جائے؟ کیا مکانات، سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر میں انجینئر غلطی نہیں کرتے؟ لیکن کبھی کسی ذی ہوش نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ان غلطیوں کی بنا پر تعمیر کا ٹھیکہ انجینئروں کی بجائے گورکنوں کو دے دیا جائے؟ پھر یہ اگر

چند جزوی نوعیت کے فتوؤں میں بے احتیاطیاں یا غلطیاں ہوئی ہیں تو اس کا مطلب یہ کیسے نکل آیا کہ اب اسلام اور کفر کے فیصلے قرآن و سنت کی بجائے مرزائی تحریفات کی بنیاد پر کرنے چاہئیں۔

شاعر مشرق مصور پاکستان علامہ اقبال مرحوم نے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے بالکل صحیح بات کہی تھی:

"مسلمانوں کے بیشمار فرقوں کے مذہبی تنازعوں کا ان بنیادی مسائل پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ جن مسائل پر سب فرقے متفق ہیں۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے پر الحاد کے فتوے دیتے ہوں۔" (حرف اقبال ص ۱۲۷)

دو روایتیں مرزائی صاحبان نے لاکھوں احادیث کے ذخیرہ میں سے دو ضعیف و سقیم روایتیں نکال کر اور انھیں من مانا مفہوم پہنا کر ان سے اپنی خود ساختہ نبوت کے لیے سہارا لینے کی کوشش کی ہے اس لیے یہاں ان پر بھی ایک نظر ڈال لینا مناسب ہوگا۔

قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ.

پہلی منقطع الاسناد روایت "درمنثور" سے لی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

(آنحضرت ﷺ کو) "خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔" پہلے تو اس بات پر غور فرمائیے کہ یہ روایت کہاں سے لائی گئی ہے۔ اگر آپ حدیث کی کسی معروف کتاب میں اسے تلاش کرنا چاہیں گے تو آپ کو مایوسی ہوگی۔ کیونکہ یہ روایت بخاری، مسلم تو کجا نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، مسند احمد، غرض حدیث کی کسی دستیاب کتاب میں موجود نہیں! اسے لایا کہاں سے گیا ہے؟ علامہ سیوطیؒ کی "درمنثور" سے جس کے بارے میں ادنیٰ طالب علم بھی یہ جانتا ہے کہ اس میں ہر قسم کی رطب و یابس ضعیف اور موضوع روایات بھی بغیر کسی چھان پھٹک کے صرف جمع کر دی گئی ہیں۔ پھر حدیث میں سارا دارومدار اس کی سند پر ہوتا ہے اور اس روایت کی کوئی سند متصل معلوم نہیں۔ اب یہ سرکار دو عالم ﷺ کے الفاظ میں مدعیان نبوت کا "دجل" نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ ایک طرف تو مرزائی صاحبان کی نگاہ میں قرآن کریم کی صاف اور صریح آیات اور آنحضرت ﷺ کی سینکڑوں متواتر اور صحیح احادیث ناقابل التفات ہیں اور دوسری طرف یہ منقطع الاسناد روایت جس کا علم حدیث کی رو سے کچھ بھی اعتبار نہیں اتنی قطعی اور یقینی ہے کہ

اسے ختم نبوت جیسے متواتر قطعی اور اجماعی عقیدے کو توڑنے کے لیے پیش کیا جا رہا ہے کیا کسی نبی کی نبوت ایسی ہی روایات سے ثابت ہوا کرتی ہے؟ لیکن یہ بات اس شخص سے کہی جائے جو کسی علمی یا عقلی قاعدے اور ضابطے کا پابند ہو اور جہاں محکم علم اور اخلاق پر مبنی آیات کا جواب سوائے خود ساختہ الہام کے اور کچھ نہ ہو وہاں دلائل و براہین کا کتنا انبار لگا دیجئے۔ مرزا قادیانی کے الفاظ میں اسکا جواب یہی ملے گا کہ "خدا نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں۔ تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرے میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔" (اربعین نمبر۳ ص۱۵ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۳۰۱)

پھر اس روایت میں جو بات بیان کی گئی ہے اس کا مرزائی اعتقادات سے دور دور کوئی واسطہ نہیں بلکہ یہ روایت تو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے میں مرزائی نظریہ کی صریح تردید کر رہی ہے۔ اس کا مقصد محض اتنا ہے کہ اگر صرف یہ جملہ بولا جائے کہ "آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا" تو ایک ناواقف آدمی اسے مسیح علیہ السلام کے نزول ثانی کے عقیدے کے خلاف سمجھ سکتا ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام بھی تشریف نہیں لائیں گے۔ لہٰذا جو مقصد "خاتم النبیین" کہنے سے مکمل طور پر حاصل ہو سکتا ہے اس کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو ناواقفوں کے لیے کسی غلط فہمی کا سبب بن سکتے ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے "لا نبی بعدی" فرمایا تو ساتھ ساتھ ایک دو مرتبہ نہیں سینکڑوں مرتبہ اس کی تشریح بھی فرما دی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنہیں پہلے ہی سے نبوت حاصل ہے اور جو بہت پہلے پیدا ہو چکے ہیں۔ وہ دوبارہ نزول فرمائیں گے۔ اس کے برخلاف اگر کوئی دوسرا شخص صرف اتنا جملہ کہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو صرف اتنی بات سننے والا کوئی ناواقف انسان کسی غلط فہمی کا شکار ہو سکتا ہے۔

حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب اس قول کی یہ تشریح خود درمنثور ہی میں موجود ہے:

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَسْبُكَ إِذَا قُلْتَ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّا كُنَّا نُحَدَّثُ أَنَّ عِيْسٰى عليه السلام خَارِجٌ فَإِنْ هُوَ خَرَجَ فَقَدْ كَانَ قَبْلَهُ وَبَعْدَهُ.

"حضرت شعبیؒ جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے سامنے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ جناب محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائے، جو خاتم الانبیاء ہیں اور جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضرت مغیرہؓ نے فرمایا کہ "خاتم الانبیاء" کہہ دینا کافی تھا، کیونکہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے والے ہیں جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ﷺ سے پہلے بھی آئے اور آپ ﷺ کے بعد بھی آئیں گے۔" (درمنثور ص ۴۰۴ ج ۵)

لہٰذا حضرت عائشہؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی یہ ہدایت، اگر بالفرض سنداً ثابت ہو حضرت علیؓ کے اس ارشاد کے مطابق ہے جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ: حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُوْنَ "لوگوں سے وہ باتیں بیان کرو جن کو وہ سمجھ سکیں۔"

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۴ باب من خص بالعلم)

اور اس روایت سے مرزائی اعتقادات کو نہ صرف یہ کہ کوئی سہارا نہیں ملتا ہے بلکہ یہ صراحتاً ان کی تردید کرتی ہے، ورنہ جہاں تک حضرت عائشہؓ کا تعلق ہے امام احمد بن حنبلؒ کی مسند میں خود ان کی یہ روایت موجود ہے:

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ لَا يَبْقٰى بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّةِ شَیْءٌ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰى لَهُ۔ "حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد نبوت کا کوئی جزو باقی نہیں رہے گا سوائے مبشرات کے..... صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مبشرات کیا چیز ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اچھے خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے لیے کوئی اور دیکھے۔" (مسند امام احمد ص ۱۲۹ ج ۶)

کیا اس کے بعد بھی اس بات میں کوئی شک و شبہ رہ جاتا ہے، کہ حضرت عائشہؓ کے نزدیک نبوت کی ہر قسم اور سوائے اچھے خوابوں کے اس کا ہر جزو آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گیا اور اب کسی بھی شخص کو کسی بھی صورت میں یہ منصب عطا نہیں کیا جا سکتا۔

۲..... دوسری ضعیف روایت سنن ابن ماجہؒ سے نقل کی جاتی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے ابراہیمؓ کا انتقال ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا (اگر یہ زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے)

اس حدیث کا حال بھی یہ ہے کہ حدیث کے ناقدین نے اسے ضعیف بلکہ باطل قرار دیا ہے۔ امام نوویؒ جیسے بلند پایہ محدث فرماتے ہیں:

"هٰذَا الحَدِيثُ بَاطِلٌ. یہ حدیث باطل ہے۔" (موضوعات کبیر ص ۵۸)

اس حدیث کے ایک راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ثقہ نہیں ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ "منکر الحدیث" ہے۔ امام نسائیؒ لکھتے ہیں "کہ متروک الحدیث" ہے۔ امام جوزجانیؒ " کہتے ہیں کہ "اس کا اعتبار نہیں۔" امام ابو حاتمؒ کا ارشاد ہے کہ یہ "ضعیف الحدیث" ہے۔

(ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۴۴ نمبر ۲۵۷)

البتہ اس روایت کے الفاظ صحیح بخاریؒ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کے اثر کے طور پر اس طرح مروی ہیں۔

لَوْ قُضِيَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهٗ وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ۔

(بخاری ج ۲ ص ۹۱۴ باب من سمی باسماء الانبیاء) "اگر محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی بعثت مقدر ہوتی تو آپ ﷺ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

ان الفاظ نے ابن ماجہ کی ضعیف روایت کی حقیقت بھی واضح کر دی ہے کہ اس کا اصل مقصد کیا ہے؟ اور وہ ختم نبوت کے خلاف تو کیا ہوتی درحقیقت اس سے یہ عقیدہ اور زیادہ پختہ و مؤکد اور ناقابل تردید ہو جاتا ہے۔

یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ صحیح بخاری قرآن کریم کے بعد تمام کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے۔ لہٰذا اگر کوئی ضعیف روایت کہیں اور آئی ہو جس کی تشریح صحیح بخاری کے الفاظ سے بھی ہو جاتی ہو تو اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو ضعیف روایت کو چھوڑ کر صحیح بخاری کی روایت کو اختیار کیا جائے گا۔ مرزا قادیانی کا حال تو یہ ہے کہ وہ صحیح مسلم کی ایک حدیث کو محض اس بناء پر ترک کر دیتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اسے ذکر نہیں کیا۔ چنانچہ "ازالہ اوہام" میں لکھتے ہیں:

"یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسمٰعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۲۲۰ خزائن ج ۳ ص ۲۰۹، ۲۱۰)

حالانکہ صحیح مسلم خود نہایت معتبر ہے اور امام بخاریؒ کا محض کسی روایت کو چھوڑ دینا اس کے ضعف کی دلیل نہیں۔ اس کے برخلاف ابن ماجہ کی یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح بخاری میں اس کی واضح تشریح موجود ہے۔ مگر مرزائی صاحبان ہیں کہ اسے بار بار ثبوت و دلیل کے طور پر پیش کیے جا رہے ہیں وجہ ظاہر ہے کہ کوئی صحیح دلیل ہو تو پیش کی جائے۔ اگر ایسی روایت

میں صراحۃً عقیدۂ ختم نبوت کی تردید کی گئی ہوتی تب بھی وہ ایک متواتر عقیدے کے مقابلے میں قطعاً قابل اعتبار نہ ہوتی اور یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ اگر اسے صحیح مان لیا جائے تب بھی اس میں محض ایک مفروضے کا بیان ہے۔ جس کے وجود میں آنے کا کوئی امکان نہیں۔ اگر حضرت ابراہیمؓ کی زندگی میں یہ بات کہی جاتی تب تو اس سے کسی درجے میں یہ بات نکل سکتی تھی کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے بارے میں ان کی زندگی ہی میں آپ ﷺ نے اس جیسی بات ارشاد فرمائی تھی، وہاں چونکہ نبوت کے جاری رہنے کا شبہ ہو سکتا تھا۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے وہاں بالکل دوسری تعبیر اختیار فرمائی اور اس شبہ کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ:

لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. (رواہ الترمذی ج ۲ ص ۲۰۹ مناقب عمرؓ)

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطابؓ ہوتے۔"

مطلب یہ ہے کہ میرے بعد چونکہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اس لیے حضرت عمرؓ نبی نہیں بن سکتے اسی طرح آپ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر مدینہ طیبہ میں حضرت علیؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا تو ان سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِيْ. (رواہ بخاری و مسلمؒ واللفظ لمسلم)

"کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جاؤ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام (کہ کوہ طور پر جاتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں نائب بنا کر گئے تھے) لیکن میرے بعد نبوت نہیں۔"

یہاں آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ محض نائب بنا کر جانے میں دی تھی لیکن چونکہ اس سے ختم نبوت کے خلاف غلط فہمی کا اندیشہ تھا اس لیے آپ ﷺ نے فوراً اِلَّا اَنَّهٗ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِيْ (مگر میرے بعد کوئی نبوت باقی نہیں) فرما کر اس اندیشے کا خاتمہ فرما دیا۔

البتہ حضرت ابراہیمؓ کے بارے میں یہ بات چونکہ ان کی وفات کے بعد کہی جا رہی تھی اور ان کے زندہ رہنے کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہا تھا۔ اس لیے الفاظ یہ استعمال کیے گئے کہ:

"اگر وہ زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے۔" لیکن چونکہ زندہ نہیں رہے اس لیے نبی ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" لہٰذا یہ ایسا ہی ہے جیسے قرآن کریم میں ہے کہ لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کچھ معبود ہوتے تو

زمین و آسمان میں فساد مچ جاتا) ظاہر ہے کہ یہ محض ایک مفروضہ ہے اور اگر کوئی شخص اس سے یہ استدلال کرنے بیٹھ جائے کہ معاذ اللہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوا معبودوں کا وجود ممکن ہے تو یہ زبردستی نہیں تو اور کیا ہے۔"

یہ تھی لاکھوں احادیث نبوی ﷺ کے ذخیرے میں سے مرزائی "استدلال" کی کل کائنات جس کی بنیاد پر اصرار کیا جاتا ہے کہ قرآن کریم کی بیسیوں آیات کو آنحضرت ﷺ کی سینکڑوں صریح اور متواتر احادیث کو اور امت مسلمہ کے قطعی اجماع کو چھوڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم کرو، ورنہ تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔

قرآن کریم کی ایک آیت مسلمانوں کو متاثر کرنے کے لیے یہ بھی ضروری تھی کہ مرزا قادیانی کی "نبوت" کے لیے قرآن کریم سے بھی کوئی تائید تلاش کی جاتی، تاکہ کم از کم کہنے کو یہ کہا جاسکے کہ قرآن سے بھی "استدلال" کیا گیا ہے اس مقصد کے لیے قرآن کریم کی جو آیت مرزائی صاحبان کی طرف سے تلاش کر کے لائی گئی ہے وہ یہ ہے

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا. (النساء ۶۹) "اور جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ یعنی نبیوں کے ساتھ اور صدیقوں کے ساتھ اور شہداء کے ساتھ اور صالحین کے ساتھ اور یہ لوگ بہترین ساتھی ہیں۔"

اس آیت کو بار بار پڑھ کر دیکھئے، کیا اس میں خوردبین لگا کر بھی کہیں یہ بات نظر آتی ہے کہ نبوت کا سلسلہ جاری ہے؟ اور کوئی شخص اب بھی نبی بن سکتا ہے؟ لیکن جو مذہب "دمشق" سے "قادیان" مراد لے سکتا ہو، جسے "قادیان" کا ذکر دکھائی دیتا ہو اور جو "خاتم النبیین" کا ایسا مطلب نکال سکتا ہو، جس سے تمام "نبوتوں کا سرتاج" نبوت کا دروازہ کھلا رہے۔ وہ اس آیت سے بھی نبوت کے جاری رہنے پر استدلال کر لے تو کون سی تعجب کی بات ہے۔

اس آیت میں صاف طور سے یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والا آخرت میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا ساتھی ہوگا۔ لیکن مرزائی صاحبان اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ وہ خود نبی بن جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں لفظ "مع" (ساتھ) استعمال ہوا ہے، جو اس معنی میں بھی لیا جاسکتا ہے کہ انسان انبیاء وغیرہ

کے گروہ سے محض ساتھ ہی نہیں ہوگا۔ بلکہ ان میں شامل ہو جائے گا۔

لیکن جو شخص مذکورہ بالا آیت کے الفاظ سے بالکل ہی آنکھیں بند کر کے نہیں بیٹھ گیا وہ دیکھ سکتا ہے کہ اسی آیت کے آخر میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے:

حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيقًا. "اور یہ لوگ بہترین ساتھی ہیں۔"

اس آخری جملے میں لفظ رفیق نے یہ بات واضح کر دی کہ اگر بالفرض کہیں "مع" کے معنی کچھ اور ہو بھی سکتے ہیں تو یہاں سوائے ساتھی بننے کے کوئی اور مطلب نہیں۔ کیونکہ آگے اس کی تشریح کے لیے صراحۃً لفظ "رفیق" آ رہا ہے۔

پھر اگر (معاذ اللہ) مطلب یہی تھا کہ ہر شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کر کے نبی بن سکتا ہے تو کیا پوری امت میں اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والا ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہی پیدا ہوا ہے۔ اور کسی نے اللہ اور رسول کی اطاعت نہیں کی۔ حالانکہ قرآن (معاذ اللہ) یہ کہہ رہا ہے کہ جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا۔ وہ نبیوں کے زمرے میں شامل ہو جائے گا۔ اگر اسی کا نام "استدلال" ہے تو نہ جانے قرآن کی معنوی تحریف کیا چیز ہوگی۔

بعض صوفیاء کے غلط حوالے مرزائی صاحبان بعض صوفیاء کے ناتمام اور مبہم حوالے ڈھونڈ کر انہیں اپنی خود ساختہ نبوت کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے پیش کیے ہوئے ایسے غلط حوالوں کا مسلمانوں کی طرف سے انتہائی مدلل اور اطمینان بخش جواب دیا جا چکا ہے اور بار بار دیا جا چکا ہے۔ یہاں اس کو بالتفصیل دہرانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ چند اصولی حقائق کی طرف اشارہ ضروری ہے۔

دین میں اقوالِ سلف کی حقیقت سب سے پہلے یہ بات قابل ذکر ہے کہ دین کا اصل سرچشمہ قرآن کریم، سرکارِ دوعالم ﷺ کی احادیث اور اجماع امت ہے۔ اور اکا دکا افراد کی ذاتی آراء اس مسئلے پر کبھی اثر انداز نہیں ہو سکتیں جو دین کے ان بنیادی سرچشموں میں وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہو۔ خاص طور سے نبوت و رسالت جیسا بنیادی عقیدہ تو خبر واحد سے بھی ثابت نہیں ہوتا، چہ جائیکہ اسے کسی انفرادی تحریر سے ثابت کیا جائے۔ اس لیے اس مسئلے میں قرآن و حدیث کی متواتر تصریحات اور اجماع امت کے خلاف اگر کچھ انفرادی تحریریں ثابت ہو بھی جائیں تو وہ قطعی طور پر خارج از بحث ہیں اور انہیں بطور استدلال پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا جن صوفیاء کے مبہم جملوں سے مرزائی صاحبان سہارا لینے کی کوشش

کرتے ہیں ان کی تشریح و توجیہ سے ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ اگر بالفرض ان کی تحریروں کا مفہوم عقیدہ ختم نبوت سے متضاد ثابت ہو جائے تو اس محکم اور مسلمہ عقیدے کو کوئی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے بلکہ جس کسی نے ان کے کلام کی صحیح تشریح پیش کی ہے اس کا اصل مقصد صرف یہ ہے کہ ان پر ایک غلط الزام لگایا گیا ہے جسے انصاف اور دیانت کی رو سے رفع کرنا ضروری ہے۔ بہ الفاظ دیگر ان حضرات کی تحریروں کو ختم نبوت سے متصادم بنا کر پیش کرنے سے عقیدۂ ختم نبوت پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا بلکہ ان بزرگوں پر یہ الزام عائد ہوتا ہے۔ لہٰذا ان حضرات کے کلام کی تشریح میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع نہیں بلکہ ان بزرگوں کا دفاع ہے، لہٰذا وہ ہمارے موضوع بحث سے خارج ہے۔

مرزائی مذہب میں اقوالِ سلف کی حقیقت

دوسری بات یہ ہے کہ مرزائی صاحبان کو تو اپنے مذہب کے مطابق کسی بھی درجے میں یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان بزرگوں کے اقوال سے استدلال کریں کیونکہ کتنے ہی معاملات ایسے ہیں جن میں انھوں نے اجماع امت کو بھی درست قرار نہیں دیا بلکہ اسے حجت شرعیہ ماننے سے ہی انکار کیا ہے۔ چنانچہ عقیدۂ نزول مسیح علیہ السلام کی تردید کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

"جبکہ پیشگوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں خود انبیاء سے امکان غلطی ہے تو پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے؟" (ازالہ ص ۱۷۳ خزائن ج ۳ ص ۱۷۲)

اور آگے لکھتے ہیں:

"میں پھر دوبارہ کہتا ہوں کہ اس بارے میں عام خیال مسلمانوں کا، گو ان میں اولیاء بھی داخل ہوں، اجماع کے نام سے معصوم نہیں ہو سکتا۔" (ایضاً)

اور جب اجماع کا یہ حال ہے تو سلف کے انفرادی اقوال کی حیثیت تو خود بخود واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

"اور اقوال سلف و خلف درحقیقت کوئی مستقل حجت نہیں، اور ان کے اختلاف کی حالت میں وہ گروہ حق پر ہوگا جس کی رائے قرآن کریم کے مطابق ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۵۳۸ خزائن ج ۳ ص ۳۸۹)

نیز مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

"ومن تفوه بكلمة ليس لها اصل صحيح في الشرع ملهمًا كان او مجتهدًا فبه الشياطين متلاعبة." یعنی "اگر کوئی شخص کوئی ایسی بات زبان سے نکالے

دے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو وہ صاحب الہام ہو یا مجتہد ہو تو درحقیقت وہ شیاطین کا کھلونا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

لہذا مرزائی صاحبان کے لیے قرآن کریم کی صریح آیات اور متواتر احادیث کو چھوڑ کر چند صوفیاء کے اقوال سے استدلال کیسے درست ہو سکتا ہے؟

صوفیاءِ کرام کا اسلوب تیسری اصولی بات یہ ہے کہ دنیا کے مسلمہ اصول کے مطابق ہر علم و فن کا موضوع، اس کی غرض و غایت، اس کی اصطلاحات اور اس کے ماہرین جدا ہوتے ہیں اور اسی اعتبار سے ہر علم و فن کا اسلوب بیان بھی الگ ہوتا ہے جو شخص کسی علم و فن کا ماہر اور تجربہ کار نہ ہو۔ بسا اوقات اس فن کی کتابیں پڑھ کر شدید غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی عام آدمی میڈیکل سائنس کی کتابیں پڑھ کر اس سے اپنا علاج شروع کر دے تو یہ اس کی ہلاکت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ یہی معاملہ اسلامی علوم کا ہے کہ تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد اور تصوف میں سے ہر ایک علم کا وظیفہ، اس کی اصطلاحات اور اس کا اسلوب بالکل الگ ہے، اور ان میں سب سے زیادہ دقیق اور پیچیدہ تعبیرات ان کتابوں میں ملتی ہیں جو تصوف اور اس کے فلسفے پر لکھی گئی ہیں کیونکہ ان کتابوں کا تعلق نظریات اور ظاہری اعمال کے بجائے ان باطنی تجربات اور ان واردات و کیفیات سے ہے جو صوفیاء کرام پر اپنے اشغال کے دوران طاری ہوتی ہیں۔ اور معروف الفاظ و کلمات کے ذریعے ان کا بیان دشوار ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جہاں تک دین کے بنیادی مسائل، عقائد اور عملی احکام کا تعلق ہے وہ نہ علم تصوف کا موضوع ہیں اور نہ علمائے امت نے تصوف کی کتابوں کو ان معاملات میں کوئی ماخذ یا حجت قرار دیا ہے۔ اس کے بجائے عقائد کی بحثیں علم کلام میں اور عملی احکام و قوانین کے مسائل علم فقہ میں بیان ہوتے ہیں اور انہی علوم کی کتابیں اس معاملے میں معتبر سمجھی جاتی ہیں۔ خود صوفیاء کرام ان معاملات میں انہی علوم کی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہ تصریح کرتے ہیں، کہ جو شخص تصوف کے ان باطنی اور نفسیاتی تجربات سے نہ گزرا ہو اس کے لیے ان کتابوں کا دیکھنا بھی جائز نہیں۔ بسا اوقات ان کتابوں میں ایسی باتیں نظر آتی ہیں جن کا بظاہر کوئی مفہوم سمجھ میں نہیں آتا۔ بعض اوقات جو مفہوم بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے وہ بالکل عقل کے خلاف ہوتا ہے لیکن لکھنے والے کی مراد کچھ اور ہوتی ہے، اس قسم کی عبارتوں کو "شطحیات" کہا جاتا ہے۔ اس لیے کسی بنیادی عقیدے کے

مسئلہ میں تصوف کی کتابوں سے استدلال ایک ایسی اصولی غلطی ہے جس کا نتیجہ گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔ اس اصول کو خود اکابر صوفیاء نے بھی تسلیم کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ تصوف کے بھی امام ہیں۔ لیکن وہ تحریر فرماتے ہیں:

"پس مقرر شد کہ معتبر در اثبات احکام شرعیہ کتاب وسنت است وقیاس مجتہدان و اجماع امت نیز مثبت احکام است۔ بعد ازیں چہار ادلہ شرعیہ ہیچ دلیلے مثبت احکام شرعیہ نمی تواند شد۔ الہام مثبت حل وحرمت نہ بود وکشف از باطن اثبات فرض وسنت نمی نماید۔"

(مکتوب نمبر ۵۵، مکتوبات دفتر دوم ص ۱۰۵)

ایک اور جگہ صوفیاء کی "شطحیات" سے کلامی مسائل مستنبط کرنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ما کل آں مقال شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی، کلام محمد عربی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام درکار است، نہ کلام محی الدین ابن عربی و صدر الدین قونوی و عبدالرزاق کاشی۔ مارا بہ نص کار است نہ بفص، فتوحات مدنیہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساختہ است۔"

"یہ باتیں خواہ شیخ کبیر یمنی نے کہی ہوں، یا شیخ اکبر شامی نے، ہمیں محمد عربی ﷺ کا کلام چاہیے، نہ کہ محی الدین ابن عربیؒ، صدر الدین قونوی اور عبدالرزاق کاشی کا کلام ہمیں "نص" (یعنی قرآن وحدیث) سے غرض ہے نہ کہ فص سے (یہ ابن عربیؒ کی فصوص الحکم کی طرف اشارہ ہے) فتوحات مدنیہ نے ہمیں فتوحات مکیہ سے مستغنی کر دیا ہے۔"

(مکتوبات حصہ دوم دفتر اول مکتوب نمبر ۱۰۰)

ان تین بنیادی باتوں کے بعد عقائد کے اس بنیادی مسئلے میں جو قرآن وحدیث اور اجماع امت کی رو سے کفر و اسلام کا مسئلہ ہے۔ صوفیاء کرام کی کتابوں سے استدلال قطعی طور پر خارج از بحث ہے، اور اگر بالفرض بعض صوفیاء سے اس قسم کی "شطحیات" ثابت بھی ہوں تو ان سے عقیدۂ ختم نبوت کی قطعیت اور استحکام میں ذرہ برابر کمی نہیں آتی۔

البتہ یہ درست ہے کہ جن صوفیائے کرامؒ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ غیر تشریعی نبوت کے باقی رہنے کے قائل ہیں۔ ان پر یہ ایک ایسا اتہام ہے جو محض ان کی اصطلاحات اور اسلوب بیان سے ناواقفیت کی بنا پر عائد کیا گیا ہے۔ یہاں ہم ان کے کلام کی صحیح تشریح کریں تو اس کے لیے طویل مضمون درکار ہوگا، اور چونکہ ہماری مذکورہ بالا معروضات کی روشنی میں یہ عقیدۂ ختم نبوت کا نہیں، بلکہ ان بزرگوں کا دفاع ہے۔ اس لیے یہ ہمارے موضوع سے خارج بھی ہے۔ لیکن یہاں ان حضرات کی بعض صریح عبارتیں نقل کی جاتی ہیں

جن سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ وہ پوری امت کی طرح ختم نبوت کے عقیدے پر مستحکم ایمان رکھتے ہیں۔

مجدد الف ثانیؒ کی عبارت میں مرزا کی صریح تحریف

اس سلسلے میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ ڈھٹائی اور دیدہ دلیری ملاحظہ فرمایئے کہ انھوں نے اپنی نبوت ثابت کرنے کے لیے مجدد الف ثانیؒ کی ایک عبارت نقل کی ہے اور اس میں ایک لفظ خود اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے، لکھتے ہیں:

"بات یہ ہے کہ جیسا مجدد صاحب سرہندیؒ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔" (حقیقت الوحی ص ۳۹۰ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

حالانکہ حضرت مجدد صاحبؒ کی جس عبارت کا حوالہ مرزا قادیانی نے دیا ہے وہ یہ ہے: واذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم یسمّٰی محدثا "اور جب اللہ کی طرف سے اس قسم کا کلام کسی کے ساتھ بکثرت ہونے لگے تو اسے محدث کہا جاتا ہے۔"
(مکتوبات ج ۲ ص ۹۹ مکتوب نمبر ۵۱)

ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت مجدد صاحب کی عبارت میں "محدث" کے لفظ کو مرزا قادیانی نے کس طرح "نبی" کے لفظ سے بدل دیا۔ محمد علی لاہوری قادیانی اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب ہم مجدد صاحب سرہندیؒ کے مکتوبات کو دیکھتے ہیں تو وہاں یہ نہیں پاتے کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ پانے والا نبی کہلاتا ہے۔ بلکہ وہاں لفظ محدث ہے۔"
(النبوۃ فی الاسلام ص ۲۲۸)

پھر آگے اس صریح خیانت کی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ درحقیقت مرزا قادیانی نے یہاں لفظ "نبی" کو "محدث" ہی کے معنی میں استعمال کیا ہے اور:

"اگر اس توجیہ کو قبول نہ کیا جائے تو حضرت مسیح موعود پر یہ الزام عائد ہوگا کہ آپ نے نعوذ باللہ اپنی مطلب براری کے لیے مجدد صاحب کی عبارت میں تحریف کی ہے۔"
(النبوۃ فی الاسلام از محمد علی لاہوری ص ۲۲۸)

حالانکہ مرزا قادیانی خود لفظ نبی کو اپنے کلام میں محدث کے معنی میں استعمال کرتے تو ایک بات بھی تھی، حضرت مجدد صاحبؒ کی طرف زبردستی لفظ "نبی" منسوب کرکے

اسے "محدث" کے معنی میں قرار دینا کون سی شریعت، کون سے دین اور کون سی عقل کی رو سے جائز ہے؟ حیرت ہے ان لوگوں کی عقلوں پر جو مرزا قادیانی کے کلام میں اتنی اتنی صریح خیانتیں دیکھتے ہیں، اور پھر بھی انہیں نبی، مسیح موعود اور مجدد قرار دینے پر مُصر ہیں۔

ملا علی قاریؒ دوسرے بزرگ جن کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے کہ وہ ختم نبوت کے خلاف نبوت کی کسی قسم کو جائز سمجھتے ہیں، ملا علی قاریؒ ہیں۔ لیکن ان کی درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمایئے:

"التحدی فرع دعوی النبوة و دعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع۔" (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲)

"اس قسم کا چیلنج دعویٰ نبوت کی ایک شاخ ہے اور ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔"

یہ عبارت ملا علی قاریؒ نے اس شخص کے بارے میں لکھی ہے جو شخص معجزے میں دوسرے کے مقابلے پر غلبہ پانے کا دعویٰ کر رہا ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہاں گفتگو غیر تشریعی نبوت میں ہے اور اس کا دعویٰ بھی ملا علی قاریؒ نے کفر قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عربیؒ اور شیخ شعرانیؒ شیخ محی الدین ابن عربیؒ کی طرف خاص طور پر یہ بات زور و شور سے منسوب کی جاتی ہے کہ وہ غیر تشریعی نبوت کے قائل ہیں، مگر ان کی درج ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

"فما بقی للاولیاء الیوم بعد ارتفاع النبوة الا التعریفات وانسدت ابواب الاوامر الالٰہیة والنواہی فمن ادعاہا بعد محمد ﷺ فہو مدع شریعة اوحی بہا الیہ سواء وافق بہا شرعنا أو خالف۔" "پس نبوت کے ختم ہو جانے کے بعد اولیاء اللہ کے لیے صرف معارف باقی رہ گئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی امر (کسی چیز کا حکم) یا نہی (کسی چیز سے منع کرنا) کے دروازے بند ہو چکے۔ اب جو شخص بھی اس کا دعویٰ کرے وہ درحقیقت شریعت کا مدعی ہے خواہ اس کا الہام ہماری شریعت کے موافق ہو یا مخالف۔" (فتوحات مکیہ ج ۳ ص ۳۹)

اس عبارت نے واضح کر دیا کہ:

۱...... شیخ اکبرؒ کے نزدیک مدعی شریعت صرف وہ نہیں ہے جو شریعت محمدیہ ﷺ کے بعد نئے احکام لائے بلکہ وہ مدعی نبوت بھی ان کے نزدیک مدعی شریعت ہے جس کی وحی بالکل

شریعت محمدیہ کے موافق ہی ہو۔

۲..... آنحضرت ﷺ کے بعد جس طرح نئی شریعت کا دعویٰ ختم نبوت کا انکار ہے۔ شریعت محمدیہ ﷺ کے موافق وحی کا دعویٰ بھی ختم نبوت کا انکار ہے۔

۳..... شیخ اکبرؒ کے نزدیک تشریعی نبوت سے مراد وہ نبوت ہے جسے شریعت نبوت کہے، خواہ وہ نبوت شریعت جدیدہ کی مدعی ہو اور خواہ شریعت محمدیہ ﷺ کی موافقت کا دعویٰ کرے، اور غیر تشریعی نبوت سے مراد وہ کمالات نبوۃ اور کمالات ولایت ہوں گے جن پر شریعت نبوت کا اطلاق نہیں کرتی اور وہ نبوت نہیں کہلاتی۔

عارف باللہ امام شعرانیؒ نے "الیواقیت والجواہر" میں شیخ اکبرؒ کی مندرجہ بالا عبارت نقل کرتے ہوئے اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں۔

"فان کان مکلفاً ضربنا عنقه والا ضربنا عنه صفحاً۔"

(الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۸)

"اگر وہ شخص مکلف یعنی عاقل بالغ ہو تو ہم پر اس کا قتل واجب ہے۔ ورنہ اس سے اعراض کیا جائے گا۔"

مرزائیت کی اسلام دشمنی

- .... استعماری اور سامراجی کردار
- .... جہاد کی تنسیخ
- .... عالم اسلام سے غداری
- .... اکھنڈ بھارت
- .... سیاسی عزائم، منصوبے اور سرگرمیاں

ہم نے اپنی قرارداد میں کہا ہے کہ!

جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھیں نیز یہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھی، اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ان کے پیروکار، چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیاسی پس منظر

۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں پیش کی گئی ہماری قرارداد میں مرزا غلام احمد قادیانی کے جہاد کو ختم کرنے کی کوششوں کا بھی ذکر ہے اور یہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا تھا اور یہ کہ مرزائی خواہ انہیں کوئی بھی نام دیا جائے۔ اسلام کے فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

ہم ان حسب ذیل چار باتوں کا جائزہ مرزائی تحریرات اور ان کی سرگرمیوں اور عزائم کی روشنی میں لیتے ہیں:

(الف) ۔۔ مرزائیت سامراجی اور استعماری مقاصد اور ارادوں کی پیداوار ہے۔

(ب)..... ان مقاصد کے حصول کے لیے جہاد کو نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے عالم اسلام میں قطعی حرام ناجائز اور منسوخ کرانا۔

(ج)..... ملت مسلمہ کے شیرازۂ اتحاد اور وحدت ملت کو منتشر اور تباہ کرنا۔

(د)..... پورے عالم اسلام اور پاکستان میں تخریبی اور جاسوسی سرگرمیاں۔

یورپی استعمار اور مرزائیت پہلی بات کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار یورپی استعمار کے آلۂ کار ہیں۔ ایک ایسی کھلی حقیقت ہے جس کا نہ صرف مرزا قادیانی کو اعتراف ہے بلکہ وہ فخر و مباہات کے ساتھ بانگ دہل ان باتوں کا اپنی ہر تحریر اور تصنیف میں اعلان کرتے پھرتے ہیں۔ وہ بلا جھجک اپنے کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا اور خاندانی وفادار اور سلطنت انگلشیہ کو آقائے ولی نعمت اور رحمت خداوندی اور انگریزوں کی اطاعت کو مقدس دینی فریضہ قرار دیتے ہیں۔ ادھر انگریزی حکام اور سامراج بھی دل کھول کر ان کی وفا شعاریوں کو سراہتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یورپ اور برطانیہ مرزا کو اپنے استعماری اور اسلام دشمن مقاصد کے لیے کن طریقوں سے استعمال کرتے رہے۔

اٹھارھویں صدی کا نصف آخر اور یورپی استعمار اٹھارھویں صدی عیسوی

کے نصف آخر ہی میں یورپی سامراج دنیا کے بیشتر حصوں پر اپنے نو آبادیاتی عزائم کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ ان سامراجی طاقتوں میں برطانیہ پیش پیش تھا۔ اطالوی، فرانسیسی اور پرتگالی براعظم افریقہ کو اطالوی سومالی لینڈ، فرانسیسی سومالی لینڈ، پرتگالی مشرقی افریقہ، جرمنی مشرقی افریقہ اور برطانوی مشرقی افریقہ میں منقسم کرنے کے بعد مشرق وسطیٰ کے بعض علاقوں میں سامراجی ریشہ دوانیوں میں مصروف تھے۔ اٹلی نے اریٹیریا، فرانس نے جزیرہ مڈغاسکر اور برطانیہ نے رہوڈیشیا اور یوگنڈا کو نو آبادیوں میں تقسیم کر دیا۔ نام نہاد خود مختار علاقوں میں یونین آف ساؤتھ افریقہ کے علاوہ مصر، حبشہ اور لائبیریا کا شمار ہوتا تھا۔ یورپی سامراج نے اس زمانے میں ہندوستان، برما اور لنکا کو زیرِ نگین لانے کے لیے کشمکش کا آغاز کر دیا تھا اور بحر ہند کو اپنی استعماری سرگرمیوں کی آماجگاہ بنا لیا۔ مشرقی ساحل پر ملائی ریاستوں میں سنگاپور ایک اہم بحری اڈہ تھا جس کو بنیاد بنا کر بحر ہند، بحرالکاہل، ویسٹ انڈیز اور جنوبی اسٹریلیا کو جدا جدا کیا جا سکتا تھا۔ استعماری طاقتوں کو اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل میں اس وقت زیادہ آسانی ہو گئی جب ۱۷۶۹ء میں نہر سویز کی تعمیر کا مرحلہ اختتام پذیر ہوا۔ اس کی وجہ سے راسِ امید کا لمبا چکر لگانے کی بجائے بحیرۂ قلزم اور بحیرۂ احمر کا آسان راستہ اختیار کیا جانے لگا۔ ۱۸۷۸ء تک برطانیہ جبرالٹر اور مالٹا کو زیر اثر لا کر قبرص پر تسلط جما چکا تھا۔ عدن ۱۸۳۹ء میں محکوم بنایا جا چکا تھا اب پورے جنوب مغربی ایشیاء پر قبضہ کرنا باقی تھا۔

انگریز اور برصغیر انگریز نے جب برصغیر اور عالم اسلام میں اپنا پنجہ استبداد جمانا شروع کیا تو اس کی راہ میں دو باتیں رکاوٹ بننے لگیں۔ ایک تو مسلمانوں کی نظریاتی وحدت دینی معتقدات سے غیر متزلزل وابستگی اور مسلمانوں کا وہ تصورِ اخوت جس نے مغرب و مشرق کو جسدِ واحد بنا کے رکھ دیا تھا۔ دوسری بات مسلمانوں کا لافانی جذبہ جہاد جو بالخصوص عیسائی یورپ کے لیے صلیبی جنگوں کے بعد وبالِ جان بنا ہوا تھا اور آج ان کے سامراجی منصوبوں کے لیے قدم قدم پر سدِ راہ ثابت ہو رہا تھا۔ اور یہی جذبہ جہاد تھا جو مسلمانوں کی ملی بقاء اور سلامتی کے لیے گویا حصار اور قلعہ کا کام دے رہا تھا۔ انگریزی سامراج ان چیزوں سے بے خبر نہ تھی اس لیے اپنی معروف ابلیسی سیاست لڑاؤ اور حکومت کرو (Divide and rule) سے عالم اسلام کی جغرافیائی اور نظریاتی وحدت کو ٹکڑے کرنا چاہا۔ دوسری طرف عالم اسلام بالخصوص برصغیر میں نہایت عیاری سے مناظروں اور مباحثوں کا

بازار گرم کر کے صفوں میں فکری انتشار اور تذبذب پیدا کرنا چاہا اور اس کے ساتھ ہی انگریزوں پر سلطان ٹیپو شہید، سید احمد شاہ شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے بعد جماعت مجاہدین کی مجاہدانہ سرگرمیاں اور علماء حق کا ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر جہاد کا فتویٰ دینا اور بالآخر ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی نہ صرف ہندوستان بلکہ باہر عالم اسلام میں مغربی استعمار کے خلاف مجاہدانہ تحریکات سے یہ حقیقت اور بھی عیاں ہو کر سامنے آ گئی کہ جب تک مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد قائم ہے استعمار کبھی بھی اور کہیں بھی اپنا قدم مضبوطی سے نہیں جما سکے گا۔ مسلمانوں کی یہ چیز نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں یورپ کے لیے وبال جان بنی ہوئی تھی۔

مرزا قادیانی کے نشوونما کا دور اور عالم اسلام کی حالت

انیسویں صدی کا نصف آخر جو مرزا قادیانی کے نشوونما کا دور ہے اکثر ممالک اسلامیہ جہاد استقلال اور جذبہ آزادی کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔ برصغیر کے حالات تو مختصراً معلوم ہو چکے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہی زمانہ ہے جب برصغیر کے باہر پڑوسی ممالک افغانستان میں ۷۹، ۱۸۷۸ء میں برطانوی افواج کو افغانوں کے جذبہ جہاد و سرفروشی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جو بالآخر انگریزوں کی شکست اور پسپائی پر ختم ہو جاتا ہے۔

ترکی میں ۱۸۷۶ء سے لے کر ۱۸۷۸ء تک انگریزوں کی خفیہ سازشوں اور در پردہ معاہدوں کو دیکھ کر جذبہ جہاد بھڑکتا ہے۔ طرابلس الغرب میں شیخ سنوسی الجزائر میں امیر عبدالقادر (۱۸۸۰ء) اور روس کے علاقہ داغستان میں شیخ محمد شامل (۱۸۷۰ء) بڑی پامردی اور جانفشانی سے فرانسیسی اور روسی استعمار کو للکارتے ہیں۔ ۱۸۸۱ء میں مصر میں مصری مسلمان سربکف ہو کر انگریزوں کی مزاحمت کرتے ہیں۔

سوڈان میں انگریز قوم قدم جمانا چاہتی ہے تو ۱۸۸۱ء میں مہدی سوڈانی اور ان کے درویش جہاد کا پھریرا بلند کر کے بالآخر انگریز جنرل گارڈن اور اس کی فوج کا خاتمہ کرتے ہیں۔

اسی زمانہ میں خلیج عرب، بحرین، عدن وغیرہ میں برطانوی فوجیں مسلمانوں کے جہاد اور استخلاص وطن کے لیے جان فروشی اور جان نثاری کے جذبے سے دوچار تھیں۔

مسلمانوں کی ان کامیابیوں کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے ایک انگریز مصنف لکھتا ہے کہ مسلمانوں میں دینی سرگرمی بھی کام کر رہی تھی کہتے تھے کہ بچ گئے تو غازی مرے

کہلائے، حکومت حاصل کی، مر گئے، تو شہید ہو گئے۔ اس لیے مرنا یا مار ڈالنا بہتر ہے اور پیٹھ دکھانا بیکار۔" (تاریخ برطانوی ہند ۳۰۲)

ایک حواری نبی کی ضرورت ایک برطانوی دستاویز "دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا" میں ہے اور بیرونی تمام شواہد بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ "۱۸۶۹ء میں انگلینڈ سے برطانوی مدبروں اور مسیحی رہنماؤں کا ایک وفد اس بات کا جائزہ لینے ہندوستان آیا کہ مسلمانوں کو رام کرنے کی ترکیب اور برطانوی سلطنت سے وفاداری کے راستے نکالنے پر غور کیا جائے۔ اس وفد نے ۱۸۷۰ء میں دو رپورٹیں پیش کیں جن میں کہا گیا تھا کہ "ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اپاسٹالک پرافٹ (Apostolic prophet) (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو بہت سے لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو جائیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں ایسے کسی شخص کو ترغیب دینا مشکل نظر آتا ہے۔ یہ مسئلہ حل ہو جائے تو پھر ایسے شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں بطریق احسن پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ اب کہ ہم پورے ہندوستان پر قابض ہیں تو ہمیں ہندوستانی عوام اور مسلمان جمہور کی داخلی بے چینی اور باہمی انتشار کو ہوا دینے کے لیے اس قسم کے عمل کی ضرورت ہے۔"

(The arrivalof british Empire in India)

(بحوالہ عجمی اسرائیل ص ۱۰)

سامراجی ضرورتیں...... مرزا قادیانی اور ان کا خاندان

یہ ماحول تھا اور سامراجی ضرورتیں تھیں جس کی تکمیل مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت اور تنسیخ جہاد کے اعلان نے کی اور بقول علامہ اقبال یہ حالات تھے کہ "قادیانی تحریک فرنگی استبداب کے حق میں الہامی سند بن کر سامنے آئی۔" (حرف اقبال ص ۱۳۵)

انگریز کو مرزا غلام احمد قادیانی سے بڑھ کر کوئی اور موزوں شخص ان کے مقاصد کے لیے مل بھی نہیں سکتا تھا۔ اس لیے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کی حمایت اور مسلم دشمنی اس کو خاندانی ورثہ میں ملی تھی۔

مرزا قادیانی کا والد غلام مرتضیٰ قادیانی اپنے بھائیوں سمیت مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں داخل ہوا اور سکھوں کے لیے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ پہلے سکھوں سے مل کر مسلمانوں سے لڑا۔ جس کے صلہ میں رنجیت سنگھ نے ان کو کچھ جائیداد واگزار کر دی۔

مرزا قادیانی کی سیرت میں ہے کہ ۱۸۴۳ء میں ان کا والد ایک پیدل فوج کا کمیدان بنا کر پشاور روانہ کیا گیا اور ہزارہ کے مفسدے (یعنی سید احمد شہید اور مجاہدین کے جہاد) میں اس نے کارہائے نمایاں انجام دیے (آگے ہے) کہ یہ تو تھا ہی سرکار کا نمک حلال ۱۸۴۸ء کی بغاوت میں ان کے ساتھ اس کے بھائی غلام محی الدین (مرزا غلام احمد قادیانی کے چچا) نے بھی اچھی خدمات انجام دیں ان لوگوں نے سکھوں کے باغیوں سے مقابلہ کیا ان کو شکست فاش دی۔ (سیرت مسیح موعود ص ۵ مرتبہ مرزا بشیر الدین محمود)

۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں مرزا غلام احمد قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی نے انگریز کا حق نمک یوں ادا کیا کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کو اعتراف ہے کہ:

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیرخواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیرخواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی۔ اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے۔ اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو امداد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیے تھے۔" (اشتہار واجب الاظہار ملحقہ کتاب البریہ ص ۳ خزائن ج ۱۳ ص ۴)

اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے والد اور بھائی غلام قادر قادیانی کو انگریزی حکام نے اپنی خوشنودی کے اظہار اور ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر جو خطوط لکھے ان خطوط کا تذکرہ بھی محولہ بالا کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا ہے کہ مسٹر ولسن نے ان کے والد مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی کو لکھا ہے کہ:

"میں خوب جانتا ہوں بلاشبہ آپ اور آپ کا خاندان سرکار انگریزی کا جاں نثار وفادار اور ثابت قدم خدمت گار رہا ہے۔"

(کتاب البریہ ص ۴ خزائن ج ۱۳ ص ۵ خط ۱۱ جون ۱۸۴۹ء لاہور مراسلہ نمبر ۳۵۳)

مسٹر رابرٹ کسٹ کمشنر لاہور بنام مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی اپنے خطوط مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء میں ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں انگریز کے لیے ان کی خدمات کے اعتراف اور اس کے بدلے خلعت اور خوشنودی سے نوازنے کی اطلاع دیتے ہیں۔

یہ خاندانی اطاعت جس شخص کی گھٹی میں شامل تھی اس نے اپنی وفا شعاریوں کا یوں اعتراف کیا ہے۔ ستارہ قیصرہ میں مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

"مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس

ہزار کے قریب کتابیں اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک میں اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں ایسے مضمون شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکے اور مدینے میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا۔ اشاعت کر دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھا نہیں سکتا۔"

(ستارۂ قیصرہ ص ۳، ۴ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۳)

یہی نہیں بلکہ پورے برٹش انڈیا میں اتنی بے نظیر خدمت کرنے والے شخص نے بقول خود انگریزی اطاعت کے بارہ میں اتنا کچھ لکھا کہ ''پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔''

(دیکھو تریاق القلوب ص ۱۵ خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

مرزا قادیانی سرکار برطانیہ کے متعلق لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو ایک چٹھی میں اپنے خاندان کو پچاس برس سے وفادار و جان نثار اور اپنے آپ کو انگریز کا ''خود کاشتہ پودا'' لکھتا ہے اور اپنی ان وفاداریوں اور اخلاص کا واسطہ دے کر اپنے اور اپنی جماعت کے لیے خاص نظر عنایت کی التجا کرتا ہے۔ (تبلیغ رسالت ج ۷ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

ہو اگر قوتِ فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللّٰہی

(اقبال ضرب کلیم)

اسلام کے ایک قطعی عقیدہ جہاد کی تنسیخ

انگریز کی ان وفا شعاریوں کا نتیجہ تھا کہ مرزا قادیانی نے کھلم کھلا جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دیا۔ جہاد اسلام کا ایک مقدس دینی فریضہ ہے اسلام اور مسلمانوں کی بقا کا دار و مدار اسی پر ہے شریعت محمدی نے اسے قیامت تک اسلام اور عالم اسلام کی حفاظت اور اعلاء کلمۃ اللہ کا ذریعہ بنایا ہے۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات اور حضور اقدس ﷺ کی بے شمار احادیث اور خود حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی عملی زندگی ان کا جذبہ جہاد و شہادت یہ سب باتیں جہاد کو ہر دور میں مسلمانوں کے لیے ایک ولولہ انگیز عبادت بناتی رہیں۔ آنحضرت ﷺ کا واضح ارشاد ہے۔ اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ.

(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۱۱ باب لا یکفر اهل القبلة بذنب)

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة و يكون الدين لله (بقرہ ۱۹۳) "اور ان کے ساتھ اس حد تک لڑو کہ فتنہ کفر و شرارت باقی نہ رہے اور دین اللہ کا ہو جائے۔"

حضور ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں فریضہ جہاد کی تا قیامت ابدیت اس طرح ظاہر فرمائی ہے۔ لَنْ یَّبْرَحَ هٰذَا الدِّیْنُ قَائِمًا یُقَاتِلُ عَلَیْهِ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ.

(مسلم ج ۲ ص ۱۴۳ باب قوله لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق و مشکوۃ ص ۳۳۰ کتاب الجهاد)

"حضور ﷺ نے فرمایا ہمیشہ یہ دین قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔"

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کے بچاؤ اور تحفظ اور عالم اسلام کو ہمیشہ ان کی طوق غلامی میں باندھنے اور کافر حکومتوں کے زیر سایہ مسلمانوں کو اپنی سیاسی اور مذہبی

سازشوں کا شکار بنانے کی خاطر نہایت شد و مد سے عقیدۂ جہاد کی مخالفت کی اور نہ صرف برصغیر میں بلکہ پورے عالم اسلام میں جہاں جہاں بھی اس کو ظاہری اور خفیہ سرگرمیوں کا موقع ملا جہاد کے خلاف نہایت شدت سے پراپیگنڈہ کیا گیا۔ مرزا قادیانی کو جہاد حرام کرانے کی ضرورت کیا تھی۔ اس کا جواب ہمیں لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کے نام قادیانی جماعت کے ایڈریس مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳ جولائی ۱۹۲۱ء سے نہایت واضح طور پر مل سکتا ہے۔ جس میں کہا گیا۔

"جس وقت آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) نے دعویٰ کیا۔ اس وقت تمام عالم اسلام جہاد کے خیالات سے گونج رہا تھا اور عالم اسلامی کی ایسی حالت تھی کہ وہ پٹرول کے ڈھیر کی طرح بھڑکنے کے لیے صرف ایک دیا سلائی کا محتاج تھا۔ مگر بانی سلسلہ نے اس خیال کی لغویت اور خلاف اسلام اور خلاف امن ہونے کے خلاف اس قدر زور سے تحریک شروع کی کہ ابھی چند سال نہیں گزرے تھے کہ گورنمنٹ کو اپنے دل میں اقرار کرنا پڑا کہ وہ سلسلہ جسے وہ امن کے لیے خطرہ کا موجب خیال کر رہی تھی اس کے لیے غیر معمولی اعانت کا موجب تھا۔" (حوالہ بالا)

جہاد منسوخ ہونے اور دنیا سے جہاد کا حکم تا قیامت اٹھ جانے پر مرزا قادیانی کس شد و مد سے زور دیتے ہیں۔ ان کا اندازہ ان کی حسب ذیل عبارات سے لگایا جا سکتا ہے۔

اپنی کتاب اربعین میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

"جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں[1] اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود (یعنی بزعم خود مرزا قادیانی) کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔" (اربعین نمبر ۴ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۳)

ضمیمہ خطبہ الہامیہ میں لکھتے ہیں:

"آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔

---

[1] نعوذ باللہ یہ ایک برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کتنا صریح بہتان ہے۔ مومنوں اور شیر خوار بچوں کو اگر قتل کرتا تھا تو فرعون اور اس کا لشکر۔ مرزا قادیانی نے اس انداز میں یہ بات پیش کی کہ گویا ایمان لانے کے باوجود اور شیر خوار بچوں کو بھی [illegible] نہیں بخشی جاتی تھی۔

اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے۔ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔"

(ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ۲۸، ۲۹ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ میں مرزا قادیانی کا یہ اعلان درج ہے کہ:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال   دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے   دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے   اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد   منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶، ۲۷ خزائن ج ۱۷ ص ۷۷، ۷۸)

نیز انگریزی حکومت کے نام ایک معروضہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

"یہی وہ فرقہ (یعنی مرزا قادیانی کا اپنا فرقہ) ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھا دے۔"

(از ریویو ج ۱ نمبر ۱۲ ص ۴۹۵)

رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

"دیکھو میں (غلام احمد قادیانی) ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں، وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۳۲)

ان تمام عبارات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک جہاد کی ممانعت کا حکم خاص حالات سے مجبوریوں کا تقاضا نہیں بلکہ اب اسے ہمیشہ کے لیے منسوخ حرام اور ختم سمجھا جائے نہ اس کے لیے شرائط پوری ہونے کا انتظار رہے اور کسی پوشیدہ طور پر بھی اس کی تعلیم جائز نہیں۔

تریاق القلوب روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۵۱۸ میں لکھتے ہیں کہ:

"اس فرقہ (مرزائیت) میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں۔ نہ اس کا انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم ہرگز ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے لڑائیاں کی جائیں۔"

"اب سے دینی جہاد بند کیے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔"

(از ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ۱۵ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

"سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔" {ایضاً}

مرزائی تاویلات کی حقیقت تنسیخ جہاد کے بارے میں ان واضح عبارات کے باوجود مرزائیوں کی دونوں جماعتیں یہ کہتی ہیں کہ چونکہ ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزی سلطنت قائم ہو گئی اور وسائل جہاد مفقود تھے اس لیے وقتی طور پر جہاد کو موقوف کیا گیا۔ آئیے ہم اس تاویل اور مرزا کی غلط وکالت کا جائزہ لیں۔

۱۔ پچھلی چند عبارات سے ایک منصف مزاج شخص بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ہاں جہاد کی ممانعت ایک وقتی حکم نہیں۔ نہ وہ کچھ وقت کے لیے موقوف بلکہ وہ مکمل طور پر جہاد کے خاتمہ اس کی انتظار تک کی نفی اور ظاہری اور پوشیدہ قسم کی تعلیم کو بھی ناجائز اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دین کے لیے لڑنا ممنوع اور منسوخ قرار دیتے ہیں۔

۲۔۔۔۔ اگر مرزا قادیانی ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزی سلطنت کے قدم جمانے کی وجہ سے مجبوراً جہاد کی مخالفت کرتے ہیں تو ۱۸۵۷ء اور اس سے قبل ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد کے فوراً بعد مجاہدین سید احمد شہیدؒ کے جہاد میں مرزا قادیانی اور ان کا پورا خاندان سکھوں اور انگریزی استعمار کے لیے میدان ہموار کرنے کے لیے جانی اور مالی قربانیاں دیتے رہے۔ جس کا مرزا قادیانی نے انگریزی حکام کے : "خطوط اور چٹھیوں میں بڑے فخر سے اعتراف کیا ہے اور ان مساعی کی نہ صرف تائید کی بلکہ تحسین بھی کی ہے۔ ان کے خاندانی بزرگوں نے سکھوں سے مسلمانوں کے جہاد میں سکھوں کی حمایت کی۔ مرزا قادیانی کے والد نے ۱۸۵۷ء میں پچاس سوار سرکار انگریزی کی امداد کے لیے فراہم کیے۔ مرزا غلام احمد نے ۱۸۵۷ء میں جہاد آزادی کے غیور اور جان نثار مجاہدین کو جہلاء اور بدچلن کہا۔"

{براہین احمدیہ ج ۱ ص الف اشتہار اسلامی انجمنوں سے التماس مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۵۔}

انگریز کے ہاتھوں ہندوستان میں مسلمانوں کی مظلومیت پہ ہند کا ذرہ ذرہ اشکبار تھا۔ اسلامیان ہند کی عظمتیں لٹ رہی تھیں۔ ہزار سالہ عظمت رفتہ رفتہ پاش پاش ہو رہی تھی۔ علماء اور شرفاء ہند کو سؤر کے چمڑوں میں سی کر اور زندہ جلا کر دہلی کے چوکوں میں پھانسی پہ لٹکایا جا رہا تھا اور انگریزوں کا شقی القلب نمائندہ جنرل نکلسن، ایڈورڈ سے ایسے کلی اختیارات مانگ رہا تھا کہ مجاہدین آزادی کے زندہ حالت میں چمڑے ادھیڑے جا سکیں اور انھیں زندہ جلایا جا سکے۔ مگر وہ شقی اور ظالم نکلسن اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے خاندان کو ہندوستان میں اپنے مفادات کا نگران اور وفادار ٹھہرا رہا تھا۔ جنرل نکلسن نے

مرزا غلام قادر کو سند دی جس میں لکھا کہ ۱۸۵۷ء میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا۔ (سیرت مسیح موعود ص ۵، از مرزا بشیر الدین محمود)

اور وہی مرزا قادیانی جو ابھی تک اپنے تشریعی نبی ہونے کی حیثیت سے سامنے نہیں آئے تھے اور خود براہین احمدیہ اور دیگر تحریروں میں جہاد کے فرض واجب اور غیر منقطع ہونے کا اعتراف کر چکے تھے۔ دعویٰ نبوت کے بعد ایک قطعی حکم کو حرام قرار دیتے ہوئے عملاً بھی قرآن کریم کی تمام آیات جہاد حسن وقتی کو منسوخ قرار دے کر تشریعی نبی ہونے کا ثبوت دیتے ہیں لیکن جس دور میں وہ جہاد کو فرض کہتے ہیں کیا مرزا قادیانی خود عملی طور پر بھی اس پر عمل پیرا رہے اس کا جواب ہمیں انگریز لیفٹیننٹ گورنر کے نام چٹھی سے مل جاتا ہے، وہ اس درخواست میں اپنی اصل حقیقت کو اس طرح واشگاف الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔

"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک (گویا ۱۸۳۹ء سے لے کر جو ۱۸۵۷ء سے بہت کا پہلے کا زمانہ ہے) جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں۔ اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کو دور کروں جو ان کی دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔"

(تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۱)

۳...... تیسری بات یہ ہے کہ بالفرض ہم تسلیم کیے دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے برصغیر میں انگریزی سلطنت کی وجہ سے بعض مجبوریوں کی بناء پر اتنی شد و مد سے جہاد کی مخالفت کی۔ لیکن اگر حقیقت یہی ہوتی تو مرزا قادیانی کی ممانعت جہاد اور اطاعت انگریز کی تبلیغ صرف برٹش انڈیا تک محدود ہوتی مگر یہاں تو ایسے کھلے شواہد اور قطعی ثبوت موجود ہیں کہ مرزا قادیانی کی تحریک و تبلیغ کا اصل محرک نہ صرف انڈیا بلکہ پورے عالم اسلام اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد نکالنا اور انگریزوں کے لیے یا کسی بھی کافر سلطنت کے لیے راستہ ہموار کرنا تھا تاکہ اس طرح ایک نئی امت اور نئے نبی کے نام سے پوری ملت مسلمہ اور امت محمدیہ کا سارا نظام درہم برہم کیا جائے اور پورے عالم اسلام کو انگریز یا ان کے حلیفوں کے قدموں میں لا گرایا جائے اس لیے مرزا قادیانی نے مخالفت جہاد کی تبلیغ صرف برٹش انڈیا تک محدود نہ رکھی اور نہ صرف اردو لٹریچر پر اکتفا کیا۔ بلکہ فارسی عربی انگریزی میں لٹریچر لکھ لکھ کر بلاد روم، شام، مصر، ایران، افغانستان، بخارا یہاں تک کہ مکہ اور مدینہ تک پھیلاتا رہا تاکہ جہاد کی اگر تلوار وہیں سے نکلے تو کوئی مسلمان ہاتھ مزاحمت

کے لیے تھا انھوں نے فرانس، تیونس، الجزائر اور مراکش پر لشکر کشی ہو تو مسلمان جہاد کو حرام سمجھیں۔ عرب اور مصر دل و جان سے انگریز کے مطیع بن جائیں اور ترک و افغان کی غیرت ایمانی ہمیشہ کے لیے جذبہ جہاد سے خالی ہو کر سرد پڑ جائے۔

اس سلسلے میں مرزا قادیانی کے اعترافات دیکھئے وہ لکھتے ہیں:

''میں نے نہ صرف اس قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکا دیا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا۔'' (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۱)

اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

''ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکرگزاری کے لیے ہزارہا اشتہارات شائع کیے گئے اور ایسی کتابیں بلاد عرب و شام وغیرہ تک پہنچائی گئیں۔'' (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۳، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۵)

''اس لیے میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلاد شام و روم اور مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کیے اور ان میں اس گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کیے اور بخوبی ظاہر کر دیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے۔۔۔۔ اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلاد شام و روم کی طرف روانہ کیا اور بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا گیا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے اور اسی طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجیں اور یہ ہزارہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا۔''
(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۲۷)

اور یہ سب کچھ مرزا قادیانی نے اس لیے کیا کہ:

''تا کہ وہ طبیعتیں ان نصیحتوں سے راہ راست پر آ جائیں اور تا کہ وہ طبیعتیں اس گورنمنٹ کا شکر کرنے اور اس کی فرمانبرداری کے لیے صلاحیت پیدا کریں اور مفسدوں کی باتیں کم ہو جائیں۔'' (نور الحق حصہ اول ص ۳۴ خزائن ج ۸ ص ۴۱)

اس ساری جدوجہد کا حاصل مرزا قادیانی کے الفاظ میں یہ ہے کہ ''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۹)

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ ص ۷ میں لکھتے ہیں:

''ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے۔ اسی روز سے اس

کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعی حرام ہے کیونکہ مسیح آ چکا خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۲۷)

یہ حقیقت کہ مرزائی تبلیغ و تلقین اور تمام کوششوں کے محرکات اور مقاصد کیا تھے۔ مرزائی مذہب کے بانی کے مذکورہ اقوال سے خود ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس پر بھی اگر تاویل کے پردوں میں اس حقیقت کو چھپایا جاتا ہے تو آنکھیں کھولنے کے لیے حسب ذیل واقعات اور اعترافات کافی ہیں:

"کہ مرزا قادیانی نہ صرف ہندوستان میں بلکہ آزاد اسلامی ممالک میں بھی کسی قسم کے جہاد کے روادار نہ تھے۔ افغانستان کے امیر امان اللہ خان کے عہد حکومت میں نعمت اللہ خان مرزائی اور عبداللطیف مرزائی کو علماء افغانستان کے متفقہ فتویٰ سے مرتد قرار دے کر قتل کر دیا گیا۔ اس قتل کے محرکات یہی تھے کہ یہ لوگ مبلغین کے پردہ میں جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے اور یہ محض اس لیے کہ انگریزوں کا اقتدار چھا جائے حالانکہ افغانستان میں جہاد اسلامی کی شرائط مکمل موجود تھیں۔ اس سلسلہ میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کا خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ج ۲۳ نمبر ۳۱ ص ۳ مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۵ء ملاحظہ کیجئے:

"عرصہ دراز کے بعد اتفاقاً ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی۔ جو چھپ کر نایاب بھی ہو گئی تھی۔ اس کتاب کا مصنف ایک اطالوی انجینئر جو افغانستان میں ذمہ دار عہدہ پر فائز تھا۔" وہ لکھتا ہے کہ صاحبزادہ عبداللطیف (قادیانی) کو اس لیے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اس سے افغانوں کا جذبہ حریت کمزور ہو جائے گا اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا۔ ایسے معتبر راوی کی روایت سے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچ جاتا ہے کہ اگر صاحبزادہ عبداللطیف خاموشی سے بیٹھے رہتے اور جہاد کے خلاف کوئی لفظ بھی نہ کہتے تو حکومت افغانستان کو انہیں شہید کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔"

اخبار الفضل بحوالہ امان افغان مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۵ء نے افغانستان گورنمنٹ کے وزیر داخلہ کے حوالہ سے مندرجہ ذیل بیان نقل کیا۔

"کابل کے دو اشخاص ملا عبدالحلیم و ملا نور علی دکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کر کے انہیں راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں

کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے۔ جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ بک چکے تھے۔"

خلیفہ قادیان اپنے ایک خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل ج ۲۲ نمبر ۵۴ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء میں اعتراف کرتا ہے کہ نہ صرف مسلم ممالک بلکہ غیر مسلم ممالک اور اقوام بھی مرزائیوں کو آلہ کار سمجھتے تھے۔ دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ "جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کی افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن انگریز نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔"

اسلامی جہاد منسوخ مگر مرزائی جہاد جائز

م...... یہ امر حیرت اور تعجب کا باعث ہے کہ ایک طرف تو قادیانیوں نے جہاد کو انتہائی شدومد سے منسوخ اور حرام قرار دیا مگر دوسری طرف انگریزوں کی فوج میں شامل ہو کر مسلمانوں کے ساتھ لڑنا نہ صرف ان کے لیے جائز بلکہ ضروری تھا۔ گویا ممانعت جہاد کی یہ ساری جدوجہد صرف انگریزوں اور کافروں کے ساتھ مسلمانوں کو جہاد سے روکنے کے لیے تھی کہ وہ نہ تو اپنی عزت و ناموس اور ملک و ملت کی بقا کے لیے لڑیں نہ لڑنے دیں۔ اسلامی شعائر معابد و مساجد کے لیے علم جہاد بلند کریں لیکن انگریزی اقتدار کے فروغ و تحفظ کے لیے ان کی فوج میں شامل ہو کر بلاد اسلامیہ پر بمباری ایک مقدس فریضہ تھا مرزا محمود احمد نے کہا:

"صداقت کے قیام کے لیے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لیے گورنمنٹ کی مدد احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔"

(خطبہ مرزا محمود احمد الفضل ۳ مئی ۱۹۱۹ء)

قادیانی جماعت نے لارڈ ریڈنگ کو اپنے ایڈریس میں بھی اپنی جنگی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "کابل سے جنگ میں ہماری جماعت نے علاوہ ہر قسم کی مدد کے ایک ڈبل کمپنی اور ایک ہزار افراد کے نام بھرتی کے لیے پیش کیے اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں رضاکارانہ کام کرتے رہے۔"

(الفضل ۳ جولائی ۱۹۲۱ء)

ایک اور خطبہ جمعہ میں مرزا محمود احمد نے کہا کہ شاید کابل کے ساتھ ہمیں کسی وقت جہاد ہی کرنا پڑتا (آگے چل کر کہا) کہ ہمیں نہیں معلوم کہ ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔

(الفضل ۲۷ فروری ۲ مارچ ۱۹۴۳ء)

امن و آشتی اور اسلامی نظریہ جہاد کو ملاؤں کے وحشیانہ اور جاہلانہ بے ہودہ خیالات قرار دینے والے مرزائیوں کے متعلق حقیقت حال مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی کے ان الفاظ سے اور بھی عیاں ہو جاتی ہے انھوں نے کہا کہ "اب زمانہ بدل گیا ہے دیکھو پہلے جو مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا مگر اب مسیح اس لیے آیا ہے کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار دے۔" (عرفان الٰہی ص ۹۲، ۹۳)

"پہلے عیسیٰ کو تو یہودیوں نے صلیب پر لٹکا دیا تھا مگر آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) اس زمانے کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائیں گے۔"

(تقدیر الٰہی ص ۲۹ مصنفہ مرزا محمود قادیانی)

اس سے اندازہ ہوا کہ اسلام کے نظریہ جہاد کو منسوخ قرار دینے اور سارے عالم اسلام میں اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے بعد اپنے لیے اور سامراجی مقاصد کے لیے جہاد اور قتال کو جائز قرار دینے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا جا رہا تھا۔ ان تمام باتوں کو سامنے رکھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمانوں کا کافروں یا خود ان کے خلاف لڑنا تو ہمیشہ کے لیے حرام تھا، مگر عیسائیت کے جھنڈے تلے یا کسی کافر حکومت کے مفاد میں یا خود مرزائیوں کے لیے جہاد اور قتال اور لڑنا لڑانا سب جائز ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کی تبلیغی خدمات کی حقیقت

افغانستان اور دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کے تبلیغ کے نام پر استعماری سرگرمیوں سے ان کے تبلیغ اسلام کی خدمات کی قلعی تو کھل جاتی ہے مگر بہت سے لوگ مرزا قادیانی کی خدمات کے سلسلہ میں ان کے مدافعت اسلام میں مناظرانہ بحث و مباحثہ اور علمی کوششوں کا ذکر کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ انھوں نے آریہ سماج اور عیسائیوں سے اسلام کے دفاع میں بڑے معرکے سر کیے اور اب بھی قادیانی دنیا میں اسلام کی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھ غیر مسلموں جیسا سلوک نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے ہم اس غلط فہمی کو جس میں بالعموم تعلیم یافتہ افراد بھی مبتلا ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی ایک دو عبارتوں ہی سے دور کرنا چاہتے ہیں جو بانی قادیانیت کے تبلیغی مقاصد اور نیت کو خود ہی بڑی خوبی سے عیاں کر رہی ہیں کہ انھوں نے عیسائی مشنریوں کی اشتعال انگیز تحریروں اور اسلام پر ان کے جارحانہ حملوں سے مسلمانوں کے اندر انگریزوں کے خلاف پر جوش ردعمل کا خطرہ محسوس کیا تو اس عام جوش کو دبانے کے لیے حکمت عملی کی بنا پر عیسائیوں کا کسی قدر سختی سے

جواب دیا اور سخت کتابیں عیسائیوں کے خلاف لکھیں۔

تریاق القلوب ضمیمہ ۳ بعنوان ''گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست'' میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے بیس برس کی تمام علمی اور تصنیفی کاوش کا خلاصہ مسلمانوں کے دل سے جہاد اور خونی مہدی وغیرہ کے معتقدات کا ازالہ اور انگریز کی وفاداری پیدا کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانے تک جو بیس برس کا زمانہ ہے۔ ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے۔ بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثے بھی کیا کرتا ہوں.... چنانچہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ ''نور افشاں'' میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی ﷺ کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کیے کہ یہ شخص ڈاکو تھا، چور تھا، زنا کار تھا اور صدہا پرچوں میں یہ شائع کیا کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر بدنیتی سے عاشق تھا اور باایں ہمہ جھوٹا تھا اور لوٹ مار اور خون کرنا اس کا کام تھا تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کو دبانے کے لیے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تاکہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بدامنی پیدا نہ ہو تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش رکھنے والے آدمی موجود ہیں ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہوگا.... سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں سے اول درجے کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجے پر بنا دیا ہے۔ (۱) اول والد مرحوم کے اثر نے (۲)... دوسرا اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے

(۳)...... خدا تعالیٰ کے الہام نے۔" {مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۳۰ تا ۱۳۲}

دوسری بڑی وجہ مرزا قادیانی کے اپنے علمی تحریرات اور مناظروں کی یہ تھی کہ وہ ابتداءً اس طرح عام مسلمانوں کی عقیدت اور توجہات اپنی طرف مبذول کراتے چلے گئے اور ساتھ ہی ساتھ اسلام کے دفاع میں جن مسائل پر بحث کا بازار گرم کرتے اسی میں آہستہ اپنے دعویٰ نبوت و رسالت کے لیے فضا بھی ہموار کرتے چلے گئے اور اسلام کی تبلیغ کے نام پر شکر میں لپٹی ہوئی زہر کی ایک مثال آریہ سماج سے معجزات انبیاء کے اثبات پر مرزا قادیانی کا مناظرہ ہے جس میں اثبات معجزات کے ضمن میں انھوں نے یہ بھی ثابت کرنا چاہا ہے کہ ہر دور اور ہر زمانہ میں معجزات کا صدور متوقع ہے ظاہر ہے کہ معجزہ بنیادی طور پر نبوت و رسالت کا لازمہ ہے اور جب نبوت و رسالت حضور نبی کریم ﷺ پر ختم ہو چکی تھی تو اس کے لوازمات، معجزات، وحی وغیرہ کا ہر دور میں متوقع ہونا بحث و مناظروں کے پردہ میں اپنی جھوٹی نبوت کے لیے پیش بندی نہ تھی ...... تو اور کیا چیز تھی؟

تصنیفی ذخیرہ

درحقیقت جب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی ربع صدی کی تصنیفی و علمی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کی تمام تحریری اور تقریری سرگرمیوں کا محور صرف یہی ملتا ہے کہ انھوں نے چودہ سو سال کا ایک متفقہ طے شدہ اجماعی "مسئلہ حیات و نزول مسیح" کو نشانہ تحقیق بنا کر اپنی ساری جدوجہد وفات مسیح اور مسیح موعود ہونے کے دعویٰ پر مبذول کر دی۔ مسلمانوں کو عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث اور ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ کی طرح ظلی و بروزی اور مجازی گورکھ دھندوں میں الجھانا چاہا۔ جدلیات اور حلقوں کا ایک نہ ختم ہونے والا چکر۔ یہ مرزا قادیانی کی علمی و تبلیغی خدمات کا دوسرا نام ہے اگر ان کی تصنیفات سے ان کے متضاد دعویٰ اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل و مباحث نکال لیے جائیں تو جو کچھ بچتا ہے وہ جہاد کی حرمت اور حکومت انگلشیہ کی اطاعت و دلی وفاداری اور اخلاص کی دعوت ہے جبکہ ہندوستان پہلے سے ذہنی و فکری اور سیاسی انتشار کا مرکز بنا ہوا تھا اور عالم اسلام مغرب مادہ پرست تہذیب اور خود فراموش تمدن کی لپیٹ میں تھا مگر ہمیں مرزا قادیانی کی تصانیف اور "علمی خدمات" میں انبیاء کرام کے طریق دعوت کے مطابق کوئی بھی وقیع اور کام کی بات نہیں ملتی، سوائے اس کے کہ انھوں نے اپنے قلم اور زبان کے ذریعے مذہبی اختلافات اور دینی جھگڑوں کے شکار ہندوستانی مسلمانوں کو مزید ذہنی، انتشار اور غیر ضروری مذہبی کشمکش میں ڈال کر ان کا شیرازہ اتحاد پاش پاش کرنے کی کوشش کی۔

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد
(اقبال ضرب کلیم)

مرزائیت اور عالم اسلام

اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے

"ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بناء نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لیے خطرہ تصور کرے گا۔ اور یہ اس لیے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے۔۔۔۔۔ قادیانیت باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لیے مہلک ہے۔۔۔ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں۔ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔" (اقبال۔ حرف اقبال ص۱۲۲،۱۲۳)

سامراجی عزائم کی تکمیل سابقہ تفصیلات کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت نے پورے عالم اسلام کے ساتھ استعماری عزائم کی تکمیل کی خاطر جو رویہ اختیار کیا اس کی چند مثالوں پر اکتفاء کرتے ہوئے فیصلہ خود ہر انصاف پسند شخص پر چھوڑا جاتا ہے کہ کیا ایسی جماعت سامراجی جماعت کہلانے کی مستحق نہیں اور یہ کہ اس نے پورے عالم اسلام کے اتحاد اور سلامتی کو برباد کرنے کی کوششیں کیں یا نہیں؟ اور یہ کہ عالم اسلام کو نو آبادیاتی نظام میں جکڑنے اور انگریزوں کا غلام بنانے میں قادیانیوں کی تمام تر ہمدردیاں انگریزوں کے ساتھ تھیں یا نہیں؟ وہ انگریزوں کے فتح پر چراغاں مناتے خوشی کے جشن برپا کرتے انگریزی فوج کو "ہماری فوج" اور مقابلے میں مسلمانوں کو دشمن کی فوج قرار دیتے۔

عراق و بغداد جب انگریزوں نے عراق پر قبضہ کرنا چاہا اور اسی غرض کے لیے لارڈ ہارڈنگ نے عراق کا دورہ کیا تو مشہور قادیانی اخبار الفضل نے لکھا "حضور (اس نیک دل افسر والا لارڈ ہارڈنگ) کا عراق میں جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔ ہم ان نتائج پر خوش ہیں۔۔۔۔

کیونکہ خدا ملک گیری اور جہان بانی انہی کے سپرد کرتا ہے جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے اور اسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے۔ پس ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوئی ہے اور ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لیے اشاعت اسلام کا میدان بھی وسیع ہو جائے گا اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمان کو پھر مسلمان کریں گے۔"

(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۰۳ مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۱۵ء ص ۳)

پھر اس واقعے کے آٹھ سال بعد انگریزوں نے بغداد پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کو شکست ہوئی تو "الفضل" نے لکھا:

"حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق، عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔" (الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۴۲ ۔ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء ص ۹)

یہ بات جسٹس منیر نے بھی لکھی ہے کہ:

"جب پہلی جنگ عظیم میں ترکوں کو شکست ہو گئی تھی بغداد پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔ تو قادیان میں اس فتح پر جشن منایا گیا۔" (تحقیقاتی رپورٹ ص ۲۰۸، ۲۰۹ مرتبہ جسٹس منیر)

یہ بات بھی جسٹس منیر ہی نے لکھی کہ:

"بانی قادیانیت نے اسلامی ممالک کا انگریزی حکومت کے ساتھ توہین آمیز مقابلہ و موازنہ کیا۔" (تحقیقاتی رپورٹ ص ۲۰۸ مرتبہ جسٹس محمد منیر)

فتح عراق کے بعد پہلا مرزائی گورنر

سقوط بغداد میں مرزائیوں کے اس انگریز نوازی کا اتنا حصہ تھا کہ جب انگریزوں نے عراق فتح کیا تو مرزا بشیر الدین محمود احمد کے سالے میجر حبیب اللہ شاہ کو ابتداء عراق پر اپنا گورنر نامزد کیا۔ میجر حبیب اللہ شاہ پہلی جنگ عظیم میں بھرتی ہو کر عراق گئے تھے اور وہاں فوج میں ڈاکٹر تھے۔

مسئلہ فلسطین اور قیام اسرائیل سے لے کر اب تک

اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۳۶ رقمطراز ہے:

"اگر یہودی اس لیے بیت المقدس کی تولیت کے مستحق نہیں ہیں کہ وہ جناب مسیح

اور حضرت نبی کریم ﷺ کی رسالت و نبوت کے منکر ہیں۔ اور عیسائی اس لیے غیر مستحق ہیں، کہ انہوں نے خاتم النبیین کی رسالت کا انکار کر دیا تو یقیناً یقیناً غیر احمدی (مسلمان) بھی مستحق تولیت نہیں۔ اگر کہا جائے کہ مرزا قادیانی کی نبوت ثابت نہیں تو سوال ہوگا کن کے نزدیک؟ اگر جواب یہ ہے کہ نہ ماننے والوں کے نزدیک تو اس طرح یہود کے نزدیک مسیح اور آنحضرت کی اور مسیحیوں کے نزدیک آنحضرت کی نبوت اور رسالت بھی ثابت نہیں اگر منکرین کو فیصلہ ایک نبی کو غیر ٹھہراتا ہے تو کروڑوں عیسائیوں اور یہودیوں کا اجماع ہے کہ نعوذ باللہ کہ آنحضرت منجانب اللہ رسول نہ تھے۔ پس اگر غیر احمدی بھائیوں کا یہ اصل درست ہے کہ بیت المقدس کی تولیت کے مستحق تمام نبیوں کے ماننے والے ہی ہو سکتے ہیں تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ احمدیوں کے سوا خدا کے تمام نبیوں کا مومن اور کوئی نہیں۔"

صرف یہی نہیں بلکہ جب فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کو ان کے صدیوں پرانے وطن سے نکال کر عربوں کے سینے میں مغربی سامراجیوں کے ہاتھوں اسرائیل کی شکل میں خنجر بھونکا جا رہا ہے تو قادیانی امت ایک پورے منصوبے سے اس کام میں صیہونیت اور مغربی سامراجیت کے لیے فضا بنانے میں مصروف تھی۔ ایک قادیانی مبلغ لکھتا ہے:

"میں نے یہاں کے ایک اخبار میں اس پر آرٹیکل دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وعدہ کی زمین ہے جو یہود کو عطا کی گئی تھی۔ مگر نبیوں کے انکار اور بالآخر مسیح کی عداوت نے یہود کو ہمیشہ کے واسطے وہاں کی حکومت سے محروم کر دیا اور یہود کو سزا کے طور پر حکومت رومیوں کو دے دی گئی۔ جو بت پرست قوم تھی بعد میں عیسائیوں کو ملی۔ پھر مسلمانوں کو اب اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ زمین نکلی ہے تو پھر اس کا سبب تلاش کرنا چاہیے کیا مسلمانوں نے بھی کسی نبی کا انکار تو نہیں کیا سلطنت برطانیہ کے انصاف اور امن اور آزادی مذہب کو ہم دیکھ چکے ہیں۔ آزما چکے ہیں اور آرام پا رہے ہیں۔ اس سے بہتر کوئی حکومت مسلمانوں کے لیے نہیں۔ بیت المقدس کے متعلق جو میرا مضمون یہاں (انگلستان) کے اخبار میں شائع ہوا ہے۔ اس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں اس کے متعلق وزیر اعظم برطانیہ کی طرف سے ان کے سیکرٹری نے شکریہ کا خط لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مسٹر لائڈ جارج اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں۔"

(الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۷۵ ص ۹، ۸ کالم ۲، ۳ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۱۸ء)

فلسطین کے قیام میں مرزائیوں کی عملی کوششوں کے ضمن میں مولوی جلال الدین شمس قادیانی اور خود مرزا بشیر الدین محمود کی سرگرمیاں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ غالباً ۱۹۲۴ء

میں مولوی جلال الدین شمس مرزائی مبلغ کو شام بھیجا گیا۔ وہاں کے حریت پسندوں کو پتہ چلا تو قاتلانہ حملہ کیا۔ آخر تاج الدین الحسنی کی کابینہ نے شام بدر کر دیا۔ جلال الدین شمس فلسطین چلا آیا اور ۲۸ء میں قادیانی مشن قائم کیا اور ۱۹۳۶ء تک برطانوی انتداب کی حفاظت میں عالمی استعمار کی خدمت بجا لاتا رہا۔ تاریخ احمدیت مؤلفہ دوست محمد شاہد قادیانی سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۱۷ء میں قیام فلسطین کے برطانوی منصوبے کے اعلان کے بعد مرزا بشیر الدین محمود نے ۱۹۲۴ء میں فلسطین میں قیام کیا اور فلسطین کے ایکٹنگ گورنر مسٹر کلیٹن سے ساز باز کر کے ایک لائحہ عمل مرتب کیا اور جلال الدین شمس قادیانی کو دمشق میں یہودی مفادات کا نگران مقرر کیا گیا۔

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک۔ ج ۹ نمبر ۲ ص ۳۳، ۲۵ خصوصی نمبر دسمبر ۱۹۷۳ء از تاریخ احمدیت مؤلفہ دوست محمد شاہد)

۴۷ء تک قادیانی سرگرمیاں فلسطین میں پھلتی پھولتی رہیں۔ اللہ دتہ جالندھری، محمد سلیم، چوہدری محمد شریف، نور احمد منیر، رشید احمد چغتائی جیسے معروف قادیانی تبلیغ کے نام پر عربوں کو غلام بنانے کی مذموم سازشیں کرتے رہے۔ ۳۴ء میں مرزا محمود خلیفہ قادیان نے اپنے استعماری صیہونی مقاصد کی تکمیل کے لیے تحریک جدید کے نام سے ایک تحریک کی بنیاد رکھی اور جماعت سے سیاسی مقاصد کے لیے اس تحریک کے لیے بڑی رقم کا مطالبہ کیا۔

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ایضاً تاریخ احمدیت ص ۱۴)

بیرونی احمدی قادیانی جماعتوں میں سب سے زیادہ حصہ فلسطین کی جماعت نے لیا اور تاریخ احمدیت کے مطابق فلسطین کی جماعت حیفہ اور مدرسہ احمدیہ کبابیر نے قربانی اور اخلاص کا نمونہ پیش کیا، اور مرزا محمود نے اس کی تعریف کی۔ (ایضاً ص ۳۰) بالآخر جب برطانوی وزیر خارجہ مسٹر بالفور کے ۱۹۱۷ء کے اعلان کے مطابق ۱۹۴۸ء میں بڑی ہوشیاری سے اسرائیل کا قیام عمل میں آیا۔ تو چن چن کر فلسطین کے اصل باشندوں کو نکال دیا گیا۔ مگر یہ سعادت صرف قادیانیوں کو نصیب ہوئی کہ وہ بلا خوف و جھجک وہاں رہے اور ان سے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ خود مرزا بشیر الدین محمود نہایت فخریہ انداز میں اس کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”عربی ممالک میں بے شک ہمیں اس قسم کی اہمیت حاصل نہیں جیسی ان (یورپی اور افریقی) ممالک میں حاصل ہے لیکن پھر بھی ایک طرح کی اہمیت ہمیں حاصل ہوگئی ہے اور وہ یہ کہ فلسطین کے عین مرکز میں اگر مسلمان رہے ہیں تو وہ صرف احمدی ہیں۔“

(الفضل ج ۳۸/۴ نمبر ۲۰۱ ص ۵، ۳۰ اگست ۱۹۵۰ء)

مرزا محمود کی جماعت کو اس طرح کی اہمیت کیوں نہ ملتی۔ جبکہ مرزا محمود خلیفہ دوم نے فلسطین میں یہودی ریاست اسرائیل کے قیام و استحکام میں صیہونیوں سے بھرپور تعاون کیا۔"

(ماہنامہ الحق ج ۹ ش ۲ نومبر دسمبر ۱۹۷۳ء بحوالہ تاریخ احمدیت از دوست محمد شاہد قادیانی)

اور جب عربوں کے قلب کا یہ رستا ہوا ناسور اسرائیل قائم ہوا۔ تمام مسلمان ریاستوں نے اس وقت سے اب تک اس کا مقاطعہ کیا۔ پاکستان کا کوئی سفارتی یا غیر سفارتی مشن وہاں نہیں۔ اس لیے کہ اسرائیل کا وجود بھی پاکستان کے نزدیک غلط ہے پاکستان عربوں کا بڑا حمایتی ہے۔ مونٹ آکرمل کہابیر وغیرہ میں ان کے استعماری اور جاسوسی سرگرمیوں کے اڈے قادیانی مشنریوں کے پردے میں قائم ہوئے۔ یہ تعجب اور حیرت کی بات نہیں تو کیا ہے۔ کافی عرصہ تک جس اسرائیل میں کوئی عیسائی مشن قائم نہ ہو سکا اور بعد میں کچھ عیسائی مشن قائم ہوئیں۔ اسرائیل کے سب سے بڑی ربی شلوموگورین نے آرچ بشپ آف کنٹربری، ڈاکٹر ریمزے اور کارڈینل پادری جی ہان سے خصوصی ملاقات کر کے ان پر زور دیا کہ اسرائیل میں عیسائی مشنریوں پر پابندی عائد کریں۔

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ج ۹ ش ۲ ص ۴۴ بحوالہ ایوننگ نیوز کراچی ۲۴ ستمبر ۱۹۷۳ء)

عیسائی مشنوں کے خلاف اسرائیل میں منظم تحریک چلی۔ عیسائی مراکز پر حملے ہوئے دکانوں اور بائبل کے نسخوں کا جلانا معمول بن گیا۔ مگر ۱۹۴۸ء سے لے کر اب تک یہودیوں نے قادیانیوں کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھائی۔ نہ ان کے لٹریچر کو روکا۔ نہ کوئی معمولی رکاوٹ ڈالی جو اس کا واضح ثبوت ہے کہ وہ مرزائیوں کو اپنے مفادات کی خاطر تحفظ دے رہے ہیں۔

اسلام کی تبلیغ..... کے نام پر مسلمانوں اور پاکستان کے سب سے بڑے دشمن اسرائیل میں قادیانیوں کا مشن ایک لمحہ فکریہ نہیں تو اور کیا ہے۔ اس لمحہ فکریہ کا عربوں کے لیے مختلف وقتوں سے بے چینی اور اضطراب اور پاکستان سے سوءظن کا باعث بن جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ مشن عرب ریاستوں کی جاسوسی، قومی راز معلوم کرنے، عالم اسلام کے معاشی اخلاقی حالات اور دینی جذبات معلوم کرتے عرب گوریلوں کے خلاف کاروائیاں کرنے اور عالمی استعمار اور یہودی استحصال کے لیے راہیں تلاش کرنے میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔

اسرائیلی مشن قیام اسرائیل سے لے کر اب تک مسٹر ظفر اللہ خان کی اس سلسلہ میں تگ و دو کسی سے مخفی نہیں۔ لیکن جب آپ وزیر خارجہ تھے۔ تو کسی نے ربوہ کے ماتحت اس

اسرائیلی مشن کے بارہ میں سوال کیا تو آپ نے روایتی دیدہ دلیری سے کام لے کر کہا کہ حکومت پاکستان کو تو اس کا علم نہیں۔

الاماں از حرف پہلو دار تو

لیکن جب پچھلے دنوں اخبارات میں اسرائیل کے قادیانی مشن کا چرچا ہوا تو بڑی ہوشیاری سے کہہ گیا کہ ایسے مشن ہیں مگر قادیان بھارت کے ماتحت ہیں۔ یہ ایک ایسا جھوٹ تھا کہ خود ربوہ کی تحریک جدید کے سالانہ بجٹ ۶۶-۱۹۶۵ء سے اس کی قلعی کھل جاتی ہے۔ اس بجٹ کے صفحہ ۲۵ پر مشنہائے بیرون کے ضمن میں اسرائیل میں واقع حیفا کے قادیانی مشن کی تفصیل دی گئی۔ (جس کی فوٹو سٹیٹ کاپی منسلک ہے۔)

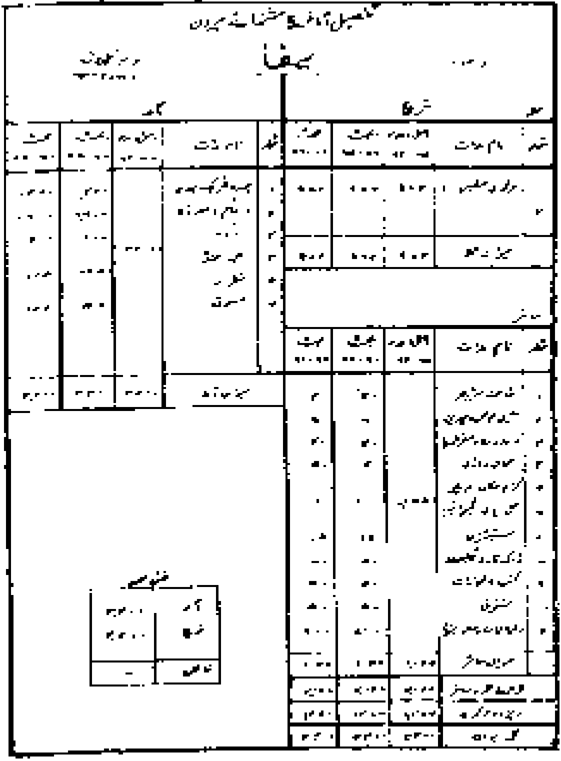

تفصیل آمد و خرچ مشنہائے بیرون

حیفا

احمدیہ تحریک جدید کے بجٹ ۶۶-۱۹۶۵ء کے ص ۲۵ کا عکس)

اسرائیل مشن

ہم یہاں اسرائیل میں قادیانی مشن کا ایک اور ثبوت مع اصل عبارت پیش کرتے ہیں۔ یہ اقتباس قادیانیوں ہی کی شائع کردہ کتاب ”آور فارن مشن“ مؤلفہ مبارک احمد ایم اے شائع کردہ احمدیہ فارن مشن ربوہ سے لیا گیا ہے، مؤلف کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے ہیں۔

احمدیہ مشن اسرائیل میں حیفہ (ماؤنٹ کرمل) کے مقام پر واقع ہے اور وہاں ہماری ایک مسجد، ایک مشن ہاؤس، ایک لائبریری، ایک بک ڈپو اور ایک سکول موجود ہے۔ ہمارے مشن کی طرف سے ”البشریٰ“ کے نام سے ایک ماہنامہ عربی رسالہ جاری ہے جو تمیں مختلف ممالک میں بھیجا جاتا ہے۔ مسیح موعود کی بہت سی تحریریں اس مشن نے عربی میں ترجمہ کی ہیں۔ فلسطین کے تقسیم ہونے سے یہ مشن کافی متاثر ہوا۔ چند مسلمان جو اس وقت اسرائیل میں موجود ہیں۔ ہمارا مشن ان کی ہر ممکن خدمت کر رہا ہے اور مشن کی موجودگی سے ان کے حوصلے بلند ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ہمارے مشنری کے لوگ حیفہ کے میئر سے ملے اور ان سے گفت وشنید کی، میئر نے وعدہ کیا کہ احمدیہ جماعت کے لیے کبابیر میں حیفہ کے قریب وہ ایک سکول بنانے کی اجازت دے دیں گے۔ یہ علاقہ ہماری جماعت کا مرکز اور گڑھ ہے۔ کچھ عرصہ بعد میئر صاحب ہماری مشنری دیکھنے کے لیے تشریف لائے۔ حیفہ کے چند معززین بھی ان کے ہمراہ تھے۔ ان کا پُروقار استقبال کیا گیا۔ جس میں جماعت کے سرکردہ ممبر اور اسکول کے طالب علم بھی موجود تھے۔ ان کی آمد کے اعزاز میں ایک جلسہ بھی منعقد ہوا، جس میں انھیں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ واپسی سے پہلے میئر صاحب نے اپنے تاثرات مہمانوں کے رجسٹر میں بھی تحریر کیے۔ ہماری جماعت کے مؤثر ہونے کا ثبوت ایک چھوٹے سے مندرجہ ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ ۱۹۵۶ء میں جب ہمارے مبلغ چوہدری محمد شریف صاحب ربوہ پاکستان واپس تشریف لا رہے تھے۔ اس وقت اسرائیل کے صدر نے ہماری مشنری کو پیغام بھیجا کہ چوہدری صاحب روانگی سے پہلے صدر صاحب سے ملیں۔ موقع سے فائدہ اٹھا کر چوہدری صاحب نے ایک قرآن حکیم کا نسخہ جو جرمن زبان میں تھا صدر محترم کو

پیش کیا، جس کو خلوص دل سے قبول کیا گیا، چوہدری صاحب کا صدر صاحب سے انٹرویو اسرائیل کے ریڈیو پر نشر کیا گیا اور ان کی ملاقات کو اخبارات میں جلی سرخیوں سے شائع کیا گیا۔

This substrac has been taken from page 79 of the fourth revised edition of the book styled as "OUR FOREIGN MISSION" written by Mirza Mubarak Ahmad son of Late Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad and Grandson of Mirza Ghulam Ahmad which published in 1965 by Ahmadiyya Muslim foreign Missions Rabwah. West Pakistan, and printed at Nusrat Art Press. Rabwah.

Israel Mission

The Ahmadiyya Mission in Israel is situated in Haifa at Mount Karmal. We have a mosque there a Mission House, a library, a book depot, and a school. The mission also brings out a monthly, entitled Al-Bushra which is sent out to thirty defferent countries accessible throught the medium of Arabic. Many works of the Promised Massih have been translated into Arabic through this mission.

In many ways this Ahmadiyya Mission has been deeply affected by the Partition of what formerly was called palestine. The small number of Muslims left in Israel derive a great deal of strength from the presence of our mission which never misses a chance of being of service to there. Some time a go our missionary had an discussion on many points, he offered to build for us a school at Kababeer, a village near Haifa, where we have a strong and well established Ahmadiyya community of palestinian Arabs. He also promised that he would come to see our missionary at Kababeer, which he did later, accompanied by four notable from Haifa. He was duly received by members of the community, and by the students of our school, a meeting having been held to welcome the guests. Before his return he entered his impressions in the Visitors' Book.

Another small incident. Which would give readers some idea of the position our mission in Israel occupies. is that in 1956 when our missionary Choudhry Muhammad Sharif.

returned to the Headquarters of the movement in Pakistan, the president of Israel sent word that he (our missionary) should see him befor embarking on the journey back. Chaudhry Muhammad Sharif utilized the opportunity to present a copy of the German translation of the Holy Quran to the president, which he gladly accepted. This interview and what transpired at it was widely reported in the Israeli Press and a brief account was also broadcast on the radio.

(OUR FOREIGN MISSIONS)

(By Mirza Mubarak Ahmad)

یہودیوں اور قادیانیوں کی نظریاتی مماثلت اور اشتراک کا تجزیہ کرتے ہوئے آج سے ۴۸ سال قبل علامہ اقبال نے کہا تھا کہ مرزائیت اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہے کہ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔ (حرف اقبال ص ۱۲۲) مگر ۱۹۳۶ء میں تو یہ ایک نظریاتی بحث تھی۔ جس پر رائے زنی کی گنجائش ہو سکتی تھی۔ لیکن بعد میں فکر ونظر کے دائرہ سے نکل کر عمل کے میدان میں دونوں یعنی قادیانیت اور صیہونیت کا باہمی اشتراک اور تعاون ایک بدیہی حقیقت کی شکل میں سامنے آیا۔

مرزائیت اور یہودیت کا باہمی اشتراک

یہ باہمی ربط وتعلق کن مشترکہ مقاصد پر مبنی ہے۔ اس کے لیے ہمیں زیادہ غور وفکر کی ضرورت نہیں۔ انگریزی سامراج کی اسلام دشمنی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں اور صیہونی استعمار بھی مغرب کا آلۂ کار بن کر مسلمان بالخصوص عربوں کے لیے ایک چیلنج بنا ہوا ہے۔ دونوں کے مقاصد اور وفاداریاں، اسلام سے عداوت پاکستان دشمنی کا منطقی نتیجہ قادیانیوں اور اسرائیل کے باہمی گہرے دوستانہ تعلقات کی شکل میں برآمد ہوا۔ عالم عرب کے بعد اگر اسرائیل اپنا سب سے بڑا دشمن کسی ملک کو سمجھتا تھا تو وہ پاکستان ہی تھا۔ اسرائیل کے بانی ڈیوڈ بن گوریان نے اگست ۱۹۶۷ء میں سوربون یونیورسٹی پیرس میں جو تقریر کی وہ اس کا واضح ثبوت ہے بن گوریان نے کہا:

"پاکستان دراصل ہمارا آئیڈیالوجیکل چیلنج ہے۔ بین الاقوامی صیہونی تحریک کو کسی طرح پاکستان کے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہیں رہنا چاہیے اور نہ ہی پاکستان کے خطرہ سے غفلت کرنی چاہیے۔"

(آگے چل کر پاکستان اور عربوں کے باہمی رشتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا) کہ:

"لہذا ہمیں پاکستان کے خلاف جلد از جلد قدم اٹھانا چاہیے۔ پاکستان کا فکری سرمایہ اور جنگی قوت ہمارے لیے آگے چل کر سخت مصیبت کا باعث بن سکتا ہے لہذا ہندوستان سے گہری دوستی ضروری ہے، بلکہ ہمیں اس تاریخی عناد و نفرت سے فائدہ اٹھانا چاہیے جو ہندوستان، پاکستان کے خلاف رکھتا ہے۔ یہ تاریخی عناد ہمارا سرمایہ ہے۔ ہمیں پوری قوت سے بین الاقوامی دائروں کے ذریعے سے اور بڑی طاقتوں میں اپنے نفوذ سے کام لے کر ہندوستان کی مدد کرنی اور پاکستان پر بھرپور ضرب لگانے کا انتظام کرنا چاہیے یہ کام نہایت رازداری کے ساتھ اور خفیہ منصوبوں کے تحت انجام دینا چاہیے۔"

{یروشلم پوسٹ ۹ اگست ۱۹۶۷ء از روزنامہ نوائے وقت لاہور ص ۱ مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۸۱ء و ۳ دسمبر ۱۹۷۳ء}

بن گوریان نے پاکستان کے جس فکری سرمایہ اور جنگی قوت کا ذکر کیا ہے وہ کونسی چیز ہے اس کا جواب ہمیں مشہور یہودی فوجی ماہر پروفیسر ہرز سے مل جاتا ہے وہ کہتے ہیں۔

"پاکستانی فوج اپنے رسول محمد رسول اللہ ﷺ سے غیر معمولی عشق رکھتی ہے یہی وہ بنیاد ہے جس نے پاکستان اور عربوں کے باہمی رشتے مستحکم کر رکھے ہیں۔ یہ صورت حال عالمی یہودیت کے لیے شدید خطرہ رکھتی ہے اور اسرائیل کی توسیع میں حائل ہو رہی ہے لہذا یہودیوں کو چاہیے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے پاکستانیوں کے اندر سے حب رسول ﷺ کا خاتمہ کریں۔"

{نوائے وقت ص ۶ ۔ ۲۳ مئی ۱۹۸۲ء، نیز جرائد برطانیہ میں صیہونی تنظیموں کا آرگن جیوئش کرانیکل ۹ اگست ۱۹۶۷ء}

بن گوریان کے بیان کے پس منظر میں یہ بات تعجب خیز ہو جاتی ہے کہ پاکستان سے اس شدت سے نفرت کرنے والے اسرائیل نے ایک جماعت کو سینے سے کیوں لگائے رکھا جس کا ہیڈکوارٹر بھی پاکستان ہی ان کے لیے نظریاتی چیلنج ہے۔ ظاہر ہے پاکستانی فوج کے فکری اساس رسول عربی ﷺ سے غیر معمولی عشق اور جنگی قوت کا راز جذبہ جہاد ختم کرنے کے لیے جو جماعت نظریہ انکار ختم نبوت اور ممانعت جہاد کی علمبردار بن کر اٹھی تھی وہی پورے عالم اسلام اور پاکستان میں ان کی منظور نظر بن سکتی تھی۔ واضح رہے کہ بہت جلد جب سامراجی طاقتوں اور صیہونیوں کو مشرقی پاکستان کی شکل میں اپنے جذبات عناد نکالنے کا موقعہ ہاتھ آیا تو اسرائیلی وزیر خارجہ ابا ایبان نے نہ صرف اس تحریک علیحدگی کو سراہا بلکہ بروقت ضروری ہتھیار بھی فراہم کرنے کی پیش کش کی۔"

{ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ج ۷ ش ۹ ص ۸ بحوالہ ہفت روزہ فلسطین بیروت جنوری ۱۹۷۱ء}

اس بات کو موجودہ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے اس بیان سے اور زیادہ تقویت ملتی ہے جس میں انہوں نے انکشاف کیا کہ پاکستان کے عام انتخابات ۱۹۷۰ء میں اسرائیلی

روپیہ پاکستان آیا اور انتخابی مہم میں اس کا استعمال ہوا۔ آخر وہ روپیہ مرزائیوں کے ذریعے نہیں تو کس ذریعے سے آیا اور پاکستان کے وجود کے خلاف "تل ابیب" میں تیار کی گئی سازش جس کا انکشاف بھٹو صاحب نے "الاہرام" مصر کے ایڈیٹر حسنین ہیکل کو انٹرویو دیتے کیا۔ کیسے پروان چڑھی جب کہ پاکستان کے اسرائیل کے ساتھ سوائے قادیانی مشنوں کے اور کوئی رابطہ نہیں تھا۔

اگر قادیانی جماعت بین الاقوامی صیہونیت کی آلہ کار نہ ہوتی اور عالم اسلام اور پاکستان کے خلاف اس کا کردار نہایت گھناؤنا نہ ہوتا تو کبھی بھی اسرائیل کے دروازے ان پر نہ کھل سکتے۔ قادیانی اس بارہ میں ہزار مرتبہ تبلیغ و دعوتِ اسلام کے پردہ میں پناہ لینا چاہیں مگر یہ سوال اپنی جگہ قائم رہے گا کہ اسرائیل میں کیا یہ تبلیغ ان یہودیوں پر کی جا رہی ہے جنہوں نے صیہونیت کی خاطر اپنے ملک اور اوطان کو خیرباد کہا اور تمام سختیوں کے تحت اسرائیل میں اکٹھے ہوئے یا ان بچے کھچے مسلمان عربوں پر مشق تبلیغ کی جا رہی ہے جو پہلے سے محمد عربی ﷺ کے حلقہ بگوش ہیں اور صیہونیت کے مظالم سہہ رہے ہیں۔

اسرائیل نے ۱۹۶۵ء اور پھر ۷۳ء میں عربوں پر مغربی حلیفوں کی مدد سے بھرپور جارحانہ حملہ کی جنگ چھیڑی تو قادیانیوں کو اسرائیل سے باہمی روابط و تعلقات کے تقاضے پورا کرنے اور حق دوستی ادا کرنے کا موقع ملا اور دونوں نے عالم اسلام کے خلاف جی بھر کر اپنی تمنائیں نکالیں۔ قادیانیوں کی وساطت سے عرب گوریلا اور چھاپہ مار تنظیموں کے خلاف کارروائیاں کی جاتی رہیں۔ ان تنظیموں میں مسلمان ہونے کے پردہ میں قادیانی اثر و رسوخ حاصل کر کے داخلی طور پر سبوتاژ کرتے رہے اور عرب اسرائیل جنگوں میں وہ یہودیوں کے ایسے وفادار رہے جیسے کہ برطانوی دور میں انگریز کے۔ اور یہ اس لئے بھی کہ عربوں کی زبردست تباہی کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کا وہ خود ساختہ الہام بھی پورا ہوا جس میں عربوں کی تباہی کے بعد سلسلہ احمدیہ کی ترقی و عروج کی خبر ان الفاظ میں دی گئی جو درحقیقت الہام نہیں بلکہ الہام کے پردہ میں اپنے بیٹے کو آئندہ اسلام اور عرب دشمن سازشوں کی راہ دکھائی گئی تھی۔

"خدا نے مجھے خبر دی ہے۔۔۔ کہ ایک عالمگیری تباہی آئے گی اور اس تمام وقت کا مرکز ملک شام ہوگا۔ صاحبزادہ صاحب (یعنی ان کے مخاطب پیر سراج الحق قادیانی) اس وقت میرا لڑکا موجود ہوگا خدا نے اس کے ساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہوگی اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں

۲۵.

گے۔ تم اس موعود کو پہچان لینا۔" (تذکرہ ص ۱۹۹ طبع سوم)

علامہ اقبال نے ایسے ہی الہامات کے بارے میں کہا تھا :۔

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارتگر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

خلافت عثمانیہ اور ترکی

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ایڈورڈ میکلیگن لیفٹیننٹ گورنر پنجاب اخبار الفضل ۲۲ دسمبر ۱۹۰۹ء ج ۷ نمبر ۴۸)

"ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مذہباً ہمارا ترکوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اپنے مذہبی نقطہ خیال کے اس امر کے پابند ہیں کہ اس شخص کو اپنا پیشوا سمجھیں جو مسیح موعود کا جانشین ہو اور دنیاوی لحاظ سے اس کو اپنا بادشاہ اور سلطان یقین کریں، جس کی حکومت کے نیچے ہم رہتے ہیں پس ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خلیفہ ثانی ہیں اور ہمارے بادشاہ حضور سلطان ملک معظم ہیں۔ سلطان ترکی ہرگز خلیفۃ المسلمین نہیں۔"

(صیغہ امور عامہ قادیان کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۱۲۱، ۱۲ جنوری ۱۹۲۰ء)

"اخبار لیڈر الہ آباد مجریہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۰ء میں خلافت کانفرنس کا ایڈریس بخدمت جناب وائسرائے شائع کیا گیا۔ فہرست دستخط کنندگان میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے نام سے پہلے کسی شخص محمد علی قادیانی کا نام درج ہے۔ محمد علی کے نام کے ساتھ قادیانی کا لفظ محض اس لیے لگایا گیا کہ لوگوں کو دھوکا دیا جائے ورنہ قادیان سے تعلق رکھنے والا احمدی نہیں ہے جو سلطان ترکی کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کرتا ہو۔ معلوم ہوتا ہے یہ مولوی صاحب لاہوری سرگروہ کے غیر مبائع ہیں لیکن وہ لفظ قادیان کے ساتھ لکھنے کے ہرگز مستحق نہیں۔ نہ اس لیے کہ وہ قادیان کے باشندے ہیں اور نہ اس لیے کہ مرکز قادیان سے تعلق رکھنے والے کسی احمدی کا یہ عقیدہ نہیں کہ سلطان ترکی خلیفۃ المسلمین ہے۔"

خلافت عثمانیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور عربوں کو ترکوں سے لڑانے میں قادیانی انگریز کے شانہ بشانہ شریک رہے اس کا ایک اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے جو دمشق کے ایک مطبوعہ رسالہ القادیانیہ میں مرزائیوں کے سیاسی عمل و دخل اور استعماری فرائض و مناصب کی نشاندہی کے بعد لکھا گیا ہے کہ پہلی جنگ عظیم میں انگریزوں نے مرزا بشیرالدین محمود احمد قادیانی کے سالے ولی اللہ زین العابدین کو سلطنت عثمانیہ بھیجا وہاں پانچویں ڈویژن کے کمانڈر جمال پاشا کی معرفت ۱۹۱۷ء میں قدس یونیورسٹی میں دینیات کا لیکچرر ہو گیا لیکن

جب انگریزی فوجیں دمشق میں داخل ہو گئیں تو ولی اللہ نے اپنا لبادہ اتارا اور انگریزی لشکر میں آ گیا اور عربوں کو ترکوں سے لڑانے بھڑانے کی مہم کا انچارج رہا عراقی اس سے واقف ہو گئے تو گورنمنٹ انڈیا نے وہاں ان کے ٹکے رہنے پر زور دیا لیکن عراقی حکومت نہ مانی تو بھاگ کر قادیان آ گیا اور ناظر امور عامہ بنا دیا گیا۔ (مجلی امر تکل ص ۲۲ بحوالہ القادیانیہ شیخ دمشق)

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد رسالہ القادیانیہ نے لکھا ہے کہ کسی بھی مسلمان عرب ریاست میں مرزائیوں کے لیے کوئی جگہ نہیں بلکہ ان کے ایسے کارناموں کی بدولت پاکستان کو عربوں میں ہدف بنایا جاتا ہے۔ سقوط خلافت عثمانیہ کے بعد مصطفیٰ کمال کے دور میں بھی مرزائیوں کی سازشیں جاری رہیں اور یہ روایت عام ہے کہ ترکی میں وہ قادیانی مصطفیٰ صغیر کی ٹیم کا رکن بن کر گئے مصطفیٰ صغیر کے بارہ میں مشہور ہے کہ وہ قادیانی تھا اور مصطفیٰ کمال کو قتل کرنے پر مامور ہوا تھا لیکن راز فاش ہونے پر موت کے گھاٹ اتارا گیا۔

افغانستان

گورنمنٹ افغانستان کے خلاف سازشی خطوط اور جہاد کے جذبہ کی مخالفت کا ذکر پہلے مدلل طور پر آ چکا ہے۔ چند مزید حقائق سنئے۔

جمعیۃ الاقوام سے افغانستان کے خلاف مداخلت کی اپیل

"جماعت احمدیہ کے امام مرزا بشیر الدین محمود قادیانی خلیفہ المسیح الثانی نے "لیگ اقوام" سے پرزور اپیل کی کہ حال میں چند ..... پولیس کانسٹیبلوں اور سپرنٹنڈنٹ کے روبرو دو احمدی مسلمانوں کو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے حکومت کابل نے سنگسار کر دیا ہے اس لیے دربار افغانستان سے باز پرس کے لیے مداخلت کی جائے کم از کم ایسی حکومت اس قابل نہیں کہ مہذب سلطنتوں کے ساتھ ہموار تعلقات رکھنے کے قابل سمجھی جائے۔"

(الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۹۵، ۲۸ فروری ۱۹۲۵ء)

امیر امان اللہ خان نے نادانی سے انگریزوں کے خلاف جنگ شروع کی

میاں محمود احمد نے اپنے خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل میں کہا:

"اس وقت (بعہد شاہ امان اللہ خان) جو کابل نے گورنمنٹ انگریز سے نادانی سے جنگ شروع کی ہے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی خدمت کریں کیونکہ گورنمنٹ کی اطاعت ہمارا فرض ہے لیکن افغانستان کی جنگ احمدیوں کے لیے ایک نئی حیثیت رکھتی

ہے کیونکہ کابل وہ زمین ہے جہاں ہمارے نہایت مخلص وجود مارے گئے اور ظلم سے مارے گئے اور بے سبب اور بلاوجہ مارے گئے۔ پس کابل وہ جگہ ہے جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں۔ اس لیے صداقت کے قیام کے لیے گورنمنٹ (برطانیہ) کی فوج میں شامل ہو کر ان خانمات روکوں کو دفع کرنے کے لیے گورنمنٹ (برطانیہ) کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔ پس کوشش کرو کہ تمہارے ذریعے سے وہ شاخیں پیدا ہوں جن کی مسیح موعود نے اطلاع دی۔“

(الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۹۰ ص ۸ کالم ۲، ۱، ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء)

جنگ کابل میں مرزائیوں کی انگریزوں کو معقول امداد

”جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی تب بھی ہماری جماعت نے اپنی طاقت سے بڑھ کر مدد دی اور علاوہ کئی قسم کی خدمات سرانجام دیں۔ ایک ڈبل کمپنی پیش کی جس کی بھرتی بوجہ جنگ ہونے کے رک گئی۔ ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لیے نام لکھوا چکے ہیں۔ اور خود ہمارے سلسلے کے بانی کے چھوٹے صاحبزادے اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں اور چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں آنریری طور پر کام کرتے رہے۔

افریقی ممالک میں استعماری اور صیہونی سرگرمیاں

افریقہ دنیا کا واحد براعظم ہے جہاں سے برٹش ایمپائر نے اپنا پنجۂ استبداد سب سے آخر میں اٹھایا اور آج تک کچھ علاقے برطانوی سامراجی اثرات کے تابع ہیں مغربی افریقہ میں قادیانیوں نے ابتداء ہی میں برطانوی سامراج کے لیے اڈے قائم کیے اور ان کے لیے جاسوسی کی۔ ”دی کیمبرج ہسٹری آف اسلام“ مطبوعہ ۱۹۷۰ء میں مذکور ہے۔

"The Ahmadiyya first appeared on the west african coast during the first world war, when several young men inlagoes and free town joined by mail. In 1921 the first Indian missionarry arrived. Too unorthodox to gain a footing in the muslim interior, the Ahmadiyya remain confined princeparry to southern nigeria, southern gold coast sierraleone. It strengthened the ranks of those muslims actively loyal to the british, and it contributed to the modernization of Islamic organization in the area."

(The cambridge history of Islam vol II edicid by Holt,

lambton, and lewis, cambridge thiversty press 1970, P-400)

ترجمہ: پہلی جنگ عظیم کے دوران احمدی فرقہ کے لوگ مغربی افریقہ کے ساحل تک پہنچے جہاں لاگوس اور فری ٹاؤن کے چند نوجوان ان تک پہنچے۔ ۱۹۲۱ء میں پہلی ہندوستانی مشنری وہاں آئی اگرچہ یہ لوگ کسی عقیدہ کا پرچار نہیں کر سکے لیکن ان کا ارادہ مسلم آبادی کے اندرونی علاقوں میں قدم جمانا تھا یہ لوگ زیادہ تر جنوبی نائجیریا، جنوبی گولڈ کوسٹ اور سیرالیون میں سرگرم عمل رہے ان لوگوں نے ان مسلمان رشتوں کو مضبوط کیا جو کہ مملکت برطانیہ کے صدر درجہ وفادار تھے۔ اور ان علاقوں میں اسلام کو جدید تقاضوں سے ہمکنار کرتے رہے۔"

اس اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ قادیانی ۱۹۲۱ء کے بعد زیادہ تر جنوبی گولڈ کوسٹ اور سیرالیون میں جمے رہے اور تمام ہندوستان کی طرح یہاں کے مسلمان کو برطانوی اطاعت اور عقیدہ جہاد کی ممانعت کی تبلیغ کر کے برطانیہ سے وفاداریوں کو مضبوط بنانے کی کوشش کی گئی، حال ہی میں قادیانیوں نے "افریقہ سپیکس" کے نام سے مرزا ناصر احمد کے دورۂ افریقہ کی جو روئداد چھاپی ہے وہ افریقہ میں قادیانی ریشہ دوانیوں کا منہ بولتا ثبوت ہے اس میں یہ عبارت خاص طور پر قابل غور ہے۔

"One of the main points of Ghulam Ahmad's has been rejection of "Holy Wars" and forcible conversion."

(Africa speaks' page 93 published by Majlis Nusrat Jahan Tahrik Jadid, Rabwah)

یعنی غلام احمد کے اہم معتقدات میں سے ایک مقدس جنگ (جہاد) کا انکار ہے

آخر ماریشس ایک افریقی جزیرہ ہے۔ ۱۹۲۷ء میں یہاں سے "دی مسلم ان ماریشس" یعنی ماریشس میں مسلمان کے نام سے جناب ممتاز عمریت کی ایک کتاب شائع ہوئی جس کا دیباچہ ماریشس کے وزیراعظم نے لکھا کتاب میں فاضل مصنف نے بڑی محنت سے قادیانیوں کی ایک ایسی تخریبی سرگرمیوں کا ذکر کیا جو مسلمانوں کے لیے تکالیف کا باعث بن رہی ہیں۔ ... انھوں نے اس سلسلہ میں مسلمانوں کی طرف سے دائر کردہ ایک مقدمہ کا ذکر کیا ہے۔ مسجد روز ہل کا یہ مقدمہ بقول مصنف کے تاریخ ماریشس کا سب سے بڑا مقدمہ کہا جاتا ہے جس میں دو سال تک سپریم کورٹ نے بیانات لیے شہادتیں سنیں اور ۱۹ نومبر ۱۹۲۰ء کو چیف جج سراے ہرچیز وڈر نے فیصلہ دیا کہ "مسلمان الگ امت ہیں اور قادیانی الگ۔"

کتاب کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں بھی ان کی آمد برطانوی فوج کی شکل میں ان کے استعماری مقاصد ہی کے لیے ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ قادیانی مذہب سے تعلق رکھنے والے دو فوجی ماریشس پہنچے ان میں سے ایک کا نام دین محمد اور دوسرے کا نام بابو اسماعیل خان تھا وہ سترھویں رائل انفنٹری سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۹۱۵ء تک یہ فوجی اپنی تبلیغی کارروائیاں (فوجی ہو کر تبلیغی کارروائیاں؟ قابل غور) کرتے رہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے ہمعصر لاہور ج ۹ ش ۲۳ ص ۸، ۷)

”دو سال قبل افریقہ میں تبلیغ کے نام پر جو دو سکیمیں نصرت جہاں ریزرو فنڈ اور آگے بڑھو سکیم کی جاری کی گئیں اس کی داغ بیل لندن ہی میں رکھی گئی اور مرزا ناصر احمد نے اکاؤنٹ کھلوایا۔“ (الفضل ربوہ ج ۲۶/۶۱ نمبر ۱۷۲ ص ۳ ـ ۲۹ جولائی ۱۹۷۲ء)

افریقہ میں اپنی کارکردگیوں کے بارہ میں قادیانی مبلغ برطانیہ میں مقیم ان ممالک کے ہائی کمشنروں سے رابطہ قائم کرتے رہتے ہیں اور انھیں معلومات بہم پہنچاتے ہیں برطانوی وزارت خارجہ قادیانیوں کی ان تمام سعیوں کی حفاظت کرتی ہے۔

اور جب کچھ لوگ برطانوی وزارت خارجہ سے اس تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ براعظم افریقہ میں قادیانیوں کے اکثر مشن برطانوی مقبوضات ہی میں کیوں ہیں اور برطانیہ ان کی حفاظت کرتی ہے اور وہ دیگر مشنریوں سے زیادہ قادیانیوں پر مہربان ہے تو وزارت خارجہ نے جواب دیا کہ سلطنت کے مقاصد تبلیغ کے مقاصد سے مختلف ہیں جواب واضح تھا کہ سامراجی طاقتیں اپنی نو آبادیات میں اپنے سیاسی مفادات اور مقاصد کو تبلیغی مقاصد پر ترجیح دیتی ہیں اور وہ کام عیسائی مبلغین سے نہیں مرزائی مبلغوں ہی سے ہو سکتا ہے۔

افریقہ میں صیہونیت کا ہراول دستہ

برطانوی مفادات کے تحفظ کے علاوہ یہ قادیانی مشن افریقہ میں اسرائیل اور صیہونیت کے بھی سب سے مضبوط اور وفادار ہراول دستہ ہیں مرزا ناصر احمد قادیانی نے ۱۳ جولائی ۱۹۷۳ء سے ۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء تک بیرونی ممالک کا جو دورہ کیا اس کی غرض و غایت بھی قطعاً سیاسی تھی لندن مشن کے محمود ہال میں جو پوشیدہ سیاسی میٹنگیں ہوئیں ان کا مقصد افریقہ میں اسرائیل اور یورپی استعمار کے سیاسی مقاصد کی تکمیل تھی۔

(ماہنامہ الحق ج ۹ ش ۲ ص ۲۵ نومبر، دسمبر ۱۹۷۳ء)

الفضل ربوہ یکم جولائی ۱۹۷۳ء نے لندن مشن کے پریس سیکرٹری خواجہ نذیر احمد کی اطلاع کے مطابق مغربی افریقہ کے ان ممالک کے ان سفیروں سے ملاقات کی گئی جن کا

مرزا ناصر احمد دورہ کر چکے ہیں۔ پریس سیکرٹری لکھتے ہیں۔

"مغربی افریقہ کے ان چھ ممالک کے سفراء کو اپنی مساعی اور خدمات سے روشناس کرانے کے لیے مکرم و محترم بشیر احمد خان رفیق امام مسجد فضل لندن نے سہ رکنی وفد کی قیادت فرماتے ہوئے جس میں مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب سیکرٹری سفارت خانہ پاکستان اور خاکسار خواجہ نذیر احمد پریس سیکرٹری مسجد فضل لندن، ہز ایکسی لینسی ایچ وی ایچ سیکی ہائی کمشنر گھانا متعینہ لندن سے ملاقات کی۔"

(الفضل ربوہ جلد نمبر ۲۱ نمبر ۱۴۵ ص ۳ کالم ۱، ۲۸ جون ۱۹۶۷ء)

افریقہ میں ان سرگرمیوں کی وسعت کارکردگی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اب تو عالمی صیہونی تنظیم (WZO) اور اس کی تمام ایجنسیاں اور اسرائیل کی "جیوش ایجنسی" مل کر افریقہ میں قادیانیوں کو اپنے مذموم مقاصد کے آلۂ کار بنانے کی خبریں عربوں کے لیے تشویش کا باعث بن چکی ہیں۔ عرب اسرائیل جنگ کے بعد جن افریقی ممالک نے اسرائیل سے تعلقات توڑے قادیانیوں نے اپنے ممالک کی مخالف حکومت تحریکوں کے ساتھ مل کر ان پر سیاسی دباؤ ڈالا۔

لاکھوں کروڑوں کا سرمایہ افریقی ممالک میں ان مقاصد کے لیے لاکھوں اور کروڑوں روپے کا سرمایہ کہاں سے فراہم ہوتا ہے؟ یہ ایک معمہ ہے جس نے عالم عرب کے مشہور مصنف علامہ محمد محمود الصواف کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ وہ اپنی ایک تازہ تصنیف: "المخططات الاستعماریہ لمکافحۃ الاسلام" کے ص ۲۵۳ پر رقمطراز ہیں:

ولا تزال هذه الطائفة الكافرة تعبث في الارض فسادًا و تسعى جاهدة لحرب و مكافحة الاسلام في كل ميدان خاصةً في افريقيا ولقد وصلتني رسالة من يوغندا بافريقيا الشرقية ومعها كتاب "حمامة البشرى" وهو من مؤلفات كذاب قاديان احمد المسيح الموعود المهدى المعهود بزعمهم وقد وزع منه الكثير هناك وهو ملئ بالكفر والضلال.

والرسالة التي وردتني من احد كبار الدعاة الاسلاميين هناك يقول فيها.

"لقد دهانا رضى الاسلام من القاديانية شئ عظيم لقد استفحل امرهم جدًا او نشطوا كثيرًا في دعايتهم و ينفقون اموالاً لا تدخل تحت الحصر، ولا شك انها اموال الاستعمار والمبشرين بل بلغني فما يكاد يكون مؤكدًا ان

هناک جمعية تبشيرية قوية مركزها اديس ابابا عاصمة الحبشة بأن ميزانية هذه الجمعية ۳۵ مليون دولار وانها متركزة لمحاربة الاسلام۔"

یہ کافر جماعت ہمیشہ زمین میں فساد پھیلا کر اسلام کی مخالفت ہر میدان میں کرتی چلی آ رہی ہے خاص کر افریقہ میں ان کی سرگرمیاں تیزی سے بڑھ رہی ہیں مجھے اس سلسلہ میں مشرقی افریقہ کے یوگنڈا سے ایک خط ملا جس کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کی جو ان کے زعم میں مسیح اور مہدی موعود ہیں۔ کتاب حمامۃ البشریٰ بھی تھی جو وہاں بڑی تعداد میں تقسیم کی گئی اور جو کفر اور گمراہی سے بھری پڑی ہے۔

یہ خط جو مجھے مسلمانوں کے ایک بہت بڑے داعی اور رہنما نے لکھا تھا اس میں یہ کہا گیا۔

”یہاں قادیانیوں کی روز افزوں سرگرمیاں ہمارے لیے اور اسلام کے لیے سخت تشویش کا باعث بن گئی ہیں یہ لوگ یہاں اتنی دولت خرچ کر رہے ہیں جو حساب سے باہر ہے اور بلاشبہ یہ مال و دولت سامراج اور اس کے مشنری اداروں ہی کا ہو سکتا ہے۔ مجھے تو یہاں تک ثقہ اطلاع پہنچی ہے کہ وہاں حبشہ کے عدیس ابابا میں ان لوگوں کے ایک مضبوط مشن کا سالانہ بجٹ ۳۵ ملین ڈالر ہے اور یہ مشن اسلام دشمنی ہی کے لیے قائم کیا گیا ہے۔“

علامہ صواف نے عدیس ابابا حبشہ کے جس مشن کے ۳۵ ملین ڈالروں (پاکستانی حساب سے ۳۵ کروڑ روپے) کا ذکر کیا ہے معلوم نہیں پچھلے کئی سال سے حبشہ میں مسلمانوں کی حسرت ناک تباہی اور بربادی میں اس کا کتنا حصہ ہوگا؟ یہ راز کھل جائے تو جوبلی فنڈ سکیم کے لیے مرزا ناصر احمد کے ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی اپیل کے جواب میں نو کروڑ روپے تک جمع ہونے کا امکان کی گتھی بھی سلجھ جائے جس کا مژدہ انھوں نے (الفضل ربوہ ج ۶۳/۶۴ نمبر ۵۱ ص ۳ کالم ۱: ۵ مارچ ۱۹۷۵ء) میں اپنے پیروؤں کو سنایا ہے مذکورہ تفصیل پڑھ کر سوائے اس کے اور کیا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر افریقہ ابھی تک فرنگی شاطروں کے پنجۂ استبداد سے مکمل طور پر نجات حاصل نہیں کر سکا اور وہ عالمی صیہونیت کی بھی آماجگاہ بنا ہوا ہے تو اور وجوہات کے علاوہ اس کی ایک وجہ اسلام اور عالم اسلام سے دیرینہ غداری کرنے والی مرزائیوں کی جماعت بھی ہے۔

مسلمانانِ برصغیر کی فلاح و بہبود کی تنظیمیں اور مرزائیوں کا کردار

اب ہم برصغیر کے تحریک آزادی، مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی تحریکوں اور قیام

پاکستان کے سلسلے میں ابتداء سے لے کر اب تک مرزائیوں کے کردار اور قیام پاکستان کے بعد ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک قادیانی سٹیٹ کے قیام یا بصورت دیگر اکھنڈ بھارت کے لیے ان کے خطرناک سیاسی عزائم اور سرگرمیوں کا مختصراً جائزہ لیتے ہیں۔ انگریز کے دور حکمرانی میں برصغیر میں مسلمانوں کے نشاۃ ثانیہ کے لیے جتنی بھی تحریکیں اٹھیں۔ مذکورہ تفصیلات سے بخوبی واضح ہو چکا کہ مرزائیوں نے نہ صرف انگریز کی خوشنودی کے لیے اسے نقصان پہنچایا بلکہ ایسے تمام موقعوں پر جہاد آزادی ہو یا کوئی اور تحریک مرزائیوں کا کام انگریز کے لیے جاسوسی اور ان کو خفیہ معلومات فراہم کرنا اور درپردہ استعماری مقاصد کے لیے ایسی تحریکوں کو غیر موثر بنانا تھا۔ جہاد اور انگریزی استعمار کے سلسلہ میں ہند بیرون ہند اس جماعت کی سرگرمیوں سابقہ تفصیلات سے سامنے آ چکی ہیں۔ یہ جاسوسی سرگرمیاں اگر عرب اور مسلم ممالک میں جاری رہیں تو دوسری طرف مرزا قادیانی نے جبکہ علمائے حق نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا جمعہ وغیرہ کے نام پر شوشے چھوڑ کر ایک اشتہار برطانوی افسران کے پاس بھیجا اور انگریز حکومت کو مشورہ دیا کہ مسئلہ جمعہ کے ذریعہ اس ملک کو دارالحرب قرار دینے والے نالائق نام کے بدباطن مسلمانوں کی شناخت ہو سکے گی جمعہ جو عبادت کا مقدس دن تھا مرزا قادیانی نے اسے کمال عیاری سے بقول ان کے انگریز گورنمنٹ کے لیے ایک سچے مخبر اور کھرے اور کھوٹے کے امتیاز کا ذریعہ بنا دیا۔

(تبلیغ رسالت ج ۵ مجموعہ اشتہارات طبعا ج ۲ ص ۲۲۳)

ایک دوسرے اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ میں مرزا قادیانی نے اپنے ایک جاسوسی کارنامے کا ذکر بڑے فخر سے کیا اور کہا۔ "چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لیے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں۔ لہذا یہ نقشہ اسی غرض سے تجویز کیا گیا ہے تاکہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں۔ (آگے چل کر کہا) کہ ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیر خواہی کی نیت سے ایسے شریر لوگوں کے نام ضبط کیے ہیں یہ نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح ہمارے پاس محفوظ ہیں۔" آگے ایسے نقشے تیار کر کے بھیجنے کا ذکر ہے جس میں ایسے لوگوں کے نام مع پتہ و نشان ہیں۔" (تبلیغ رسالت ج ۵ ص ۱۱)

مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے لیے جدوجہد کرنے والی تحریکات سے غداری کی ایک مثال: انجمن اسلامیہ لاہور کے اس میمورنڈم سے لگائی جا سکتی ہے جو اس نے مسلمانوں کے معاشی اور تعلیمی ترقی، اردو زبان کی ترویج وغیرہ مطالبات مرتب کروانے کے سلسلہ میں

مشاہیر کو روانہ کیا۔ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کے ان مطالبات کی شدومد سے مخالفت کرتے اور ایسی سرگرمیوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ انگریز کے دل میں نقش وفاداری جمانا چاہیے اور کہا کہ انجمن اسلامیہ کو ایسے میموریلزم پھیلانے کے بجائے برصغیر کے علماء سے ایسے فتوی حاصل کرنے چاہئیں جن میں مربی و محسن سلطنت انگلشیہ سے جہاد کی صاف ممانعت ہو اور ان کو خطوط بھیج کر ان کی مہریں لگوا کر کتبات علماء ہند کے نام سے پھیلایا جائے۔

(اسلامی انجمن کی خدمت میں التماس براہین احمدیہ خزائن ج اول ص ۱۳۹)

۱۹۰۶ء میں جب مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت اس جماعت کا مقصد ہندوؤں کے مقابلے میں مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے لیے جدوجہد کرنا تھا تو مرزا قادیانی نے نہ صرف اس لیے شرکت سے انکار بلکہ ناپسندیدگی کا اظہار کیا کہ کل یہ جماعت انگریز کے خلاف بھی ہو سکتی ہے۔

(گورنمنٹ کی توجہ کے لائق۔ از مرزا غلام احمد قادیانی اور سیرت مسیح موعود از مرزا بشیر الدین ص ۳۳، ۳۴)

یہی وطیرہ ان کے بعد ان کے جانشینوں کا رہا۔ ۱۹۳۱ء میں کشمیر کمیٹی کا قیام اور بالآخر مرزا بشیر الدین محمود کی خفیہ سرگرمیوں سے اس کے شکست و ریخت اور علامہ اقبال کا اس کمیٹی سے علیحدہ ہونا اور کمیٹی کو توڑ دینا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے یہ سب باتیں تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ علامہ اقبال کو وثوق سے یہاں تک معلوم ہوا کہ:

”کشمیر کمیٹی کے صدر (مرزا بشیر الدین محمود) اور سیکرٹری (عبدالرحیم) دونوں وائسرائے اور اعلیٰ برطانوی حکام کو خفیہ اطلاعات بہم پہنچانے کا نیک کام بھی کرتے ہیں۔“

(پنجاب کی سیاسی تحریکیں ص ۲۱۰ عبداللہ ملک)

یہ جاسوسی سرگرمیاں مرزائی جماعت کے ”مقدس کام“ کا اتنا اہم حصہ ہیں کہ نہ صرف برصغیر بلکہ پورے عالم اسلام میں اس کا جال تب سے لے کر اب تک بچھا ہوا ہے۔ اور آج بھی مشرق سے لے کر مغرب تک ایشیا افریقہ اور یورپ میں مرزائی مشن مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کے لیے انٹیلی جنس بیورو کا کام دے رہی ہے ان سرگرمیوں اور اس کے مالی ذرائع وغیرہ کا مختصراً کچھ ذکر آ سکے گا۔ الغرض علامہ اقبال مرحوم کے الفاظ میں مسلمانوں کی بیداری کی ایسی تمام کوششوں کی مخالفت اس لیے کی جاتی رہی کہ ”اصل بات یہ ہے کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری سے گھبراتے ہوئے ہیں کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانان ہند کے سیاسی وقار کے بڑھ جانے سے ان کا یہ مقصد فوت ہو جائے گا کہ رسول عربی کی امت میں قطع برید کر کے ہندوستانی نبی کے لیے ایک جدید امت تیار کریں۔“ (حرف اقبال ص ۱۳۰، ۱۳۱)

مسلمانوں سے دینی، سماجی، معاشرتی ہر قسم کے تعلقات و روابط کو قطعی حرام قرار دینے والے مذہب میں برصغیر کے اسلامی اداروں اور انجمنوں سے تعاون اور اشتراک کی گنجائش بھی تھی۔

کسی مرزائی نے کہا جب مسیح موعود کا مقصد صرف اشاعت اسلام تھا تو ہمیں دیگر مسلمان تحریکوں اور تنظیموں سے تعاون کرنا چاہیے۔ تو سید سرور شاہ قادیانی نے الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۷۲ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۳۵ء میں بڑی سختی سے اس کی ممانعت کی اور حلفاً کہا کہ مسیح موعود کا اپنی زندگی میں غیر احمدیوں سے کیا تعلق تھا۔ انھوں نے غیر احمدیوں سے کبھی چندہ مانگا ہرگز نہیں۔ اگر یہی احمدیت تھی تو اور لوگ جو حضرت مسیح کے زمانہ میں اشاعت اسلام کے لیے اٹھے تھے۔ ان کے لیے حضرت مسیح موعود کو خوشی کا اظہار کرنا چاہیے تھا اور آپ ان کی انجمنوں میں شریک ہوتے۔ انھیں چندہ دیتے مگر آپ نے کبھی اس طرح نہیں کیا۔ کسی مسلمان یتیم اور بیوہ کے لیے چندہ کی تحریک پر میاں بشیر الدین محمود سے اجازت مانگی گئی تو کہا مسلمانوں کے ساتھ مل کر چندہ دینے کی ضرورت نہیں۔

(الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۴۵ ۔ ۷ دسمبر ۱۹۲۲ء)

اکھنڈ بھارت

ہندو اور قادیانی دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت کا احساس

سیاسیات کے تعلق سے قادیانیوں اور انگریزوں میں تو چولی دامن کا ساتھ تھا ہی لیکن جب جدوجہد آزادی کے نتیجے میں اور بین الاقوامی سیاسیات کی مدوجزر سے ہندوستان پر برطانوی استعمار کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی تو مرزا محمود نے جو اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ ثانی بن چکے تھے کروٹ بدلی اور کانگریس کے ہمنوا بن گئے ادھر ہندو سیاست اور ذہنیت بھی قادیانی تحریک کو سیاسی اعتبار سے مفید مطلب پا کر اور مسلمانوں کے اندر اس کی ففتھ کالمسٹ حیثیت کو سمجھ کر اس کی حمایت اور وکالت پر اتر آئی۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے جو اپنے آپ کو برملا سوشلسٹ اور دہریہ کہتے تھے، ایک ایسی جماعت کی تائید کا بیڑا اٹھایا جو اپنے آپ کو خالص مسلمان مذہبی جماعت کہنے پر مصر تھی نہرو جیسے زیرک انسان سے قادیانیوں کے در پردہ سیاسی عزائم مخفی نہ رہ سکے اور انھوں نے اپنی دہریت مآبی کے باوجود ماڈرن ریویو کلکتہ میں مسلمان اور احمد ازم کے عنوان سے لگاتار تین مضمون لکھے اور ڈاکٹر اقبال مرحوم سے بحث تک نوبت آئی۔ یہ بحثیں رسالوں اور اخباروں میں شائع ہو چکی

جن کے جواب ان کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

الغرض اقبال نے انھیں سمجھایا کہ یہ لوگ اپنے برطانوی استعماری عزائم اور منصوبوں کی بنا پر نہ مسلمانوں کے مفید مطلب ہو سکتے ہیں نہ آپ کے، تو تب انھوں نے خاموشی اختیار کی اور جب نہرو پہلی مرتبہ انڈین نیشنل کانگریس کے لیڈر کی حیثیت سے لندن گئے تو واپسی پر انھوں نے یہ تاثر ظاہر کیا کہ جب تک اس ملک میں قادیانی فعال ہیں انگریز کے خلاف جنگ آزادی کا کامیاب ہونا مشکل ہے۔ بہرحال جب تک قادیانیت کا یہ استعماری پہلو پنڈت جواہر لال کی سمجھ میں نہ آیا۔ مسلمانوں میں مستقل پھوٹ ڈالنے کے لیے مطلوبہ صلاحیت پر پورے اترنے کے لیے ہندوؤں کی نگاہِ انتخاب مسلمانوں میں سے مرزائیوں ہی پر رہی اور آج بھی قادیان کے رشتے اور اکھنڈ بھارت کے عقیدے سے وہ انھیں جاسوسی اور تخریبی سرگرمیوں کے لیے آلۂ کار بنائے ہوئے ہیں۔ بہرحال جب قادیانی اور ہندوؤں دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت اور اہمیت کا احساس ہوا اور آقائے برطانیہ کا بستر گول ہوتا ہوا محسوس ہوا تو دیکھتے ہی دیکھتے قادیان ہندو سرزمین کا مرکز بن گیا اور بقول قادیانی امت کے لاہوری ترجمان پیغام صلح ۳ جون ۱۹۳۶ء۔ جب ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء کو پنڈت جواہر لال نہرو لاہور آئے تو قادیانی امت نے اپنے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کے زیرِ ہدایت اور چوہدری ظفر اللہ کے بھائی چوہدری اسد اللہ خان قادیانی ممبر پنجاب کونسل کے زیرِ قیادت ان کا پرجوش استقبال کیا اور اس کے بعد کانگریس قادیانی گٹھ جوڑ نے مستقل حیثیت اختیار کر لی۔

قادیان کو ارضِ حرم اور مکہ معظمہ کی چھاتیوں کے دودھ کو خشک بتا کر اور مسلمانوں کو تکفیر کے چھرے سے ذبح کرنے کی خوشی ہندوؤں سے بڑھ کر اور کسے ہو سکتی تھی اور جس طرح یہود نے بیت المقدس سے منہ موڑ کر سامریہ کو قبلہ بنایا اسی طرح قادیانیوں نے مکہ اور مدینہ سے مسلمانوں کا رخ قادیان کی طرف موڑنا چاہا تو اس مسجد ضرار کی تعمیر پر ہندو لیڈروں نے جی بھر کر انھیں داد دی چنانچہ ڈاکٹر شنکر داس مشہور ہندو لیڈر کا بیان اس کے لیے کافی ہے انھوں نے بندے ماترم میں لکھا:

”ہندوستانی قوم پرستوں کو اگر کوئی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے تو وہ احمدیت کی تحریک ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان جس قدر احمدیت کی طرف راغب ہوں گے اسی طرح قادیان کو مکہ تصور کرنے لگیں گے۔ مسلمانوں میں اگر عربی تہذیب اور پان اسلامزم کا خاتمہ کر سکتی ہے تو وہ بھی احمدی تحریک ہے جس طرح ایک ہندو کے مسلمان بن

جانے پر اس کی شردھا (عقیدت) رام کرشن گیتا ... اور رامائن سے اٹھ کر حضرت محمد ﷺ قرآن مجید اور عرب کی بھومی (ارض حرم) پر منتقل ہو جاتی ہے اسی طرح جب کوئی مسلمان احمدی بن جاتا ہے تو اس کا زاویہ نگاہ بھی بدل جاتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے اور جہاں پہلے اس کی خلافت عرب میں تھی اب وہ قادیان میں آ جاتی ہے۔

ایک احمدی خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں بھی ہو روحانی تشفی حاصل کرنے کے لیے وہ اپنا منہ قادیان کی طرف کرتا ہے۔ پس کانگریس اور ہندو مسلمانوں سے کم از کم جو کچھ چاہتی ہے کہ اس ملک کا مسلمان اگر ہر دوار نہیں تو قادیان کی جاترا کرے۔"

(گاندھی جی کا اخبار بندے ماترم ۲۲ اپریل ۳۲ء بحوالہ قادیانی مذہب)

اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۳ ص ۲۹ مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۳۵ء کے ان الفاظ سے مزید وضاحت ہو سکتی ہے کہ:

"ہندو اخبارات اور پولیٹیکل لیڈروں کے یہ خیالات ہندوستان کے مسلمانوں کو وضاحت سے بتا رہے ہیں کہ گذشتہ دنوں قادیانی ہٹلر (مرزا بشیر الدین محمود) اور کانگریس کے جواہر (جواہر لال نہرو) میں جو چھپنا چھپلیاں (سرگوشیاں) ہو رہی تھیں وہ اس سمجھوتہ کی بنا پر تھیں کہ محمود (خلیفہ قادیان) مسلمانوں کی اس قوت کو توڑنے کے لیے کیا کرے گا، اور کانگریس اس کے معاوضے میں کیا دے گی۔"

قیام پاکستان کی مخالفت کے اسباب

قیام پاکستان سے قبل احمدیوں نے جس شدومد سے آخر وقت تک قیام پاکستان کی مخالفت کی۔ اس کا اندازہ اگلی چند عبارات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے اس سلسلہ میں اولاً تو ان کی انتہائی کوشش رہی کہ انگریز کا سایہ عاطفت جسے وہ رحمت خداوندی سمجھتے ہیں کسی طرح بھی ہندوستان سے نہ ڈھلے اور جب برٹش سامراج کا سورج ہندوستان میں غروب ہونے لگا تو انھوں نے بجائے کسی مسلم ریاست کے قیام کے اپنا سارا وزن اکھنڈ بھارت کے حق میں ڈال دیا اور اس کی وجہ بنیادی طور پر یہ تھی کہ مرزائی تحریک کو مسلمانوں کے اندر کام کے لیے جس بیس کی ضرورت ہے وہ کوئی ایسی ریاست ہو سکتی ہے جو یا تو قطعی طور پر غیر مسلم ہو یا پھر بصورت دیگر کم از کم اسلامی بھی نہ ہو، تاکہ مسلمان قوم ایک کافر حکومت کے پنجے میں بے بس ہو کر ان کی شکار گاہ اور لقمہ تر بنی رہے اور یہ اس کافر یا لادینی حکومت کے

پکے وفادار بن کر اس کا شکار کرتے رہیں۔ ایک آزاد اور خود مختار مسلمان ریاست ان کے لیے بڑی سنگلاخ زمین ہے جہاں ان کے مساعی ارتداد و شغل سے برگ و بار لاسکتی ہیں اس کا کچھ اندازہ ان تحریرات سے بھی لگایا جاسکتا ہے جس میں مرزا قادیانی نے کہا:۔

”اگر ہم یہاں (سلطنت انگلشیہ) سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارہ ہوسکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔ (ملفوظات احمدیہ ج ا ص ۲٦)

تبلیغ رسالت ج ششم ص ۶۹ پر لکھتے ہیں:

”میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ نہ روم، نہ شام میں، نہ ایران میں، نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۷۰)

یہ تو سوچو اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانا کہاں ہے؟ ہر ایک اسلامی سلطنت تمھیں قتل کرنے کے لیے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔ (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۳۴ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۳)

الفضل ۱۳ ستمبر ۱۹۱۴ء میں مسلمانوں کی تین بڑی سلطنتوں ترکی ایران اور افغانستان کی مثالیں پیش کر کے سمجھایا گیا ہے کہ کسی بھی اسلامی ریاست میں انہیں اپنے مقاصد کی تکمیل کی کھلی چھٹی نہیں مل سکتی ایسے ممالک میں ہمارا حشر وہی ہوسکتا ہے جو ایران میں مرزا علی محمد باب اور سلطنت ترکی میں بہاء اللہ اور افغانستان میں مرزائی مبلغین کا ہوا۔“

ایک صاحب نے مرزا بشیر الدین محمود سے انگریزوں کی سلطنت سے ہمدردی اور اس کے لیے ہر طرح ظاہری و خفیہ تعاون کے بارہ میں یہاں تک کہ جنگ میں اپنے لوگوں کو بھرتی کروا کر مدد دینے کے بارہ میں دریافت کیا تو انھوں نے اپنے مسیح موعود کے حوالے سے کہا کہ جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں اس وقت تک ضروری ہے اس دیوار (انگریزوں کی حکومت) کو قائم رکھا جائے تاکہ یہ نظام کسی ایسی طاقت (مسلمان ہی مراد ہوسکتے ہیں) کے قبضہ میں نہ چلا جائے جو احمدیت کے مفادات کے لیے زیادہ مضر اور نقصان رساں ہو۔ (الفضل قادیان ۳ جنوری ۱۹۴۵ء)

یہ تھے قیام پاکستان کی مخالفت کے اصل اسباب

تقسیم ہند کے مسلمان مخالف

اس میں شک نہیں کہ احمدیوں کے علاوہ کچھ مسلمان بھی تحریک پاکستان سے متفق

نہ تھے مگر مذکورہ عبارات سے بخوبی واضح ہو گیا کہ مرزائیوں کی مخالفت اور بعض مسلمان عناصر کی مخالفت میں زمین و آسمان کا فرق تھا موخر الذکر یعنی کچھ مسلمانوں کی انفرادی مخالفت ان کے صوابدید میں مسلمانوں کے مفاد ہی کی وجہ سے تھی وہ اپنی مخالفت کے اسباب اور وجوہات بیان کرتے ہوئے تقسیم کو مسلم مفاد...... کے حق میں نقصان رساں اور دوسرا فریق یعنی قیام پاکستان کے داعی حضرات اسے مفید سمجھتے تھے۔ گویا دونوں کو مسلمانوں کے مفاد سے اتفاق تھا۔ طریق کار کا فرق تھا یہ ایک سیاسی اختلاف تھا جو سیاسی بصیرت پر مبنی تھا۔

جنھوں نے مخالفت کی نہ تو وہ الہام کے مدعی تھے نہ کسی وحی کے نہ انھوں نے اسے مشیت الٰہی اور کسی نام نہاد نبی کی بعثت کا تقاضا سمجھ کر اپنا لیا۔ ان میں سے مذہبا اور عقیدتا دونوں کو اسلامی نظام عدل و انصاف اور اسلامی خلافت راشدہ پر ایمان تھا دونوں مسلمانوں ہی کی خاطر اپنے اپنے میدانوں میں سرگرم کار رہے اور بالآخر جب پاکستان بن گیا تو مخالفت کرنے والے مسلمان زعماء نے اس وقت سے لے کر اب تک اپنی ساری جدوجہد اس نوزائیدہ ریاست کے استحکام و سالمیت میں لگا دی ہے۔ مگر جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے ان کا تصور اکھنڈ بھارت نہ صرف سیاسی بلکہ مذہبی عقیدہ بھی تھا۔ مرزا محمود کہا کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے اور یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی بعثت کا تقاضا ہے اس طرح اکھنڈ بھارت کے تصور کو الہام اور مشیت ربانی کا درجہ دے کر ہر قادیانی کو مشیت الٰہی کو پورا کرنے کے لیے جدوجہد کا پابند کر دیا گیا اور جن لوگوں نے (اب تک) پاکستان کی سالمیت کی خاطر اکھنڈ بھارت نہ بننے دیا خواہ وہ قائداعظم تھے یا سیاسی زعماء عوام اور خواص مرزائیوں کے عقیدہ میں گویا سب نے مشیت الٰہی کے خلاف کام کیا۔

احمدیوں کے ہاں اکھنڈ بھارت اس لیے ضروری تھا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ سمجھتے ہوئے کسی بھی مسلمان ریاست کے مقابلہ میں غیر مسلم اسٹیٹ کو مفید مقصد سمجھتے تھے آج بھی وہ پاکستان کی شکل میں ایک مسلم ریاست جس کا جغرافیائی حدود اربعہ بھی محدود ہے کے مقابلہ میں سیکولر اکھنڈ بھارت کو اپنے لیے مضبوط اور مفید سمجھتے ہیں جبکہ ان کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کی بعض پیشگوئیوں نے اس تصور کو تقدس کا جامہ بھی پہنا دیا ہے۔

کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہونے کی کوشش

چنانچہ ۳ اپریل ۴۷ء کو چوہدری ظفر اللہ خان کے بھتیجے کے نکاح کے موقعہ پر سابق خلیفہ ربوہ مرزا بشیر الدین محمود نے ایک اپنا رؤیا بیان کیا اور اس رؤیا (خواب) کی تعبیر

اور اس سلسلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے چوہدری ظفر اللہ خان کی موجودگی میں کہا۔

"حضور نے فرمایا جہاں تک میں نے ان پیشگوئیوں پر نظر دوڑائی ہے جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے متعلق ہیں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اس فعل پر جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بعثت سے وابستہ ہے غور کیا ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیے اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ مشارکت رکھنی چاہیے۔"

"حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان جیسی مضبوط بیس جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لیے اتنی وسیع بیس مہیا کی ہے۔ پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت کا جوا ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں بے شک یہ کام بہت مشکل ہے مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تاکہ احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے۔ چنانچہ اس رؤیا میں اس طرف اشارہ ہے ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو جائے بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔"

(روزنامہ الفضل قادیان ۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔" (میاں مرزا محمود خلیفہ ربوہ الفضل ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء)

ویٹیکن سٹیٹ کا مطالبہ

پاکستان کی حد بندی کے موقع پر غداری

جماعت احمدیہ تقسیم کی مخالف تھی لیکن جب مخالفت کے باوجود تقسیم کا اعلان ہو گیا تو احمدیوں نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کی ایک اور زبردست کوشش کی جس کی وجہ سے گورداسپور کا ضلع جس میں قادیان کا قصبہ واقع تھا پاکستان سے کاٹ کر بھارت میں شامل کر دیا گیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حد بندی کمیشن جن دنوں بھارت اور پاکستان کی حد بندی کی تفصیلات طے کر رہا تھا کانگرس اور مسلم لیگ کے نمائندے دونوں اپنے اپنے دعاوی اور دلائل پیش کر رہے تھے۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا الگ ایک محضر نامہ پیش کیا اور اپنے لیے کانگرس اور مسلم لیگ دونوں سے الگ موقف اختیار کرتے ہوئے قادیان کو ویٹیکن سٹی قرار دینے کا مطالبہ کیا اس محضر نامہ میں انہوں نے اپنی تعداد اپنے علیحدہ مذہب، اپنے فوجی اور سول ملازمین کی کیفیت اور دوسری تفصیلات درج کیں۔ نتیجہ یہ ہوا احمدیوں کا ویٹیکن سٹیٹ کا مطالبہ تو تسلیم نہ کیا گیا البتہ باؤنڈری کمیشن نے احمدیوں کے میمورنڈم سے یہ فائدہ حاصل کر لیا کہ احمدیوں کو مسلمانوں سے خارج کر کے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم ترین علاقے بھارت کے حوالے کر دیے اور اس طرح نہ صرف گورداسپور کا ضلع پاکستان سے گیا بلکہ بھارت کو کشمیر ہڑپ کر لینے کی راہ مل گئی اور کشمیر پاکستان سے کٹ گیا۔

چنانچہ سید میر نور احمد سابق ڈائریکٹر تعلقات عامہ اپنی یادداشتوں ”مارشل لاء سے مارشل لاء تک“ میں اس واقعہ کو یوں تحریر کرتے ہیں۔

لیکن اس سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ایوارڈ پر ایک مرتبہ دستخط ہونے کے بعد ضلع فیروزپور کے متعلق جس میں ۱۴ اگست اور ۱۷ اگست کے درمیان عرصہ میں رد و بدل کیا گیا اور ریڈکلف سے ترمیم شدہ ایوارڈ حاصل کیا گیا۔

کیا ضلع گورداسپور کی تقسیم اس ایوارڈ میں شامل تھی جس پر ریڈکلف نے ۸ اگست کو دستخط کئے تھے یا ایوارڈ کے اس حصہ میں بھی ماؤنٹ بیٹن نے نئی ترمیم کرائی۔ افسوس کہ

ہے اور ضلع فیروز پور والی فائل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ اگر ایوارڈ کے ایک حصہ میں ناجائز طور پر رد و بدل ہو سکتا تھا تو دوسرے حصوں کے متعلق بھی یہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ پنجاب حد بندی کمیشن کے مسلمان ممبروں کا تاثر ریڈکلف کے ساتھ آخری گفتگو کے بعد بھی تھا کہ گورداسپور جو بہرحال مسلم اکثریت کا ضلع تھا قطعی طور پر پاکستان کے حصے میں آ رہا ہے لیکن جب ایوارڈ کا اعلان ہوا تو نہ ضلع فیروز پور کی تحصیلیں پاکستان میں آ گئیں اور نہ ضلع گورداسپور (ماسوائے تحصیل شکر گڑھ) پاکستان کا حصہ بنا۔ کمیشن کے سامنے وکلاء کی بحث کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ کمیشن کے سامنے کشمیر کے نقطہ نگاہ سے ضلع گورداسپور کی تحصیل پٹھان کوٹ کی اہمیت کا کوئی ذکر آیا تھا یا نہیں غالباً نہیں آیا تھا۔ کیونکہ یہ پہلو کمیشن کے نقطہ نگاہ سے قطعاً غیر متعلق تھا۔ ممکن ہے ریڈکلف کو اس نکتے کا کوئی علم ہی نہ تھا۔ لیکن ماؤنٹ بیٹن کو معلوم تھا کہ تحصیل پٹھان کوٹ کے ادھر ادھر ہونے سے کن امکانات کے راستے کھل سکتے ہیں۔ اور جس طرح وہ کانگریس کے حق میں ہر قسم کی بے ایمانی کرنے پر اتر آیا تھا۔ اس کے پیش نظر یہ بات ہرگز بعید از قیاس نہیں کہ ریڈکلف عواقب اور نتائج کو پوری طرح سمجھا ہی نہ ہو اور اس پاکستان دشمنی کی سازش میں کردار عظیم ماؤنٹ بیٹن نے ادا کیا ہو۔ ضلع گورداسپور کے سلسلے میں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے اس کے متعلق چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی جو مسلم لیگ کی وکالت کر رہے تھے خود بھی ایک افسوس ناک حرکت کر چکے ہیں۔ انھوں نے جماعت احمدیہ کا نقطہ نگاہ عام مسلمانوں سے (جن کی نمائندگی مسلم لیگ کر رہی تھی) جداگانہ حیثیت میں پیش کیا۔ جماعت احمدیہ کا نقطہ نگاہ بے شک یہی تھا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا پسند کرے گی لیکن جب سوال یہ تھا کہ مسلمان ایک طرف اور باقی سب دوسری طرف تو کسی جماعت کا اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کرنا مسلمانوں کی عددی قوت کو کم ثابت کرنے کے مترادف تھا اگر جماعت احمدیہ یہ حرکت نہ کرتی تب بھی ضلع گورداسپور کے متعلق شاید فیصلہ وہی ہوتا جو ہوا۔ لیکن یہ حرکت اپنی جگہ بہت عجیب تھی۔"

(روزنامہ مشرق ۳ فروری ۱۹۶۳ء)

اب اس سلسلہ میں خود حد بندی کمیشن کے ایک ممبر جسٹس محمد منیر کا ایک حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں: "اب ضلع گورداسپور کی طرف آئیے کیا یہ مسلم اکثریت کا علاقہ نہیں تھا۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ضلع میں مسلم اکثریت بہت معمولی تھی لیکن پٹھان کوٹ تحصیل اگر بھارت میں شامل کر دی جاتی تو باقی ضلع میں مسلم اکثریت کا تناسب خود بخود بڑھ جاتا۔

مزید برآں مسلم اکثریت کی تحصیل شکر گڑھ کو تقسیم کرنے کی مجبوری کیوں پیش آئی اگر اس تحصیل کو تقسیم کرنا ضروری تھا تو دریائے راوی کی قدرتی سرحد یا اس کے ایک معاون نالے کو کیوں نہ قبول کیا گیا بلکہ اس مقام سے اس نالے کے مغربی کنارے کو سرحد قرار دیا گیا۔ جہاں یہ نالہ ریاست کشمیر سے صوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے کیونکہ گورداسپور کو اس لیے بھارت میں شامل کیا گیا کہ اس وقت بھی بھارت کو کشمیر سے منسلک رکھنے کا عزم و ارادہ تھا۔

اس ضمن میں میں ایک بہت ناگوار واقعہ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں میرے لیے یہ بات ہمیشہ ناقابل فہم رہی ہے کہ احمدیوں نے علیحدہ نمائندگی کا کیوں اہتمام کیا۔ اگر احمدیوں کو مسلم لیگ کے موقف سے اتفاق نہ ہوتا تو ان کی طرف سے علیحدہ نمائندگی کی ضرورت ایک افسوسناک امکان کے طور پر سمجھ میں آ سکتی تھی۔ شاید وہ علیحدہ ترجمانی سے مسلم لیگ کے موقف کو تقویت پہنچانا چاہتے تھے۔ لیکن اس سلسلے میں انھوں نے شکر گڑھ کے مختلف حصوں کے لیے حقائق اور اعداد و شمار پیش کیے اس طرح احمدیوں نے یہ پہلو اہم بنا دیا کہ نالہ بھیں اور نالہ بسنتر کے درمیانی علاقے غیر مسلم اکثریت میں ہیں اور اس دعویٰ کے لیے دلیل میسر کر دی کہ اگر نالہ اُجھ اور نالہ بھیں کا درمیانی علاقہ بھارت کے حصہ میں آیا تو نالہ بھیں اور نالہ بسنتر کا درمیانی علاقہ از خود بھارت کے حصہ میں آ جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ علاقہ ہمارے پاکستان کے حصے میں آ گیا ہے۔ لیکن گورداسپور کے متعلق احمدیوں نے اس وقت سے ہمارے لیے سخت مخمصہ پیدا کر دیا۔" (روزنامہ نوائے وقت ۲ جولائی ۱۹۶۴ء)

اس معاملہ کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ایک طرف قادیانی ریڈکلف کمیشن کو الگ میمورنڈم دے رہے تھے اور دوسری طرف وہی چوہدری ظفر اللہ خاں کمیشن کے سامنے پاکستانی کیس کی وکالت کر رہے تھے جو بقول ان کے اپنی جماعت کے اس خلیفہ کو مطاعِ مطلق کہتے تھے۔ جن کا عقیدہ یہ تھا کہ اکھنڈ بھارت اللہ کی مشیت اور مسیح موعود کی بعثت کا تقاضا ہے ایک ایسے شخص کو پاکستانی وکالت سپرد کر دینا جس کا ضمیر ہی پاکستان کی حمایت گوارا نہ کر سکے نادانی نہیں تو اور کیا تھا اور خود چوہدری ظفر اللہ کا ایسے در پردہ خیالات و مقاصد کے ہوتے ہوئے پاکستانی کیس کو ہاتھ میں لینا منافقت نہیں تو اور کیا تھا بہرحال ادھر چوہدری صاحب ریڈکلف کے سامنے پاکستانی کیس لڑ رہے تھے ادھر ان کے امیر اور مطاعِ مطلق مرزا محمود احمد نے علیحدہ میمورنڈم پیش کر دیا اس طرح یہ دو دھاری تلوار کی جنگ گورداسپور ضلع کی تین تحصیلوں کو پاکستان سے کاٹ کر بھارت جانے پر ختم ہوئی اور کشمیر کو پاکستان سے کاٹ دینے کی راہ بھی ہموار کر دی گئی۔

سیاسی عزائم اور منصوبے

ملک دشمن سیاسی سرگرمیاں

اب ہم اس سوال کا جائزہ لیتے ہیں کہ بظاہر ایک خالص مذہبی جماعت کہلانے والی تنظیم اور تحریک کے سیاسی عزائم اور مساعی کیا ہیں۔

مرزائی حضرات بیک وقت کئی کھیل کھیلتے ہیں۔ ایک طرف مذہب اور اس کی تبلیغ کی آڑ لے کر ایک خالص مذہبی جماعت ہونے کے دعویدار ہوتے ہیں۔ دوسری طرف ان کے سیاسی عزائم اور منصوبے نہایت شدت سے اور منظم طریقے سے جاری رہتے ہیں اور اگر کبھی مسلمانوں کی اکثریت ان کے سیاسی مشاغل اور ارادوں کا محاسبہ کرے تو ایک مظلوم مذہبی اقلیت کا رونا رو کر عالمی ضمیر کو مداخلت کے لیے پکارا جاتا ہے۔ حالیہ واقعات میں لندن میں بیٹھ کر چوہدری ظفر اللہ خان کا واویلا اور اس کے جواب میں مغربی دنیا کی چیخ و پکار اسی تکنیک کی واضح مثال ہے۔

مذہبی نہیں سیاسی تنظیم مذہب اور سیاست کے اس دوطرفہ ناٹک میں اصل حقیقت نگاہوں سے مستور ہو جاتی ہے اور حقائق سے بے خبر دنیا سمجھتی ہے کہ واقعی پاکستان کے "مذہبی جنونی" ایک بے ضرر چھوٹی سی اقلیت کو کچلنا چاہتے ہیں لیکن واقعات اور حقائق کیا ہیں اس کا اندازہ حسب ذیل چند حوالوں اور پاکستانی سیاست میں اس جماعت کے عملی کردار سے لگانا چاہیے۔ مرزا محمود احمد قادیانی نے ۱۹۲۲ء میں خطبہ جمعہ کے دوران کہا تھا:

"نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔" (الفضل ۲۷ فروری ۲۴، ۸ ج ۲۲ء)

اس سے پہلے ۱۳ فروری ۱۹۲۲ء کو "الفضل" میں خلیفہ محمود احمد کی یہ تقریر شائع ہوئی: "ہم احمدی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔"

۱۹۲۵ء میں کہا کہ:

"اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے تمہارے راستے سے یہ

کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔" (الفضل ۸ جولائی ۱۹۴۵ء)

۱۹۴۵ء میں انہوں نے اپنے سیاسی عزائم کا اظہار اس طرح کیا کہ:

"جب تک جماعت احمدیہ نظامِ حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار (انگریزی حکومت) کو قائم رکھا جائے۔"

(الفضل قادیان ۳ جنوری ۱۹۴۵ء)

۱۹۴۵ء کے بعد حصولِ اقتدار کے یہ ارادے تحریروں میں عام طور پر پائے جانے لگے۔ جسٹس منیر نے بھی اپنی رپورٹ کے صفحہ ۲۰۹ پر لکھا ہے کہ:

"۱۹۴۵ء سے لے کر ۱۹۴۷ء کے آغاز تک ان کی (احمدیوں کی) بعض تحریروں سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ برطانیہ کے جانشین بننے کا خواب دیکھ رہے تھے۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب ص ۲۰۹)

ان سیاسی عزائم سے مزید پردہ ۱۹۶۵ء میں لندن میں منعقد ہونے والے جماعت احمدیہ کے پہلے یورپی کنونشن سے اٹھ جاتا ہے جس کا افتتاح سر ظفر اللہ نے کیا۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی ۳ اگست ۱۹۶۵ء جلد ۷ شمارہ ۲۰۹ فرسٹ ایڈیشن میں خبر دی گئی ہے کہ:

لندن ۳ اگست (نمائندہ جنگ) جماعت احمدیہ کا پہلا یورپی کنونشن جماعت کے لندن مرکز میں منعقد ہو رہا ہے جس میں تمام یورپی ممالک کے احمدیہ مشن شرکت کر رہے ہیں۔ کنونشن کا افتتاح گذشتہ روز ہیگ کے بین الاقوامی عدالت کے جج سر ظفر اللہ خان نے کیا۔ یہ کنونشن ۵ اگست تک جاری رہے گا۔ جماعت نے مختلف ۵۰ ممالک میں اپنے مشن قائم کر لیے ہیں۔ برطانیہ میں جماعت کے ۱۸ مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ کنونشن میں شریک مندوبین نے اس بات پر زور دیا کہ اگر احمدی جماعت برسرِ اقتدار آ گئی تو امیروں پر ٹیکس لگائے جائیں اور دولت کو از سرِ نو تقسیم کیا جائے، سود خوری اور سود پر پابندی لگا دی جائے اور شراب نوشی ممنوع قرار دی جائے۔

اس خبر کے خط کشیدہ الفاظ میں احمدی جماعت کے برسرِ اقتدار آنے کی صورت میں مجوزہ اصلاحات کا ذکر ہے کیا کوئی غیر سیاسی جماعت اس قسم کے امکانات اور اصلاحات پر غور کر سکتی ہے؟

پاکستان میں قادیانی ریاست کا منصوبہ

مرزا محمود نے ۵۲ء کے شروع میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ:

"اگر ہم ہمت کریں اور تنظیم کے ساتھ محنت سے کام کریں تو ۵۲ء میں انقلاب

برپا کر سکتے ہیں (آگے چل کر کہا) ۱۹۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے جب احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جا سکتی اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آ گرے۔" (الفضل ۱۲ جنوری ۱۹۵۲ء)

واضح رہے کہ یہ اعلان ربوہ میں قادیانی فرقے کے سیاسی فوجی اور کلیدی ملازمتوں پر فائز اہم عہدہ داروں کے اہم اجتماع اور مشورے کے بعد کرایا گیا تھا اور ابھی چند ماہ گزرنے نہ پائے تھے کہ اس اعلان انقلاب کی ایک صورت فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء کی شکل میں ظاہر ہوئی۔

اس سلسلہ میں موجودہ مرزا ناصر احمد کے اعلانات اسی ہزار گھوڑوں کی تیاری اور اس طرح کے کئی منصوبے اس کثرت سے ان کے اخبارات میں آتے رہے کہ سب پر عیاں ہیں۔

سیاسی عزائم کی یہ ایک معمولی سی جھلک تھی اور قیام پاکستان کے فوراً بعد مرزائیوں کے حصول اقتدار کا رجحان ابھر کر بڑی شدت سے حسب ذیل صورتوں میں سامنے آنے لگا۔

(۱)۔۔۔ کسی نہ کسی طرح پورے ملک میں سیاسی اقتدار حاصل کیا جائے۔

(۲)۔۔۔ بصورت دیگر کم از کم ایک صوبہ یا علاقہ کو قادیانی سٹیٹ کی حیثیت دی جائے۔

(۳)۔۔۔ ملک کی داخلی اور بیرونی تمام اہم شعبوں، وسائل اور ذرائع کو اپنے عزائم کے حصول کا ذریعہ بنایا جائے۔

(۴)۔۔۔ تمام کلیدی مناصب پر قبضہ کیا جائے۔

سر ظفر اللہ خان کا کردار اس پروگرام اور سیاسی عزائم کے حصول کا آغاز چوہدری ظفر اللہ خان نے اپنے دور وزارت میں بڑے زور و شور سے کیا۔ چوہدری ظفر اللہ بڑے فخر سے کہا کرتے کہ وہ جہاں جائیں خواہ امریکہ ہر جگہ مرزائیت کی تبلیغ کریں گے۔ وہ اپنی جماعت کے امیر کو مطاع مطلق سمجھتے تھے وہ نہ صرف احمدیت کو خدا کا لگایا ہوا پودا سمجھتے تھے بلکہ یہ بھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود کو نکال دیا جائے تو اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت نہیں ہو سکتا ایسے خیالات کا اظہار وہ صرف نجی مجالس بلکہ سرکاری ملازم ہوتے ہوئے احمدیت کے تبلیغی اجتماعات میں بھی برملا کیا کرتے تھے۔

(ملاحظہ ہو الفضل ۳۱ مئی ۵۲ء ص ۵ ج ۴۰ نمبر ۱۲۵ کراچی کے احمدی اجتماع کی تقریر)

پاکستان بننے کے بعد ایسے شخص کو جب وزارت خارجہ جیسا اہم عہدہ دیا گیا جس کی نگرانی میں تمام دنیا میں سفارت خانوں کا قیام اور پاکستان سے روابط قائم کرانے کا کام

بھی تھا تو شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم نے اس وقت کے وزیر اعظم کو لکھا کہ اگر کلیدی مناصب پر ایسے لوگوں کو فائز کرنے کا یہ تلخ گھونٹ آج گلے سے اتار لیا گیا تو آئندہ زہر کا پیالہ پینے کو تیار رہنا چاہیے۔

مگر یہ نصیحت بوجوہ کارگر نہ ہو سکی اور ہمیں زہر کا ایک پیالہ نہیں کئی کئی پیالے پینے پڑے۔ چوہدری ظفر اللہ موصوف تقسیم سے پہلے بھی اپنی سرکاری پوزیشن سے سراسر ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانی مفادات کے لیے کام کرتے رہے مگر تقسیم کے بعد اس میں بڑھ چڑھ کر اضافہ کر دیا۔ وزارت خارجہ کے سہارے سے انھوں نے غیر ممالک میں قادیانی تحریک کو تقویت پہنچائی اور اس وقت سے لے کر اب تک یہ لوگ پاکستان کے سفارتی ذرائع سے اپنے باطل تبلیغ کے نام پر عالم اسلام کے خلاف سیاسی، جاسوسی اور سامراجی مفادات حاصل کر رہے ہیں۔ ایسے قادیانی حاشیہ برداروں نے ملکی زر مبادلہ اتنی بے دردی سے ضائع کیا کہ جب بھی اس طرح کی خبریں آئیں مسلمانوں میں تشویش اور اضطراب کی لہر دوڑی اور قومی اسمبلی تک اس بارہ میں آوازیں اٹھائی گئیں۔

۵۳ء کے فسادات پنجاب کی افسوسناک صورت ایسے مطالبات ہی کے نتیجہ میں پیدا ہوئی جس میں سواد اعظم نے دیگر مطالبوں کے علاوہ سر ظفر اللہ اور دیگر مرزائیوں کا کلیدی مناصب سے علیحدگی پر زور دیا گیا تھا مگر ہم ان کے بیرونی آقاؤں مغربی سامراج کے ہاتھوں اتنے بے بس ہو چکے تھے کہ سینکڑوں مسلمانوں کی شہادت کے بعد بھی ''اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے سر ظفر اللہ کی علیحدگی کے بارہ میں یہ قطعی رائے ظاہر کی کہ وہ اس اہم معاملہ میں کوئی کاروائی نہیں کر سکتے۔''

وزارت خارجہ جیسے اہم منصب پر فائز یہی شخص تھا جس کے افسوسناک کردار کا ایک رخ حال ہی میں لندن میں ان کی پریس کانفرنس مورخہ ۵ جون ۸۲ء کی شکل میں سامنے آیا یہ پریس کانفرنس پاکستانی اخبارات میں آ چکی ہے۔ مغربی پریس، بی بی سی اور آکاش وانی بھارت نے اس پریس کانفرنس کے عنوان سے اسی پروپیگنڈہ کی مہم چلائی جس قسم کی مہم المیہ مشرقی پاکستان سے پہلے چلائی گئی تھی۔

بہرحال یہ ایک مثال تھی اس بات کی کہ کلیدی مناصب پر فائز ہونے کی شکل میں ان لوگوں کے ہاتھوں ملک و ملت کے مفادات کو کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے۔

تمام محکموں اور کلیدی مناصب پر قبضہ کرنے کا منصوبہ

مرزائیوں کے ذہن میں کلیدی مناصب کی بھی اہم اور نازک پوزیشن پہلے سے موجود ہے۔ خود ان کی تحریرات، اعلانات اور سرکاری محکموں پر منظم قبضہ کرنے کے پروگرام کا واضح ثبوت مل جاتا ہے۔

مرزا محمود نے اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ مثلاً موٹے موٹے محکموں سے فوج ہے، پولیس ہے، ایڈمنسٹریشن ہے، ریلوے ہے، فنانس ہے، کسٹمز ہے، انجینئرنگ ہے، یہ آٹھ دس موٹے موٹے صیغے ہیں جن کے ذریعے سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کرا سکتی ہے۔ ہماری جماعت کے نوجوان فوج میں بے تحاشا جاتے ہیں اس کے نتیجے میں ہماری نسبت فوج میں دوسرے محکموں کی نسبت سے بہت زیادہ ہے اور ہم اس سے اپنے حقوق کی حفاظت کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ باقی محکمے خالی پڑے ہیں۔ بے شک آپ لوگ اپنے لڑکوں کو نوکری کرائیں لیکن وہ نوکری اس طرح کیوں نہ کرائی جائے جس سے جماعت فائدہ اٹھا سکے۔ پیسے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغے میں ہمارے آدمی ہوں اور ہر جگہ ہماری آواز پہنچ سکے۔"

(خطبہ مرزا محمود احمد مندرجہ الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۵۲ء ص ۴ ج ۴۰ نمبر ۱۰)

کلیدی مناصب کی اہمیت اور مطالبہ علیحدگی کے دلائل

اس واضح پروگرام اور منصوبوں کو دیکھ کر اور سرکاری محکموں میں مرزائیوں کا اپنی آبادی سے بڑھ چڑھ کر قبضہ کرنے پر مسلمان بجا طور پر بے چین ہیں ان کی سابقہ روش کو دیکھ کر اگر وہ یہ مطالبہ کرتے کہ آئندہ دس سال میں ملک کے ہر محکمے میں کسی بھی مرزائی کی بھرتی بند کر دی جائے تب بھی یہ مطالبہ عین قرین انصاف تھا۔ مگر مسلمان اس سے کم تر مطالبہ یعنی قادیانیوں کو کلیدی مناصب سے ہٹانے پر اکتفا کیے ہوئے ہیں۔ جس کی معقولیت کی بنیاد صرف یہ مذہبی نظریہ نہیں کہ کسی اسلامی مملکت میں قرآن و سنت کی واضح ہدایات کی بناء پر کسی بھی غیر مسلم کو کلیدی مناصب پر مامور نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کے علاوہ یہ مطالبہ اس لیے بھی کیا جا رہا ہے کہ:

(1)۔ … یہ لوگ پچھلے انگریزی دور میں مسلمانوں کی غفلت اور انگریزوں کی غیر معمولی حمایت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کے نام پر مسلمانوں کی ملازمتوں کے کوٹہ کا

استعمال کرتے آئے ہیں۔

(۲)... قیام پاکستان کے بعد حکمرانوں کی غفلت یا بے حسی سے فائدہ اٹھا کر اس معمولی اقلیت نے شرح آبادی کے تناسب سے بدرجہا زیادہ ملازمتوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

(۳)... اس گروہ سے تعلق رکھنے والے اہم مناصب پر فائز افراد نے اپنے ہم مذہبوں کو بھرتی کر کے اور اپنے ماتحت اکثریتی طبقہ مسلمانوں کے حقوق پامال کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھائی۔

(۴)... اس کے نتیجے میں ملک کے تمام اہم شعبوں فوجی، صنعتی، معاشی، اقتصادی، انتظامیہ، مالیات، منصوبہ بندی، ذرائع ابلاغ وغیرہ پر انہیں اجارہ داری حاصل ہو گئی اور ملک کی قسمت کا فیصلہ ایک مٹھی بھر غیر مسلم جماعت کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

(۵)... اس گروہ کے سرکردہ افراد نے اپنے دائرہ اثر میں اپنے عہدہ اور منصب کو قادیانیت کی تبلیغ و اشاعت کے لیے استعمال کیا اور انہی ہدایات پر عمل کیا جو ان کے امام اور خلیفہ نے ۵۲ء میں انہیں دی تھیں اور کہا تھا کہ "مرزائی ملازمین اپنے محکموں میں منظم صورت میں مرزائیت کی تبلیغ کریں۔" [الفضل ۱۱ جنوری ۵۲ء ص ۴]

(۶)... کلیدی مناصب پر فائز مرزائیوں کے ذمہ دار افراد ملک و ملت کے مفادات سے غداری کے مرتکب ہوتے رہے۔ اس سلسلہ میں ایئر مارشل ظفر چوہدری اور کئی دوسرے جرنیلوں کا کردار قوم اور حکومت کے سامنے آ چکا ہے۔ بنگلہ دیش اور پاک بھارت جنگ کے سلسلہ میں ان لوگوں کا کردار موضوع عام خاص ہے۔

ان چند وجوہات کی بنا پر مرزائیوں کا کلیدی مناصب پر برقرار رہنا صرف مذہبی نقطہ نظر سے نہیں بلکہ ملک کی اکثریت کے معاشی، سماجی، سیاسی، معاشرتی مفادات کے تحفظ اور ملک و ملت کی سالمیت کا بھی تقاضا ہے۔

متوازی نظام حکومت

پاکستان بننے کے بعد قادیانی جماعت کی سیاسی تنظیم نے حکومت پاکستان کے مقابلے میں ایک متوازی نظام حکومت قائم کر لیا ہے۔ ربوہ کے مقام پر خالص قادیانیوں کی بستی آباد کر کے اس نظام حکومت کا مرکز بنا لیا گیا۔ قادیانی جماعت کا لیڈر "امیر المومنین" کہلاتا ہے جو مسلمانوں کے فرمانروا کا متعین شدہ لقب ہے۔ اس امیر المومنین کے ماتحت ربوہ میں مرزائی سٹیٹ کی نظارتیں باقاعدہ قائم ہیں۔ نظارت امور داخلہ ہے، نظارت نشر و

اشاعت ہے۔ نظارت امور عامہ ہے۔ نظارت امور خارجہ ہے۔ یہ نظارتیں کسی ریاست یا سلطنت کے نظام کے شعبوں کی طرح کام کر رہی ہیں۔ اس نظام حکومت نے خدام الاحمدیہ کے نام سے ایک فوجی نظام بھی بنا رکھا ہے۔ خدام الاحمدیہ میں "فرقان بٹالین" کے سابق سپاہی اور افسر شامل ہیں۔

قادیانی لیڈروں کو یقین ہے کہ اب ان کے لیے پاکستان کا حکمران بن جانا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ سابق خلیفہ ربوہ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے سالانہ جلسہ میں اعلان کیا تھا۔ ہم فتحیاب ہوں گے اور تم مجرموں کے طور پر ہمارے سامنے پیش ہو گے۔ اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا تھا۔

بلوچستان پر قبضے کا منصوبہ

ابھی قیام پاکستان کو ایک برس بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ ۲۳ جولائی ۴۸ء کو قادیانی خلیفہ نے کوئٹہ میں ایک خطبہ دیا جو ۱۳ اگست کے الفضل میں ان الفاظ میں شائع ہوا:

"برٹش بلوچستان جو اب پاکی بلوچستان ہے۔ کی کل آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے۔ یہ آبادی اگرچہ دوسرے صوبوں کی آبادی سے کم ہے مگر بوجہ ایک یونٹ ہونے کے اسے بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ دنیا میں جیسے افراد کی قیمت ہوتی ہے۔ یونٹ کی بھی قیمت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ کی کانسٹی ٹیوشن ہے۔ وہاں اسٹیٹس سینٹ کے لیے اپنے ممبر منتخب کرتے ہیں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کسی اسٹیٹ کی آبادی دس کروڑ ہے یا ایک کروڑ ہے۔ سب اسٹیٹس کی طرف سے برابر ممبر لیے جاتے ہیں۔ غرض پاکی بلوچستان کی آبادی ۵۔۶ لاکھ ہے اور اگر ریاستی بلوچستان کو ملا لیا جائے تو اس کی آبادی ۱۱ لاکھ ہے لیکن چونکہ یہ ایک یونٹ ہے اس لیے اسے بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ زیادہ آبادی کو تو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلدی احمدی بنایا جا سکتا ہے۔ یاد رکھو تبلیغ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک ہماری Base مضبوط نہ ہو۔ پہلے Base مضبوط ہو تو پھر تبلیغ پھیلتی ہے۔ بس پہلے اپنی Base مضبوط کر لو کسی نہ کسی جگہ اپنی Base بنا لو کسی ملک میں ہی بنا لو اگر ہم سارے صوبے کو احمدی نہ بنائیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے اور یہ بڑی آسانی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔"

کشمیر

مرزائی حضرات جس قادیانی ریاست کا خواب دیکھتے ہیں اس کی تعبیر کے لیے انھوں نے ابتدا ہی سے کشمیر کو بھی مناسب حال سمجھا اس دلچسپی کی بعض وجوہات کو تاریخ احمدیت کے مؤلف دوست محمد شاہد نے کتاب کی جلد ششم ص ۳۳۵ تا ۳۷۰ میں ذکر بھی کیا ہے۔

(الف)..... قادیان ریاست جموں و کشمیر کا ہم آغوش ہے جو ان کے "پیغمبر" کا مولد دارالامان اور مکہ و مدینہ کا ہم پلہ بلکہ ان سے بھی افضل قرار دیتے ہیں۔

(الفضل ۱۱ دسمبر ۳۲ء تقریر مرزا محمود قادیانی خطبات الرؤیا ص ۳۶ از مرزا محمود)

اور قادیان کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ مرزا غلام احمد کی پیشگوئی کے مطابق قادیان قادیانیوں کو ضرور ملے گا، وہ اپنے چھوٹے بچوں کو ابتدائی نصاب میں بھی بات راسخ کرتے رہتے ہیں کہ:

"قادیان سے ہجرت کی حالت عارضی ہوگی آخر ایک وقت آئے گا کہ قادیان جماعت احمدیہ کو واپس مل جائے گا۔" (راہ ایمان ۸۲ بچوں کی ابتدائی دینی معلومات کا مجموعہ)

قادیان اور جموں و کشمیر کے جغرافیائی اتصال کو برقرار رکھنے کی کوششوں سے باؤنڈری کمیشن کو احمدی میمورنڈم کی وجہ سے ضلع گورداسپور کو پاکستان سے کاٹنے اور بھارت کو کشمیر ہڑپ کرلینے کی راہ مل گئی۔

(ب)..... قادیانیوں کا زعم ہے کہ کشمیر میں قادیانی اثرات پہلے سے زیادہ ہیں۔ مرزا محمود کے بقول وہاں تقریباً اسی ہزار احمدی ہیں۔

(ج)..... کشمیر ان کے مسیح موعود کے بقول مسیح اول (حضرت عیسیٰ) کا مدفن ہے اور مسیح ثانی کے پیروکاروں کی بڑی تعداد وہاں آباد ہے اور جس ملک میں دو مسیحوں کا دخل ہو وہاں کی حکمرانی کا حق صرف قادیانیوں کو مل سکتا ہے۔

(د)..... مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نواب امام الدین کو کشمیر بطور گورنر بھیجا تو مرزا غلام احمد قادیانی کے والد بھی ان کے ساتھ تھے۔

(ہ)..... مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ اول حکیم نور الدین جو خلیفہ ثانی مرزا محمود کے استاد اور خسر تھے۔ مدتوں ہی کشمیر میں رہے بہرحال جس طرح بلوچستان پر ان کی نظر افرادی آبادی کی قلت کی وجہ سے پڑی تو کشمیر پر ہر دور میں ان کی نظر کسی عام انسانی ہمدردی اور

مسلمانوں کی خیرخواہی کی وجہ سے نہیں بلکہ سابقہ شخصی اور عصبیتی مفادات کی وجہ سے چل رہی ہے اس سلسلہ میں کشمیر کو قادیانی سٹیٹ بنانے کی پہلی سازش ۱۹۳۰ء میں برطانوی آقاؤں کے اشارے پر کی گئی مرزا بشیر الدین کی کشمیر کمیٹی سے دلچسپی انہیں سیاسی عزائم کی پیداوار تھی جسے ڈاکٹر اقبال مسلمان زعما اور عام مسلمانوں کی مشترکہ کوششوں نے ناکام بنا دیا۔ اور علامہ اقبالؒ نے کمیٹی سے ان کے سیاسی عزائم بھانپ کر اس تحریک کا سختی سے مقابلہ شروع کیا۔"

۱۹۴۸ء کی جنگ کشمیر اور فرقان بٹالین

قیام پاکستان کے تیسرے مہینے اکتوبر ۴۷ء میں پاکستان نے مقبوضہ کشمیر کا مطالبہ کیا اور ۴۸ء میں جنگ چھڑی تو قادیانی امت نے فرقان بٹالین کے نام سے ایک پلاٹون تیار کی جو جموں کے محاذ پر متعین کی گئی۔ جس سے پہلے اپنی طویل تاریخ میں مرزائیوں کو مسلمانوں کے کسی ابتلاء اور مصیبت میں حصہ لینے کی توفیق نہیں ہوئی تھی مگر آج وہ آزادی کشمیر کے لئے فرقان بٹالین کے نام سے خدمتیں پیش کرنے لگے اس وقت پاکستان کے کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی تھے جو نہ تو کشمیر کی لڑائی کے حق میں تھے نہ پاکستانی فوج کو کشمیر میں استعمال کرنا چاہتے تھے بلکہ یہاں تک ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بعض جنگی معلومات بھارت کے کمانڈر انچیف جنرل سر آکنلیک تک پہنچاتے رہے لیکن دوسری طرف وہی انگریز کمانڈر انچیف۔ ربوہ سے تعلق رکھنے والی ایک آزاد فورس کو اس جنگ میں کھلی اجازت دیتا ہے۔ انہی جنرل گریسی نے بطور کمانڈر انچیف فرقان بٹالین کو داد وتحسین کا پیغام بھی بھیجا جو تاریخ احمدیت مؤلفہ دوست محمد شاہد قادیانی ص ۳ ج ۱۲ اور نظارت دعوۃ وتبلیغ ربوہ کی شائع کردہ ٹریکٹ میں بھی ہے۔ فرقان فورس نے کشمیر کی اس جنگ کے دوران کیا خدمات انجام دیں۔ یہاں اس کی تفصیلات کی گنجائش نہیں لیکن جب اس جہاد کے بعد اس تنظیم کے کارنامے حلقوں میں زیر بحث آنے لگے اور اخبارات میں کشمیری رہنماؤں اللہ رکھا ساغر اور آفتاب احمد سیکرٹری جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کے بیانات آئے اس سے اس وقت کے فوجی سربراہوں اور حکومت میں کھلبلی مچ گئی۔ سردار آفتاب احمد کا اصل بیان یہ تھا۔

"اس فرقان بٹالین نے جو کچھ کیا اور ہندوستان کی جو خدمات سرانجام دیں۔ مسلم مجاہدین کی جوانیوں کا جس طرح سودا چکایا اگر اس پرخون کے آنسو بھی بہائے جائیں

تو کم ہیں جو سکیم تھی ہندوستان پہنچ جاتی جہاں مجاہدین مورچہ ہٹتے دشمن کو پتہ چل جاتا، جہاں مجاہدین ٹھکانہ کرتے ہندوستان کے ہوائی جہاز پہنچ جاتے۔"

(ٹریکٹ نظارت دعوت تبلیغ انجمن احمدیہ ربوہ بحوالہ تحریک کشمیر اور مرزائیت)

الفضل ۲ جنوری ۱۹۵۰ء صفحہ ۳ کالم ۳ کے مطابق مرزا بشیر الدین محمود نے ان بیانات اور تقریروں پر واویلا مچایا کہ اگر ہم غدار تھے تو حکومت نے ہمیں وہاں کیوں بٹھائے رکھا اور اس طرح اس وقت کی حکومت اور جنرل گریسی کی غداری کو بھی طشت از بام کرانے کا سگنل مرزا بشیر الدین نے دے دیا۔ چنانچہ اس وقت جنرل گریسی نے ایک تو فرقان فورس کو بڑے اصرار اور فوری طور پر توڑ دیا اور دوسری طرف خود جنرل گریسی نے آفتاب احمد خان کے الزام کی تردید کی ضرورت محسوس کی مگر مرزا بشیر الدین کے کہنے کے مطابق حکومت کے دباؤ سے الزام لگانے والوں نے گول مول الفاظ میں تردید کر دی مگر ایک ماہ ہوا کہ پھر وہی اعتراض شائع کر دیا۔" (ملاحظہ ہو الفضل ۲ جنوری ۱۹۵۰ء میں مرزا بشیر الدین کی تقریر)

سوال یہ ہے کہ ایسے الزامات اگر غلط تھے تو اتنی جلدی میں فرقان فورس کو توڑ دینے کی ضرورت کیا تھی؟ اور یہ الزامات اگر غلط تھے تو الزام لگانے والے مدتوں برسر عام اس کو دہراتے چلے گئے مگر اس وقت کی حکومت اور کمانڈر انچیف نے اس کی عدالتی انکوائری کی ضرورت کیوں محسوس نہیں کی پاکستانی افواج کے ہوتے ہوئے متوازی فوج کیسے اور کیوں؟ یہ سوالات اب تک جواب طلب ہیں مگر اس وقت آفتاب احمد صاحب سیکرٹری جنرل کشمیر مسلم کانفرنس کے کہے گئے یہ الفاظ اب بھی حقیقت کی غمازی کر رہے ہیں کہ مرزائی ۳۰ سال سے (اور اب تو ۶۵ سال) آزاد کشمیر کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔"

فرقان فورس، ایک احمدی بٹالین اور متوازی فوجی تنظیم

چنانچہ فرقان فورس اس وقت توڑ دی گئی مگر ربوہ کے متوازی حکمران یہی سمجھتے تھے کہ عوام کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ حقائق بین نگاہیں بہت کم ہوتی ہیں آگے چل کر بہت جلد اسے اور شکلوں میں قائم رکھا گیا اور اب یہ فورس اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ وغیرہ نیم فوجی تنظیموں کی صورت میں قائم ہیں۔ جسٹس منیر نے فسادات ۵۳ء کے تحقیقاتی رپورٹ میں ۲۱۹ پر فرقان فورس کی موجودگی کے علاوہ مرزائی سٹیٹ کے خود ساختہ سیکرٹریٹ کی خبر ان الفاظ میں دی ہے۔

احمدی ایک متحد و منظم جماعت ہیں ان کا صدر مقام ایک خالص احمدی قصبے میں

واقع ہے جہاں ایک مرکزی تنظیم قائم ہے جس کے مختلف شعبے ہیں مثلاً شعبہ امور خارجہ، شعبہ امور داخلہ، شعبہ امور عامہ، شعبہ نشر و اشاعت یعنی وہ شعبے جو ایک باقاعدہ سیکرٹریٹ کی تنظیم میں ہوتے ہیں۔ وہ سب یہاں موجود ہیں ان کے پاس رضا کاروں کا ایک جتھہ بھی ہے جس کو خدام الدین کہتے ہیں فرقان بٹالین اسی جتھہ سے مرکب ہے اور خالص احمدی بٹالین ہے۔

(تحقیقاتی رپورٹ ص ۲۱۰)

۶۶ء میں اس رسوائے زمانہ فرقان فورس کو مرزائیوں نے ۶۵ء کی جنگ کی غیور پاکستانی افواج اور مجاہدین اور شہداء کے بالمقابل اس طرح پیش کیا کہ جب پاکستانی افواج کے بہادر مجاہدین کو تمغے دیے جانے لگے تو "الفضل" میں اس طرح کے اعلانات شائع ہونے لگے۔

"فرقان فورس میں شامل ہو کر جن قادیانیوں نے ۲۵ دن یعنی ۳۱ دسمبر ۴۸ء (فائر بندی کی تاریخ) کشمیر کی لڑائی میں حصہ لیا تھا وہ اب مندرجہ ذیل نمونہ کی رسید بنا کر اس پر دستخط ثبت کر کے مقامی قادیانی جماعت کے امیر کے دستخط کروا کر ملک محمد رفیق دار الصدر غربی بی ربوہ کو بھجوا دیں جس افسر کو ایڈریس کرتا ہے وہ جگہ خالی چھوڑ دی جائے یہ رسیدیں ربوہ سے راولپنڈی جائیں گی راولپنڈی سے ان لوگوں کے کشمیر میڈل ربوہ آئیں گے اور اس کی اطلاع "الفضل" میں شائع ہو گی اور پھر یہ میڈل ربوہ میں ان قادیانیوں کو تقسیم کیے جائیں گے۔ (۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء "الفضل")

۱۹۶۵ء میں یتیم ہونے والے بچوں اجڑنے والے سہاگوں کے مقابلہ میں کشمیر میڈل کا قصہ چھیڑنا کیا ۶۵ء کے شہیدوں اور ان کی قربانیوں سے مذاق نہیں تھا؟

مجاہدین ۶۵ء کے مقابلہ میں ۱۸ برس بعد فرقان فورس کے قادیانیوں کو کشمیر میڈل ملنے کا قصہ؟ اس خطرناک سکینڈل سے پردہ اٹھانا انٹیلی جنس بیورو کا کام ہے۔ ہم محکمہ دفاع کی نزاکت اور تقدس کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی تفصیلات میں نہیں جانا چاہتے۔ کشمیر کے سلسلہ میں فرقان فورس کا یہ تو ضمنی ذکر تھا اصل مسئلہ کشمیر کے سلسلہ میں بظاہر یہ معمولی باتیں بھی قابل غور ہیں کہ پاک بھارت جنگ کے ہر موقع پر کشمیر و قادیان سے ملحق سرحدات کی کمان عموماً قادیانی جرنیلوں ہی کے ہاتھ میں کیوں رہتی ہے۔ ۶۵ء کی جنگ سے پہلے اور اس کے بعد بھی صدر ایوب کے دور میں سر ظفر اللہ قادیانی اور دوسرے مرزائی عمائدین کی طرف سے کشمیر پر چڑھائی اور اس کے لیے موزوں وقت کی نشاندہی کے پیغامات اور فتح کشمیر کی بشارتیں کیوں دی جاتی رہیں؟

❁ .. مرزائیوں نے تقسیم کے وقت وزارتی کمیشن سے علیحدہ حقوق طلب کر کے پاکستان سے غداری کی۔

❁ ... پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ملک ہے جس کی حفاظت اور دفاع کے لیے عقیدۂ جہاد روح کا کام دیتا ہے مگر جو جماعت جہاد پر ایمان نہیں رکھتی وہ پاکستان کی افواج میں مقتدر حیثیت اختیار کرتی گئی اور نتیجۃً پاک و بھارت جنگ کے ہر موقعہ پر انھوں نے اپنے فرائض کی ادائیگی سے گریز کیا۔ حالیہ صمدانی ٹریبونل میں قادیانی گواہ مرزا عبدالسمیع وغیرہ کی تصریح آچکی ہے کہ وہ ۶۵ء کی جنگ کو جہاد تسلیم نہیں کرتے۔

❁ مشرقی پاکستان کے سقوط میں افواج اور ایوان اقتدار پر فائز مقتدر مرزائیوں کا بنیادی حصہ ہے جس کے بہت سے حقائق اپنے وقت پر پیش کیے جا سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سر ظفر اللہ کی جنگ کے ایام میں یحییٰ اور مجیب کے درمیان تگ و دو بے معنی نہ تھی۔

❁ . مرزائیوں نے راولپنڈی سازش کیس میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ وہ اس کے بانی مبانی تھے۔ جس کا ثبوت عدالت سے ہو چکا ہے۔

مرزائی ریشہ دوانیوں کے نتیجہ میں ۵۳ء میں ملک کو پہلی بار مارشل لاء کی لعنت کا سامنا کرنا پڑا۔

خلاصہ کلام ان واضح شواہد پر مبنی تفصیلات کو پڑھ کر مرزائیت کے سیاسی اور شرعی وجود کے متعلق کوئی غلط فہمی باقی نہیں رہتی۔ ہر حوالہ اپنی جگہ مکمل اور اس کے عزائم و مقاصد کی صحیح تصویر پیش کرتا ہے۔ یہی وجوہ ہیں جن کی بنا پر مسلمانوں کے تمام فرقوں نے متفقہ طور پر مرزائیت کو اسلام کا باغی اور ان کے پیروؤں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ اس تحریک کے احوال و نتائج اور آثار و مظاہر تمام مسلمانوں کے علم میں ہیں۔

مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ نیا نہیں بلکہ علامہ اقبال نے پاکستان بننے سے کہیں پہلے انگریزی حکومت کو خطاب کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

”ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیے جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل ہونے کے لیے کیوں مضطرب ہیں؟ ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی

علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔“ (اسٹیٹسمین، ۱۰ جون ۱۹۳۵ء)

علامہ اقبال نے حکومت کے طرز عمل کو محسوس کرتے ہوئے مزید فرمایا تھا:

”اگر حکومت کے لیے یہ گروہ مفید ہے تو وہ اس خدمت کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے لیکن اس ملت کے لیے اسے نظر انداز کرنا مشکل ہے جس کا اجتماعی وجود اس کے باعث خطرہ میں ہے۔“

ان شواہد و نظائر کے پیش نظر آپ حضرات سے یہ گزارش کرنا ہم اپنا قومی و ملی فرض سمجھتے ہیں کہ یورپی سامراج کے اس ففتھ کالم کی سرگرمیوں پر نہ صرف کڑی نگاہ رکھی جائے بلکہ اس جماعت کو پاکستان میں اقلیت قرار دے کر بحیثیت آبادی ان کے حدود و حقوق متعین کیے جائیں۔ ورنہ مرزائی استعماری طاقتوں کی بدولت ملک و ملت کے لیے مستقل خطرہ بنے رہیں گے اور خدانخواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ملک و ملت کو ایک ایسے سانحہ سے دوچار ہونا پڑے، جو سانحہ کہ آج ملت اسلامیہ عربیہ کی حیات اجتماعی کے لیے اسرائیلی سرطان کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

آخری دردمندانہ گزارش

معزز اراکین اسمبلی! ہر چند اختصار کو مد نظر رکھنے کے باوجود مرزائیت کے بارے میں ہماری گزارشات کچھ طویل ہو گئیں لیکن امت اسلامیہ پر مرزائیت کی ستم رانیوں کی داستان اس قدر طویل ہے کہ دو سو صفحات سیاہ کرنے کے باوجود ہمیں بار بار یہ احساس ہوتا ہے کہ اس موضوع سے متعلق جتنی اہم باتیں معزز اراکین کے سامنے پیش کرنی ضروری تھیں۔ ان کا بہت بڑا حصہ ابھی باقی ہے۔ ملت اسلامیہ تقریباً نوے سال سے مرزائیت کے ستم سہہ رہی ہے۔ اس مذہب کی طرف سے اسلام کے نام پر اسلام کی جڑیں کاٹنے کی جو طویل مہم جاری ہے، اس کی ایک معمولی سی جھلک پچھلے صفحات میں آپ کے سامنے آ چکی ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد کی دھجیاں بکھیری گئی ہیں، قرآنی آیات کے ساتھ کھلا مذاق کیا گیا ہے۔ احادیث نبوی ﷺ کو کھلونا بنایا گیا ہے، انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرامؓ کے مقدس گروہ، اہل بیت عظامؓ اور اسلام کی جلیل القدر شخصیتوں پر اعلانیہ کیچڑ اچھالا گیا ہے۔ اسلامی شعائر کی بدترین توہین کی گئی ہے، انتہا یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جیسے کردار کو رحمۃ للعالمین ﷺ کے ”پہلو بہ پہلو“ کھڑا کرنے بلکہ ان سے بھی آگے بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے جس کے مقام عظمت و رفعت کے آگے فرشتوں کا سر نیاز بھی خم ہے۔ جس کے نام نامی

سے انسانیت کا بھرم قائم ہے اور جس کے دامن رحمت کی فیضیوں کے آگے مشرق و مغرب کی حدود بے معنی ہیں ۔

مرزائیت اسی رحمۃ للعالمین ﷺ کے شیدائیوں کے خلاف نوے سال سے سازشوں میں مصروف ہے، اس نے ہمیشہ اسلام کا روپ دھار کر امت مسلمہ کی پشت میں خنجر گھونپے اور دشمنان اسلام کے عزائم کو اندرونی آڑے فراہم کرنے کی کوشش کی ہے، اس نے عالم اسلام کے مختلف حصوں میں فرزندان توحید کے قتل عام اور مسلم خواتین کی بے حرمتی پر گھی کے چراغ جلائے ہیں اور اس نے اپنے آپ کو امت مسلمہ کا ایک حصہ ظاہر کر کے اسلام دشمنوں کی وہ خدمات انجام دی ہیں جو اس کے کھلم کھلا دشمن انجام نہیں دے سکتے تھے۔

ملت مسلمہ نوے سال سے مرزائیت کے یہ مظالم جھیل رہی ہے، انہی مظالم کی بنا پر تمام مسلمانوں اور مصور پاکستان علامہ اقبال مرحوم نے اپنے زمانے کی انگریز حکومت سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ مرزائی مذاہب کے متبعین کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر انہیں مسلمانوں کے جسد ملی سے علیحدہ کر دیا جائے، لیکن وہ ایک ایسی حکومت کے دور میں پیدا ہوئے تھے۔ جس نے مرزائیت کا پودا خود کاشت کیا تھا اور جس نے ہمیشہ اپنے مفادات کی خاطر مرزائیت کی پیٹھ تھپکنے کی پالیسی اختیار کی ہوئی تھی۔ لہٰذا پوری ملت اسلامیہ اور خاص طور سے علامہ اقبال کی درد میں ڈوبی ہوئی فریادیں ہمیشہ حکومت کے ایوانوں سے ٹکرا کر رہ گئیں۔ مسلمان بے دست و پا تھے، اس لیے وہ مرزائیت کے مظالم سہنے کے سوا کچھ نہ کر سکے۔

آج اسی مصور پاکستان کے خوابوں کی تعبیر پاکستان کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ یہاں ہم کسی بیرونی حکومت کے ماتحت نہیں تھے لیکن افسوس ہے کہ ستائیس سال گزرنے کے بعد بھی ہم ملت اسلامیہ کی اس ناگزیر ضرورت، اس کے دیرینہ مطالبے اور حق و انصاف کے اس تقاضے کو پورا نہیں کر سکے اور اس عرصہ میں مرزائیت کے ہاتھوں سینکڑوں مزید زخم کھا چکے ہیں۔

معزز اراکین اسمبلی! اب ایک طویل انتظار کے بعد یہ اہم مسئلہ آپ حضرات کے سپرد ہوا ہے اور صرف پاکستان ہی نہیں، بلکہ پورے عالم اسلام کی نگاہیں آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں، پوری مسلم دنیا آپ کی طرف دیکھ رہی ہے اور ان خلد آشیاں مسلمانوں کی روحیں آپ کے فیصلے کی منتظر ہیں، جنہوں نے غلامی کی تاریک رات میں مرزائیت کے بچھائے ہوئے کانٹوں پر جان دے دی تھی جو حق وانصاف کے لیے پکارتے رہے مگر ان کی شنوائی نہ ہوئی اور جو ستائیس سال سے اس مسلم ریاست کی طرف دیکھ رہے ہیں جو آزادی

[illegible]

کے خوابوں کی تعبیر ہے جو اسلام کے نام پر قائم ہوئی ہے اور جو دو سو سالہ غلامی کے بعد مسلمانوں کی پناہ گاہ کے طور پر حاصل کی گئی ہے۔

معزز اراکین! مسلمان کسی پر ظلم کرنا نہیں چاہتے۔ مسلمانوں کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ اس مرزائی ملت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے جس نے اسلام سے کھلم کھلا خود علیحدگی اختیار کی ہے جس نے اسلام کے مسلمہ عقائد کو جھٹلایا ہے، جس نے ستر کروڑ مسلمانوں کو برملا کافر کہا ہے اور جس نے خود کھلا اپنے آپ کو ملت اسلامیہ سے کاٹ لیا ہے۔ ان کی عبادت گاہیں مسلمانوں سے الگ ہیں۔ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان شادی بیاہ کے رشتے دونوں طرف سے ناجائز سمجھے جاتے ہیں اور عدالتیں ایسے رشتوں کو غیر قانونی قرار دے چکی ہیں۔ مسلمان مرزائیوں کے اور مرزائی مسلمانوں کے جنازوں میں شرکت جائز نہیں سمجھتے اور ان کے آپس میں ہم مذہبوں کے سے تمام رشتے کٹ چکے ہیں۔ لہٰذا اسمبلی کی طرف سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اقدام کوئی انوکھا یا غیر معمولی اقدام نہیں ہوگا، بلکہ یہ ایک ظاہر و باہر حقیقت کا سرکاری سطح پر اعتراف ہوگا جو پہلے ہی عالم اسلام میں اپنے آپ کو منوا چکی ہے۔ پچھلے صفحات میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تجویز کوئی ایسی تجویز نہیں ہے جو کسی شخص کی عداوت یا سیاسی لڑائی نے وقتی طور پر کھڑی کر دی ہو، بلکہ یہ قرآن کریم کی بیسیوں آیات کا، خاتم الانبیاء ﷺ کے سینکڑوں ارشادات کا، امت کے تمام صحابہ و تابعین اور فقہاء و محدثین کا، تاریخ اسلام کی تمام عدالتوں اور حکومتوں کا، مذاہب عالم کی پوری تاریخ کا، دنیا کے موجودہ ستر کروڑ مسلمانوں کا، پاکستان کے ابتدائی معماروں کا، خود مرزائی پیشواؤں کے اقراری بیانات کا اور ان کے نوے سالہ طرز عمل کا فیصلہ ہے اور اس کا انکار عین دوپہر کے وقت سورج کے وجود کا انکار ہے۔

چونکہ مرزائی جماعتیں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے امت مسلمہ کے مفادات کے خلاف کارروائیوں میں مصروف رہتی ہیں اس لیے ان کے اور مسلمانوں کے درمیان اس وقت منافرت و عداوت کی ایسی فضا قائم ہے جو دوسرے کسی مذاہب کے ساتھ نہیں ہے۔ اس صورت حال کا اس کے سوا کوئی حل نہیں ہے، کہ مرزائیوں کو سرکاری سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے۔ اس کے بعد دوسری اقلیتوں کی طرح مرزائیوں کے جان و مال کی حفاظت بھی مسلمانوں کی ذمہ داری ہوگی۔ مسلمانوں نے اپنے ملک کے غیر مسلم باشندوں کے ساتھ ہمیشہ انتہائی فیاضی اور رواداری کا سلوک کیا ہے، لہٰذا مرزائیوں کو سرکاری سطح پر غیر

مسلم اکثریت قرار دینے کے بعد ملک میں ان کے جان مال کا تحفظ زیادہ ہوگا اور منافرت کی وہ آگ جو وقتے وقتے سے بھڑک اٹھتی ہے ملک کی سالمیت کے لیے کبھی خطرہ نہیں بن سکے گی۔

لہٰذا ہم آپ سے اللہ کے نام پر، شافع محشر ﷺ کی ناموس کے نام پر، قرآن و سنت اور امت اسلامیہ کے اجماع کے نام پر، حق و انصاف اور دیانت و صداقت کے نام پر دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں[1] کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کے اس مطالبے کو پورا کرنے میں کسی قسم کے دباؤ سے متاثر نہ ہوں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر کریں جن کی شفاعت میدان حشر میں ہمارا آخری سہارا ہے۔

اگر ہم نے اپنی اس ذمہ داری کو پورا نہ کیا تو ملت اسلامیہ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ اقتدار و اختیار ڈھل جاتا ہے لیکن غلط فیصلوں کا داغ موت کے بعد تک نہیں مٹتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح فیصلہ کی توفیق دے۔

(محرکین قرارداد)

---

[1] بلکہ اب ایک ارب سے زائد مسلمانوں کے نام پر۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو مسئلہ ختم نبوت پر
پاکستان قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ

ان صفحات میں خصوصی کمیٹی کی قرارداد کا متن، آئین میں ترمیم کا بل اور وزیراعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر کا متن دیا جا رہا ہے جو انھوں نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس وقت کی، جبکہ پارلیمنٹ نے ختم نبوت کے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے قانون پاس کیا۔

قرارداد

قومی اسمبلی کے کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی متفقہ طور پر طے کرتی ہے کہ حسب ذیل سفارشات قومی اسمبلی کو غور اور منظوری کے لیے بھیجی جائیں۔

کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی اپنی رہنما کمیٹی اور ذیلی کمیٹی کی طرف سے اس کے سامنے پیش یا قومی اسمبلی کی طرف سے اس کو بھیجی گئی قراردادوں پر غور کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور گواہوں بشمول سربراہان انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام، لاہور کی شہادتوں اور جرح پر غور کرنے کے بعد متفقہ طور پر قومی اسمبلی کو حسب ذیل سفارشات پیش کرتی ہے۔

(الف)... کہ پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترمیم کی جائے:۔

(اول)..... دفعہ ۱۰۶ (۳) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

(دوم)... دفعہ ۲۶۰ میں ایک نئی شق کے ذریعے غیر مسلم کی تعریف درج کی جائے۔ مذکورہ بالا سفارشات کے نفاذ کے لیے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

(ب) کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح:۔ کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۲۶۰ کی شق (۳) کی تصریحات کے مطابق محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

(ج)... کہ متعلقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ، ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد،

۱۹۷۴ء میں نتیجۃً قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں۔

(د) . . . . کہ پاکستان کے تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، کے جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

قومی اسمبلی میں پیش کیے جانے کیلئے اسلامی جمہوریہ

پاکستان میں مزید ترمیم کرنے کے لیے ایک بل

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔

لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

۱. مختصر عنوان اور آغاز نفاذ . . . . (۱) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔ (۲) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲. . . آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں، جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا، دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین "اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں)" درج کیے جائیں گے۔

۳. . . . . آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم۔ آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی، یعنی

"(۳) جو شخص محمد ﷺ، جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔"

بیان اغراض و وجوہ

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے، اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔ عبدالحفیظ پیرزادہ، وزیر انچارج

وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر

جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان کی اس تقریر کا متن جو انھوں نے قومی اسمبلی میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو کی تھی۔

جناب اسپیکر! میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے تو اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لیے اس بات پر زور دے رہا ہوں۔ ہم نے اس مسئلے پر ایوان کے تمام ممبروں سے تفصیلی طور پر تبادلہ خیال کیا ہے، جن میں تمام پارٹیوں کے اور ہر طبقہ خیال کے نمائندے موجود تھے۔ آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے، یہ ایک قومی فیصلہ ہے، یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے، خواہشات اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ فقط حکومت ہی اس فیصلے کی تحسین کی مستحق قرار پائے۔ اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایک فرد اس فیصلے کی تعریف و تحسین کا حقدار بنے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ یہ مشکل فیصلہ، بلکہ میری ناچیز رائے میں کئی پہلوؤں سے بہت ہی مشکل فیصلہ، جمہوری اداروں اور جمہوری حکومت کے بغیر نہیں کیا جا سکتا تھا۔

یہ ایک پرانا مسئلہ ہے۔ نوے سال پرانا مسئلہ ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ مزید پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ اس سے ہمارے معاشرے میں تلخیاں اور تفرقے پیدا ہوئے لیکن آج کے دن تک اس مسئلے کا کوئی حل تلاش نہیں کیا جا سکا۔ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ ماضی میں بھی پیدا ہوا تھا، ایک بار نہیں، بلکہ کئی بار، ہمیں بتایا گیا کہ ماضی میں اس مسئلے پر جس طرح قابو پایا گیا تھا، اسی طرح اب کی بار بھی ویسے ہی اقدامات سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے اس سے پہلے کیا کچھ کیا گیا، لیکن مجھے معلوم ہے کہ ۱۹۵۳ء میں کیا کیا گیا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں اس مسئلے کو حل کے لیے وحشیانہ طور پر طاقت کا استعمال کیا گیا تھا جو اس مسئلے کے حل کے لیے نہیں، بلکہ اس مسئلے کو دبا دینے کے لیے تھا۔ کسی مسئلے کو دبا دینے سے اس کا حل نہیں نکلتا۔ اگر کچھ صاحبان عقل و

ہم حکومت کو یہ مشورہ دیتے کہ عوام پر تشدد کر کے اس مسئلہ کو حل کیا جائے، اور عوام کے جذبات اور ان کی خواہشات کو کچل دیا جائے، تو شاید اس صورت میں ایک عارضی حل نکل آتا، لیکن یہ مسئلے کا صحیح اور درست حل نہ ہوتا۔ مسئلہ دب تو جاتا، اور پس منظر میں چلا جاتا، لیکن یہ مسئلہ ختم نہ ہوتا۔

ہماری موجودہ مساعی کا مقصد یہ رہا ہے کہ اس مسئلے کا مستقل حل تلاش کیا جائے اور میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ ہم نے صحیح اور درست حل تلاش کرنے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ یہ درست ہے کہ لوگوں کے جذبات مشتعل ہوئے، غیر معمولی احساسات ابھرے۔ قانون اور امن کا مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ جائیداد اور جانوں کا اتلاف ہوا۔ پریشانی کے لمحات بھی آئے۔ تمام قوم گزشتہ تین ماہ سے تشویش کے عالم میں رہی اور اس پر کشمکش اور بیم و رجا کے عالم میں رہی۔ طرح طرح کی افواہیں کثرت سے پھیلائی گئیں اور تقریریں کی گئیں، مسجدوں اور گلیوں میں بھی تقریروں کا سلسلہ جاری رہا۔ میں یہاں اور اس وقت یہ دہرانا نہیں چاہتا کہ ۲۲ اور ۲۹ مئی کو کیا ہوا تھا۔ میں موجودہ مسئلے کی وجوہات کے بارے میں بھی کچھ کہنا نہیں چاہتا کہ یہ مسئلہ کس طرح رونما ہوا اور کس طرح اس نے جنگل کی آگ کی طرح تمام ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ میرے لیے اس وقت یہ مناسب نہیں کہ میں موجودہ معاملات کی تہہ تک جاؤں، لیکن میں اجازت چاہتا کہ اس معزز ایوان کی توجہ اس تقریر کی طرف دلاؤں جو میں نے قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے ۱۳ جون کو کی تھی۔

اس تقریر میں، میں نے پاکستان کے عوام سے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ یہ مسئلہ بنیادی اور اصولی طور پر مذہبی مسئلہ ہے۔ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے۔ پاکستان مسلمانوں کے لیے وجود میں آیا تھا۔ اگر کوئی ایسا فیصلہ کر لیا جاتا، جسے اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت، اسلام کی تعلیمات اور اعتقادات کے خلاف سمجھتی تو اس سے پاکستان کی علت غائی اور اس کے تصور کو بھی ٹھیس لگنے کا اندیشہ تھا۔ چونکہ یہ مسئلہ خالص مذہبی مسئلہ تھا۔ اس لیے میری حکومت کے لیے یا ایک فرد کی حیثیت میں میرے لیے مناسب نہ تھا کہ اس پر ۱۳ جون کو کوئی فیصلہ دیا جاتا۔

لاہور میں مجھے کئی ایک ایسے لوگ ملے جو اس مسئلے کے باعث مشتعل تھے۔ وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ آج ہی، ابھی ابھی اور یہیں وہ اعلان کیوں نہیں کر دیتے جو کہ پاکستان کے مسلمانوں کی اکثریت چاہتی ہے۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ یہ اعلان کر دیں تو اس سے آپ کی حکومت کو بڑی داد و تحسین ملے گی اور آپ کو ایک فرد کے طور پر

نہایت شاندار شہرت اور ناموری حاصل ہوگی۔ انھوں نے کہا کہ اگر آپ نے عوام کی خواہشات کو پورا کرنے کا یہ موقع گنوا دیا تو آپ اپنی زندگی کے ایک سنہری موقع سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ میں نے اپنے ان احباب سے کہا کہ یہ ایک انتہائی پیچیدہ اور بسیط مسئلہ ہے جس نے برصغیر کے مسلمانوں کو نوے سال سے پریشان کر رکھا ہے اور پاکستان بننے کے ساتھ ہی یہ پاکستان کے مسلمانوں کے لیے بھی پریشانی کا باعث بنا ہے۔ میرے لیے یہ مناسب نہ تھا کہ میں اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا اور کوئی فیصلہ کر دیتا۔ میں نے ان احباب سے کہا کہ ہم نے پاکستان میں جمہوریت کو بحال اور قائم کیا ہے۔ پاکستان کی ایک قومی اسمبلی موجود ہے جو ملکی مسائل پر بحث کرنے کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ میری ناچیز رائے میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے قومی اسمبلی ہی مناسب جگہ ہے اور اکثریتی پارٹی کے رہنما ہونے کی حیثیت میں میں قومی اسمبلی کے ممبروں پر کسی طرح کا دباؤ نہیں ڈالوں گا۔ میں اس مسئلے کے حل کو قومی اسمبلی کے ممبروں کے ضمیر پر چھوڑتا ہوں، اور ان میں میری پارٹی کے ممبر بھی شامل ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبر میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ جہاں میں نے کئی ایک مواقع پر انھیں بلا کر اپنی پارٹی کے موقف سے آگاہ کیا، وہاں اس مسئلے پر میں نے اپنی پارٹی کے کسی ممبر پر بھی اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کی۔ سوائے ایک موقع کے جبکہ اس مسئلے پر کھلی بحث ہوئی تھی۔

جناب اسپیکر! میں آپ کو یہ بتانا مناسب نہیں سمجھتا کہ اس مسئلے کے باعث اکثر میں پریشان رہا اور راتوں کو مجھے نیند نہیں آئی۔ اس مسئلے پر جو فیصلہ ہوا ہے، میں اس کے نتائج سے بخوبی واقف ہوں۔ مجھے اس فیصلے کے سیاسی اور معاشی ردعمل اور اس کی پیچیدگیوں کا علم ہے، جس کا اثر مملکت کے تحفظ پر ہو سکتا ہے۔ یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے، لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا۔ پاکستان وہ ملک ہے جو برصغیر کے مسلمانوں کی اس خواہش پر وجود میں آیا کہ وہ اپنے لیے ایک علیحدہ مملکت چاہتے تھے۔ اس ملک کے باشندوں کی اکثریت کا مذہب اسلام ہے۔ میں اس فیصلے کو جمہوری طریقے سے نافذ کرنے میں اپنے کسی بھی اصول کی خلاف ورزی نہیں کر رہا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا پہلا اصول یہ ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ اسلام کی خدمت ہماری پارٹی کے لیے اولین اہمیت رکھتی ہے۔ ہمارا دوسرا اصول یہ ہے کہ جمہوریت ہماری پالیسی ہے چنانچہ ہمارے لیے فقط یہی درست راستہ تھا کہ ہم اس مسئلے کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش کرتے۔ اس کے ساتھ ہی میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم اپنی پارٹی کے اس اصول کی بھی پوری طرح سے پابندی کریں گے کہ پاکستان کی

معیشت کی بنیاد سوشلزم پر ہو۔ ہم سوشلسٹ اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ فیصلہ جو کیا گیا ہے، اس فیصلے میں ہم نے اپنے کسی بھی اصول سے انحراف نہیں کیا۔ ہم اپنی پارٹی کے تین اصولوں پر مکمل طور سے پابند رہے ہیں۔ میں نے کئی بار کہا ہے کہ اسلام کے بنیادی اور اعلیٰ ترین اصول، سماجی انصاف کے خلاف نہیں اور سوشلزم کے ذریعے معاشی استحصال کو ختم کرنے کے بھی خلاف نہیں ہیں۔

یہ فیصلہ مذہبی بھی ہے اور غیر مذہبی بھی۔ مذہبی اس لحاظ سے کہ یہ فیصلہ ان مسلمانوں کو متاثر کرتا ہے جو پاکستان میں اکثریت میں ہیں اور غیر مذہبی اس لحاظ سے کہ ہم دور جدید میں رہتے بستے ہیں۔ ہمارا آئین کسی مذہب و ملت کے خلاف نہیں بلکہ ہم نے پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں حقوق دیے ہیں۔ ہر پاکستانی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ فخر و اعتماد سے بغیر کسی خوف کے اپنے مذہبی عقائد کا اظہار کر سکے۔ پاکستان کے آئین میں پاکستانی شہریوں کو اس امر کی ضمانت دی گئی ہے۔ میری حکومت کے لیے اب یہ بات بہت اہم ہو گئی ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرے۔ یہ نہایت ضروری ہے اور میں اس بات میں کوئی ابہام کی گنجائش نہیں رکھنا چاہتا۔ پاکستان کے شہریوں کے حقوق کی حفاظت ہمارا اخلاقی اور مقدس اسلامی فرض ہے۔

جناب اسپیکر! میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں اور اس ایوان کے باہر ہر شخص کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ فرض پوری طرح اور مکمل طور پر ادا کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں کسی شخص کے ذہن میں شبہ نہیں رہنا چاہیے۔ ہم کسی قسم کی غارتگری اور تہذیب سوزی یا کسی پاکستانی طبقے یا شہری کی توہین اور بے عزتی برداشت نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر! گزشتہ تین ہفتوں کے دوران اور اس بڑے بحران کے عرصے میں کچھ گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ کئی لوگوں کو جیل میں بھیجا گیا اور چند اور اقدامات کیے گئے۔ یہ بھی ہمارا فرض تھا۔ ہم اس ملک پر بدنظمی کا اور نراجی عناصر کا غلبہ دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ جو ہمارے فرائض تھے، ان کے تحت ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑا۔ لیکن میں اس موقع پر جبکہ تمام ایوان نے متفقہ طور سے ایک اہم فیصلہ کر لیا ہے، آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم ہر معاملے پر فوری اور جلد از جلد غور کریں گے، اور جب کہ اس مسئلے کا باب بند ہو چکا ہے، ہمارے لیے یہ ممکن ہوگا کہ ان سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ مناسب وقت کے اندر اندر کچھ ایسے افراد سے نرمی برتی جائے گی اور انھیں رہا کر دیا جائے گا جنھوں نے

اس عرصہ میں اشتعال انگیزی سے کام لیا یا کوئی اور مسئلہ پیدا کیا۔

جناب اسپیکر! جیسا کہ میں نے کہا ہمیں سجدہ کرنی چاہیے کہ ہم نے اس مسئلے کا باب بند کر دیا ہے۔ یہ میری کامیابی نہیں، یہ حکومت کی بھی کامیابی نہیں، یہ کامیابی پاکستان کے عوام کی کامیابی ہے جس میں ہم بھی شریک ہیں۔ میں سارے ایوان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، مجھے احساس ہے کہ یہ فیصلہ متفقہ طور پر نہ کیا جا سکتا اگر تمام ایوان کی جانب سے اور اس میں تمام پارٹیوں کی جانب سے تعاون اور مفاہمت کا جذبہ نہ ہوتا۔ آئین سازی کے موقع کے وقت بھی ہم میں تعاون اور سمجھوتے کا یہ جذبہ موجود تھا۔ آئین ہمارے ملک کا بنیادی قانون ہے۔ اس آئین کے بنانے میں ستائیس برس صرف ہوئے اور وہ وقت پاکستان کی تاریخ میں تاریخی اور یادگار وقت تھا جب اس آئین کو تمام پارٹیوں نے قبول کیا اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے اسے متفقہ طور پر منظور کر لیا۔ اسی جذبے کے تحت، ہم نے یہ مشکل فیصلہ بھی کر لیا ہے۔

جناب اسپیکر! کیا معلوم کہ مستقبل میں ہمیں زیادہ مشکل مسائل کا سامنا کرنا پڑے، لیکن میری ناچیز رائے میں جب سے پاکستان وجود میں آیا، یہ مسئلہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا۔ کل کو اس سے زیادہ پیچیدہ اور مشکل مسائل ہمارے سامنے آ سکتے ہیں۔ جن کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ماضی کو دیکھتے ہوئے اس مسئلے کے تاریخی پہلوؤں پر اچھی طرح غور کرتے ہوئے میں، پھر کہوں گا کہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا گھر گھر میں اس کا اثر تھا، ہر دیہات میں اس کا اثر تھا۔ اور ہر فرد پر اس کا اثر تھا۔ یہ مسئلہ سنگین سے سنگین تر ہوتا چلا گیا۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ ایک خوفناک شکل اختیار کر گیا ہمیں اس مسئلے کو حل کرنا ہی تھا۔ ہمیں تلخ حقائق کا سامنا کرنا ہی تھا۔ ہم اس مسئلے کو ہائی کورٹ یا اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کر سکتے تھے یا اسلامی، سیکرٹریٹ کے سامنے پیش کیا جا سکتا تھا۔ ظاہر ہے کہ حکومت اور حتیٰ کہ افراد بھی مسائل کو ٹالنا چاہتے ہیں اور انہیں جوں کا توں رکھ سکتے ہیں اور حاضرہ صورت حال سے نبٹنے کے لیے معمولی اقدامات کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم نے اس مسئلے کو اس انداز سے نبٹانے کی کوشش نہیں کی۔ ہم اس مسئلے کو ہمیشہ کے لیے حل کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ اس جذبے کے تحت قومی اسمبلی ایک کمیٹی کی صورت میں خفیہ اجلاس کرتی رہی۔ خفیہ اجلاس کرنے کے لیے قومی اسمبلی کی کئی ایک وجوہات تھیں۔ اگر قومی اسمبلی خفیہ اجلاس نہ کرتی، تو جناب! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ تمام نجی باتیں اور حقائق ہمارے سامنے آ سکتے! اور

لوگ اس طرح آزادی اور بغیر کسی جھجک کے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے؟ اگر ان کو معلوم ہوتا کہ یہاں اخبارات کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں، ان لوگوں تک ان کی باتیں پہنچ رہی ہیں۔ اور ان کی تقاریر اور بیانات کو اخبارات کے ذریعے شائع کر کے ان کا ریکارڈ رکھا جا رہا ہے تو اسمبلی کے ممبر اس اعتماد اور کھلے دل سے اپنے خیالات کا اظہار نہ کر سکتے، جیسا کہ انھوں نے خفیہ اجلاسوں میں کیا۔ ہمیں ان خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کا کافی عرصہ تک احترام کرنا چاہیے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ کوئی بات بھی خفیہ نہیں رہتی۔ لیکن ان باتوں کے اظہار کا ایک موزوں وقت ہے چونکہ اسمبلی کی کارروائی خفیہ رہنا ہے، اور ہم نے اسمبلی کے ہر ممبر کو، اور ان کے ساتھ ان لوگوں کو بھی جو ہمارے سامنے پیش ہوئے یہ یقین دلایا تھا کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کو سیاسی، یا کسی اور مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے بیانات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے گا۔ میرے خیال میں یہ ایوان کے لیے ضروری اور مناسب ہے کہ وہ ان خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کو ایک خاص وقت تک ظاہر نہ کریں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ہمارے لیے ممکن ہوگا کہ ہم ان خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کو آشکار کر دیں، کیونکہ ان کے ریکارڈ کا ظاہر ہونا بھی ضروری ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان خفیہ اجلاسوں کے ریکارڈ کو دفن ہی کر دیا جائے، ہرگز نہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو یہ ایک غیر حقیقت پسندانہ بات ہوگی۔ میں فقط یہ کہتا ہوں کہ اگر اس مسئلے کے باب کو ختم کرنے کے لیے اور ایک نیا باب کھولنے کے لیے نئی بلندیوں تک پہنچنے کے لیے، آگے بڑھنے کے لیے اور قومی مفاد کو محفوظ رکھنے کے لیے اور پاکستان کے حالات کو معمول پر رکھنے کے لیے اس مسئلے کی بابت ہی نہیں بلکہ دوسرے مسائل کی بابت بھی ہمیں ان امور کو خفیہ رکھنا ہوگا۔ میں ایوان پر یہ بات عیاں کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کے حل کو دوسرے کئی مسائل پر تبادلہ خیال اور بات چیت اور مفاہمت کے لیے نیک شگون سمجھنا چاہیے۔ ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ یہ حل ہمارے لیے خوشی کا باعث ہے، اور اب ہم آگے بڑھیں گے اور تمام نئے قومی مسائل کو مفاہمت اور سمجھوتے کے جذبے کے تحت طے کریں۔

جناب اسپیکر! میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اس معاملے کے بارے میں میرے جو احساسات تھے میں انھیں بیان کر چکا ہوں۔ میں ایک بار پھر دہراتا ہوں کہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے، یہ ایک فیصلہ ہے جو ہمارے عقائد سے متعلق ہے اور یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے اور پوری قوم کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ عوامی خواہشات کے مطابق ہے۔ میرے خیال

میں یہ انسانی طاقت سے باہر تھا کہ یہ ایوان اس سے بہتر کچھ فیصلہ کر سکتا، اور میرے خیال میں یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ اس مسئلے کو دوامی طور پر حل کرنے کے لیے موجودہ فیصلے سے کم کوئی اور فیصلہ ہو سکتا تھا۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں، جو اس فیصلے سے خوش نہ ہوں۔ ہم یہ توقع بھی نہیں کر سکتے کہ اس مسئلے کے فیصلے سے تمام لوگ خوش ہو سکیں گے جو گذشتہ نوے سال سے حل نہیں ہو سکا۔ اگر یہ مسئلہ آسان ہوتا اور ہر ایک کو خوش رکھنا ممکن ہوتا، تو یہ مسئلہ بہت پہلے حل ہو گیا ہوتا۔ لیکن یہ نہیں ہو سکا۔ ۱۹۵۳ء میں بھی یہ ممکن نہیں ہو سکا۔ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ ۱۹۵۳ء میں حل ہو چکا تھا۔ وہ لوگ اصل صورت حال کا صحیح تجزیہ نہیں کر سکے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس فیصلے پر نہایت ناخوش ہوں گے۔ اب میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ میں ان لوگوں کے جذبات کی ترجمانی کروں۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ ان لوگوں کے طویل المیعاد مفاد کے حق میں ہے کہ یہ مسئلہ حل کر لیا گیا ہے۔ آج یہ لوگ ناخوش ہوں گے ان کو یہ فیصلہ پسند نہ ہوگا، ان کو یہ فیصلہ ناگوار ہوگا، لیکن حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے اور معروضے کے طور پر اپنے آپ کو ان لوگوں میں شمار کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ ان کو بھی اس بات پر خوش ہونا چاہیے کہ اس فیصلے سے یہ مسئلہ حل ہوا اور ان کو آئینی حقوق کی ضمانت حاصل ہو گئی۔

مجھے یاد ہے جب حزب مخالف سے مولانا شاہ احمد نورانی نے یہ تحریک پیش کی تو انھوں نے ان لوگوں کو مکمل تحفظ دینے کا ذکر کیا تھا جو اس فیصلے سے متاثر ہوں گے۔ ایوان اس یقین دہانی پر قائم ہے۔ یہ ہر پارٹی کا فرض ہے، یہ حکومت کا فرض ہے، حزب مخالف کا فرض ہے، اور ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کی یکساں طور پر حفاظت کریں۔ اسلام کی تعلیم رواداری ہے، مسلمان رواداری پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اسلام نے فقط رواداری کی تبلیغ ہی نہیں کی، بلکہ تمام تاریخ میں اسلامی معاشرے نے رواداری سے کام لیا ہے۔ اسلامی معاشرے نے اس تیرہ و تاریک زمانے میں یہودیوں کے ساتھ بہترین سلوک کیا، جبکہ عیسائیت ان پر یورپ میں ظلم کر رہی تھی اور یہودیوں نے سلطنت عثمانیہ میں آ کر پناہ لی تھی۔ اگر یہودی دوسرے حکمران معاشرے سے بچ کر عربوں اور ترکوں کے اسلامی معاشرے میں پناہ لے سکتے تھے، تو پھر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری مملکت اسلامی مملکت ہے۔ ہم مسلمان ہیں، ہم پاکستانی ہیں اور یہ ہمارا مقدس فرض ہے کہ ہم تمام فرقوں، تمام لوگوں اور پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں طور پر تحفظ دیں۔

جناب اسپیکر صاحب! ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ آپ کا شکریہ!

قادیانی بدستور غیر مسلم ہیں

حکومت پاکستان کی توثیق (۱۹۸۲ء)

قادیانی فرقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی آئینی حیثیت کے متعلق مختلف حلقوں میں کچھ عرصے سے شبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ان شبہات کو دور کرنے کی غرض سے صدر مملکت نے گزشتہ ماہ کی بارہویں تاریخ کو ترمیم دستور (استقرار) کا فرمان مجریہ سال ۱۹۸۲ء (صدارتی فرمان نمبر ۸ مجریہ سال ۱۹۸۲ء) جاری کیا تھا۔ جس کی رو سے اعلان کیا گیا ہے اور مزید توثیق کی گئی ہے کہ وفاقی قوانین (نظرثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال ۱۹۸۱ء (نمبر ۲۷ مجریہ سال ۱۹۸۱ء) کے جدول اول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کی شمولیت سے ان ترامیم کا جو اس کے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء میں قادیانیوں کی حیثیت کے بارے میں عمل میں لائی گئی ہیں، تسلسل متاثر ہوا ہے، نہ متاثر ہوگا اور وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء کے جزو کی حیثیت سے برقرار رہیں گی۔ نیز قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو "احمدی" کہتے ہیں) "غیر مسلم" کے طور پر حیثیت تبدیل ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔ اور وہ بدستور "غیر مسلم" ہیں۔ وضاحتی فرمان کے بعد عام حالات میں اس مسئلے کی نسبت چہ میگوئیوں کا سلسلہ بند ہو جانا چاہیے تھا۔ مگر ایسا ہے چند مفاد پرست عناصر حقائق کا رخ موڑ کر اس ضمن میں بے چینی اور بے اطمینانی کی فضا پیدا کرنے میں بدستور کوشاں نظر آتے ہیں۔ ان عناصر کی ریشہ دوانیوں کا موثر طریقے سے سدباب کرنے کی خاطر اس مسئلے کی مزید صراحت اور وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔

مجلس شوریٰ کے گزشتہ اجلاس میں راجہ محمد ظفر الحق، قائم مقام وزیر قانون و پارلیمانی امور نے قاری سعید الرحمٰن اور مولانا سمیع الحق، ممبران وفاقی کونسل، کی جانب سے قادیانیوں کی قانونی حیثیت کے بارے میں پیش کردہ تحاریک التوا کے متعلق مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۸۲ء کو ایک مفصل بیان دیا تھا۔

وزیر موصوف نے اس مسئلے کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۲۶۰ میں شق (۳) کا اضافہ کیا گیا اور

۸۔۲

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ اس ضمن میں آرٹیکل ۱۰۶ کی شق (۳) میں صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم نشستوں کی تقسیم کی وضاحت کرتے ہوئے قادیانی فرقے کے افراد کو غیر مسلم اقلیت کے زمرے میں شامل کیا گیا۔ متذکرہ بالا آئینی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد عوامی نمائندگی کے ایکٹ مجریہ سال ۱۹۷۶ء میں دفعہ ۴۷ الف کا اضافہ کیا جس کا تعلق غیر مسلم اقلیتی نشستوں سے ہے۔ اس جدید دفعہ ۴۷ الف میں بھی قادیانی گروپ سے متعلق افراد کو "غیر مسلموں" کے زمرے میں شامل کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی بھی قادیانیوں کی آئینی حیثیت بطور "غیر مسلم" اقلیت متعین ہو جانے کی بنا پر معرض وجود میں آئی۔ اسی طرح "انتخابات برائے پارلیمان و صوبائی اسمبلیوں کے (انتخابات) کے فرمان مجریہ سال ۱۹۷۷ء (فرمان صدر بعد از اعلان نمبر ۵ مجریہ سال ۱۹۷۷ء) میں بھی بذریعہ صدارتی فرمان نمبر ۱۷ مجریہ سال ۱۹۷۸ء ترمیم کر کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے سلسلے میں اکثریت اور اقلیت کے متعلق "مسلم" اور "غیر مسلم" کے لئے الگ الگ زمرے طے کر دیئے گئے۔ جس کے نتیجے میں کوئی شخص اس وقت تک کسی اسمبلی کے انتخابات کے لیے اہل قرار نہیں پا سکتا جب تک کہ اس کا نام "مسلمانوں" یا "غیر مسلموں" کی نشستوں سے متعلق جداگانہ انتخابی فہرستوں میں سے کسی ایک میں درج نہ ہو۔

بعد ازاں فرمان عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء جاری کرتے وقت بھی قادیانیوں کی متذکرہ بالا حیثیت بطور غیر مسلم برقرار رکھی گئی۔ چنانچہ فرمان عارضی دستور کے آرٹیکل ۲ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء جزوی اطلاق معطل ہے، کے کچھ آرٹیکل کو فرمان عارضی دستور کا حصہ بناتے وقت آرٹیکل ۲۶۰ کو بھی شامل کیا گیا۔ اس واضح قانونی پوزیشن کے باوجود بعض حلقوں میں قادیانیوں کی آئینی و قانونی حیثیت کے متعلق شک کا اظہار کیا گیا، جسے دور کرنے کے لیے فرمان عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء میں آرٹیکل نمبر ۱۔ الف کا اضافہ کیا گیا جس کی رو سے یہ قرار پایا کہ ۱۹۷۳ء کے دستور اور مذکورہ فرمان نیز تمام وضع شدہ قوانین اور دیگر قانونی دستاویزات میں مسلم اور غیر مسلم سے مراد وہی لی جائے گی جس کا ذکر فرمان عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء کے حوالے سے ترمیم دستور (استقرار) کے فرمان مجریہ سال ۱۹۸۲ء میں ہے۔ فرمان عارضی دستور مجریہ ۱۹۸۱ء سال کے آرٹیکل ۱۔ الف میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف کرتے ہوئے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کو (جو خود کو "احمدی" کہتے ہیں) غیر مسلموں کے زمرے میں شامل کیا گیا۔

وزیر موصوف نے انتخابی قوانین (نظرثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال

(۱۹۸۱ء) کے جدول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کی شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ عام طے شدہ مروجہ طریقہ کار کے مطابق وزارت قانون وقتاً فوقتاً ایک تنسیخی اور ترمیمی قانون کا نفاذ کرواتی ہے۔ جس کے ذریعے ان قوانین کو، جن سے مروجہ قوانین میں ترمیم کی گئی ہو اور جو اپنا مقصد حاصل کر چکے ہوں، منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی مروجہ طریقہ کار کے پیش نظر متذکرہ بالا وفاقی قوانین (نظرثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال ۱۹۸۱ء جاری کیا گیا۔ اس ضمن میں وزیر موصوف نے قانون عبارات عامہ بابت سال ۱۸۹۷ء کی دفعہ ۶۔ الف کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ ہر وہ ترمیم جو کسی ترمیمی قانون کے ذریعے کسی دیگر قانون میں عمل میں لائی گئی ہو، ترمیمی قانون کی تنسیخ کے باوجود موثر رہتی ہے۔ بشرطیکہ ترمیمی قانون کی تنسیخ کے وقت وہ باقاعدہ طور پر نافذ العمل ہو۔ اس سے یہ بات واضح اور عیاں ہے کہ ترمیم کرنے والے قانون کی تنسیخ کے باوجود اس کے ذریعے معرض وجود میں آنے والی ترمیم زندہ اور موثر رہتی ہے اور ترمیمی قانون کا عدم اور وجود اس ترمیم کی بقاء کے لیے یکساں ہے۔ اس لیے یہ کہنا قطعاً بجا نہ ہوگا کہ ترمیم اسی صورت میں باقی رہے گی جبکہ متعلقہ ترمیمی قانون کا وجود باقی رہے گا۔ ترمیمی قانون منسوخ کر دیا جائے یا موجود رہے، ترمیم بہرحال نافذ العمل رہتی ہے۔ چنانچہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء کی وفاقی قوانین (نظرثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال ۱۹۸۱ء کی جدول اول میں شمولیت سے مذکورہ ترمیمی قانون کے ذریعے سے کی جانے والی ترامیم پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ بدستور قائم اور رائج ہیں۔ ان سب امور کے باوصف اس مسئلہ کو پھر سیاسی رنگ دینے اور ابہام پیدا کرنے کی ناجائز کوشش جاری رہی۔ لہٰذا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے "ان مقامات سے بھی بچنا چاہیے جہاں تہمت لگنے کا اندیشہ پایا جائے۔" مذکورہ بالا شک و ابہام کو دور کرنے کے لیے حکومت نے ایک مزید قدم اٹھایا اور صدر مملکت نے ایک انتہائی واضح اور مکمل فرمان جاری کیا جو کہ صدارتی فرمان نمبر ۸ مجریہ سال ۱۹۸۲ء کے نام سے موسوم ہے۔ اس کا متن حسب ذیل ہے:

چونکہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء میں ترامیم کی گئی تھیں تاکہ صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی کی غرض سے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص (جو خود کو "احمدی" کہتے ہیں) غیر مسلموں میں شامل کیا جائے اور تاکہ یہ قرار دیا جائے کہ کوئی شخص جو خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان نہ

رکھتا ہو یا حضرت محمد ﷺ کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو، یا ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو، دستور یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

اور چونکہ فرمان صدر نمبر ۱۷ مجریہ سال ۱۹۷۸ء کے ذریعے منجملہ اور چیزوں کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم بشمول قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو "احمدی" کہتے ہیں) مناسب نمائندگی کے لیے حکم وضع کیا گیا تھا۔

اور چونکہ فرمان عارضی دستور، ۱۹۸۱ء (فرمان سی۔ ایم۔ ایل۔ اے نمبر ۱ مجریہ سال ۱۹۸۱ء) نے مذکورہ بالا دستور کے ایسے احکام کو جو متعلق تھے اپنا جز قرار دیا تھا۔

اور چونکہ مذکورہ بالا فرمان میں واضح طور پر لفظ "مسلم" کی تعریف کی گئی ہے جس سے ایسا شخص مراد ہے جو وحدت و توحید قادر مطلق اللہ تبارک و تعالیٰ، خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر نہ ایمان رکھتا ہو نہ اسے مانتا ہو جس نے حضرت محمد ﷺ کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو دعویٰ کرے اور لفظ "غیر مسلم" سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلم نہ ہو جس میں عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ یا پارسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا شخص، قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا کوئی شخص (جو خود کو "احمدی" یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) یا کوئی بہائی اور جدولی ذاتوں میں سے کسی ایک سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص شامل ہے۔

اور چونکہ مذکورہ بالا دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء نے دستور میں مذکورہ بالا ترامیم شامل کرنے کا اپنا مقصد حاصل کر لیا تھا۔

اور چونکہ وفاقی قوانین (نظر ثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال ۱۹۸۱ء (نمبر ۲۷ مجریہ سال ۱۹۸۱ء) مسلمہ طریقہ کار کے مطابق اور مجموعہ قوانین سے ایسے قوانین کو بشمول مذکورہ بالا ایکٹ نکال دینے کے مقصد سے جاری کیا گیا تھا، جو اپنا مقصد حاصل کر چکے تھے۔

اور چونکہ، جیسا کہ مذکورہ بالا آرڈیننس میں واضح طور پر قرار دیا گیا ہے، مذکورہ بالا دستور یا دیگر قوانین کے متن میں جو ترامیم مذکورہ بالا ایکٹ یا دیگر ترمیمی قوانین کے ذریعے کی گئی ہیں مذکورہ بالا آرڈیننس کے اجراء سے متاثر نہیں ہوئی ہیں۔

لہٰذا، اب ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کے بموجب اور اس سلسلے میں اسے مجاز کرنے والے تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر

سے قانونی صورت حال کے استقرار اور اس کی مزید توثیق کے لئے حسب ذیل فرمان جاری کیا ہے۔

۱۔ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ (۱)... یہ فرمان ترمیم دستور (استقرار) کا فرمان مجریہ سال ۱۹۸۲ء کے نام سے موسوم ہوگا۔ (۲) . یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ استقرار بذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے اور مزید توثیق کی جاتی ہے کہ وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال ۱۹۸۱ء (نمبر ۲۷ مجریہ سال ۱۹۸۱ء) کی جدول اول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کی شمولیت سے جس کی رو سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء میں مذکورہ بالا ترامیم شامل کی گئی تھیں۔

(الف)... مذکورہ بالا ترامیم کا تسلسل متاثر نہیں ہوا ہے اور نہ ہوگا جو مذکورہ بالا دستور کے جزو کی حیثیت سے برقرار ہیں یا

(ب) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو "احمدی" کہتے ہیں) غیر مسلم کے طور پر حیثیت تبدیل نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوگی اور وہ بدستور غیر مسلم ہیں۔

مذکورہ بالا متن سے ظاہر ہے کہ قادیانیوں کی آئینی وقانونی حیثیت بطور غیر مسلم قطعی طور پر مسلسل قائم ہے۔ کچھ حلقوں نے اس اندیشہ کا اظہار کیا ہے کہ مذکورہ بالا صدارتی فرمان اور فرمان عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء چونکہ عارضی قانونی اقدامات ہیں لہٰذا ان کے منسوخ ہو جانے پر مسلم اور غیر مسلم کی تعریف جو فرمان عارضی دستور کے آرٹیکل نمبر ۱۔ الف میں بیان کی گئی ہے بھی ختم ہو جائے گی اور چونکہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) جس کی رو سے ۱۹۷۳ء کے دستور میں ترامیم کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا، وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال ۱۹۸۱ء کے ذریعے منسوخ ہو چکا ہے، اس لئے دستور کے بحال ہونے پر قادیانیوں کی قانونی وآئینی حیثیت اسی طرح ہوگی جیسی کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء کے نفاذ سے پیشتر تھی۔

جیسا کہ مفصل بیان کیا جاتا ہے، دستور (ترامیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء کی رو سے جو ترامیم ۱۹۷۳ء کے دستور کے آرٹیکل ۲۶۰ و آرٹیکل ۱۰۶ میں لائی گئی تھیں وہ بدستور قائم اور نافذ ہیں۔

شائع کردہ: وزارت اطلاعات ونشریات، محکمہ فلم ومطبوعات، اسلام آباد۔ ۸ مئی ۱۹۸۲ء

نئے آرڈی ننس کا اجراء (۱۹۸۴ء)

قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں

پیش لفظ صدر مملکت نے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں کو روکنے کے لیے اور قانون میں ترمیم کے لیے ایک آرڈی ننس بنام قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیاں (امتناع و تعزیر) ۱۹۸۴ء نافذ کیا ہے۔ یہ آرڈی ننس ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو نافذ کیا گیا ہے۔

تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸ بی کا اضافہ کیا گیا ہے جس کی رو سے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ کے کسی بھی ایسے شخص کو جو زبانی یا تحریری طور پر یا کسی فعل کے ذریعے مرزا غلام احمد کے جانشینوں یا ساتھیوں کو "امیر المومنین" یا "صحابہ"، اس کی بیوی کو "ام المومنین" یا اس کے خاندان کے افراد کو "اہل بیت" کے الفاظ سے پکارے یا اپنی عبادت گاہ کو "مسجد" کہے، تین سال کی سزا اور جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔

اس دفعہ کی رو سے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ یا احمدیوں کے ہر اس شخص کی بھی یہی سزا ہوگی جو اپنے ہم مذہب افراد کو عبادت کے لیے جمع کرنے یا بلانے کے لیے اس طرح کی اذان کہے یا اس طرح کی اذان دے جس طرح کہ مسلمان دیتے ہیں۔

ایک نئی دفعہ ۲۹۸ سی کا تعزیرات پاکستان میں اضافہ کیا گیا ہے جس کی رو سے مذکورہ گروپوں میں سے ہر ایسا شخص جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اور اپنے عقیدے کو اسلام کہے یا اپنے عقیدے کی تبلیغ کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی انداز میں مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرے اس سزا کا مستحق ہوگا۔

اس آرڈی ننس نے قانون فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۹۹ اے میں بھی ترمیم کر دی ہے جس کی رو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے اخبار، کتاب اور دیگر دستاویز کو جو کہ تعزیرات پاکستان میں اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شائع کی گئی، ضبط کر سکتی ہے۔

اس آرڈی ننس کے تحت سب پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈی ننس ۱۹۶۳ء کی دفعہ ۲۴ میں بھی ترمیم کر دی گئی ہے جس کی رو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے پریس کو بند کر دے جو تعزیرات پاکستان کی اس نئی اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی کتاب یا اخبار چھاپتا ہے۔ اس اخبار کا ڈیکلریشن منسوخ کر دے جو مذکورہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتا ہے اور ہر اس کتاب یا اخبار پر قبضہ کر لے جس کی چھپائی یا اشاعت پر اس دفعہ کی رو سے پابندی ہے۔

آرڈی ننس فوری طور پر نافذ ہو گیا ہے۔ آرڈی ننس کا متن مندرجہ ذیل ہے۔

آرڈی ننس نمبر ۲۰

مجریہ ۱۹۸۴ء

قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کرنے کا آرڈی ننس۔

چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کی جائے۔

اور چونکہ صدر کو اطمینان ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کی بنا پر فوری کارروائی کرنا ضروری ہو گیا ہے۔

لہٰذا اب ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کے بموجب اور سلسلے میں سے مجاز کرنے والے تمام اختیارات استعمال کرتے ہوئے صدر نے حسب ذیل آرڈی ننس وضع اور جاری کیا ہے۔

حصہ اوّل

ابتدائیہ

۱۔ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

۱ یہ آرڈی ننس قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیاں (امتناع و تعزیر) آرڈی ننس ۱۹۸۴ء کے نام موسوم ہوگا۔

۲۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ آرڈی ننس، عدالتوں کے احکام اور فیصلوں پر غالب ہوگا

اس آرڈی ننس کے احکام کسی عدالت کے کسی حکم یا فیصلے کے باوجود موثر ہوں گے۔

حصہ دوم

مجموعہ تعزیرات پاکستان

(ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء) کی ترمیم

۴۔ ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء میں نئی دفعات

۲۹۸ ب اور ۲۹۸ ج کا اضافہ

مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر ۴۵۔ ۱۸۶۰ء میں باب ۱۵ میں، دفعہ ۲۹۸ الف کے بعد حسب ذیل نئی دفعات کا اضافہ کیا جائے گا۔ یعنی ..

۲۹۸۔ ب بعض مقدس شخصیات یا مقامات کے لیے

مخصوص القاب، اوصاف یا خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال

۱۔ .. قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو "احمدی" یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے، خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے۔

(الف)..... حضرت محمد ﷺ کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المومنین، خلیفۃ المومنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یا رضی اللہ عنہ کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ب)... حضرت محمد ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو ام المومنین کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ج).. حضرت محمد ﷺ کے خاندان (اہل بیت) کے کسی فرد کے علاوہ کسی شخص کو اہل بیت کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(د)..... اپنی عبادت گاہ کو "مسجد" کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے۔ تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

۲۔ .. قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے

اپنے مذہب میں عبادت کے لیے بلانے کے طریقے یا صورت کو اذان کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہوگا۔

۲۹۸ - ج قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان کہے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے۔

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلاواسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے۔ کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے، اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

حصہ سوم

مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء

(ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۹۸ء) کی ترمیم

۴ - ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۹۹ - الف کی ترمیم

مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء (ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۹۸ء) میں جس کا حوالہ بعد ازیں مذکورہ مجموعہ کے طور پر دیا گیا ہے دفعہ ۹۹ - الف میں، ذیلی دفعہ (۱) میں۔

(الف)...... الفاظ اور سکتہ "اس طبقہ کے" کے بعد الفاظ، ہندسے، قوسین، حرف اور سکتے "اس نوعیت کا کوئی مواد جس کا حوالہ مغربی پاکستان پریس اور پبلیکیشنز آرڈیننس ۱۹۶۳ء کی دفعہ ۲۴ کی ذیلی دفعہ (۱) کی شق (ی ی) میں دیا گیا ہے" شامل کر دیے جائیں گے، اور

(ب)... ہندسہ اور حرف "۲۹۸ - الف کے بعد الفاظ، ہندسے اور حرف" یا دفعہ ۲۹۸ - ب یا دفعہ ۲۹۸ - ج شامل کر دیے جائیں گے۔

ا کے ے

ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۹۸ء کی جدول دوم کی ترمیم

مذکورہ مجموعہ میں جدول دوم میں دفعہ ۲۹۸۔ الف سے متعلق اندراجات کے بعد حسب ذیل اندراجات شامل کر دیے جائیں گے۔ یعنی

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۲۹۸۔ب	بعض مقدس شخصیات کے لیے مخصوص القاب، اوصاف اور خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال	ایضاً	ایضاً	ناقابل ضمانت	ایضاً	تین سال کے لیے کسی ایک قسم کی سزائے قید اور جرمانہ	ایضاً
۲۹۸۔ج	قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

حصہ چہارم

مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈی ننس ۱۹۶۳ء

(مغربی پاکستان آرڈی ننس نمبر ۳۰ مجریہ ۱۹۶۳ء) کی ترمیم

۶۔ مغربی پاکستان آرڈی ننس ۱۹۶۳ء کی دفعہ ۲۴ کی ترمیم

مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈی ننس ۱۹۶۳ء (مغربی پاکستان آرڈی ننس نمبر ۳۰ مجریہ ۱۹۶۳ء) میں دفعہ ۲۴ میں ذیلی دفعہ (۱) میں شق (ی) کے بعد حسب ذیل نئی شق شامل کر دی جائے گی۔ یعنی:۔

"(ی ی) ایسی نوعیت کی ہوں جن کا حوالہ مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء) کی دفعات ۲۹۸۔ الف، ۲۹۸۔ ب یا ۲۹۸۔ ج میں دیا گیا ہے،" یا"

شائع کردہ

محکمہ طبع و مطبوعات، وزارت اطلاعات و نشریات، اسلام آباد، پاکستان ۱۹۸۴ء

قال الله تعالى

ومن أظلم ممن افترى على الله كذبا أو قال أوحي إلي ولم يوح إليه شيء

وقال النبي صلى الله عليه وسلم

وإنه سيكون في أمتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم أنه نبي الله وأنا خاتم النبيين

لا نبي بعدي

المتنبي القادياني

نبذة من أحواله الكاذبة

للمفتي محمود

ركن مجلس تحفظ ختم نبوت باكستان

و

شيخ الحديث بمدرسة قاسم العلوم ملتان

وعضو البرلمان الباكستاني سابقا

قام بنشره وطبعه

مولانا محمد علي الجالندهري

رئيس مجلس تحفظ ختم النبوة - ملتان (باكستان الغربية)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم النبيين سيدنا محمد وعلى آله وصحبه ومن تبعهم أجمعين -

أما بعد فهذه كلمات مختصرة تنبئ عن أحوال المتنبئ القادياني مرزا غلام احمد الهندي جمعتها ليكون الناس على بصيرة من هذه الفتنة العظيمة -

الكلمة الأولى في بدأ هذه الفتنة :

هذه الفتنة القاديانية التي ظهرت في آخر القرن التاسع عشر الميلادي في الهند بعد استقرار حكومة الإنجليزية. إن المتنبئ بدأ في أول الأمر في إظهار الإلهامات والتحديات حتى كتب في حاشية البراهين الأحمدية وذلك في شهر مارس سنة ١٨٨٢م ما نصه حرفا. لقد ألهمت آنفا يا أحمد بارك الله فيك وما رميت إذ رميت ولكن الله رمى الرحمن علم القرآن لتنذر قوما ما أنذر آباؤهم ولتستبين سبيل المجرمين قل إني أمرت وأنا أول المؤمنين قل جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا كل بركة من محمد صلى الله عليه وسلم فتبارك من علم وتعلم قل إن افتريته فعلي إجرامي هو الذي أرسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله لا مبدل لكلمات الله ظلموا إن الله على نصرهم لقدير إنا كفيناك المستهزئين يقولون أنى لك هذا إن هذا إلا قول البشر وأعانه عليه قوم آخرون أفتأتون السحر وأنتم تبصرون هيهات هيهات لما توعدون من هذا الذي هو مهين ولا يكاد يبين جاهل

ادجنون قل هاتوا برهانكم إن كنتم صادقين هذا من رحمة ربك يتم نعمته عليك ليكون آية للمؤمنين أنت على بينة من ربك فبشر وما أنت بنعمة ربك بمجنون قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله (في عبارة طويلة)

وقد كان هذا الدجال يُعلن بمثل هذه الإلهامات والتحديات في بدء أمره ويحتشم من ادعاء النبوة في صراحة ووضوح حتى إذا رأى أن أمره يظهر لك للنبوة وألف رسالة في عام ۱۹۰۲م سماها تحفة الندوة وجهها إلى أعضاء ندوة العلماء في لكهنؤ (الهند) وادعى فيها النبوة كتب فيها بالعربية ما نصه حرفاً:

أيها الناس عندي شهادة من الله فهل أنتم مؤمنون؟ أيها الناس عندكم شهادات فهل أنتم مسلمون؟ وإن تعدوا شهادات الله لا تحصوها فاتقوا الله أيها المستعجلون أفكلما جاءكم رسول بما لا تهوى أنفسكم ففريقا كذبتم وفريقا تقتلون إنا نُجّينا من ربنا ولا تُنصرون من الله أيها الخائنون المعتدون في بغاة المعتدي أو رد عادي رفعتموها إلى الحكام ثم لا تنجون من كتب الله لأغلبن أنا ورسلي ولن تعجزوا الله أيها المحاربون۔

ويقول في هذه الرسالة في لغة صريحة وأسلوب سافر: "فكما ذكرت مرارا أن هذا الكلام الذي أتلوه هو كلام الله بطريق القطع واليقين كالقرآن والتوراة وأنا نبي ظلي وبروزي من الله وتجب على كل مسلم إطاعتي في الأمور الدينية ويجب على كل مسلم أن يؤمن بأني المسيح الموعود وكل من بلغته دعوتي فلم يحكمني ولم يؤمن بأني المسيح الموعود ولم يؤمن بأن الوحي ينزل عليّ من الله هو مسئول محاسب في السماء وإن كان مسلما لأنه قد رفض الأمر الذي وجب عليه قبوله في وقته. إنني لا أقتصر على قولي إن لو كنت كاذبا لهلكت بل أضيف إلى ذلك أنني صادق كموسى وعيسى وداود ومحمد صلى الله عليه وسلم وقد أنزل الله

لتصديق آيات سماوية تربو على عشرة آلاف وقد شهد لي القرآن وشهد لي الرسول وقد عيّن الأنبياء زمان بعثتي وذلك هو عصرنا هذا والقرآن يعيّن عصري وقد شهدت لي السماء والأرض وما من نبي إلا وقد شهد لي - تحفة الندوة ص ۵

ثم قال في الملفوظات الأحمدية الجزء الرابع ص ۱۴۲ ما ترجمته بالعربية:
بالكمالات المختلفة التي توجد في سائر الأنبياء اجتمعت كلها في ذات محمد صلى الله عليه وسلم والآن أعطيتُ أنا تلك الكمالات بطريق الظل ولهذا سُمّيتُ باسم آدم وإبراهيم وموسى ونوح وداود ويوسف وسليمان ويحيى و عيسى. كان قبل ذلك كل واحد من الأنبياء ظلًّا للنبي الكريم محمد صلى الله عليه وسلم في البعض الخاص من صفاته والآن أنا ظل له صلى الله عليه وسلم في جميع صفاته. اهـ

وبهذا هذا المتنبئ صرح بصورة قطعية بأنه صراحة وادعى بأنه جامع لجميع كمالات النبوة صراحة وحتى قال في حقه ابنه بشير احمد ايم. اے في كلمة الفصل ص ۱۱۳ المندرجة في ريفيو آف ريلجنز من شهر مارس وابريل سنة ۱۹۱۵ الميلادي ما ترجمته بالعربية -

ومن الظاهر أن الأنبياء الذين كانوا في الأزمنة السابقة لا يلزم أن يوجد فيهم جميع الكمالات التي كانت في محمد صلى الله عليه وسلم بل أُعطي كل واحد منهم من الكمالات ما يناسب استعداده وكذلك أعطي بعضهم بالزيادة والنقصان وأما المسيح الموعود فإنه لما أُعطي النبوة بعد ما استجمع جميع كمالات النبوة المحمدية واستحق أن يقال له نبي ظلي - وهذه النبوة الظلية لم تؤخر قدمه عن مقامه بل إنها تقدمها حتى أقامه بجنب محمد النبي الكريم بالتحقيق:

ثم بعد ذلك عد المتنبئ ترقى في ضلالته وادعى نبوة مستقلة تشريعية

وكفّر من لم يؤمن بنبوته وادعى تفوقه على سائر الانبياء حتى على سيد المرسلين وخاتم النبيين سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فانه قد جاء في مؤلفاته ما يدل على انه كان معتقداً بانه نبي مستقل صاحب شريعة وامر ونهي فقد ذكر في كتابه "الاربعين" ان النبي المشرع هو الذي يشتمل وحيه على امر ونهي وان كان هذا الامر والنهي قد تقدما في كتاب نبي سابق ولا يشترط لنبي صاحب شريعة ان يأتي باحكام جديدة (حقيقة الوحي ص ٩)

ثم يطبق ذلك على نفسه ويقول ان وحيي يشتمل على الامر والنهي مثلاً الهمت من الله قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك ازكى لهم فان قال قائل ان المراد بالشريعة الشريعة التي تشتمل على احكام جديدة انتقض هذا القول لان الله تعالى يقول ان هذا لفي الصحف الاولى صحف ابراهيم وموسى (الاربعين رقم ٤ ص ٦)

ونسخه للجهاد الذي شرعه الله وجعله ذروة سنام الاسلام والغاؤه له بكل صراحة دليل على انه كان يعتقد انه نبي صاحب شريعة وامر ونهي يستطيع ان ينسخ شريعة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم ويستلزم ذلك بانه يدعي لنفسه الشريعة المستقلة بل اعلن هذا المتنبئ "ان الروضة الانسانية كانت لا تزال ناقصة وقد تمت باوراقها واثمارها لقدومه" البراهين الاحمدية جزء ٥ ص ١١٣

وكانت نتيجة دعوى النبوة المستقلة تكفير جميع من لا يؤمن بها وقد قال في الجزء الخامس من براهين احمدية "ستؤسس جماعة ويفجر الله العيون لهم لتأثيرها وينجذب الى هذا الصوت كل سعيد ولا يبقى الا الاشقياء الذين حقت عليهم الضلالة وخلقوا ليملؤا جهنم" براهين احمدية ص ٨٢

وقد جاء في إلهام له نشره في اليوم الخامس والعشرين من مايو سنة الذي لا يتبعك ولا يدخل في بيعتك ويبقى مخالفا لك عاص لله ولرسوله وجهنمي "

(معيار الأخيار ص ٨)

وبذلك قد بلغت الديانة القاديانية حتى قال ابنه مرزا بشير الدين خليفة المسيح الثاني في كتابه آئينه صداقت ص ٣٥ ان كل مسلم لم يدخل في بيعة المسيح الموعود سواء سمع باسمه او لم يسمع كافر خارج عن دائرة الاسلام، على هذا الاساس يعاملون المسلمين في باكستان فلا يصاهرونهم ولا يصلون خلفهم ولا يصلون على أمواتهم حتى ان القادياني الكبير ظفر الله خان الذي كان وزير الخارجية في باكستان لم يصل في عهد وزارته على المستر محمد على جناح مؤسس باكستان حين وفاته لانه لم يكن متدينا بالديانة القاديانية -

ولم يقتصر هذا المتنبئ على التنبؤ بل جاء في كتبه وكلامه ما يشعر بتفوقه على أكثر الانبياء، فقد قال في الجزء الخامس من براهين احمدية لقد اعطيت نصيبا من جميع الحوادث والصفات التي كانت لجميع الانبياء سواء كانوا من بني اسرائيل او من بني اسماعيل وما من نبي الا اوتيت قسطا من احداثه وحوادثه. يقول لقد اراد الله ان يتمثل جميع الانبياء والمرسلين في شخص رجل واحد واني ذلك الرجل -

بل قد جاء في كلامه ما يصرح بتفوقه على النبي صلى الله عليه وسلم لانه يعتقد ان روحانية النبي صلى الله عليه وسلم انما تجلت في عصره بصفات اجمالية ثم تجلت هذه الروحانية في القرن العشرين باكمل وجه -

وهذا نص عبارته بعربيته التي يسميها الخطبة الالهامية: - فكذلك طلعت روحانية نبينا محمد صلى الله عليه وسلم في الالف الخامس باجمال صفاتها و

ما كان في ذلك الزمان منتهى ترقياتها ثم كملت وتجلت تلك الروحانية في آخر الألف السادس أعني في هذا الحين كما خلق آدم في اليوم السادس بإذن الله أحسن الخالقين.

ومما ورد في حقيقة الوحي ص ٨ وآتاني ما لم يؤت أحدا من العالمين وازداد المتنبي الكذاب تطرفا في الدعاوى فادعى أنه عين محمد صلى الله عليه وسلم (نزول المسيح ص على الهامش) وقال من فرق بيني وبين المصطفى فما عرفني وما رأى (الخطبة الإلهامية ص ١٧١).

الكلمة الثانية في إلغاء الجهاد وتأييد الحكومة الإنجليزية

لقد هجمت أوربا على الدول الإسلامية في القرن التاسع عشر وبسطت سلطتها على الشرق الأوسط والهند وكانت في مقدمتها بريطانيا التي تولت كبر هذا الزحف والهجوم السياسي والمادي واستولت على الهند ومصر وبدأت تتسرب في الجزيرة العربية وتبذر فيها بذور الفساد وقد أصبحت مسيطرة على الهند الإسلامية حتى صارت الدولة المسلمة الأخيرة رهينة أو أسيرة في يدها تتصرف في المملكة الهندية الفسيحة تصرف السلطان المطلق وما قنع الإنجليز على السلطة الغاصبة وتنفيذ حكومتها القاهرة بل كان الإفرنجيون ينشرون الفساد والإلحاد والخلاعة والإباحة وكان هذا الاستعمار كارثة وثورة على القيم الروحية والخلقية التي جاء بها الأنبياء ونزلت بها الصحف وسيق الإنسانية وحطمهم الأمريكيون والثائرون على الظالمين الماضين لأعمالهم فقد قال سيدنا موسى عليه الصلاة والسلام رب بما أنعمت علي فلن أكون ظهيرا للمجرمين

ودعا على فرعون مصر «ربنا انك آتيت فرعون وملأه زينة واموالا في الحيوة الدنيا ربنا ليضلوا عن سبيلك ربنا اطمس على اموالهم واشدد على قلوبهم فلا يؤمنوا حتى يروا العذاب الاليم» والله عز وجل خاطب المؤمنين بقوله «ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار وما لكم من دون الله من اولياء ثم لا تنصرون». وقال النبي صلى الله عليه وسلم «افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر» ولكن بالعكس من تعاليم القرآن الكريم وروح الدين الاسلامي وبالعكس من اسوة الانبياء والمرسلين واصحابهم وخلفائهم عليهم هذا المتنبي غلام احمد المرزا اكبر فراعنة عصره الانجليز ويحرص على تأييد الحكومة الانجليزية الغاشمة الظالمة ويمتدحها في اسلوب سافر حتى نسخ الجهاد والغاه لاسيما بهذا الانجليز واتى بشريعة جديدة معظم تعاليمها الغاء الجهاد ونسخه والتحريض على اطاعة الانجليز حتى قال في كتاب ترياق القلوب ص ١٥ "لقد قضيت معظم عمري في تأييد الحكومة الانجليزية ونصرتها وقد الفت في منع الجهاد ووجوب طاعة اولي الامر الانجليز من الكتب والاعلانات والنشرات ما لو جمع بعضها الى بعض لملأ خمسين خزانة وقد نشرت جميع هذه الكتب في البلاد العربية ومصر والشام وتركيا وكان هدفي دائما ان يصبح المسلمون مخلصين لهذه الحكومة وتمحى من قلوبهم قصص المهدي السفاك والمسيح السفاح والاحكام التي تبعث فيهم عاطفة الجهاد وتفسد قلوب الحمقى.

وقال في آخر كتابه شهادة القرآن ان عقيدتي التي اكررها ان للاسلام جزأين الجزء الاول اطاعة الله والجزء الثاني اطاعة الحكومة التي بسطت الامن وآوتنا في ظلها من الظالمين وهي الحكومة البريطانية (ملحق شهادة القرآن)

ويقول في رسالة قدمها الى نائب حاكم المقاطعة عام ١٨٩٨ء لقد خدمت

منذ نعومة أظفاري وقد ناهزت الستين أجاهد بلساني وقلمي لأصرف قلوب المسلمين إلى الإخلاص للحكومة الإنجليزية والنصح لها والعطف عليها وألغي فكرة الجهاد التي يدين بها بعض جهالهم والتي تمنعهم من الإخلاص لهذه الحكومة وأرى أن كتاباتي قد أثرت في قلوب المسلمين وأحدثت تحولاً في مئات الألوف منهم (تبليغ رسالت جلد السابع ص ١ تأليف قاسم علي القادياني)

وقال في موضع آخر لقد ألفت عشرات من الكتب العربية والفارسية والأردوية أثبت فيها أنه لا يحل الجهاد أصلاً ضد الحكومة الإنجليزية التي أحسنت إلينا بالعكس من ذلك يجب على كل مسلم أن يطيع هذه الحكومة بكل إخلاص وقد أنفقت على طبع هذه الكتب أموالاً كبيرة وأرسلتها إلى البلاد الإسلامية وأنا أعرف أن هذه الكتب قد أثرت تأثيراً كبيراً في أهل هذه البلاد الهند أيضاً (رسالة مقدمة إلى الحكومة الإنجليزية بقلم المرزا غلام أحمد)

ويقول في محل آخر لقد نشرت خمسين ألف كتاب ورسالة وإعلان في هذه البلاد وفي البلاد الإسلامية تفيد أن الحكومة الإنجليزية صاحبة الفضل والمنة على المسلمين فيجب على كل مسلم أن يطيع هذه الحكومة إطاعة صادقة وقد ألفت هذه الكتب في اللغات الأردوية والفارسية وأذعتها في أقطار العالم الإسلامي حتى وصلت وذاعت في البلدين المقدسين مكة والمدينة وفي الآستانة وبلاد الشام ومصر وأفغانستان وكان نتيجة ذلك أن أقلع الوف من الناس عن فكرة الجهاد التي كانت من وحي العلماء الجامدين وهذه مأثرة أباهي بها يعجز المسلمون في الهند أن ينافسوني فيها (ستارة قيصر تصنيف المرزا غلام أحمد)

وقال هذا المتنبي في كتابه نور الحق بعبارة عربية هذا نصها ولا عجب على هذه الدولة المباركة أنا من خدامها ونصحائها ودواعي خيرها من قديم

وجعلها في كل وقت بقلب صميم وكتب لأجل هذا كتبا في ترغيب التعاون مع

لتلك الدولة التي يستظل منها ۔

ويقول هو المتنبي في رسالة قدمها إلى حفلة جوبلي ملكة الإنجليز

في اليوم الرابع والعشرين من مارس ١٨٩٧ء " والمأمول من حكومة أن تعامل هذه

الأسرة التي هي من غرس الإنجليز أنفسهم ومن صنائعهم بكل حزم واحتياط وتحقيق

ورعاية وتوصي رجال حكومتها أن تعاملني وجماعتي بلطف خاص ورعاية فائقة "

(تبليغ الرسالة المجلد السابع ص ١٩ - ٢٠)

وقال في كتابه ترياق القلوب ص ٣٠٦ " لقد ألف بعض القسوس المبشرين

في كتاباتهم وجاوزوا حد الاعتدال ووقعوا في عرض رسول الله صلعم فخشيت

على المسلمين الذين يعرفون بحماستهم الدينية أن يكون لها رد فعل عنيف و

أن تثور ثائرتهم على الحكومة الإنجليزية ورأيت من المصلحة أن أقابل هذا

الاعتداء بالاعتداء حتى تهدأ ثورة المسلمين وكان كذلك "

وقال في كتاب الأربعين " لقد ألغي الجهاد في عصر المسيح الموعود إلغاء

باتاً ۔

وقال في الخطبة الإلهامية " لقد آن أن تفتح أبواب السماء وقد عطل الجهاد

في الأرض وقد وقفت الحروب كما جاء في الحديث أن الجهاد للدين يحرم في عصر

المسيح فيحرم الجهاد من هذا اليوم وكل من يرفع السيف للدين ويقتل الكفار

باسم الغزو والجهاد يكون عاصياً لله ولرسوله ۔

ويقول في كتابه ترياق القلوب ص ٣٣٢ " أن الفرقة الإسلامية التي

تقول بنبوتي وسيادتي هي الفرقة التي لا ترى الجهاد بالسيف ولا تنتظره بل

أن الفرقة المباركة لا تستحله سرا ولا علانية وتحرمه تحريما باتا ۔

وقام هذا المتنبي وقد امدت هذه الحركة وهذه الفئة الحكومة الانجليزية بجواسيس لمصلحتها واصدقاء اوفياء ومتطوعين متحمسين كانوا موضع ثقة الحكومة الانجليزية ومن جنودها رجال خدموا الحكومة الانجليزية في الهند وخارج الهند وبذلوا نفس مهجهم وما يملكون في سبيلها ايضا كعبد اللطيف القادياني الذي كان في افغانستان يدعو الى القاديانية وينكر على الجهاد وخافت حكومة افغانستان ان تقضي دعوته على عاطفة الجهاد في روح الحرية التي يمتاز بها الشعب الافغاني فقتلته. كذلك الملا عبد الحليم والملا نور علي القاديانيان حكمت الحكومة الافغانية عليهما لرسائل و وثائق تدل على انهما وكيلان للحكومة الانجليزية ومدبران مؤامرة ضد الحكومة الافغانية وكان جزاؤهما القتل كما صرح بذلك وزير الداخلية لحكومة افغانستان سنة ١٩٢٥ ونقل ذلك مجلة الفضل صحيفة القاديانية في ٣ مارس سنة ١٩٢٥ .

وبالجملة كانت الجماعة القاديانية من اول يوم عميلة للانجليز حريصة على خدمة مصالحهم السياسية حتى ان المفكرين اجمعوا على ان هذه الحركة كانت من وحي الانجليز وكانت هذه الحركة وليدة السياسة الانجليزية وغرسها. ولهذا قال الدكتور محمد اقبال في حق هذا المتنبي انه كان عميلا مخلصا لسادة الانجليز وانه يعتقد ان بقاء الاسلام وعزه في حياة العبودية و ان سعادة المسلمين في ان يكونوا محكومين اذلاء بين يدي الانجليز و انه كان يعد حكومة الاجانب المستعمرين رحمة الهية لقد رفض اقبال الرجل منزل الكنيسة ومضى لسبيله .

الكلمة الثالثة في بذاءة وسلاطة لسانه

نقل بالسند الصحيح ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ما كان فاحشا ولا متفحشا ولا سخابا في الاسواق۔ وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذي۔ رواه الترمذي۔

ولكن هذا المتنبي القادياني كان هجاء بذاء سليط طويل اللسان في المعاندين وعباد الله الصالحين يقول في رسالته التي وجهها الى علماء العصر وشيوخها الكبار باللغة العربية بعبارة ركيكة قال بعض علينا كل ذي غواية ونعق علينا كل ابن دأية محروم عن الدراية وعوى كل خليع خلع الرسن ونبح كل كلب ولو كان كالبغل او الاخرد

وقال في المكتوب العربي الملحق بانجام آتهم ص ۲۲ في حق العلماء الراسخين والمشائخ الكاملين الذين كانوا شموس الهند وبدور اليقين يخاطبا للشيخ محمد حسين البتالوي فمنهم شيخك الضال الكذاب نذير المبشر ثم الدهلوي عبد الحق رئيس المتصلفين ثم سلطان المتكبرين الذي اضاع دينه بالكبر والتوهين ثم العبد الخبيث الذي افتى في الغلو من لبس الصفاقة تركه الصدق والصداقة واعتقدت الاقدار برفعي كان ككلاب وغضب وبرق كالكلاب ونطق بكلمات لا ينطق بها الا الشيطان اللعين وآخرهم الشيطان الاعمى والغول الاغوى يقال له رشيد احمد الجنجوهي وهو شقي كالامروهي ومن الملعونين۔

انظروا الى هذا المتنبي كيف يخرف في حق العلماء الربانيين الذين

كانوا جبال العلم وهكذا كانت عادته يسب ويشتم كل من لا يؤمن بالمسيح قال في كتابه آئينه كمالات اسلام ص ٥٤٧ ، ٥٤٨ أشار إلى كتبه "تلك كتب ينظر إليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي إلا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون."

ومن أمثلة أشعاره الهجائية في حق من لا يؤمن به ـــ

إن العدى صاروا خنازير الفلا ... ونساؤهم من دونهن الأكلب

ويقول في شعره عن الشيخ الشهير والعالم الكبير مهر علي الگولروي الجشتي ـــ

فقلت لك الويلات يا أرض جولره ... لعنت بملعون فأنت تدمر

ويقول عن الشيخ سعد الله اللدهيانوي ـــ

ومن اللئام أرى رجيلاً فاسقاً ... غولاً لعيناً نطفة السفهاء
شكس خبيث مفسد ومزور ... نحس يسمى السعد في الجهلاء
آذيتني خبثاً فلست بصادق ... إن لم تمت بالخزي يا ابن بغاء

الكلمة الرابعة في سبه وشتمه النبي الصادق المعصوم سيدنا عيسى عليه الصلاة والسلام وفي أمه الصديقة

إن سيدنا عيسى على نبينا وعليه الصلاة والسلام كان من أولي العزم من الرسل وأمه صديقة، قال الله تعالى في حقها: ومريم ابنت عمران التي أحصنت فرجها فنفخنا فيه من روحنا وصدقت بكلمات ربها وكتبه وكانت من القانتين

سورة التحريم

[illegible]

وقال الله تعالى واذ قالت الملٰئكة يمريم ان الله اصطفٰك وطهرك و اصطفٰك على نساء العٰلمين (ال عمران)

وقال الله تعالى وجعلنٰها وابنها اٰية للعٰلمين (الانبياء)

وقال الله تعالى انما المسيح عيسى بن مريم رسول الله وكلمته القٰها الى مريم وروح منه (النساء)

وقال الله تعالى واذ قالت الملٰئكة يمريم ان الله يبشرك بكلمة منه اسمه المسيح عيسى بن مريم وجيهًا في الدنيا والاٰخرة ومن المقربين (ال عمران)

وقال الله تعالى ولنجعله اٰية للناس ورحمة منا (مريم)

وقال الله تعالى ان هو الا عبد انعمنا عليه وجعلنٰه مثلا لبني اسرائيل (زخرف)

وقال الله تعالى ويعلمه الكتٰب والحكمة والتورٰية والانجيل (ال عمران)

وقال الله عز وجل واٰتينا عيسى بن مريم البينٰت وايدنٰه بروح القدس (البقرة)

لكن على عكس هذه النصوص القطعية قال هذا المتنبي ان سيدتنا مريم حملت من الزنا والعياذ بالله ثم اجبرها اهلها على النكاح لتستر هذه القبيحة -

قال في كتابه "كشتي نوح، ص ١٦" انا اعظم المسيح بن مريم لاني بحسب الروحانية خاتم الخلفاء في الاسلام كما كان المسيح بن مريم خاتم الخلفاء في الاسرائيليين وكان ابن مريم هو المسيح الموعود في سلسلة موسى وانا المسيح الموعود في سلسلة محمد فبهذه المناسبة انا اعظم من كنتُ تحته ومن يقول اني لا اعظم المسيح بن مريم هو المفسد المفتري بل وانا

أعظم أخوته الأربعة لأن هؤلاء الخمسة من بطن أم واحدة وفوق ذلك أي أعظم وأقدس من أختيه لأن هؤلاء الأكابر كلهم من بطن مريم البتول وشأن مريم أنها منعت نفسها مدة من النكاح وبعد ذلك نكحت بسبب حملها بإجبار أكابر قومها وكان للناس الاعتراض عليها بأنها نكحت في حين حال حملها على خلاف تعليم التوراة ونقضت عهد تبتلها من النكاح ووضعت أساس تعدد الأزواج يعني مع أن يوسف النجار كان له زوجة واحدة قبل ذلك ثم رضيت مريم بالنكاح معه وكانت هي زوجته الثانية ولكن أقول كان هذا كله بسبب الأعذار التي اتفقت في ذلك الوقت فكانوا جديرين أحق بالرحمة والعطوفة لا أن يلزموا بالاعتراضات وقال صـ ١ ا لكن أب في حق سيدنا عيسى عليه السلام استهزاءً و ان أسرته كانت طاهرة مطهرة غاية التطهر كانت الثلث من جداته الأبوية والأمية من الزواني اللتي يكتسبن بالزنا وهذا عيسى قد تولد من دمائهن. ضميمة انجام آتهم حاشية صـ ٧:

ويقول في كتابه نور القرآن صـ الاعتراض المتعلق بجدات عيسى الأبوية والأمية يرد هل تأملتم في الجواب عنه أما نحن فقد تعبنا من التأمل وما جاء في خيالنا الجواب الصحيح من ذلك. نعم الإله الذي كانت جداته متصفة بهذا الكمال انتهى

وقال في المكتوبات الأحمدية صـ ٢٤ جـ ٣ كان من عادات المسيح أنه كان أكالاً ما كان زاهداً ولا عابداً ولا متبعاً للحق كان متكبراً معجباً بنفسه مدعياً للألوهية انتهى

وقال في ضميمة انجام آتهم صـ ٧ كان ميله إلى الزواني وصحبته معهن بسبب

انه كان بينه وبينهن مناسبة جنسية وإلا فالرجل المتقي لا يستطيع أن يمكن الزانية أن تضع يدها النجسة على رأسه وتطيب رأسه من الطيب الذي كان من كسب زناها وتمس جسده بشعرها فليفهم المتفهم من هذا طهارة وعادته انتهى.

وقال هذا المتنبئ في حق سيدنا عيسى على نبينا وعليه الصلاة والسلام "ولكن المسيح في خصوصه لم يكن فائقا صدقه على سائر الصادقين بل كان يحيى النبي أفضل منه لأنه لا يشرب الخمر وما سمع منه أن المرأة الفاحشة تطيب رأسه من كسبها وتمس جسده بشعرها وما سمع عنه أن المرأة الشابة غير المحرمة تخدمه ولهذا سمى الله تعالى في كتابه يحيى باسم حصور ولم يسم المسيح بهذا الاسم لأن مثل هذه الوقائع كانت مانعة من تسميته باسم حصور"

دافع البلاء تائٹل پیج آخری؛

وكنت متحيرا في أن الرجل المتملق الذليل بين يدي الإنجليز كيف يسب سيدنا عيسى عليه السلام لأني كنت أظن أن هذا هو السبب الأقوى لسخط الإنجليز المسيحيين فكيف يباشره هذا الذي هو مهين ثم إني ظفرت على مكتوب منشور في ترياق القلوب ص ٣٠٩ و ٣١٠ كتبه هذا المتنبي إلى الحكومة البريطانية في ذلك الوقت وعنونه باقتراح العاجز إلى حضرة الحكومة العالية، فأترجم هنا من المكتوب ما احتاج إليه ليظهر أن المتنبي أتى به وسبه في حق سيدنا عيسى عليه السلام تحت حكمة عملية وداعية سياسية يريد به إبداء رغبة جماعة المسلمين عن الإنجليز لا سيما عن المشهورين عندهم.

قال هذا المتنبي في مكتوبه هذا ما ترجمته "إني أعترف أنه قد تأذى قلوب بعض القسيسين والمبشرين من كلامي الحاد وعن هذا الاحتمال مقالتي و

استعمل هؤلاء المبشرون في حق النبي الكريم صلى الله عليه وسلم كلمات فضيحة مثلاً انه قاطع الطريق وانه سارق .... (لا استطيع ان اذكر بعض الكلمات الآتية فتركت البياض) فحقت بعد ما طالعت مثل هذه الكتب والمجلات ان المسلمين الذين هم ارباب الثورة على الانجليز تشتعل نار قلوبهم على ضد الحكومة الانجليزية العيسائية فعلمت ان المناسب لاطفاء هذه الشعلة ودفع هذه الثورة ان يختار في جواب هذه الطائفة التبشيرية شيء في الكلام على خلاف عيسى عليه السلام كي لا يختل الامن في المملكة وافتاني ضميري ان السلوك على هذا المسلك الصعب يكفي في اطفاء نار غضب المسلمين المتوحشين ففعلت ما قلت في عيسى عليه السلام وفزت بما رمت (الى آخرها قال)

الكلمة الخامسة في الاعوجاج من تفاسيره

والآن اريد ان اذكر تحريفات التفسيرية التي تفوه بها هذا اللعين -

۱ تفسير اهدنا الصراط المستقيم يقول: يأتي امثال انبياء بني اسرائيل من كان مثيل نبي من الانبياء سمي باسمه. فسمي مثيل موسى بموسى ومثيل عيسى بعيسى ولما كنت مثيل عيسى سميت باسم عيسى وذكر في القرآن المجيد اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم اي يا الله اجعلنا مثيلين للرسل والانبياء - (ازالة الاوهام ص ۲۲۳ الطبعة الخامسة مؤلفه مرزا غلام احمد)

۲ تفسير قوله تعالى واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى. يقول: هذه الآية تشير الى ان الامة المحمدية لما صارت فرقا كثيرة في آخر الزمن ابراهيم فتكون الفرقة التي تتبع ابراهيم هي الناجية (كانه يرسل الى ابراهيم الفرقة

القاديانية التي تبعدي هي الناجية (والعياذ بالله) (الاربعين ص٤)

٣ تفسير قوله تعالى ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة. يقول بنصر الله المؤمنين بظهور المسيح في قرن من القرون الآتية يكون موعودا بالبدر الظاهر يعني في القرن الرابع عشر الهجري (يريد نفسه) (اعجاز المسيح ص١٢١)

٤ تفسير قوله تعالى يآدم اسكن انت وزوجك الجنة. يقول انا المراد بآدم والمراد بالجنة احمدي. (ترياق القلوب ص١٥٢)

٥ تفسير قوله تعالى وله الحمد في الاولى والآخرة. يقول بأمرين في هذه الآية احمدان المراد بالاولى رسولنا احمد المصطفى المجتبى والمراد بالآخرة احمد الذي يكون في آخر الزمان اسمه المسيح والمهدي (يريد نفسه)

(اعجاز المسيح ص١٢٥)

٦ تفسير قوله تعالى سبحن الذي اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى الذي باركنا حوله الآية يقول: المراد بالمسجد الاقصى المسجد الذي في قاديان مسجد المسيح الموعود (يريد نفسه)

(الخطبة الالهامية ص٢١-٢٢ طبع جديد ربوة)

٧ تفسير قوله تعالى هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق. يقول: هذه الآية في الحقيقة متعلقة بزمان هذا المسيح (يريد به نفسه)

(ازالة الاوهام ص٦٧٤ الطبعة الخامسة)

٨ تفسير قوله تعالى مبشرا برسول يأتي من بعدي اسمه احمد. ليس المراد به محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم بل المراد باحمد في هذه الآية هو الميرزا غلام احمد. (ازالة الاوهام ص٦٧٣ الطبعة الخامسة)

٩ وانا على ذهاب به لقادرون. المراد به سنة ١٨٥٧ وهذا هو زمان

المراد بها غلام احمد۔ (ازالۃ الاوہام ص۶۷۳ الطبعۃ الخامسۃ)

مثلاً (۹) جاء في الحديث ان سيدنا عيسى عليه السلام ينزل من السماء في لباس اصفر اللون۔ لا يراد باللباس الثوب بل المراد منه المرض

(ازالۃ الاوہام ص۳ الطبعۃ الخامسۃ)

(ب) الرداءان الاصفران اللذان ذكر ان المسيح ينزل فيهما الرداءان اللذان يشملان الرداء الواحد يختص بالنصف الاعلى مني وهو مرض مثل وجع الرأس ودورانه وقلة النوم ومرض القلب وغير ذلك والرداء الآخر يختص بنصفي الاسفل وهو داء السكر البولي الذي اخذ بي منذ مدة طويلة وربما احتاج الى البول في اليوم او الليلة مائة مرة۔ (اربعين ص۳۳)

وقال هذا المتنبي افتراء على القرآن ان الآيات المسطورة في الذيل نزلت في شأني والعياذ بالله

وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى (ضميمة حقيقة الوحي ص۷۸)

دنى فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى (ايضاً ص۷۶)

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله (ايضاً ص۸۲)

انا فتحنا لك فتحاً مبيناً ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر (ايضاً ص۹۴)

انا اعطيناك الكوثر۔ (ايضاً ص۸۵)

اراد الله ان يبعثك مقاماً محموداً۔ (الاستفتاء ص۷۸)

لعلك باخع نفسك ان لا يكونوا مؤمنين۔ (حقيقة الوحي ص۸۴)

ما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى۔ (الاربعين ص۳۶)

وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم (دافع البلاء ص۶)

واصنع الفلك باعيننا ووحينا (ايضاً ص۳۴)

وما ارسلناك الا رحمة للعلمين - (حقيقة الوحي صـ [illegible])

الكلمة السادسة في الانموذج من سيئاته الآتية

١ كتب الميرزا غلام احمد القاديانى كتابا في صداقة الاسلام واعلن ان هذا الكتاب يكون في خمسين جزءا واستلم ثمن خمسين جزءا من المشترين قبل طبعها فلما طبع اربعة اجزاء وارسلها الى المشترين تغافل عن سائرها وسكت عنها فالح عليه المشترون على طلب الحق فبعد ثلثة وعشرين سنة طبع الجزء الخامس منه وكتب في اوله انه قد اوفى وعده السابق وتم وعد خمسين بالجزء الخامس لان الفرق بين الخمس والخمسين يكون بالصفر والصفر لا اعتبار له فوفيت ما وعدت

(البراهين الاحمدية ج ٥ صـ [illegible])

٢ كانت امرأة فاحشة تكتسب من زناها فجمعت اموالا كثيرة ثم تابت توبة فاستفتى اهلها من العلماء عن هذا المال الذي اكتسبت بزناها فاجاب العلماء بانه لا يجوز استعمال هذا المال وهو حرام فطلب منهم الميرزا غلام احمد هذا المال وتسلمه منهم فلما اعترض المسلمون وقالوا ان مدعي النبوة ياكل المال الحرام فاجاب بان المالك للمال في الحقيقة هو الله تعالى والعبد ناشئ عنه فاذا عصى العبد مالكه يرجع المال الى مالكه فبهذا السبب لا يكون العبد وقت عصيانه مالكا لهذا المال وانما المالك هو الله تعالى فليس بحرام انتهى - ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم -

(آئينه كمالات اسلام صـ ٢٨٣ طبع لاهور)

اللهم احفظنا من هذه الفتنة واهلها واحفظنا وجميع المسلمين منها يا رب العالمين -

اللهم تقبل منا انك انت السميع العليم.

الخامس من ذي القعدة [illegible]

جماعة تحفظ ختم النبوة

لما ظهرت الفتنة القاديانية في الهند وانتشرت فيها بتأييد الحكومة الانجليزية حتى توجهت الى البلاد العربية الاسلامية وبدأت تتسرب في العراق وسوريا وتنتشر في اندونيشيا ومن اعظم امانيها واكبر آمالها ان تنتشر في جزيرة العرب مهد الاسلام ومركز دعوة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم. توجه علماء المسلمين ورجال الدعوة الاسلامية الى دفع هذه الفتنة من اول تأسيسها وعلى رأس هذه الطائفة العلامة السيد محمد انور الكشميري رئيس المدرسين بدار العلوم الديوبندية ومولانا السيد عطاء الله شاه البخاري ومولانا حبيب الرحمن اللدهيانوي رحمهم الله تعالى والآن خلفهم جماعة تسمى بمجلس تحفظ ختم النبوة رئيس هذه الجماعة الخطيب الشهير والمجاهد الكبير مولانا محمد علي الجالندهري الذي امر بتسويد هذه الاوراق. هذه الجماعة تدافع عن هذه الفتنة الضالة اقوى دفاع وتلتهب غيرة على الاسلام وكرامة الرسول صلى الله عليه وسلم.

هذه الجماعة لها اعضاء من العلماء الكبار مما يبلغ عددهم الى ثلاثين يؤدون فريضة تبليغ الاسلام في اقطار مملكة باكستان بل وخارج المملكة ايضا حتى ان الامين العام لهذه الجماعة مولانا لال حسين اختر الآن في اوربا يريد ان ينظم امر المسلمين هناك ليكونوا على حذر من

الطوائف القاديانية التي توجه دعوتها في مسلمي اوربا وافريقيا۔

ان جماعة ختم النبوة اشاعت الكتب الكثيرة في رد القاديانية و اذاعت كتب القادياني والقاديانية باللغة العربية ليعلم علماء العرب حقيقة هذه الفتنة حتى يصح لهم الحكم عليها ويمكنهم نقدها وتزييفها

حركة هذه الجماعة صارت سببا لاجماع العلماء على تضليل القاديانية وتكفيرهم حتى اصدرت مراكز الفتاوى احكاما صريحة بكفرهم وارتدادهم واصدرت المحكمة الحكومية في بهاولنفور سنة ١٩٣٥م بعد مناقشة طويلة الحكم بكفرهم وحرمة نكاح المسلمة بالقادياني وكتب القاضي (ج) محمد اكبرخان ان نكاح عائشة بنت الهي بخش مع عبد الرزاق القادياني باطل لارتداده وبجهود هذه الجماعة لها منن كثيرة على المسلمين كثرها الله و ادامها لترويج الدين القويم۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

جوابِ محضر نامہ

(مرزائی کیوں کافر اور غیر مسلم اقلیت ہیں)

شیرِ اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔ امابعد

۱۹۷۴ء کی مقدس تحریک ختم نبوت میں بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ قومی اسمبلی پاکستان کے معزز رکن تھے۔ قادیانیوں نے قومی اسمبلی میں اپنا محضرنامہ پیش کیا۔ اس کے مقابلے میں آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان نے ”موقف ملت اسلامیہ“ پیش کیا۔ (جو اس جلد میں شامل اشاعت ہے) مجلس عمل کی طرف سے امت مسلمہ کے موقف کو پیش کرنے اور اسمبلی میں پڑھنے کی سعادت حق تعالیٰ نے مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو نصیب فرمائی۔ جبکہ قادیانی جماعت کے محضرنامہ کے جواب تیار کرنے، کتاب مرتب کرنے اور اسمبلی میں پڑھنے کی سعادت حق تعالیٰ نے بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے مقدر میں لکھی تھی۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، علامۃ العصر علامہ سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ کے شاگرد رشید تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں پڑھانے کا اعزاز بھی آپ نے حاصل کیا۔ تقسیم سے قبل مجلس احرار اسلام ہند کے ممتاز رہنماؤں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد ”کل پاکستان جمعیت علماء اسلام“ کی بنیاد رکھنے اور خون جگر سے اس کی آبیاری کرنے والے سرفروش گروہ میں آپ پیش پیش تھے۔ ایک زمانے میں پاکستان میں آپ علماء حق کے قافلہ کے سرخیل تھے۔ قادیانیت کے خلاف آپ کے گرانقدر کارنامے تاریخ ختم نبوت کا روشن باب ہیں۔ جواب محضرنامہ پر آپ کے علاوہ آپ کے دو گرامی قدر رفقاء مولانا عبدالحکیم ہزارویؒ، ایم این اے اور مولانا عبدالحق بلوچستانی ایم این اے کے بھی دستخط تھے۔ جواب محضرنامہ حضرت ہزارویؒ کی باقیات الصالحات میں سے ہے۔ جسے شائع کرنے کی مجلس تحفظ ختم نبوت کو سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ فللہ الحمد اولاً وآخراً۔

فقیر۔ اللہ وسایا

۱۰/دسمبر ۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

مرزائی قطعی کافر اور غیر مسلم اقلیت ہیں

قومی اسمبلی کو فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے

قادیانیوں کے خلیفہ مرزا ناصر احمد آف ربوہ نے بتاریخ ۲۲ جولائی ۱۹۷۴ء کو اپنی پارٹی سمیت، پاکستان کی قومی اسمبلی کی کمیٹی کے سامنے (جو تمام ممبران قومی اسمبلی پر مشتمل ہے) تحریری جواب بیان دیا۔ یہ بیان انہوں نے دو دن میں مکمل کیا۔

اس کے بیان کے چند عنوان یہ تھے:

پہلا عنوان

''ایوان کی حالیہ قراردادوں پر ایک نظر ہے'' اس کے ذیل میں خلیفہ قادیانی نے ایک غلطی یہ کی ہے کہ صرف دو قراردادوں کا ذکر کیا ہے۔ ممکن ہے ان کو اطلاع ہی ایسی دی گئی ہو۔ مگر رہبر کمیٹی میں حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب ایم این اے اور مولانا عبدالحق صاحب ایم این اے بلوچستانی اور میں نے بھی ایک قرارداد پیش کی ہے (قرارداد ہذا کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں)۔ خلیفہ ربوہ نے ایک اصولی سوال اٹھایا ہے کہ آیا کسی اسمبلی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی شخص سے یہ بنیادی حق چھین سکے کہ وہ جس مذہب کی طرف چاہے منسوب ہو۔ یا مذہبی امور میں دخل اندازی کرتے ہوئے اس بات کا فیصلہ کرے کہ کسی جماعت یا فرد کا کیا مذہب ہے؟ ربوہ جماعت کی طرف سے کہا گیا کہ ہم ان دونوں باتوں کو نہیں مانتے۔ اسی سلسلے میں انہوں نے اقوام متحدہ کے دستور، انجمنوں اور اسی طرح پاکستانی دستور دفعہ نمبر ۲۰ کی آڑ لی ہے۔

مرزائیوں کو جواب

(۱) یہی پہلا اور بنیادی فرق ہے کہ جو مرزائیوں اور مسلمانوں میں ہے۔ مسلمان اپنے فیصلے صرف قرآن و شریعت کی روشنی میں کرنا چاہتے ہیں اور اسی کو قانون زندگی کی بنیاد سمجھتے ہیں۔ مگر مرزائی اقوام متحدہ کو دیکھتے ہیں۔ کبھی عالمی انجمنوں کو اور کبھی انسان کے بنائے ہوئے دستور اور قانون کو ہم تو تمام امور میں صرف دین اور اس کے فیصلے کو دیکھتے ہیں۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چوں غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

میں ذرات ہوں نہ رات کا پجاری کہ خواب کی باتیں کروں۔ میں جب آفتاب (آفتاب رسالت) کا غلام ہوں تو میری باتوں کا ماخذ وہی آفتاب ہوگا۔

تعجب ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت جھوٹا ہے۔ مگر جھوٹے دعوے کی لاج بھی وہ اور اس کے جانشین نہیں رکھتے۔ پیغمبر تو دنیا بھر کے قوانین کو بدلنے آتے ہیں اور ساری دنیا کو اپنے پیچھے چلانا چاہتے ہیں۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ (نساء ۶۴)
"اور ہم نے جو بھی پیغمبر بھیجا اسی لیے کہ لوگ خدا کے حکم سے اس کی پیروی کریں۔"

تو ہم کو تو قرآن و حدیث کی رو سے دیکھنا ہے کہ مرزائی غیر مسلم ہیں یا نہیں؟ اور اس مسئلے میں کسی بھی مسلمان کو شک نہیں ہے۔ صرف قانونی شکل دینے کی بات ہے۔

(۲) آپ کی نظر ہمیشہ صحابہ کرامؓ سے دور رہی ہے ورنہ آپ دنیا کی اسمبلیوں کو دیکھنے کی بجائے مسلمانوں کی سب سے پہلی اسمبلی انصار و مہاجرین کو دیکھتے۔ کیا انصار و مہاجرین کے مشورے اسلامی روشنی میں نہ ہوتے تھے؟ مگر آپ سے یہ توقع ہی نہیں کہ آپ صحابہ کرامؓ کے راستے پر چلیں۔ ورنہ انصار و مہاجرین کی اسمبلی نے منکرین زکوٰۃ و منکرین ختم نبوت سے مسلمان کہلانے کا حق چھین کر ان سے جہاد کیا تھا۔

(۳) مرزائی خلیفہ نے یہ کہہ کر کہ مسلمان ممبران اسمبلی کو ایسے فیصلے کرنے کی اہلیت ہے یا نہیں؟ ممبران اسمبلی کی سخت توہین کی ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کروڑوں مسلمانوں کے نمائندے ہیں۔ اور مسلمان بھی وہ جن کا کھلا دعویٰ ہے کہ "ہمارا دین اسلام ہے۔" کیا یہ ممبر صاحبان اتنا بھی نہیں جانتے کہ مسلمان کون ہے اور غیر مسلم کون؟ مرزائیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ کافر وہی ہوتا ہے جو ضروریات دین اور قطعیات دین کا انکار کرے۔ (مسلمان کی تعریف کی بحث آگے آتی ہے)۔ کیا کوئی ممبر اسمبلی یہ نہیں جانتا کہ پانچ ارکان اسلام فرض ہیں؟ کیا کوئی مسلمان نہیں جانتا کہ توحید و رسالت پر ایمان لانے کے سوا تمام پیغمبروں، آسمانی کتابوں، فرشتوں، قیامت، تقدیر، اور دوبارہ زندگی کو دل سے قبول کرنا بھی جزو ایمان ہے؟ کیا کوئی مسلمان اس میں بھی شک کر سکتا ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کے بعد وحی نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ اب نہ براہ راست کسی کو نبی بنایا جا سکتا ہے نہ کسی کی متابعت سے؟ یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام کے تقریباً ۱۴ سو سال میں جس کسی نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو اس کو اہل اسلام نے ہرگز معاف نہیں کیا۔ مرزائی کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی حضور ﷺ میں فنا ہو چکے تھے۔ اس لیے وہ عین محمد بن کر نبی ہوئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) بہرحال اسلام کے بنیادی مسائل کو اسمبلی کے تمام ممبران سمجھتے ہیں اور تجربہ رکھتے ہیں بلکہ وہ مرزا ناصر احمد سے بھی زیادہ

سکتے ہیں۔

(۴) پاکستان اسمبلی نے پاکستان کا ملکی مذہب اسلام قرار دیا ہے۔ کیا مرزا ناصر احمد ہم کو امریکہ اور لندن کا مقتدا بنانا چاہتے ہیں؟

(۵) پاکستان اسمبلی نے فیصلہ کر دیا ہے کہ پاکستان کا صدر اور وزیر اعظم مسلمان ہوگا اور اس کو ختم نبوت اور قرآن و حدیث کے مقتضیات کو ماننے کا حلف اٹھانا پڑے گا۔ (شاید مرزائیوں کو اس سے بھی تکلیف ہوئی ہو۔)

(۶) بھلا جس اسمبلی کو دستور و آئین بنانے کا حق ہے اس کو اس میں ترمیم کا حق کیوں نہ ہو؟ کیا یہ بات دستور میں نہیں ہے؟

(۷) تعجب ہے کہ اقل قلیل اقلیت کو اجازت ہو کہ وہ کروڑوں کی اکثریت کو کافر کہے اور اکثریت کو اتنا حق نہ ہو کہ وہ ان مٹھی بھر تازہ پیداوار اور مخصوص اغراض کے لیے کھڑے ہونے والوں کو غیر مسلم کہے؟ ہم کو حق ہے کہ اسمبلی کے اندر اپنے حق کا مطالبہ کریں یا اسمبلی سے باہر۔ پاکستانی حکومت اسمبلی کا نام ہے اور اسمبلی عوام کی نمائندہ ہے۔ ان کا فرض ہے کہ ملک کے نفع و نقصان پر سوچیں۔

(۸) ہم نے کب کہا ہے کہ آپ کو کسی مذہب کی طرف منسوب ہونے کا حق نہیں؟ آپ بے شک اپنے کو نصرانی، عیسائی، قادیانی، احمدی، مرزائی وغیرہ مذاہب کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ مگر جب آپ کو یہ حق ہے تو ۹۵ فی صد اکثریت کو کیوں یہ حق نہیں کہ وہ اس پاک مذہب کی طرف منسوب ہو جس میں سرور عالم ﷺ کے بعد کسی کو نبی بنانا کفر ہو اور ایسا کہنے والے کو اپنے سے خارج سمجھیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اقل قلیل جو چاہے کہے اور کرے اور غالب اکثریت صُمٌّ بُکْمٌ بنی رہے اس کو بات کرنے کی اجازت نہ ہو۔

(۹) آپ جس مذہب کی طرف چاہیں منسوب ہوں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر بھی کہیں۔ پھر انہی مسلمانوں کے نام سے عہدوں، منصبوں اور مختلف ملازمتوں پر قبضہ بھی کریں۔ آپ جب کروڑوں مسلمانوں کو مرزا قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے مسلمان نہیں سمجھتے۔ اور اسی طرح آپ کے غیر اسلامی عقیدوں کی وجہ سے مسلمان بھی آپ کو مسلمان نہ سمجھیں تو اب رونے کی کیا ضرورت ہے؟ اب تو آپ کی بات پوری ہو رہی ہے "نہ تم ہم میں سے اور نہ ہم تم میں سے۔"

(۱۰) آپ نے اسمبلی کے اختیارات پر بڑی تنقید کی ہے مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسمبلی قوم کی نمائندہ جماعت ہے اس کو قوم کی نمائندگی کرنی ہے۔ جب قوم کا ایک متفقہ مطالبہ

ہے تو وہ خود آئین کا مطالبہ ہو جاتا ہے اور اس کے فرائض میں داخل ہو جاتا ہے۔

(۱۱) آپ کو یہ خیال تو چٹکیاں لے رہا ہے کہ سیاسی جماعتیں سیاسی منشور پر اسمبلی میں آئی ہیں مگر آپ پاکستان کی بنیاد بھول جاتے ہیں کہ پاکستان کا معنی کیا ہے؟

کیا پاکستان مسلم قومیت کے نام سے نہیں بنا؟ کیا مسلم قومیت کی بنیاد مذہب پر نہیں ہے؟ اور کیا حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور علامہ اقبال کا نزاع لفظی ہو کر ختم نہیں ہو گیا تھا؟ اور کوئی مسلمان اس سے انکار کر سکتا ہے کہ دین اسلام، اعتقادات، معاملات، عبادات اور سیاسیات سب پر حاوی ہے؟ اور اب تو حکومت ہی عوامی ہے اور عوامی خیالات اور معتقدات کی ترجمان ہے۔ پھر اس کو کیوں عوامی مطالبات پر جو کہ مذہبی ہوں غور کرنے کا حق نہیں ہے؟ جبکہ سرکاری مذہب ہی اسلام ہے۔

(۱۲) مرزائی جماعت کا مسئلہ فسادات کی وجہ سے زیر بحث نہیں بلکہ یہ چالیس سال سے زیادہ سے مسلمانوں کا متفقہ مسئلہ چلا آ رہا ہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت سب کو معلوم ہے۔ ہاں حالیہ فسادات اور فسادی مرزائیوں کی فرقہ پرستی نے اس کو تقویت دے دی بلکہ ہو سکتا ہے کہ مرزائیوں نے یہ فسادات مسلمانوں کے پر امن جلوسوں پر گولیاں چلا کر دشمنان ملک کے ایماء پر چلائی ہوں۔ تاکہ پاکستان دوطرفہ مشکلات میں بھی گھرا ہوا ہو اندر فسادات ہوں اور دشمن اپنا الو سیدھا کر سکے۔

مرزا ناصر احمد کا اقرار

دوران جرح میں جب مرزا ناصر احمد نے یہ کہا کہ جو شخص اپنے کو مسلمان کہتا ہے کسی دوسرے شخص یا اسمبلی کو یہ حق نہیں کہ وہ اس کو غیر مسلم قرار دے۔ جب اسی سلسلہ میں محترم اٹارنی جنرل نے ان پر سوال کیا کہ ایک شخص چینی اور عیسائی ہے لیکن وہ غلط طور سے مفاد کی خاطر اپنے کو مسلمان کہتا ہے اور اس کی یہ فریب دہی اور بے ایمانی دیکھ کر اس کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا جاتا ہے تو کیا عدالت کو یہ حق نہیں ہے کہ قطعی ثبوت ملنے کے بعد اس کے فریب کا پردہ چاک کرتے اس کو غیر مسلم، چینی یا عیسائی قرار دے دیں؟

مرزا ناصر احمد نے بڑی بڑی تاں مٹول کے بعد عدالت کے اس حق کو تسلیم کیا۔ گویا اس طرح مرزا ناصر احمد نے اقرار کر لیا کہ کسی بااختیار ادارے کو یہ حق حاصل ہے کہ ثبوت کے بعد وہ کسی شخص کے دعوے کو غلط قرار دے دے۔

اب اس اقرار کے بعد قومی اسمبلی کو جس کا کام قانون سازی ہے یہ حق کیوں حاصل نہیں

کہ وہ مرزائیوں کے غلط دعویٰ اسلام کا بھانڈا پھوڑ کر عوام کو ان کے فریب سے بچائے؟

فرضی باتیں

آپ (مرزا ناصر) نے صفحہ چار پر انسان کے بنیادی حق اور دستور کے عنوان سے فرضی باتیں لکھ کر اپنا دل خوش کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر آپ یقین کریں کہ دنیا کی کسی حکومت نے اب تک اس قسم کے سوالات نہ اٹھائے نہ امکان ہے۔ زیادہ سے زیادہ آپ کو بھارت کا خطرہ ہے۔ مگر وہاں بھی مسلمان ان کے مقابلہ میں ایک ہیں اور ایک ہی بات کہتے ہیں۔ کہتے ہیں چوہے کی نظر ایک بالشت تک ہوتی ہے اس سے آگے نہیں دیکھ سکتا۔ مرزائیوں کو معلوم نہیں کہ ختم نبوت میں اہل اسلام کس طرح اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہیں؟ پھر بھارت میں کس طرح تمام مسلم جماعتیں اکٹھی ہو کر بھارتی گورنمنٹ کے سامنے اپنی بات رکھتی ہیں؟ پھر لاہور میں ماضی قریب میں کس طرح دنیا بھر کے سربراہان اسلام نے جمع ہو کر مرزائیوں اور دیگر دشمنان اسلام کے سینے پر مونگ دلے؟

مسلمانوں کو ڈراوا

مرزا ناصر احمد نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بہت سے نقصانات ملت پر گنائے ہیں اور یہ صرف رونے کے مترادف ہے ورنہ انہیں قرآن و حدیث اسلام و شریعت کو دیکھنا ہے۔ نہ یہ کہ دوسرے کیا کرتے ہیں اور اگر خود مسلمانوں کی مذہبی حالت اور مضبوطی دوسرے دیکھیں تو ان کو بھی ہمارا لوہا ماننا پڑے۔ جیسے کہ خیر القرون میں تھا۔

مرزا ناصر احمد نے عیسائی حکومتوں کی عددی اکثریت کا ذکر کر کے وہاں کے مسلمانوں کو شہری حقوق سے محروم کرنے کا ڈراوا بھی سنایا ہے۔ دراصل تحریک ربوہ مرزائیت اور قومی مشترکہ آواز کے مقابلے میں اب ان (مرزا ناصر) کو سوچنے اور سمجھنے کا ہوش بھی نہیں رہا۔ مرزا ناصر سے کس نے کہا کہ ہم مرزائیوں کو ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کے شہری حقوق بھی غصب کر لیں گے؟ کیا اسلام نے کافر رعایا کی جان و مال اور عزت و آبرو، مکانات کے معابد کی آزادی کی ضمانت نہیں دی؟ نہ ہم یہ معاملہ عیسائیوں سے کر رہے ہیں اور نہ مرزائیوں سے کریں گے۔ ہمارے ہاں پہلے سے مسیحی اور ہندو دونوں کے جان و مال کی حفاظت حکومت کے ذمے ہے۔ بشرطیکہ وہ وفادار بنے رہیں۔ اگر بغاوت کریں گے تو پھر ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جس کے وہ مستحق ہوں گے۔

ایک خطرناک دھوکہ:

ایک خطرناک دھوکہ صفحہ ۷ پر یہ دیا گیا ہے کہ "اگر یہ اصول تسلیم کر لیا جائے تو دنیا کے تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی جماعتوں کے متعلق ان کے عہد کی اکثریت کے فیصلے قبول کرنے پڑیں گے۔" یہ کھلا دھوکا ہے۔ مرزا ناصر احمد کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام جامع مذہب ہے اس میں مغلوب یا قلیت میں ہونے کے وقت کے لیے بھی راہنمائی موجود ہے اور غلبہ اکثریت میں ہونے کے وقت کے لیے بھی احکام موجود ہیں۔ لیکن پیغمبروں کا ذکر اپنی روایتی گستاخی کی طرح خواہ مخواہ درمیان میں لا کر اپنا شوق پورا کیا ہے۔ اب اوپر کی عبارت دوبارہ پڑھیں کہ "آیا ان کے زمانے کی اکثریت یعنی غیر مسلم اکثریت کے فیصلے انبیاء علیہم السلام نے مانے۔" اگر مرزا ناصر احمد یہ لکھ دیتے تو اپنے اوپر چوتھی کفر کی ایک دفعہ کا اضافہ کر دیتے۔ مگر انھوں نے بڑی ہوشیاری سے لکھا کہ اکثریت کے فیصلے قبول کرنے پڑیں گے۔ مرزا ناصر! یہ فیصلے آپ قبول کریں! ورنہ دنیا کا کوئی مسلمان کافر اکثریت کے فیصلے پیغمبروں کے خلاف قبول کرنے کو تیار نہیں ہے۔ اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ دار الندوہ (مکہ معظمہ میں قریش کی اسمبلی) نے حضور ﷺ کے خلاف فیصلے کیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کی کافر حکومتوں نے جو اس وقت کے رواج کے مطابق عوام کی نمائندہ تھیں، پیغمبروں کے خلاف فیصلے کیے۔ جن کو انھوں نے تسلیم نہیں کیا، اور آج ہم اکثریت میں ہو کر اقلیت کے غیر شرعی مسائل کو نہ ٹھکرائیں؟ نہ غیر مسلم حکومتوں کے فیصلے بغیر قوت حاصل کرنے کے رد کیے جا سکتے ہیں۔ نہ اسلام ہم کو اس کے لیے مجبور کرتا ہے اور نہ ہم دوسروں کے کاموں کے خدا تعالیٰ کے ہاں ذمہ دار ہیں۔ ہم کو اپنے ہاں اور اپنے حدود اختیار واقتدار میں شریعت کی روشنی میں فیصلے کرنے ہیں۔

لا اکراہ فی الدین کے قرآنی ارشاد سے دھوکہ:

مرزا ناصر احمد نے اپنے سارے بیان میں یہی ایک بات صحیح کی ہے کہ کسی کا مذہب جبراً تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ آیت کا مفہوم بھی یہی ہے۔ مگر اپنے روایتی فریب کو یہاں بھی کام میں لائے کہ "زبردستی کسی مسلمان کو غیر مسلم قرار دینا بھی جبکہ وہ اسلام پر شرح صدر رکھتا ہو۔ اس آیت کی نافرمانی میں داخل ہے۔" یہاں آیت کریمہ بھی قطعی ہے اور اس کا مطلب بھی واضح ہے۔ بھلا جس شخص نے دل سے اسلام کو قبول نہیں کیا۔ اس کو مسلمان بنا کر کیا کریں گے اور وہ مسلمان کیسے ہوگا؟ یہ درست ہے۔ مگر ہم نے کب کہا ہے کہ مرزائی کو جبراً مسلمان کرو۔ آپ

اپنی مرزائیت پر رہ کر اپنا شوق پورا کرتے رہیں۔ ہم آپ کو قطعاً تبدیل مذہب کے لیے مجبور نہ کریں گے۔ لیکن آپ کو مسلمان نہ سمجھنا یہ ہمارا اعتقاد اور مذہب ہے۔ کیا آپ اکثریت کو اس کے اپنے اعتقاد پر رہنے اور قانونی طور سے اس کی اشاعت کی اجازت نہیں دیتے؟ یہ سوچنا قومی اسمبلی کا کام ہے، جس کے سامنے سب سے پہلا اور بڑا کام قانون شریعت ہے۔ کہ آیا وہ آپ جیسی اقلیت کو مسلمان کے نام سے اکثریت کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کی اجازت دے یا آپ کو اسلام کی روشنی میں آپ کے ہی اقوال و اعتقادات کے پیش نظر غیر مسلم اقلیت قرار دے کر وہ بعد کے حقوق غصب کرنے سے روک دے، اور اس امر کہ ہے کہ نکاح، جنازہ وغیرہ کے احکام میں کھلم کھلا اسلامی اصول کی خلاف ورزی ہو۔ قوم کو ٹال دے۔ اگر آپ اپنے کافرانہ مذہب پر قائم رہیں ہم آپ پر جبر نہ کریں گے۔ مگر ہمیں اپنے اصول کے تحت جھوٹے نبوت کے مدعیوں اور ان کے پیروکاروں اور اس کو مجدد ماننے والوں کو غیر مسلم تصور کرنے دیں۔ کیا دنیا بھر کے مسلمان مرزائیوں کو اسلام سے خارج نہیں کہتے؟ اور کیا آپ کے مرزا غلام احمد قادیانی کو تکفیر عموی کا یہ شوق نہیں چرایا؟ پھر بات تو ختم ہے۔ اب صرف بات اس قدر ہے آپ چاہتے ہیں کہ اسی طرح دو قومیں ہوتے ہوئے ہم مسلمان کے نام سے ان کے حقوق پر ڈاکے ڈالتے رہیں اور ملک میں نفاق اور فساد جاری رہے۔ پھر کیوں نہ اس کو قانونی جامہ پہنا کر ہمیشہ کے لیے ختم کرا دیا جائے۔ پھر آپ اپنے لیے آزادی چاہتے ہیں اور ہمارے لیے پابندی، ہم سرور عالم ﷺ کی معراج جسمانی، حیات عیسیٰ ابن مریم اور ختم نبوت کے منکر کو مسلمان کہنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ کیا آپ ہم کو اپنا عقیدہ بدلنے کے لیے مجبور کر کے قرآن پاک کی مذکورہ آیت کے خلاف نہیں کر رہے؟

آیت کریمہ سے غلط مطلب برآری:

مندرجہ آیت کریمہ سے قتل مرتد کے اسلامی مسئلہ کے خلاف بھی کام لیا جاتا ہے۔ مگر یہ بھی غلط ہے، جب ایک شخص پاکستان کی رعیت نہیں، اس پر کوئی پاکستانی قانون لاگو نہیں۔ مگر جب وہ خود پاکستانی بن جائے اور یہاں کے سارے قوانین کی پابندی کو مان لے۔ پھر اس کی خلاف ورزی پر اس کو سزا دی جائے گی۔ اسی اصول پر زنا، چوری، ڈاکہ، قتل، بغاوت اور ارتداد وغیرہ کی سزاؤں کا دارومدار ہے۔ یہ اسلام کے عہد بندے والوں کے لیے ہے، لیکن کسی باہر والے شخص کو اسلام لانے کے لیے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ یہی آیت کریمہ کا مفہوم ہے۔

سلام کرنے والے کو مومن نہ کہنے کا حکم:

قرآن کی اس آیت سے بھی مرزا ناصر احمد نے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔ مگر ہم یہ بحث مسلمان کی تعریف میں کریں گے (ان شاء اللہ تعالیٰ) حضرت اسامہؓ کی حدیث بھی ناصر احمد نے نقل کی ہے کہ جنگ میں ایک شخص نے کلمہ پڑھا۔ انھوں نے پھر اس کو قتل کر دیا۔ اس پر سرورِ عالم ﷺ نے خفگی کا اظہار فرمایا۔ اس پر بھی مسلمان کی تعریف کے وقت روشنی ڈالی جائے گی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

بہتر فرقوں والی حدیث

مرزا ناصر احمد نے نکتۂ استحقاق پیش کیا ہے کہ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

ستفرق ھذہ الامۃ علی ثلاث وسبعین فرقۃ کلھا فی النار الا واحدۃ ٥

(مشکوٰۃ ص ۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

"یہ امت عنقریب بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ سب فرقے آگ میں ہوں گے سوائے ایک کے۔"

یہاں مرزا ناصر نے اگلے لفظ چھپا لیے ہیں مگر آگے چل کر مودودی صاحب کے ترجمان القرآن جنوری ۱۹۳۵ء سے نقل کیا ہے جس کے آخر میں باقی الفاظ نقل کر دیے ہیں۔

قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی ٥

"صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کون ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقے پر ہو۔"

صفحہ ۳۰ پر مرزا ناصر نے مودودی صاحب کی تحریر سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ وہ مودودی صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ "اس حدیث میں اس جماعت کی دو علامتیں نمایاں طور پر بیان کر دی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کے طریق پر ہوگی۔ دوسری یہ کہ نہایت اقلیت میں ہوگی۔" مرزا ناصر کا نکتۂ استحقاق یہ ہے کہ حضور ﷺ کے مندرجہ بالا فرمان کے بالکل برعکس اپوزیشن کے علماء کی طرف سے پیش کردہ ریزولیشن یہ ظاہر کر رہا ہے کہ امت مسلمہ کے بہتر فرقے تو جنتی ہیں اور صرف ایک دوزخی ہے جو قطعی طور پر حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی حدیث مبارک کے خلاف اور آپ کی صریح گستاخی ہے۔

یہاں گویا مرزا ناصر کہہ رہے ہیں کہ صرف وہی جہنم کے ایندھن ہوں گے باقی سب جنتی ہیں۔ یہ تمام تقریر بناء فاسد علی الفاسد ہے۔ اس حدیث میں بہتر فرقوں کے ناری اور ایک کی نجات کا ذکر ہے۔ یہ جنتی اور دوزخی ہونے کے رد میں ہے اور ظاہر ہے کہ بعض گناہ گار مسلمان بھی ایک بار جہنم میں داخل ہوں گے۔ بہر حال اس حدیث میں کافر اور مسلم کے الفاظ نہیں بلکہ دوزخی اور جنتی کے ہیں۔ اب ان دونوں نے اس حدیث سے غلط فائدہ اٹھایا اور خواہ مخواہ عوام کو دھوکہ دینے کی کوششیں کی ہیں۔

بہتر اور تہتر فرقے:

نہ یہ تہتر واں فرقہ تمام بہتر فرقوں کو کافر کہتا ہے نہ وہ بہتر فرقے اس تہتر ویں فرقے کو کافر کہتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان فرقوں میں سے کوئی آدمی حد سے گزر کر صاف کفریہ عقیدے رکھے تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ مگر یہ ان بہتر فرقوں کے ساتھ خاص نہیں۔ تہتر ویں فرقہ اہل سنت والجماعت کا کوئی فرد بھی اگر کسی بدیہی اور قطعی عقیدے کا انکار کرے تو وہ بھی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ مثلاً ختم نبوت کا انکار کر دے یا زنا اور شراب کو حلال سمجھے۔ بہر حال اس حدیث کا کفر و اسلام کے مسئلے سے کوئی تعلق نہیں اور مرزائیوں کا مسئلہ اس کے بالکل برعکس ہے کہ وہ غیر مسلم اقلیت ہیں وہ قطعی کافر ہیں۔ انھوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان رکھا ہے۔ یہ حیات مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں، معراج جسمانی کے منکر ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کو قطعی کہتے اور اس پر قرآن کی طرح ایمان رکھتے ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام پیغمبروں کی توہین کرنے والے کو مہدی اور مسیح کہتے ہیں۔ ان کو کون ان بہتر فرقوں میں داخل کرتا ہے؟ بلکہ یہ ان سب سے خارج اور قطعی کافر ہیں۔ ہم نے یہ جو لکھا ہے کہ مرزا ناصر نے مودودی صاحب کی تحریر سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے اس لیے کہ مودودی صاحب نے بقول مرزا ناصر احمد کے یہ لکھا ہے کہ ناجی فرقہ کی علامت یہ ہے کہ وہ نہایت اقلیت میں ہوگا۔ حالانکہ سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔

(مشکوٰۃ ص ۳۰ باب: الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

"بڑی جماعت کے ساتھ رہو۔ اس لیے جو علیحدہ ہوا وہ جہنم میں گیا۔"

پھر اپنے اس فریب کو ان الفاظ میں چھپایا اور "اس معمورہ دنیا میں اس کی حیثیت اجنبی اور بیگانہ لوگوں کی ہوگی۔"

مصور دنیا میں تو کافر بھی ہیں جو زیادہ ہیں اور حدیث جو بڑے گروہ کے ساتھ رہنے کا حکم دیتی ہے۔ تو کیا وہ کفار کے ساتھ بھی رہنے کا بھی حکم دیتی ہے۔ یہ ہیں چودھویں صدی کے مجتہد، بہرہ اور خود ساختہ خلفاء۔ درحقیقت مسلمانوں کا ذکر ہے اور مسلمانوں ہی میں بڑی جماعت اور سواد اعظم کے اتباع کا حکم ہے۔ تو معلوم ہوا کہ بڑی جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ چودہ سو سال گزرنے پر بھی دنیا بھر کے مسلمانوں میں صحابہ کرام کا اتباع کرنے والوں کی کثرت ہے۔ یہی اہل سنت والجماعت ہیں۔ مگر اس حدیث میں باقی بہتر فرقوں کو کافر نہیں کہا گیا۔

مرزائیوں سے نزاع کفر و اسلام کا ہے۔ اس لیے مرزا ناصر احمد کا یہ تجزیہ احقاق بالکل غلط ہے۔ انھوں نے صرف مودودی صاحب کی عبارت سے اپنی اقلیت کو اشارۃً حق پر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ یا غلط امید رکھی ہے۔ مرزا ناصر احمد کو معلوم ہونا چاہیے کہ مودودی صاحب نے بھی صحابہ کو معیار حق نہ مان کر اس حدیث کے حق سے بغاوت کی ہے اور اقلیت کی بات اپنی طرف سے گھسیڑ کر اپنی مٹھی بھر جماعت کو مرزائیوں کی طرح برحق ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔

•

صفحہ ۱۱ فضول ہے

مرزا ناصر احمد نے محضرنامے میں صفحہ ۱۱ پر اپنی گزشتہ تحریروں کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ صرف احتیاط کا دھوکہ ہے اور غیر جانبدار دنیا میں تحریک کا واویلا کر کے ڈرانے کی کوشش کی ہے۔

مرزا ناصر احمد سے

ہم بھی مرزا ناصر کو دعا کرتے ہیں کہ لندن کی جمہوریت دنیا بھر کی جمہوریتوں میں مشہور ہے۔ لیکن وہاں کی پارلیمنٹ نے لواطت کو جائز قرار دیا ہے۔ کیا ہم ان لوگوں کے چیخنے سے ڈریں یا ان پر ہنسیں یا امریکہ سے شرمائیں جو کسی کمیونسٹ کو کلیدی آسامی پر مقرر نہیں کر سکتا۔ یا روس کا خیال کریں جو کسی امریکی جمہوریت پسند کو ذمہ دارانہ عہدہ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ وہ اصولی حکومتیں ہیں جو شخص ان کے اصول کو نہ مانے اس کو وہ نہ رکھیں، پھر ہمارا ملکی مذہب اسلام ہے۔ ہمارا دین اسلام ہے تو جو شخص اس اسلام کے اصول کے خلاف ہو اس کو ہم کیوں برداشت کر کے اپنے اوپر مسلط کریں۔ اگر آپ واقعی حق پسند ہیں تو مرزائیت ترک کر

دیں۔ آپ کو اپنا اجر بھی ملے گا اور ان دوسرے مرزائیوں کا بھی جو مسلمان ہوں گے۔

مرزا ناصر!

مغربی دنیا میں ابھی تک کالے، گورے کی تفریق موجود ہے۔ انھوں نے سیاست کو مذہب سے علیحدہ رکھا ہے۔ وہ سرقہ اور زنا کی اسلامی سزاؤں کے خلاف ہیں اور اسی لیے وہاں ان جرائم کی بھرمار ہے۔ وہ عورتوں کو وراثت دینے کے خلاف ہیں۔ وہ اسلامی طلاق اور تعدد ازدواج کو غلط کہتے ہیں۔ شرعی پردہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت تباہ ہو چکی ہے۔ وہ کبھی شراب کو قانوناً بند کر دیتے ہیں اور کبھی اجازت دے دیتے ہیں۔ کیا ہم ان کی خاطر اسلام کے کسی حصے کو ترک کر سکتے ہیں۔ اور کیا ہم ان ہی کی طرف دیکھتے رہیں گے۔

؎ اے تماشا گاہ عالم روئے تو   تو کجا بہر تماشا می روی

مسلمان کی تعریف

''مسلمان'' کی تعریف کے لیے پاکستانی مسلمان عرصہ دراز سے مطالبہ کر رہے ہیں، کیونکہ بغیر تعریف کے مسلمان کے نام سے پاکستان میں غیر مسلم مرزائی عہدوں پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ اور یہ اسکیم انگریز کی تھی جو اس وقت تو کامیاب نہ ہوئی لیکن اس نے مسلمانوں کو الجھن میں ڈال رکھا ہے۔ بہرحال جب پہلے دستور میں صدر مملکت کے لیے مسلمان ہونا شرط کیا گیا۔ ہم نے اسی وقت سے مسلمان کی تعریف کرنے کا مطالبہ شروع کر دیا تھا۔ اور یہ بالکل قانونی اور فطری بات تھی۔ جب صدر کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے تو مسلمان کی تعریف خود آئین میں ہونی لازمی ہوگی۔ ورنہ ہر ایرا غیرا اپنے کو مسلمان کہہ کر صدارت کا امیدوار بن سکتا تھا۔ اور اب نئی حکومت نے تو صدر اور وزیراعظم دونوں کے لیے مسلمان ہونا شرط قرار دے دیا ہے۔ اور اگرچہ صاف طور پر مسلمان کی تعریف سے گریز کیا گیا ہے۔ مگر صدر اور وزیراعظم کے حلف کے لیے جو الفاظ تجویز کیے گئے ہیں۔ ان میں ختم نبوت پر ایمان اور سرور عالم ﷺ کے بعد کسی کے نبی نہ بننے قرآن و حدیث کے تمام مقتضیات پر ایمان لانے کا بھی ذکر شامل ہے۔ موجودہ حکومت کا یہ وہ کارنامہ ہے جس سے کفر کی دلدادہ طاقتیں بوکھلا گئی ہیں۔ اس سے مرزائی بھی خاص طور سے گھبرا گئے ہیں۔ انھوں نے پہلے کلیدی عہدوں اور ممبریوں پر قبضہ کرنے کی غرض سے پیپلز پارٹی کی حمایت کی تھی۔ اب یکدم اصغر خان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ (بحوالہ لولاک لائلپور) پھر مرزائی ظفر چوہدری (سابق ائیر مارشل)

نے جو کردار ادا کیا جس کی اس کو سزا بھی مل گئی وہ سب کے سامنے ہے۔ بعد ازاں بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا۔ اور چند ہی دن بعد ربوہ اسٹیشن پر مرزائیوں نے فساد اور ظلم کا ارتکاب کیا۔ مرزائی لوگ کبھی ملک کے وفادار نہیں ہو سکتے۔ یہ حکومت کے پابند نہیں اپنے خلیفہ کے پابند ہیں۔

مسلمان کی تعریف:۔ اب جب کہ ملک میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ میں بیس سال کے بعد پھر طاقت آگئی ہے تو مرزائیوں کو بھی مسلمان کی تعریف کا شوق چرایا۔ تا کہ ہم کسی نہ کسی طرح مسلمانوں میں شمار ہو جائیں۔ اس عنوان کے تحت صفحہ ۱۵ پر مرزا ناصر احمد کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسی تعریف کو جائز نہیں سمجھتے جو کتاب اللہ اور خود سرورِ کائنات ﷺ کی فرمائی ہوئی تعریف کے بعد کسی زمانہ میں کی جائے۔

اس کی تائید صفحہ ۱۹ سطر نمبر ۷ سے ہوتی ہے، جہاں لکھا ہے کہ ”پس جماعت احمدیہ کا موقف یہ ہے کہ مسلمان کی وہی دستوری اور آئینی تعریف اختیار کی جائے۔ جو حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔“ اس سلسلہ میں تین حدیثیں پیش کیں۔ گویا زبان نبوی کی تعریفیں ہیں۔ مگر آپ حیران ہوں گے کہ مرزا ناصر احمد نے صفحہ ۲۲ سطر نمبر ۱۵ میں قرآن پاک سے اسلام کا ایک اور اصطلاحی معنی بیان کر دیا۔

دروغ گو را حافظہ نباشد

حالانکہ یہ تعریف پہلی تعریفوں کے زمانہ مرزائیت کی ہے۔ سچ ہے دروغ گو را حافظہ نباشد۔ مرزا ناصر نے یہ اصطلاحی معنی مرزا غلام احمد قادیانی ہی کے الفاظ میں (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۷ سطر ۲۲ خزائن ج ۵ ص ایضاً) سے نقل کیا ہے ان چار صفحات میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے تصوف کا سکہ جمانا چاہا ہے اور اپنی تقریر سے یہ تصور دینے کی کوشش کی کہ گویا وہ بھی کوئی خدا رسیدہ اور متصل الی اللہ ہے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی کا مقصد بھی دھوکہ دینا تھا اور یہی مقصد مرزا ناصر احمد کا بھی معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ حدیث کی تین تعریفوں کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کی اس چوتھی تعریف اور اس تقریر کے نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی، مگر باور یہ کرانا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اتنے فنا فی اللہ ہیں کہ ان کی کوئی حرکت حکم الٰہی کے سوا نہیں ہو سکتی۔ اس سلسلہ میں ہم مجبور ہیں کہ مرزا قادیانی کی معاشرتی زندگی قوم کے سامنے پیش کریں۔ کیا اس قماش کے آدمی کو اس تقریر سے ایک فی لاکھ بھی نسبت ہے، مگر پہلے ہم مسلمان کی تعریف کی بحث ختم کرنا چاہتے ہیں۔

مسلمان کی تعریف میں منقول احادیث

پہلی حدیث:۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی بھیس میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ کر یوں گویا ہوئے۔

یا محمد اخبرني عن الاسلام قال الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وتقيم الصلوٰة وتؤتي الزكوٰة وتصوم رمضان وتحج البيت ان استطعت اليه سبيلاً قال صدقت فعجبنا له يسئله ويصدقه قال فاخبرني عن الايمان قال ان تؤمن بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الاخر وتؤمن بالقدر خيره وشره قال صدقت.

(مسلم شریف ج ۱ ص ۲۷ کتاب الایمان)

اے محمدؐ مجھے اسلام بتایئے، آپ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور رمضان کے روزے رکھو اور حج بیت اللہ کرو۔ اگر وہاں جانے کی طاقت ہو، اس شخص نے کہا آپ نے سچ کہا ہم متعجب ہوئے کہ پوچھتا بھی ہے، پھر تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے ایمان بتایئے، آپ نے فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور قیامت کے دن پر اور تقدیر پر چاہے اچھائی ہو یا برائی۔ اس شخص نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔

دوسری حدیث:

جاء رجل الی رسول الله ﷺ من اهل نجد ثائر الراس نسمع دوي صوته لانفقه ما يقول حتى دنا. فاذا هو يسأل عن الاسلام فقال رسول الله ﷺ خمس صلوٰة في اليوم والليلة فقال

نجد کا ایک آدمی سرور عالم ﷺ کے پاس آیا سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی گنگناہٹ ہم سنتے تھے مگر اس کا مفہوم نہیں سمجھ رہے تھے، یہاں تک کہ وہ قریب آ گیا۔ دیکھا تو اس نے اسلام کے بارے میں پوچھا آپ

هل علی غیرها قال لا الا ان تطوع قال رسول الله ﷺ وصیام رمضان قال هل علی غیرها قال لا الا ان تطوع قال وذکر له رسول الله ﷺ الزکوٰة قال هل علی غیرها قال لا الا ان تطوع قال فادبر الرجل وهو یقول والله لا ازید علی هذا ولا انقص قال رسول الله ﷺ افلح ان صدق.

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱، ۱۲ باب الزکوٰۃ من الاسلام)

نے فرمایا۔ رات دن میں پانچ نمازیں، اس نے کہا کیا اس کے سوا کوئی اور بھی میرے ذمہ ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ ہاں نفل ہو سکتے ہیں، پھر آپ نے رمضان کے روزوں کا فرمایا۔ اس نے کہا کیا اس کے سوا کوئی چیز تو ضروری نہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں، ہاں نفل کرو۔ (تو تمہارا اختیار ہے) پھر آپ نے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔ اس نے پھر وہی سوال کیا کہ کیا اس کے سوا کچھ اور بھی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں ہاں اگر نفل کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ آدمی یہ کہتے ہوئے واپس چلا گیا۔ خدا کی قسم! میں اس پر نہ زیادہ کروں گا، نہ کم کروں گا۔ آپ نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہو کر فلاح پا گیا۔

تیسری حدیث:

من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله فلا تخفروا الله فی ذمته.

(بخاری ج ۱، ص ۵۶، باب فضل استقبال القبلۃ)

جس نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کیا اور ہمارے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور کھایا، تو یہ وہ مسلمان ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں ہے، تو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں اس کے ساتھ دغابازی نہ کرو۔ (یہ ترجمہ مرزا ناصر کا کیا ہوا ہے جو اس نے مودودی صاحب سے نقل کیا ہے)

(۴) ان تین حدیثی تعریفوں کے ساتھ اب مرزا قادیانی کی چوتھی تعریف بھی شامل کر دیں جو مرزا ناصر احمد نے محضرنامے میں صفحہ ۲۳ سے صفحہ ۲۶ تک نقل کی ہے۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ جن امور کو مرزا ناصر احمد نے مسلمان کی تعریف سے جدا کر کے ضمنی طور پر بیان کر دیا ہے ان کا ذکر بھی کر دیں تاکہ پھر اکٹھی سب پر بحث ہو سکے۔

(۵) خود مرزا ناصر احمد نے صفحہ نمبر ۷ پر قرآن پاک کی آیت لکھی ہے۔

ولا تقولوا لمن القى اليكم السلام لست مومنا (نساء،۹۴)

''اور جو شخص تمہیں سلام کہے اس کو (آگے سے) یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔'' اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلام کہنے والے کو بھی آپ کافر یا غیر مسلم نہیں کہہ سکتے۔

(۶) مرزا ناصر احمد نے ایک اور روایت صفحہ نمبر ۷ پر نقل کی ہے کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ہمیں جہینہ قبیلہ کے نخلستان کی طرف بھیجا۔ ہم نے صبح صبح ان کے چشموں پر ہی ان کو جا لیا۔ میں نے اور ایک انصاری نے ان کے ایک آدمی کا تعاقب کیا۔ جب ہم نے اس کو جا لیا اور اسے مغلوب کر لیا تو وہ بول اٹھا۔ لا الہ الا اللہ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں) اس وقت میرا انصاری ساتھی اس سے رک گیا۔ لیکن میں نے اس پر نیزے کا وار کر کے اس کو قتل کر دیا۔ جب ہم مدینہ واپس آئے اور آنحضرتؐ کو اس بات کا علم ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے اسامہ! کیا لا الہ الا اللہ پڑھ لینے کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ وہ صرف بچاؤ کے لیے یہ اقرار کر رہا تھا۔ آپ بار بار یہ دہراتے جاتے تھے، یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ کاش آج سے پہلے میں مسلمان ہی نہ ہوتا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب اس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیا، پھر بھی تو نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول اس نے ہتھیار کے ڈر سے ایسا کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا کہ اس نے دل سے کہا ہے یا نہیں؟ حضورؐ نے یہ بات اتنی بار دہرائی کہ میں تمنا کرنے لگا کہ کاش آج میں مسلمان ہوا ہوتا۔ (بخاری، کتاب المغازی)

اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ کلمہ پڑھ لینا ہی اسلام ہے۔ دل چیر کر دیکھنا تو مشکل ہے۔

اب ہم چند اور روایات اسی قسم کی نقل کرتے ہیں۔

(۷) عن ابی ھریرۃؓ ... قال قال لی رسول اللہ ﷺ واعطانی نعلیہ وقال اذھب فمن لقیت من	حضرت ابوہریرہؓ فرماتے کہ حضور ﷺ نے مجھے اپنے نعلین (چپل مبارک) عطا فرمائے اور فرمایا کہ جاؤ

ورائه هذا حائط يشهد ان لا اله الا الله مستيقنا بها قلبه فبشره بالجنة (مسلم، ج ۱، ص ۴۵، باب الدليل على ان من مات على التوحيد) عن ابي ذر قال قال رسول الله ﷺ ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على ذالک الا دخل الجنة قلت وان زنى وان سرق قال وان زنى وان سرق الخ متفق عليه (بخاری، ج ۲، ص ۸۶۷، باب الثياب البيض)

چھوڑے اور وہ لا الہ الا اللہ سچے دل سے پڑھتا ہو اس کو جنت کی بشارت دے دو۔ حضرت ابوذر کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ بھی لا الہ الا اللہ کہے پھر اسی عقیدہ پر مر جائے تو وہ جنتی ہے۔ ابوذر نے پوچھا چاہے وہ زنا اور چوری بھی کرتا ہو۔ حضورؐ نے تین بار فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری بھی کرتا ہو۔ متفق علیہ۔ دونوں روایتیں اختصار سے بیان ہوئی ہیں۔

(مشکوۃ ص ۱۴، کتاب الایمان)

(۸) ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرامؓ جب کسی شہر پر صبح کے وقت حملہ کرتے تو دیکھتے، اگر وہاں سے اذان کی آواز آتی تو حملہ نہ کرتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان کہنے سے وہ مسلمان ثابت ہو رہے تھے۔

(۹) حضرت صدیقؓ اکبر نے منکرین زکوۃ کے ساتھ جہاد کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوۃ نہ دینا یا اس کا انکار کفر ہے۔

(۱۰) حضرت صدیقؓ اکبر نے منکرین ختم نبوت اور جھوٹے مدعیان نبوت سے جہاد کیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ختم نبوت کا مسئلہ بھی جزو ایمان ہے اور اس کا منکر اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

جسٹس منیر یا مرزا ناصر احمد

اب اگر جسٹس منیر یا مرزا ناصر احمد علمائے کرام کا مذاق اڑائیں، یا اسلام کی تعریف پر متفق ہونے کو قابل اعتراض قرار دیں، تو ان کا یہ اعتراض علمائے کرام پر نہیں، خود سرور عالم ﷺ پر العیاذ باللہ ہو جاتا ہے۔

جسٹس منیر تو سپریم کورٹ کا چیف جسٹس ہو کر دنیوی مراد کو پہنچ گیا۔ قیامت کا تعلق اللہ تعالیٰ اور توبہ سے ہے، باقی مرزا ناصر احمد سے توبہ کی زیادہ امید نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو مسلمان ہونے کی توفیق دے، تاکہ ان ہزاروں مرزائیوں کے مسلمان ہونے کا ثواب بھی اس کو

مل جائے، ورنہ پھر اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ دونوں تیار کر رکھے ہیں۔ جو جہاں کا مستحق ہو گا وہاں پہنچ جائے گا۔

اظہارِ حقیقت: کیا جو باتیں مندرجہ بالا دس نمبروں میں بیان کی گئی ہیں، یہ اسلام کی یا مسلمان کی تعریف ہے، اور کیا ان میں باہم کوئی تضاد پایا گیا ہے یا نہیں؟ اگر یہ تعریفیں ایک طرح کی نہیں تو جسٹس منیر کا اعتراض سرورِ عالم ﷺ تک جا پہنچتا ہے اور بے چارہ مرزا ناصر احمد تو کسی شمار و قطار میں ہی نہیں۔

ان تعریفوں کا اختلاف

اب دیکھیں کہ حدیث نمبر ۱ جبرائیل کی روایت میں ایمان و اسلام جدا جدا بیان کیے گئے۔ نمبر ۲ نجد والے سادہ شخص کے سامنے آپ نے اسلام کی تعریف میں حج کا بیان ہی نہیں کیا اور حدیث جبرائیل کے مطابق ایمان کے ارکان کا ذکر ہی نہیں ہے، جن کو مانے بغیر کوئی مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ نمبر ۳ روایت میں تو ہماری طرح نماز پڑھنے قبلہ رو ہونے اور ہمارے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے کا ذکر ہے، باقی ان باتوں کا جو پہلی دو حدیثوں میں بیان ہوئیں کوئی ذکر ہی نہیں۔ حدیث نمبر ۵ میں حکم ہے کہ سلام کہنے والے کو ہم غیر مسلم نہ کہیں، گویا سلام کرنا ہی اسلام اور ایمان کے لیے کافی ہے۔ نمبر ۶ روایت میں آپ نے بار بار حضرت اسامہؓ سے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد تم نے اس کو قتل کر دیا۔ کیا تم نے اس کا دل چیر کے دیکھا تھا۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف لا الٰہ الا اللہ کہنے سے مسلمان ہو گیا تھا۔ ابھی تک اس نے اور کوئی عمل نہیں کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ مسلمان ہونے کے لیے یہی کلمہ کافی ہے۔ روایت نمبر ۷ میں صرف لا الٰہ الا اللہ کہنے ہی کو سبب دخول جنت فرمایا گیا ہے۔

بمطابق روایت نمبر ۹ اور نمبر ۱۰ میں حضرت صدیقِ اکبرؓ نے جھوٹے مدعیانِ نبوت سے لڑائی کی اور منکرین زکوٰۃ سے بھی۔ جس کا معنی یہ ہے کہ ان دو جرموں کی وجہ سے وہ مسلمان نہ رہے تھے۔

مسیلمہ کذاب اور دوسرے جھوٹے مدعیانِ نبوت کی بات تو صاف ہے لیکن جب حضرت صدیقِ اکبرؓ نے منکرین زکوٰۃ سے جہاد کا اظہار فرمایا، حضرت عمرؓ نے کہا کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے، **امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ** (کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں، جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہہ لیں) مطلب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انہوں نے اپنے اموال اور جانیں بچا لیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ سے نہ مناظرہ کیا نہ دلیل بازی، بلکہ فرمایا جو ایک تسمہ بھی زکوٰۃ کا حضورؐ کو دیتا تھا اور مجھے نہ دے۔ میں اس سے لڑوں گا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ جو بھی زکوٰۃ و صلوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس سے لڑوں گا۔ (اللہ اکبر) کیا باطن تھا، کیا صفائے قلب تھی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کا دل حق کے لیے کھول دیا ہے، پھر بالاتفاق جہاد شروع ہوا۔

مسلمانوں کی تعریف کی تحقیق

پہلے آپ قرآن پاک کی آیات سنیں:

(۱) ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح الظالمون۔ (الانعام ۲۱)	اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر افتراء کرے یا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلائے۔ بے شک نہیں فلاح پاتے ظالم۔
(۲) ولو تریٰ اذ وقفوا علی النار فقالوا یا لیتنا نرد ولا نکذب بآیات ربنا ونکون من المؤمنین۔ (انعام ۲۷)	اور اگر تم دیکھو جب وہ لوگ دوزخ پر کھڑے کر دیے جائیں گے اور کہیں گے کاش ہم واپس لوٹا دیے جائیں اور ہم اپنے رب کی آیتوں کو نہ جھٹلائیں اور یہ کہ ہم ایمان والوں میں سے ہو جائیں۔
(۳) ولقد کذب اصحاب الحجر المرسلین۔ (حجر ۸۰)	جھٹلایا بن کے رہنے والوں نے پیغمبروں کو۔
(۴) کذب اصحاب الایکۃ المرسلین۔ (شعراء ۱۷۶)	جھٹلایا بن کے رہنے والوں نے پیغام لانے والوں کو۔
(۵) واخی ھارون ھو افصح منی لسانا فارسلہ معی ردا یصدقنی انی اخاف ان یکذبون۔ (قصص ۳۴)	اور میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح ہے اس کو میرے ساتھ رسول بنا دیں (مددگار) جو میری تصدیق کریں، مجھے خطرہ ہے کہ وہ لوگ جھٹلا دیں گے۔
(۶) والذی جاء بالصدق وصدق	اور جو سچ لایا اور سچ کی تصدیق کی، وہ

بہ اولئک هم المتقون۔ (زمر، ۳۳)	سب لوگ متقی ہیں۔
(۷) وکنا نکذب بیوم الدین۔ (مدثر، ۴۶)	اور ہم قیامت کو جھٹلاتے تھے۔
(۸) فلا صدق ولا صلی ولکن کذب وتولی۔ (سورۃ القیامۃ، ۳۱)	تو اس نے نہ تصدیق کی، نہ ہی نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیرا۔
(۹) فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری۔ (لیل ۵-۷)	تو جس نے مال دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور سچی باتوں کی تصدیق کی، تو اس کو ہم یسریٰ کی جگہ دیں گے۔
(۱۰) ارایت ان کذب وتولی۔ (علق، ۱۳)	کیا آپ نے دیکھا، اگر وہ جھٹلاتا ہے اور منہ پھیرتا ہے۔
(۱۱) ارایت الذی یکذب بالدین۔ (الماعون، ۱)	کیا آپ کو وہ شخص معلوم ہے جو قیامت کو جھٹلاتا ہے۔

(۱۲) ان آیات کے سوا سارے قرآن پاک میں آمنوا و عملوا الصلحت بار بار آیا ہے، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ ایمان لائے اور نیک کام کیے۔ نیک کام تو حدیث جبرائیل علیہ السلام سے معلوم کیے جا چکے ہیں کہ اچھے کام یہ ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور اسی طرح آمنوا سے بھی اسی حدیث کے تحت ایمان کی تفصیل ہو گئی ہے۔

شرعی تصدیق

اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن پاک میں جا بجا تصدیق کو ایمان کہا گیا ہے اور تکذیب کو کفر۔ اگر کوئی شخص یہ پوری طرح سمجھ لے کہ اسلام سچا دین ہے اور اس کو یقین ہو مگر اس کو حسد، تعصب، ہٹ دھرمی یا کسی جھوٹے وقار کی خاطر دل سے قبول کرنے کو تیار نہ ہو تو وہ مسلمان نہیں۔ جیسے شاہ روم ہرقل نے اسلام کے اصولوں کو سچا قرار دیا، مگر اہل دربار کے ڈر سے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ قرآن پاک میں اہل کتاب کے بارہ میں ہے۔ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم۔ (بقرہ، ۱۴۶)

"اور اس پیغمبر کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسا اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں۔"

مطلب یہ ہے کہ ان کو اسلام کی صداقت میں شبہ نہیں مگر پھر بھی وہ اس کو قبول نہیں

کرتے۔ اس لیے کافر ہیں۔

اس تمام تقریر سے میرا مطلب یہ ہے کہ قرآن و حدیث بالکل صاف ہیں، جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر نہیں لگا دی، وہ سمجھ سکتے ہیں۔ اب آپ خود غور فرمائیں کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کی روایت میں کلمہ پڑھ لینے کے بعد اس آدمی کے قتل پر کتنا رنج ظاہر فرمایا، حالانکہ اس وقت اس کے پلے میں سوائے کلمہ طیبہ کے اور کوئی عمل نہیں تھا۔ تو اس کا معنی یہ تھا کہ اس نے دین اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس کے خلاف تکذیب کا کوئی ثبوت نہیں تھا، اس لیے رحمۃ للعالمین نے رنج ظاہر فرمایا۔

”اصل ایمان اور کفر“

تو اصل ایمان خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کو تمام باتوں میں سچا جاننا اور دل سے سچا قبول کر لینا ہے اور کفر اس کے مقابلے میں خدا تعالیٰ یا رسول کی کسی ایک بات کو بھی جھٹلا دینا ہے۔

اب آپ کو نہ علماء کی تعریفوں میں اختلاف نظر آئے گا، نہ سرور عالم ﷺ کے ارشادات میں، نہ قرآن پاک کے مفہوم میں۔ اس وقت سارے صحابہؓ جانتے تھے کہ حضورؐ کو ماننا ہی اسلام ہے اور حضورؐ کو نہ ماننے کا نام کفر ہے اور یہ بات اتنی ظاہر تھی کہ ہر چھوٹا بڑا جانتا تھا۔ گویا ہر شخص اس حقیقت کو جانتا تھا کہ دین کو دل سے قبول کر لینا مسلمانی ہے، اور نہ کرنا بے ایمانی اور کفر ہے۔

ایمان اور کفر کی نشانیاں

بات یہ ہے کہ جو کچھ ان روایات میں بیان کیا گیا ہے، یہ سب نشانیاں ہیں۔ چونکہ دل سے ماننا یا نہ ماننا یہ دل کی باتیں ہیں۔ اس لیے قضاءِ شریعت میں اس کی جگہ نشانیوں پر حکم لگایا جائے گا۔ اس لیے اگر آپ کسی شخص میں ایمان کی علامت دیکھیں تو اس کو مسلمان کہیں گے اور اگر کفر کی نشانی دیکھیں، تو اس کو غیر مسلم تصور کریں گے۔

۱ ..... ایک شخص نے آکر کہا السلام علیکم۔ آپ سمجھیں گے کہ ہمارے دین کو سچا جاننے اور ماننے والا ہے۔ آپ کو حق نہیں کہ اس کو کہیں تو مومن نہیں یا کافر ہے۔ مگر یہی شخص تھوڑی دیر کے بعد باتوں باتوں میں قیامت کا انکار کر دے تو اب اس میں کفر کی نشانی پائی گئی۔ اس لیے اب اس کو کافر کہیں گے۔

۲ ..... اسی طرح ایک شخص قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھ رہا ہے۔ یہ تصدیق دین کی نشانی ہے۔

اب اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے۔ اگر وہی شخص تھوڑی دیر کے بعد کہے کہ زنا حلال ہے تو پھر ہم اس کو انکار اور جھٹلانے کی نشانی ظاہر ہونے کی وجہ سے کافر کہیں گے۔

۳...... اگر ایک گاؤں سے صبح اذان کی آواز آئی، کون بے وقوف ہوگا، جو ان کو مسلمان نہ سمجھے گا، کیونکہ ان میں تصدیق کی نشانی پائی گئی ہے۔ لیکن اگر وہ تھوڑی دیر کے بعد کہیں کہ حضور کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے۔ اب یہ تکذیب اور جھٹلانے کی نشانی ظاہر ہوگی۔ اب ان کو کافر کہیں گے۔

۴...... اہل عرب اللہ تعالیٰ کو خالق سماوات و الارض مانتے تھے مگر وہ اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے ربوں کو بھی مانتے تھے۔ یعنی چھوٹے چھوٹے خدا۔ اس لیے اس وقت لا الہ الا اللہ کہنا اس بات کی نشانی تھی کہ اس نے دین اسلام قبول کر لیا ہے۔ لیکن اگر ایسا شخص اس کے بعد سود، زنا کو حلال کہے اور نماز کو فرض نہ سمجھے، تو اب اس کو کافر کہیں گے، کیونکہ اب اس میں تکذیب کی نشانی ثابت ہوگی۔

۵...... فرض کریں ایک شخص حدیث جبرائیل علیہ السلام کے مطابق سب باتوں کو دل سے ماننے کا اقرار کرتا ہے، مگر پھر وہ قرآن پاک کو (العیاذ باللہ) گندے نالے میں سب کے سامنے پھینک دیتا ہے، تو اب یہ انکار اور تکذیب کی نشانی ظاہر ہوگی۔ اب اس کو باقی باتیں کفر سے نہیں بچا سکتیں۔

۶...... مسیلمہ کذاب اور دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت کی تکذیب میں تو کسی نے کوئی کمی نہیں کی اور جہاد و قتال کے سوا ان کا کوئی علاج ہی نہیں سمجھا۔

۷...... منکرین زکوٰۃ بظاہر ایک رکن اسلام پر عمل نہ کرنا چاہتے تھے۔ تو حضرت عمرؓ ان سے جنگ کرنے میں تامل ہوا۔ مگر حضرت صدیق اکبرؓ کا ارشاد ان کا ہادی ثابت ہوا کہ جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس سے لڑوں گا۔ مطلب یہ تھا کہ یہ صرف عملی کوتاہی نہیں ہے بلکہ یہ اس اسلامی حق کو معاف کرا کر اس کی فرضیت ہی کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور یہ اسلامی احکام کی تکذیب ہے۔ سبحان اللہ العظیم، کیا اللہ والے تھے کہ بغیر بحث کے چند جملوں میں حضرت عمرؓ کو شرح صدر ہو گیا......!

پاک زمانہ

صحابہ کا زمانہ پاک زمانہ تھا، وہ حضرات بحث و تمحیص، حجت بازی اور لمبے چوڑے دلائل کے بغیر ہی منشاء نبوت کو سمجھ جاتے تھے۔ اسی لیے جب وہ حضرت محمد ﷺ کو کوئی مشورہ

دینا چاہتے تو پہلے بڑے ادب سے دریافت فرما لیتے۔ یا رسول اللہؐ یہ حکم ہے یا مشورہ ہے۔ وہ جانتے تھے کہ رسول کا حکم نہ ماننے سے کفر کا خطرہ ہے، کیونکہ بالشافہ حکم نہ ماننے کا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ وہ گویا کم از کم اس خاص بات میں آنحضرت ﷺ کو سچا نہیں مانتا اور یہ قطعی کفر ہے۔ اس لیے صحابہ کرامؓ نے جب بھی مشورہ دینا چاہا، پہلے دریافت فرما لیا۔ ورنہ حضورؐ کا ایک حکم بھی نہ ماننا وہ دین کے خلاف سمجھتے تھے۔

پس ایمان یہ ہے کہ خدا اور رسول کی تمام باتوں کو سچا سمجھے اور دل سے ان کو قبول کرے اور کفر یہ ہے کہ کسی ایک بات میں بھی رب العزت جل وعلا یا اس کے پاک رسول کو جھٹلایا جائے تو یہ قطعی کفر ہے مگر یہ تصدیق و تکذیب دل کی صفات ہیں، اس لیے اسلام میں علامتوں اور نشانیوں پر حکم کا دارومدار رکھا گیا، اور دنیا کی ہر عدالت ظاہر ہی کو دیکھتی ہے۔

صحابہ کرامؓ اور خیر القرون کے مسلمان ان حقائق کو ایمانی بصیرت، اپنی صحیح قرآن دانی اور صحبت نبوی کی برکت سے پوری طرح سمجھتے تھے اور یہ ان کے ہاں قابل بحث چیز ہی نہ تھی۔ وہ حضورؐ کے ماننے کو ایمان اور نہ ماننے کو کفر سمجھتے تھے اور یہی ہماری تحقیق کا خلاصہ ہے۔ اب آپ تمام احادیث، آیات و روایات کو اس پر منطبق کر سکتے ہیں۔ سارا قرآن پڑھنے والے اور برسوں آپ کی صحبت میں رہنے والے صحابہؓ اس مسئلہ کو قابل بحث نہیں سمجھتے تھے کہ اسلام اور کفر کیا ہے۔ مسلمان اور کافر کون ہے۔ ان کے سامنے ایک ہی بات تھی جس نے آپ ﷺ کو مان لیا۔ وہ مسلمان ہو گیا اور جس نے حضور نبی کریمؐ کو نہ مانا وہ کافر ہے۔

مرزا ناصر احمد کی تردید خود مرزا قادیانی نے کر دی

مرزا ناصر احمد نے تین حدیثیں مسلمان کی تعریف میں پیش کیں، مگر مرزا قادیانی نے بلٰی من اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند ربه ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون (البقرہ، ۱۱۲) سے اس کی تردید کر دی۔

یعنی وہ مسلمان ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دے۔ آگے دو سطروں میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ گویا یہ تین حدیثوں کے سوا چوتھی تعریف ہے۔ اس کو اپنی طرف سے اضافہ کر کے مسلمان کی تعریف بنا ڈالا ہے۔ دراصل آگے چار صفحات میں اس نے جو مضمون لکھا ہے وہ اس لیے ہے کہ پڑھنے والے سمجھیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایسے ہی بلند مسلمان ہیں۔ اسی طرح محضر نامے میں مرزا ناصر احمد نے ذات باری کا عرفان اور دوسرا عنوان قرآن عظیم کی اعلیٰ و ارفع شان کے تحت جو کچھ لکھا ہے، وہ بھی اور شان خاتم الانبیاء

ﷺ کے معجزات سے جتنے مضامین لکھے ہیں، وہ مرزا غلام احمد کی کتابوں سے نقل کیے ہیں اور ان سب سے مقصد عوام پر اور ناواقف مسلمانوں پر اپنی بزرگی، تقدس اور معارف کا رعب ڈالنا ہے۔ حالانکہ یہ سب باتیں ہر وہ شخص کہہ اور لکھ سکتا ہے جس نے صوفیائے کرام کی کتابیں دیکھی ہیں۔ ان باتوں سے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت، ظلی نبوت، بروزی نبوت، غیر تشریعی نبوت، تابع نبوت، لغوی نبوت، عین محمد اور فنا فی الرسول ہونا ظاہر کر کے لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔

ساری بحث کا نتیجہ

کفر اور اسلام کی بحث سے آپ پر کافر کی تعریف واضح ہو گئی۔ اس تعریف کے لحاظ سے جس کی تردید نہیں کی جا سکتی، مرزا غلام احمد قادیانی قطعی کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ اور اسی لیے اس کے پیرو چاہے وہ قادیانی ہوں یا لاہوری یعنی چاہے اس کو نبی مانیں یا مجدد یا مسلمان وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی میں تکذیب کی بہت سی نشانیاں اکٹھی پائی جاتی ہیں۔

۱...... سب سے بڑی نشانی اس کا دعویٰ نبوت ہے جس کو خود بھی مرزا قادیانی نے کفر قرار دیا ہے اور اس دعویٰ کی اس کے جانشین مرزا ناصر احمد بھی تصدیق کرتے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ اور اس کو امتی نبی کہہ کر اس کے دعویٰ نبوت کو ایک طرح چھپاتے ہیں۔ حالانکہ قادیانی مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کو ایسا حقیقی نبی تسلیم کرتے ہیں جس پر دیگر پیغمبروں کی طرح قطعی وحی آتی ہے۔ جو اسی طرح قطعی اور غلطیوں سے پاک ہے جس طرح کہ قرآن۔ اور اگر دعویٰ نبوت تکذیب کی نشانی نہیں ہو سکتی تو اس سے بڑھ کر کون سی چیز ہو سکتی ہے۔ ختم نبوت کا مسئلہ ایسا ہے جو قرآن پاک اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے اور اس کے معنی پر تمام امت کا اجماع ہے۔ جیسے کہ پیچھے اس کا ذکر آئے گا۔

۲...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں کی توہین کی ہے جو تکذیب دین اور تکذیب رسل کی کھلی نشانی ہے، اس کا ذکر بھی اپنی جگہ آپ پڑھ سکتے ہیں۔

۳...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل بتایا اور ان کی کھلی توہین کی ہے۔

۴...... مرزا غلام احمد قادیانی نے وحی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اپنی وحی کو قرآن اور دوسری آسمانی کتابوں کی طرح قرار دیا۔

۵...... ان تمام آیات کے معانی مرزا غلام احمد قادیانی نے تبدیل کر دیے ہیں۔ جن سے

ختم نبوت، نزولِ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، حیاتِ مسیح علیہ السلام اور دیگر قطعی اور متواتر مسائل ثابت ہوتے ہیں۔ جس کا مطلب زندقہ ہے کہ قرآن پاک کے الفاظ تو وہی رہیں لیکن ان کے معانی بالکل بدل دیئے جائیں۔ یہ تحریفِ قرآنی اور تیرہ سو سال کے اولیاء، صلحاء، علماء اور مجتہدین و مجددینِ امت کے متفقہ معانی و مطالب کے خلاف قطعی کفر ہے۔

۲ … مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نہ ماننے والے کروڑوں مسلمانوں کو کافر کہا اور ایسا ہی کافر کہا جیسے خدا اور رسول کا انکار ہے۔ یہ بھی پورے دینِ اسلام کی کھلی تکذیب اور قطعی کفر ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے تمام پیرو چاہے لاہوری ہوں یا قادیانی قطعی کافر اور اسلام سے خارج ہیں۔

مرزائیوں کا نیا فریب

مرزائی فرقہ سمجھ چکا ہے کہ اب اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مرزا قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو قطعی کافر کہا ہے اور مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اس تکفیر کو اور بھی پکا کر کے اعلان کر دیا ہے کہ عام مسلمانوں (غیر احمدیوں) کا جنازہ نہ پڑھا جائے نہ ان کو رشتہ دیا جائے اور عام اہلِ اسلام کی اقتداء میں نماز کو تو خود مرزا قادیانی نے ہی بحکمِ خدا حرام قرار دے دیا تھا۔

اب انہوں نے مسلمانوں میں ملنے اور اسلام کے نام سے مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے جس کا چسکا ان کو انگریز پھر ظفر اللہ خان لگا چکا ہے یہ بات گھڑی ہے کہ کفر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کفر تو ایسا ہے جس سے آدمی ملتِ اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے اس کے ساتھ تو اسلامی تعلقات نہیں رکھے جا سکتے مگر دوسرا کفر اس درجے کا ہے کہ وہ مسلمانوں میں ملے جلے رہنے سے نہیں روکتا۔ مگر قیامت میں یہ ماخوذ ہوگا جو بات صرف خدا ہی جانتا ہے۔ ایسے لوگ جب تک اپنے کو مسلمان کہیں گے تو ان کو مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔

یہ ہے تازہ بتازہ فریب

جس کا مطلب یہ ہے کہ مرزائی اور خود مرزا غلام احمد قادیانی مسلمانوں کو ملت اسلامیہ سے خارج نہیں کہتے۔ مگر ہمارے محترم اٹارنی جنرل کے سوالات سے تنگ آ کر مرزا ناصر احمد کو یہ ماننا ہی پڑا کہ عام مسلمان جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے وہ کافر اور اسلام سے خارج ہیں۔ لیکن یہ اسلام کے چھوٹے دائرے سے خارج ہیں۔ بڑے سے خارج نہیں۔

ہمارا چیلنج

ہم مرزا ناصر احمد اور اس کے تمام مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ تیرہ ساڑھے تیرہ سو برس کے عرصہ میں ایک آدمی ایسا ثابت کریں جس نے زنا، شراب کو حلال کہا ہو، یا نبوت اور وحی کا دعویٰ کیا ہو۔ اور پھر مسلمانوں نے اس کو اس عقیدے پر رہتے ہوئے مسلمانوں میں ملائے رکھا ہو۔ اس کے مقابلہ میں ہم نے بتا دیا کہ صرف زکوٰۃ کا انکار کرنے سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے منکرین زکوٰۃ سے جہاد کیا۔ حالانکہ وہ باقی سارا اسلام مانتے اور اپنے کو مسلمان کہتے تھے۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

مرزا ناصر احمد نے مرزائیوں کو مسلمانوں سے ملے جلے رہنے کے لیے عام مسلمانوں کو بھی کافر اور اسلام سے خارج تو کہا مگر ملت اسلامیہ کا ایک بڑا دائرہ بنا کر اس کے اندر رہنے دیا۔ اس دائرے میں رکھ کر بھی ان سے نکاح، شادی، جنازہ، نماز علیحدہ کرنے کو صحیح قرار دیا اور اس سلسلہ میں قرآن پاک میں ملت کا لفظ ڈھونڈ کر [illegible] کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ کہا کہ قرآن میں ملت ابراہیمی کا ذکر تو ہے مگر دائرہ اسلام کا ذکر نہیں ہے اور پھر یہ آیت کریمہ پڑھی۔

ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سماکم المسلمین۔ (الحج، ۷۸)	تمہارے باپ ابراہیمؑ کی ملت (جماعت) انہوں نے ہی تمہارا نام مسلمان رکھا۔

بھلا اس آیت میں کہاں ہے کہ خدا اور رسول کی قطعی باتوں کا انکار کر کے بھی وہ ملت ابراہیمی میں رہ سکتا ہے۔ خود اسی آیت میں ھو سماکم المسلمین فرما کر بتا دیا کہ ملت ابراہیمی مسلمانوں ہی کا نام ہے۔ اب جو مسلمان ہی نہ ہو وہ ملت ابراہیمی میں کیسے رہ سکتا ہے۔ دوسری جگہ قرآن پاک میں صاف ارشاد ہے۔

ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (المائدہ، ۳)	اور ہم نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

یہاں دین کا لفظ بھی ہے اور اسلام کا بھی۔ اب جو اسلام سے خارج ہو وہ دین اسلام میں کیسے رہ سکتا ہے۔ اور مرزا قادیانی مع امت کے قطعیات دین کا انکار کر کے کس طرح مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ مرزا ناصر احمد نے یہ کہہ کر جو اپنے کو مسلمان کہے اس کو اسلام

سے خارج کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ اگرچہ اس طرح پہلے سے انھوں نے خود اپنے دادا مرزا قادیانی اور اپنے والد مرزا بشیر الدین محمود کی تردید کر دی ہے جنھوں نے مسلمانوں کو ایسا ہی کافر کہا جیسے کسی نبی کے منکر کو کہا جاتا ہے۔ مگر یہ کہہ کر انھوں نے اپنے کو مخمصۃ الدین بھی بنا ڈالا ہے۔

اتمام حجت

مرزا ناصر احمد نے ملت اسلامیہ سے خارج ہونے کے لیے جرح میں بار بار اس شرط کا ذکر کیا ہے کہ اتمام حجت ہونے کے بعد جو انکار کرے وہ ملت اسلامیہ سے بھی خارج ہے۔ لیکن آپ مرزا ناصر احمد کو دیکھیں گے جنھوں نے اپنے مقصد کے لیے اتمام حجت کا معنی ہی بدل ڈالا۔ یہ کہتے ہیں اتمام حجت کا مطلب یہ ہے کہ دلائل سن کر دل مان جائے۔ مگر حق سمجھنے کے بعد پھر بھی انکار کرے۔ یہ شخص ایسا کافر ہے جو ملت اسلامیہ سے بھی خارج ہے۔ اس سلسلہ میں انھوں نے کئی بار یہ آیت کریمہ پڑھائی۔ وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم نمل آیت ہے (اور ان کافروں فرعونوں اور اس کی جماعت نے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دلوں نے یقین کر لیا تھا) مرزا غلام احمد قادیانی ہم آپ کو آپ کے مذہب کی کتب اور آیت بھی پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔

یعرفونه کما یعرفون ابناءهم۔ وہ اس قرآن یا نبی کو اس طرح جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔
(بقرہ آیت ۱۴۶)

مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ پہلی آیت میں فرعونوں کا ذکر ہے اور دوسری آیت میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کا۔ اس میں کیا شک ہے کہ بہت سے کافر اسلام کو صحیح سمجھ کر بھی از راہ ضد و عناد انکار کرتے تھے۔ وہ تو تھے ہی کافر مرزا ناصر احمد نے اتمام حجت کے دو اجزاء یعنی اتمام اور حجت کے معنوں میں بحث کر کے وقت ضائع کیا ہے۔

حجت کا معنی دلیل اور اتمام کا معنی پورا کر دینا۔ اس میں لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ کسی شخص کے سامنے دعویٰ ثابت کرنے کے لیے پوری وضاحت ہو جائے۔ دعویٰ کے دلائل بیان کر دیے جائیں اب اگر وہ نہ مانے تو کہیں گے۔ اس پر اتمام حجت ہو گئی۔ اس میں شرط نہیں ہے کہ وہ دل سے آپ کے دعوے کو صحیح سمجھ کر بھی ماننے سے انکار کر دے۔ یہ معنے مرزا ناصر احمد کی اپنی لیاقت ہے قرآن پاک سے نہیں۔

لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل. (نساء ۱۶۵)	ہم نے متعدد پیغمبر مبشر اور منذر بنا کر بھیجے، تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ (کے خلاف) پر کوئی دلیل باقی نہ رہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج دیئے انھوں نے ایمان والوں کو جنت کی خوشخبری سنا دی اور کافروں کو دوزخ کا ڈر سنا دیا۔ توحید کی طرف دعوت دی اپنے کو دلیل کے ساتھ خدا تعالیٰ کا رسول بتایا تو اب کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا۔

ما جاءنا من بشیر ولا نذیر (مائدہ ۱۹)	کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔

حجت پوری ہوگئی اب مانیں یا نہ مانیں۔ اگر مرزا ناصر احمد کا مطلب یہ ہے کہ ستر کروڑ مسلمانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت وحی وغیرہ کو دل سے سچ سمجھنے کے بعد انکار نہیں کیا۔ بلکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعووں کو ہی غلط سمجھتے رہے۔ اس لیے یہ کافر تو ہیں مگر چھوٹے کافر ہیں۔ بڑے کافر نہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ جب مرزا قادیانی اپنے کو مسیح موعود نہ کہنے والوں کو خدا اور رسول کے منکر کی طرح کافر کہتے ہیں تو پھر خدا اور رسول کا منکر کس طرح کسی درجہ میں بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟

پھر اگر مرزا ناصر احمد کی منطق درست مان لی جائے تو دنیا کے اکثر کافر جنھوں نے کسی پیغمبر کو دل سے سمجھا ہی نہیں۔ نہ ان کو اطمینان ہوا کہ یہ سچا نبی ہے ان پر تو اتمام حجت نہ ہوا۔ پھر ان کے لیے خلود فی النار اور دائمی جہنم جیسے جو کافروں کے لیے مخصوص ہے۔ اپنے دادا کی پیروی میں یہاں تو مرزا ناصر احمد نے کھلم کھلا کہہ دیا کہ کافر بھی بالآخر جہنم سے نکال دیئے جائیں گے۔ جو قرآن پاک کی متعدد قطعی آیات کے خلاف ہے۔

الا طریق جہنم خالدین فیہا ابداً (پ ۶ رکوع ۳ نساء آیت ۱۶۹)	مگر جہنم کا راستہ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔
ان اللہ لعن الکافرین واعدلہم سعیراً خالدین فیہا ابداً (پ ۲۲ رکوع ۵ احزاب آیت ۶۴، ۶۵)	یقیناً اللہ نے کافروں پر لعنت کی اور ان کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالدین فیہا ابداً۔
(پ ۲۹ رکوع ۱۲ | الجن ۲۳)

اور جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے۔

مرزا ناصر احمد سے

۱...... مرزا ناصر احمد یہ بتائیں کہ جب نبی کی قوت قدسیہ نبی تراش ہے اور آپ کے زبردست فیضان سے نبی بن سکتے ہیں پھر خاتم النبیین میں نبیین جمع کا صیغہ ہے تو آپ کے فیضان سے کم از کم تین چار پیغمبر تو بننے چاہئیں تھے۔ جب کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کے بغیر کسی کا نبی ہونا قیامت تک تسلیم نہیں کرتے۔

۲...... اور اگر آپ صرف مرزا غلام احمد قادیانی ہی کو ظلی نبوت دیتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ کا پورا عکس مرزا غلام احمد قادیانی میں آ گیا تو پھر سرور عالم ﷺ تو صاحب شریعت اور افضل الانبیاء تھے تو مرزا غلام احمد قادیانی کیوں ظلی کے مطابق صاحب شریعت نبی نہ ہوں اور کیوں حضور کی مطابقت سے ظلی طور پر افضل الانبیاء نہ ہوں؟

۳... جب مرزا بشیر الدین محمود نے (حقیقۃ النبوت صفحہ ۱۸۸) میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی (ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد الصف آیت ۶) کے مصداق مرزا رسول ہیں۔ تو رسول کے انکار سے کیسے ملت کے اندر رہ کر مسلمان رہ سکتے ہیں۔

درحقیقت اکمل کے اشعار جو مرزا قادیانی کے سامنے پڑھے گئے اور جن کی مرزا غلام احمد قادیانی نے تصدیق کی۔ اس بات کے مظہر ہیں کہ مرزائی غلام احمد کو خود سرور عالم ﷺ سے بھی افضل تصور کرتے ہیں۔ اکمل کے اشعار یہ ہیں۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(بدر قادیان نمبر ۴۳ ج ۲ ص ۱۴، ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶)

ان کفریہ عقائد و خیالات کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے (قادیانی و لاہوری) قطعی کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہیں۔

ختم نبوت

تیرہ سو سال سے دنیا بھر کے مسلمان اس بات پر متفق تھے کہ سرور عالم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے اور ہر زمانہ میں ایسے مدعیوں کو اتمام حجت کے بعد سزا دی گئی۔ اس

مسئلہ میں مرزا قادیانی کے ادعا سے پہلے اہل علم اور عام اہل اسلام میں کوئی اختلاف نہ تھا۔

مسیلمہ کذاب

اسلام میں سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ ختم نبوت پر ہوا جبکہ تمام مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت کے مقابلے میں خلافت صدیقیہ میں جہاد بالسیف کیا۔ چونکہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اپنے گرد ربیعہ قوم کی چالیس ہزار جماعت جمع کر دی تھی۔ تمام صحابہؓ انصار ومہاجرین نے اس سے جہاد کرنے پر اتفاق کیا۔ اور ہزاروں صحابہؓ نے جام شہادت نوش کر کے مسیلمہ کذاب کی جھوٹی نبوت کا قلعہ مسمار کر دیا۔ نیز مسیلمہ کذاب کے علاوہ دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت کے ساتھ بھی جہاد کیا گیا۔ اور ہمیشہ کے لیے اہل اسلام کو عملی طور سے یہ تعلیم دی گئی کہ اسلام کا منشا یہی ہے کہ آپ کے بعد تاقیامت کوئی شخص دعویٰ نبوت نہیں کر سکتا اور یہ دعویٰ کفر صریح اور موجب جہاد ہے۔ چنانچہ بعد کے کسی زمانے میں بھی جس کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے دعوے کو برداشت نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کو سخت سزا دی گئی۔ کسی وقت کسی حاکم اور کسی عالم نے مدعی نبوت سے یہ دریافت نہیں کیا کہ تمہارا دعویٰ کس قسم کی نبوت کا ہے۔ نبوت مستقلہ ہے یا غیر مستقلہ تشریعی یا غیر تشریعی۔ مستقل نبی یا غیر مستقل تابع نبی یا امتی نبی ہونے کا، بلکہ اس کا دعویٰ نبوت ہی اس کے مجرم ہونے کے لیے کافی تھا۔

اس وقت سے یہ تفریق کسی کے ذہن میں نہ تھی کہ بروزی نبی آ سکتے ہیں یا تشریعی یا غیر مستقل یا تابع نبی یا امتی نبی۔ یہ سب الفاظ دعویٰ نبوت کو ہضم کرنے کے لیے ہیں۔ جس کو امت نے تیرہ سو سال تک ناقابل برداشت قرار دیا اور ہر دور کی اسلامی حکومت نے ان کو سزائے موت دی۔

چند اور نظائر

۲..... اسود عنسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ سرور عالم ﷺ کے حکم سے قتل ہوا۔ اور آپ نے وحی کے ذریعے سے خبر پاکر صحابہ کرامؓ کو اطلاع کر دی لیکن جب قاصد خوشخبری لے کر مدینہ طیبہ پہنچا تو سرور عالم ﷺ وصال فرما چکے تھے۔

(تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۲۵ بیروت۔ ابن اثیر ج ۲ ص ۲۰۳۔۲۰۶ بیروت۔ ابن خلدون ج ۲ ص ۴۹۵ بیروت)

۳..... سجاح بنت الحارث قبیلہ بنی تمیم کی ایک عورت تھی۔ نبوت کا دعویٰ [illegible] کذاب سے مل گئی۔ بعد ازاں مسلمانوں کے لشکر کے مقابلے میں روپوش ہو گئی اور بالآخر مسلمان ہو کر فوت ہو گئی۔ (ابن اثیر ج ۲ ص ۹۸۔ ۲۱۲)

۴۔۔۔ مختار بن ابی عبید ثقفی۔ اس نے دعویٰ نبوت کیا اور ۶۷ھ میں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کے لشکر سے قتل ہوا۔ (تاریخ خلفاء ص ۱۸۵)

۵ حارث بن سعید کذاب دمشقی۔ اس کو عبدالملک بن مروان نے قتل کر کے عبرت کے لیے سولی پر لٹکایا۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۹ ص ۲۶، ۲۳ حالات حارث بن سعید الکذاب نمبر ۱۰۱)

عبدالملک بن مروان دمشقی خود تابعی تھے اور سینکڑوں صحابہؓ کو انہوں نے دیکھا اور ان سے حدیثیں روایت کی تھیں۔

۶ مغیرہ بن سعید عجلی اور بیان بن سمعان تمیمی۔ دونوں نے ہشام بن عبدالملک کے زمانہ خلافت میں دعویٰ نبوت کیا۔ عراق میں ان کے امیر خالد بن عبداللہ قسری نے ان کو قتل کیا ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے وقت جلیل القدر تابعین اور اجلہ علماء موجود تھے۔

(طبری ج ۳ ص ۱۶۲۰، ۲۱۶)

خیر القرون کے بعد

خیر القرون صحابہؓ، تابعینؒ، اور تبع تابعینؒ کے بعد دوسرے ادوار میں بھی مسلم حکمرانوں نے جھوٹے مدعیان نبوت کا یہی حشر کیا۔

ایران میں بہاء اللہ کا انجام یہی ہوا۔ اور آج بھی وہاں بہائی فرقہ خلاف قانون ہے۔

کابل میں تو مرزائے قادیان کی نبوت کی تصدیق کرنے والے عبداللطیف کو بھی قتل کر دیا گیا۔ سعودی عرب میں قادیانیوں کے داخلے پر پابندی ہے۔

بہرحال تمام عالم اسلام نے شام، عراق، حرمین شریفین، کابل، ایران، اور مصر تک کے علماء کرام اور سلاطین عظام نے جھوٹے مدعیان نبوت کے قتل کی حمایت و تصویب کی۔ اس ملک میں مرزا غلام احمد قادیانی صرف انگریز کی پشت پناہی سے بچا رہا۔

دلائل ختم نبوت

مسئلہ ختم نبوت کے لیے دلائل کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ یہ بدیہیات اور ضروریات دین میں سے ہے۔ سب جانتے تھے کہ سرور دو عالم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا اور جو دعویٰ کرے اس کی سزا موت ہے۔ انگریزی عملداری سے فائدہ اٹھا کر یہ خود انگریزوں کے ایما سے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہ دعویٰ بھی اس نے تدریجاً کیا۔ پہلے مبلغ اسلام بنا، پھر محدث بنا، پھر مثیل مسیح بنا اور بعد میں خود مستقل مسیح موعود بن بیٹھا اور مسیح موعود کی

اصطلاح بھی خود اسی نے ایجاد کی ہے۔ پرانی کتابوں میں اس اصطلاح کا وجود ہی نہیں ہے۔ بعد ازاں نبی غیر تشریعی، نبی بروزی، نبی امتی، ہونے کا دعویٰ کیا اور مجازی نبوت سے اصلی نبوت کی طرف ترقی کر لی۔ پھر صاحب شریعت نبی بن گیا۔ پھر خدا کا بیٹا ہونے کا الہام بھی اس کو ہوا اور آخر کار خواب میں خود خدا بن گیا اور زمین و آسمان پیدا کیے۔ یہ باتیں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں پھیلی ہوئی اور عام شائع و ذائع ہیں۔

جب مرزا غلام احمد قادیانی کو آنے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ خود مسیح موعود کی اصطلاح گھڑ کر خود مسیح موعود بننے کی ضرورت محسوس ہوئی تو بات یوں بنائی۔ آنے والے کا مثیل بھی ذات شریف ہے۔ مگر وہ تو نبی تھے۔ یہاں تو انگریز کی وفاداری ہی تھی۔

ناچار نبی بننے کے لیے فنا فی الرسول ہونے کی آڑ لی اور خود عین محمد بن کر نبی کہلانے کی سعی کی۔ آخری سہارا جو مرزا غلام احمد قادیانی نے لیا وہ امتی نبی کا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ پہلے پیغمبروں کو براہ راست نبوت ملتی تھی مگر مجھے سرور عالم ﷺ کی اتباع سے ملی ہے۔ یعنی نبوت تو ملی ہے۔ مگر حضور کی برکت سے۔ علماء کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اس دلیل کے بھی پرخچے اڑا دیے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان سرور عالم ﷺ کے بعد کسی کا نبی بننا برداشت ہی نہیں کر سکتا۔ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جس پر ساری امت کا اجماع ہے۔

اس مسئلہ کے تفصیلی دلائل کے لیے آپ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند کی کتابیں۔ ختم نبوت فی القرآن، ختم نبوت فی الحدیث اور ختم نبوت فی الآثار کا مطالعہ کریں۔ جن کی کاپی لف ہذا ہے۔ یا پھر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ کی تصانیف ختم نبوت اور حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ کی کتابیں تو اس سلسلہ میں لاجواب پر از معلومات اور مرزائیوں پر حجت قاطع ہیں۔ ہم یہاں اجمال کی ضرورت کے تحت کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

ختم نبوت کے سلسلہ میں بنیادی آیت کریمہ

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين الاحزاب ۴۰

"حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تم میں سے کسی مرد بالغ کے باپ نہیں ہیں۔ ہاں وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔"

آپ کی صاحبزادیاں تھیں۔ اور بیٹے بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ حضرت زید

بن حارثہ آپ کے غلام تھے۔ جس کو آپ نے آزاد کر کے حقیقی بیٹا بنا لیا تھا۔ چنانچہ لوگ ان کو زید بن محمد کہنے لگ گئے تھے۔ مگر قرآن پاک نے جو صرف اور صرف حقیقت پر لوگوں کو چلانا چاہتا ہے۔ ایسا کہنے سے روک دیا۔ اب لوگ ان کو زید بن حارثہ کہنے لگ گئے۔ حضور ﷺ نے ان کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کرا دی۔ لیکن خاوند بیوی میں اتفاق نہ ہو سکا۔ حضرت زیدؓ نے انہیں طلاق دے دی۔ اب ایک آزاد کردہ غلام سے ایک قریشی عورت کی شادی پھر طلاق۔ دو طرح سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر اثر پڑا۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا جس سے حضرت زینبؓ کی تمام کدورتیں دور ہو گئیں۔ مگر مخالفین نے بڑا پروپیگنڈہ کیا۔ کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے آپ نے نکاح کر لیا۔ اس پر اس آیت نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ فرمایا۔ کہ حضور ﷺ کسی کے باپ نہیں ہیں۔ یعنی زبان سے کہہ دینے سے حضرت زیدؓ کے حقیقی باپ نہیں بن سکتے کہ نکاح ناجائز ہو جائے۔ پھر پیغمبر کی شفقت بھی باپ سے زیادہ ہوتی ہے اور آپ کی شفقت ساری امت کے لئے ہے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ شفقت کبھی ختم بھی نہ ہوگی کیونکہ قیامت تک آپؐ کے بعد کسی کو نبی بنا نہیں ہے۔ اس لیے آپؐ قیامت تک کے لیے تمام امت کے روحانی باپ پیغمبر اور بہترین شفیق ہوئے اور یہ وہم کہ جب آپ روحانی باپ ہوئے اور امت روحانی اولاد ہوئی تو روحانی وراثت یعنی نبوت بھی جاری رہ سکتی ہے۔ اس ارشاد سے وہ وہم بھی رفع ہو گیا۔ نیز اس فرمان سے کہ آپ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ یہ وراثت بھی نہیں رہے گی اسی لیے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نبی نہیں ہوئے۔

آیت کا معنی

آیت کا معنی اور مختصر مفہوم بیان ہو گیا۔ یہی آیت وہ مرکزی آیت ہے جس نے سرور عالم ﷺ کے بعد نبی بننے کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں۔ اگر کسی نے ان تمام آیات کا استیعاب کرنا اور پورا دیکھنا ہو تو ہم نے ختم نبوت فی القرآن ساتھ منسلک کر دی ہے۔ اس میں سو آیتوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آپؐ نے نبیوں کی تعداد پوری کر دی ہے اور آپؐ خاتم النبیین ہیں۔ ہم یہاں صرف مختصراً ایک آیت کریمہ پر بحث کریں گے۔

قرآن کی تفسیر قرآن سے:

یہ قرآن کے معانی کے بیان کا مسلمہ اصول ہے کہ پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ قرآن کی اسی آیت کا معنی خود قرآن سے کیا معلوم ہوتا ہے تو اس اصول کے تحت اسی آیت "ولکن

کا دعویٰ کر کے انگریز کے خلاف لڑنے اور جہاد کو حرام کہہ کر ساری دنیا میں لٹریچر پھیلائے تو اس انگریزی نبی کو بھی مان لیا؟ اور یہ کہ تیرہ سو سال تک جھوٹی نبوت بند ہے بعد میں آزادی ہے (معاذ اللہ) بہر حال جناب خاتم النبیین ﷺ کی اس پاک حدیث نے مخالفین ختم نبوت کے سارے وسوسے خاک میں ملا دیئے۔

نبی کریم ﷺ کا دوسرا ارشاد

آپ کا دوسرا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں کہ جو بخاری اور مسلم دونوں میں ہے۔

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الا موضع تلک اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة۔ وختم الرسل وفی روایة فانا اللبنة وانا خاتم النبیین (مسلم ج ۲ ص ۲۴۸ باب ذکر کونه خاتم النبیین)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری اور پیغمبروں کی مثال ایک ایسے محل کی ہے جو نہایت خوبصورت بنایا گیا ہو۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ اس کو دیکھنے والے تعجب کرتے ہیں کہ کیسی اچھی تعمیر ہے۔ ہاں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے (کیوں چھوڑ دی گئی) تو میں نے اس اینٹ کی جگہ پر کر دی۔ اور میرے ذریعے پیغمبر ختم کر دیئے گئے اور ایک روایت میں ہے تو میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

اس حدیث نے تو خاتم النبیین کا معنی حسی طور پر بیان فرما دیا کہ نبوت کا محل پورا تھا صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ وہ حضورؐ سے پوری ہو گئی۔ اب مرزا قادیانی اس محل میں گھسنا چاہتا ہے مگر کون گھسنے دیتا ہے۔ مرزائیوں کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں کیڑے نکالتے اور کہتے ہیں کہ صاحب لولاک کی شان اور ایک چھوٹی سی اینٹ کو کیا نسبت۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ یہ مثال تو آپ نے سارے جہاں کی بلڈنگ کی نہیں کی صرف قصر انبیاء کی بیان کی ہے۔ پھر ان مرزائیوں کو کیا معلوم ہے کہ اس ایک اینٹ کی کتنی جگہ ہے۔ وہ کتنی خوبصورت اینٹ ہے۔ وہ کتنی بڑی ہے۔ محل، سارا حسن اسی ایک اینٹ سے دوبالا کیوں نہیں ہو سکتا۔

حدیثی نکتہ

اس مبارک حدیث نے یہ وہم بھی دور کر دیا کہ آیت خاتم النبیین کا تعلق آنے زمانوں سے ہے آپ نے تمام آنے والے پیغمبروں کا ذکر کر کے صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی رہنے کی بات فرمائی۔ اور اپنے کو آخری اینٹ فرما کر خاتم النبیین فرما دیا۔ مطلب صاف ہو گیا کہ ختم کا تعلق سابقین سے ہے۔ لاحقین اور آنے والوں سے نہیں ہے کہ آپ کی مہر اور قدسی قوت نبی تراش رہے گی اور آپ کی مہر سے لوگ نبی بنا کریں گے اور امتی نبی کہلائیں گے۔

مرزائی کفر پہ کفر

مرزائی ابو العطا جالندھری نے اس حدیث کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب آئیں گے تو محل میں تو جگہ خالی نہ ہوگی وہ کہاں ہوں گے؟

افسوس ہے کہ مرزائی گندی زبانوں سے اور خاص کر پیغمبروں کے بارے میں غلط بیانیوں سے باز نہیں آتے۔ پہلے تو آپ ویسے ہی اس کا جواب سن لیں۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی آئیں گے اور کسی اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوگی۔ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کہاں گھسنے کی کوشش کریں گے؟ یہ ایسی ہی بات ہوئی جیسے ایک میراثی نے بات نکالی تھی کہ جب انبیاء سب باری باری خدا کے سامنے سے گزر جائیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی باری آئے گی تو اس پر اعتراض ہوگا کہ تمہارا تو نام فہرست میں نہیں تھا۔ تم کدھر سے نبیوں میں رہے۔ تو فوراً شیطان ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو جائے گا کہ یا الٰہی آپ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔ میں نے صرف یہ ایک بھیجا تھا اس کو تو داخل کر لو۔

مرزائیو! پیغمبروں کا مذاق اڑا کر پھر مذاق سے خفا نہ ہوں۔ اور تحقیقی جواب سن لو۔ یہ صرف مثال ختم نبوت کے تکمیل کی ہے۔ اور امت کو سمجھانے کے لیے اس سے پیغمبر اینٹ کی طرح بے حس و حرکت اور بے جان ثابت نہیں ہوتے۔ نبوت کا محل مع حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور ﷺ کے ذریعے مکمل ہو چکا ہے۔ وہ تعداد پوری ہو چکی ہے۔ آخری نبی کی عزت توقیر کے لیے جس پرانے پیغمبر کو لے آئے۔ پیغمبر آخرالزمان کی عزت افزائی کے لیے ان کو زندہ رکھ کر پھر آپ کی امت کی امداد کرا کر وہ صاحب اختیار ہے۔ مرزائی کون ہوتے ہیں جو اس میں دخل دیں۔ بحث کو بعینہ مسئلہ حیات عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میں مفصل دیکھئے۔

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ یا ایها الناس انه لم یبق من النبوة الا المبشرات۔ (رواہ البخاری فی کتاب التعبیر ج ۲، ص ۱۹۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو (سن لو) بات یہ ہے کہ نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ سرورِ عالم ﷺ سے پوچھا گیا مبشرات کیا ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا: "اچھے خواب جو مسلمان دیکھے یا دوسرا اس کے لیے دیکھے۔"

ایک روایت میں ہے کہ مبشرات نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔ بہرحال نبوت کے اجزاء کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ نبوت، شرف ہمکلامی، اسرار الٰہیہ، تقدیر اور اسباب، مخلوق اور خالق کا تعلق، نبوت کا واسطہ ہے اور اس قسم کے مباحث...... ہماری عقول اور افہام سے بہت بلند ہیں۔ ان سب کو راز میں رکھا گیا۔ وہ اجزاء ظاہر کیے گئے۔ اچھی اور سچی خوابیں۔ کون ہے جو ان غیبی امور کے بارے میں خواب کی اطلاعات کی حقیقت بیان کر سکے۔ دوسرا جز مکالمات الٰہیہ ہے۔ نہ رب العزت جل وعلا کی ذات ہمارے احاطۂ علم میں ہے اور نہ اس کی صفات اور خاص کر مکالمات الٰہیہ۔ آخر یہ مکالمہ کس طرح ہوتا ہے۔ بالمشافہ رب العزت جل وعلا سے، ملائکہ کے توسط سے، دل میں القاء سے، پردے کے پیچھے سے یا غیب کی آواز یا سنائی دینے سے، پھر ہر ایک کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ مقام قرب اور مقام معیت کی باتیں ہیں۔ بہرحال یہ اجزاء نبوت ہیں۔ جزیات نبوت کئی ہیں۔ نبی جس قسم کا ہو چاہے صاحب کتاب و صاحب شریعت ہو۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام وغیرہ۔ چاہے بغیر شریعت و کتاب ہو جیسے ہارون اور سارے انبیاء بنی اسرائیل۔ یہ اصلاح خلق کے لیے مامور ہوتے ہیں ان سے مکالمہ ہوتا ہے۔ ان کو مبعوث کیا جاتا ہے اور نبوت کا منصب عطا ہوتا ہے۔ ان پر وہ وحی آتی ہے جو فرشتہ پیغمبروں پر لاتا ہے۔ یہ شریعت کے اجراء کے لیے مامور ہوتے ہیں۔ ان کی وحی میں شریعت کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عہدۂ نبوت پر فائز ہوتے ہیں۔ ان دونوں نبوتوں کو اولیائے کرام شرعی نبوت کہتے ہیں اور دونوں کو بند اور ختم بتاتے ہیں۔

عام اہل علم کلام، علم شریعت والے پہلی کو نبوت تشریعی اور دوسری کو نبوت غیر تشریعی کہتے ہیں۔ اور دونوں لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین کے بعد دونوں کو ختم بتاتے ہیں۔ اولیاء کرام میں سے بعض کو شرف مکالمہ نصیب ہوتا ہے لیکن نبی اور نبوت کے نام کو غیر نبی کے لیے

استعمال کرنے کو وہ کفر سمجھتے ہیں۔ وہ بھی صرف مکالمات کو نبوت غیر تشریعی کہہ دیتے ہیں۔ جس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس ذات مبارک کو نبی کا نام دیتا ہے اور منصب نبوت سے سرفراز کر کے اصلاح خلق کے لیے پرانے یا نئے احکام وحی کر کے بھیجتا ہے یہ وہ نبوت نہیں ہے اس سے دھوکا دیا جاتا ہے کہ شیخ اکبر وغیرہ تشریعی نبوت کی بقاء اور اجراء کے قائل ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ ارباب علم و کلام و شریعت جن دو نبوتوں کا علیحدہ ذکر کر کے ختم ہو جاتے ہیں تو بعض اولیاء ان دونوں کو نبوت تشریعی کہہ کر ختم بتا دیتے ہیں۔ مقصد دونوں کا ایک ہی ہو جاتا ہے۔ مطلب بالکل صاف ہے کہ انسان کے کسی جز مثلاً پاؤں کو انسان نہیں کہتے۔ مجموعہ اجزاء کو انسان کہتے ہیں۔ مگر حیوان کے جزیات کو حیوان کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً گھوڑا، گدھا، بلی وغیرہ سب کو حیوان کہہ سکتے ہیں۔ یہ جزیات ہیں۔ لیکن گھوڑے کے سر کو گھوڑا نہیں کہہ سکتے۔ مجموعہ اعضاء کو کہیں گے۔ اب انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے حصے ایسے اجزاء جمع ہوں تو کوئی نبی ہے۔ مگر ان اجزاء کا جمع ہونا اور منصب نبوت ملنا محض موہبت اور فضل خداوندی ہے۔ حدیث بہرحال بخاری کی ہے اور ختم نبوت کی صاف دلیل ہے یہی تفسیر ہو گی اس پہلی آیت کی۔ مرزا غلام احمد کے ایک مرید مرزائی ابو العطاء نے لکھا ہے کہ دیکھو پانی کا ایک قطرہ دریا کا جزو ہے لیکن دونوں کو پانی کہتے ہیں۔ یہ سراسر دھوکہ ہے اور جزو اور جزئی میں امتیاز نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ قطرہ بھی پانی ہے اور دریا بھی۔

قطرات پانی کے اجزاء نہیں ہیں۔ پانی کے اجزا ہائیڈروجن اور آکسیجن ہیں۔ کیا کوئی شخص ان دو اجزاء میں سے کسی ایک کو پانی کہہ سکتا ہے۔ جیسے چھوٹا گدھا اور بڑا گدھا دونوں حیوان کے جزئیات ہیں۔ دونوں کو حیوان کہہ سکتے ہیں۔ مگر گدھے کے کسی جزو کو گدھا نہیں کہہ سکتے۔ ابو العطاء مرزائی باتیں بنا کر قرآن اور حدیث کا مقابلہ کرتا ہے۔

حضور ﷺ کا چوتھا ارشاد

بخاری غزوہ تبوک میں یہ حدیث درج ہے۔

الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی ۞ (بخاری ج ۲، ص ۶۳۳، باب غزوہ تبوک)	کیا تم اس پر خوش نہیں ہوتے کہ تم مجھ سے اس طرح ہو جاؤ جیسے ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے۔ بات یہ ہے کہ میرے بعد نبی کوئی نہیں۔

جب آپؐ نے غزوہ تبوک کو جاتے ہوئے حضرت علیؓ کو اہل خانہ وغیرہ کی نگرانی کے لیے چھوڑا تو حضرت علیؓ نے بچوں اور عورتوں کے ساتھ پیچھے رہنے کو محسوس کیا جس پر آپ نے ان کو یہ فرما کر تسلی دے دی۔

حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع نبی تھے۔ مستقل صاحب شریعت نہ تھے۔ نہ صاحب کتاب تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جاتے وقت ان کو نگرانی کے لیے چھوڑ گئے۔ یہی بات آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرما کر ان کی تسلی کرا دی۔ لیکن چونکہ ہارون علیہ السلام پیغمبر تھے۔ یہ غلط فہمی اس ارشاد سے دور فرما دی کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہو سکتا۔ گویا تابع غیر مستقل نبی اور پیغمبر شریعت کے بھی آپ کے بعد کوئی نہیں بن سکتا۔ آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ نبوت ایک عظیم منصب اور بھاری انعام ہے اور محض موہبت اور بخشش سے ملتا ہے۔ اس میں کسی کے اتباع و اطاعت کا دخل نہیں ہوتا۔ مرزا قادیانی نے امتی نبی کی خود ساختہ اصطلاح گھڑ کر لوگوں کو فریب دیا ہے۔ امت میں سے ہو یا باہر جس کو اللہ تعالیٰ چاہے یہ منصب دے دے یا وہ نبی ہے۔ لیکن اب یہ دروازہ بند ہو چکا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اسی لیے تو کبھی مسیحیت کی کھڑکی کھولتے ہیں کبھی فنا فی الرسول اور آپ کے اتباع کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ یہ سب دجل و فریب اور دھوکہ ہے۔ امتی نبی کی اصطلاح یا مسیح موعود کی اصطلاح کوئی مرزائی ہمارے دین میں نہیں لا سکتا۔

عن ابی ھریرۃؓ عن النبی ﷺ قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی و سیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا قال فوا ببیعۃ الاول فالاول اعطوھم حقھم فان اللہ سائلھم عما استرعاھم۔ (بخاری کتاب الانبیاء ج ۱ ص ۴۹۱، مسلم، کتاب الامارۃ ج ۲ ص ۱۲۶)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست اور انتظام ان کے پیغمبر کرتے تھے۔ جب ایک نبی جاتا تو اس کی جگہ دوسرا آ جاتا۔ اور تحقیقی بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں (البتہ) خلفاء (و امراء) ہوں گے اور وہ بہت ہوں گے صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ کا حکم ہم کو کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا پہلے جس سے بیعت کی ہے اس کا حق پورا کرو (اسی طرح درجہ بدرجہ) ان کا حق ان کو دو (اگر تمہارا حق ادا نہ کریں) تو اللہ

تعالیٰ خود ان سے رعیت کے متعلق پوچھ لیں گے۔

ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کی نبوتیں حضرت موسیٰؑ کے تابع تھیں۔ مستقل اور تشریعی نبوتیں نہ تھیں۔ مگر سرور عالم ﷺ نے اپنی امت میں سے ان کی بندش و ختم ہونے کا بھی اعلان کر دیا۔ وہاں سارا کام نبی کرتے تھے۔ یہاں حضورؐ کے بعد خلفاء و امراء، علماء اور اولیاء کریں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا چھٹا ارشاد

لو کان بعدی نبی لکان عمر۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۰۹، باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب)	اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔

حضرت عمرؓ کے محدث ہونے کی تصریح بھی آپ فرما چکے ہیں کہ ان سے مکالمات ہوتے تھے۔ مگر پھر بھی فرمایا کہ وہ نبی نہیں اور وجہ صرف یہ تھی کہ میرے بعد نبی نہیں ہو سکتا۔ واقعی جو ہستی مکارم الاخلاق، کمالات نبوت اور تمام اعلیٰ صفات نبوت کی جامع ہو۔ اور تمام انبیاء و مرسلین سے افضل اور سب کی سرتاج اور امام ہو۔ اسی کی پاک ہستی کو لائق ہے تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد آنا اور منصب نبوت کا خاتم ہونا۔

معلوم ہوا کہ محدث بھی نبی نہ ہو سکا نہ کہلا سکتا ہے اور اگر کسی کو یہ دعویٰ ہو کہ اس کو حضرت عمرؓ سے بھی زیادہ مکالمات کی دولت نصیب ہوئی ہے تو اپنے دماغ کا علاج کرائے۔

جناب امام الانبیاء علیہ السلام کا ساتواں ارشاد

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض طہورا ومسجدا وارسلت ان	حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تمام انبیاء علیہم السلام پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔ اور رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے۔ غنیمت کا مال

الخلق کافۃ وختم بی النبیون.
(مسلم ج ۱، ص ۱۹۹، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ)

میرے لیے حلال کر دیا گیا ہے (جبکہ پچھلی امتوں میں مال غنیمت کے ڈھیر کو آسمان کی آگ جلا دیتی تھی اور یہی اس کی قبولیت کی نشانی تھی) اور ساری زمین میرے لیے مسجد اور طہور بنا دی گئی (نماز زمین پر ہر جگہ پڑھ سکتے ہیں) (اور بوقت ضرورت تیمم بھی کر سکتے ہیں) اور میں تمام مخلوق کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں اور میرے ساتھ تمام پیغمبروں کو ختم کر دیا گیا ہے (یعنی یہ سلسلہ بند ہو گیا اور تعداد مکمل پوری ہو گئی)

اس مبارک ارشاد میں آخری جملہ صاف اور صریح ہے جس میں کسی مرزائی کی تاویل یا وسوسہ کی گنجائش نہیں۔ صاف صاف فرمانا ہے کہ میرے آنے سے سارے نبی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ یہاں مہر وغیرہ کا معنی نہیں چل سکتا۔

آٹھواں ارشادِ رسول ﷺ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "فانی آخر الانبیاء و مسجدی آخر المساجد."

(مسلم ج ۱ ص ۴۴۶، باب فضل الصلوٰۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ)

اس حدیث شریف کے پہلے حصے نے تو سرور عالم ﷺ کے آخری نبی ہونے کی تصریح فرما دی ہے۔ لیکن مرزائی بڑے خوش ہیں کہ ان کو احادیث کا معنی بدلنے کا موقع اس حدیث کے دوسرے جزو سے ہاتھ آ گیا وہ کہتے ہیں کہ جیسے حضورؐ کی مسجد کے بعد ہزاروں مسجدیں بنی ہیں اسی طرح آپؐ کے بعد اور نبی آ سکتے ہیں مگر قدرت کو یہی منظور ہے کہ ہر جگہ یہ لاجواب اور رسوا ہوں۔ چنانچہ اسی حدیث کو امام دیلمی، ابن نجار اور امام بزارؒ نے نقل فرمایا اور اس میں یہ الفاظ ہیں۔ "ومسجدی آخر مساجد الانبیاء" کہ میری مسجد پیغمبروں کی مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔ (کنز العمال) لیجیے حدیث کی تشریح خود دوسری حدیث نے کر دی اور مرزائیوں کی خوشی خاک میں ملا دی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفسیر

ان روایات سے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفسیر کا بھی علم ہو گیا۔ کسی صحابی نے کسی ایک حدیث کے مطلب کا انکار نہیں کیا اور کر کیسے سکتے تھے۔ وہ تو حضور اکرم ﷺ کے اشاروں پہ جان قربان کرنے والے تھے۔

امت کا اجماع

تیرہ سو سال تک انہی معانی پر اور سرور کائنات ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر تمام علماء کرام، محدثین، مجددین، اور مجتہدین بلکہ عام اہل اسلام کا اتفاق رہا اور مدعی نبوت سے کبھی نہیں پوچھا گیا کہ تو کس قسم کی نبوت کا مدعی ہے بلکہ اس کو سخت ترین سزا دی گئی۔

نقل اجماع

۱...... قرآن پاک کی صریح روایات اور خود سرور کائنات کی تفسیر پھر صحابہ کرامؓ کی متواتر روایات کے بعد کسی اجماع کے نقل کی ضرورت نہیں۔ جبکہ کسی صحابیؓ نے اس معروف و مشہور تفسیر کا انکار بھی نہیں کیا، جبکہ اس کا تعلق کفر و ایمان سے تھا۔ تو یہ بات بجائے خود تمام اسلاف کا اجماع ہو گیا کہ سرور عالم ﷺ کی تشریف آوری اور بعثت سے انبیاء علیہم السلام کی تعداد پوری ہو چکی ہے اور خاتم النبیین کے بعد کسی قسم کا پیغمبر کسی نام سے نہیں بن سکتا۔ اور اگر یہ مان لیا جائے تو خاتم النبیین اور لا نبی بعدی اور خاتم الانبیاء کا معنی تیرہ سو سال تک صحابہؓ اور تابعین اور کاملین اسلام پہ باوجود پوری کوشش و کاوش کے کھل نہ سکا تو قرآن پاک ہدایت کی کتاب کیسی ہوئی (العیاذ باللہ) چیستان ہوگی اور پھر آیات کے نئے معنوں کا کیا اعتبار رہ سکتا ہے۔

۲...... تفسیر روح المعانی میں ہے۔

وکونه ﷺ خاتم النبیین مما نطق به الکتاب وصدعت به السنة واجمعت علیه الامة فیکفر مدعی خلافه ویقتل ان اصر۔ (روح المعانی ج ۲۲، ص ۳۹، زیر آیت خاتم النبیین)

اور آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر قرآن نے تصریح کی۔ اور جن کو احادیث نے صاف صاف بیان کیا اور جن پر امت نے اجماع کیا۔ اس لیے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والے کو کافر سمجھا جائے گا۔ اور توبہ نہ کرے قتل کیا جائے

پر اصرار کرے قتل کر دیا جائے گا۔

۳… حجۃ الاسلام امام غزالی نے اپنی کتاب ”الاقتصاد“ ص ۱۲۳ مطبوعہ مصر الباب الرابع فی بیان من یجب التکفیر من الفرق“ میں اس مسئلہ کو یوں بیان فرمایا ہے کہ جس نے اس کی تاویل کی وہ بکواس ہے۔ امت کا اجماع ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آ سکتا۔ اس میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص نہیں چلتی ہے۔

۴… شرح عقائد سفارینی نے بھی ص ۲۵۷ پر احادیث کے متواتر ہونے کا قول فرمایا ہے۔

اس مسئلہ پر ہم اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں اور ساتھ ہی حضرت مولانا مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب کراچی کی کتاب منسلک کر دی ہے جس میں سو آیات سے اور دو سو حدیثوں سے اور سینکڑوں اقوال سلف صالحین سے مسئلہ ختم نبوت ثابت کیا گیا۔ اور مخالفین کے تمام اوہام اور وساوس کا تار و پود بکھیر کے رکھ دیا ہے جو تفصیل دیکھنا چاہے یہ کتاب دیکھے۔

البتہ مرزائیوں کا منہ بند کرنے کے لیے خود مرزا غلام احمد قادیانی کے تین قول نقل کر دیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں لکھا ہے)

(۱) لانہ یخالف قول اللہ عزّ و جل ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا ﷺ خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ نبینا فی قولہ لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین…… وقد انقطع الوحی بعد وفاتہ وختم اللہ بہ النبیین. (حمامۃ البشریٰ ص ۲۰ خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)	اس لیے کہ یہ خدا تعالیٰ کے اس قول کے مخالف ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کیا تو نہیں جانتا کہ خدائے مہربان نے ہمارے نبی کا نام بغیر استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور ہمارے نبی نے اس کی تفسیر لا نبی بعدی میں واضح بیان سے صاحب طلب لوگوں کے لیے کر دی (دو سطروں کے بعد) اور وحی منقطع ہو چکی ہے آپ کی وفات کے بعد اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ نبیوں کو ختم کر ڈالا ہے۔

مرزا غلام احمد کے اس قول سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ سرور عالم ﷺ کی وفات شریف کے بعد وحی بند ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی استثناء کے آپ کو خاتم الانبیاء قرار

دیا دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضورؐ کا یہ ارشاد لا نبی بعدی قرآن پاک کی واضح تفسیر ہے۔

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کتاب میں لکھا ہے۔

ما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین. (حمامۃ البشریٰ ص ۷۹ خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)	اور میرے لیے یہ جائز نہیں کہ نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جا ملوں۔

یعنی دعویٰ نبوت کرنا کافر ہونا ہے۔

(۳) ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین. (ازالہ اوہام ص ۶۱۴ خزائن ج ۳ ص ۴۳۱)	یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہیں اور ختم کرنے والا ہے۔

اب مرزائیوں کو خاتم النبیین کے معنوں میں بحث نہیں کرنی چاہیے۔

ختم نبوت یا نبی تراشی

۱۔۔۔ ”جو دین دین ساز نہ ہو وہ ناقص ہے۔“ یہ بات قطعاً غلط ہے بلکہ سچ پوچھیں تو خود مرزا قادیانی کے ہاں بھی یہ غلط ہے، کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ دوسرے اس کے مستحق نہ تھے حتیٰ کہ صحابہ سے لے کر آج تک کوئی بھی مرزا کی طرح نہ تھا، چنانچہ اسی مضمون کو اس نے اپنی کتاب (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ج ۲۲، ص ۴۰۶) میں درج کر کے یہ بھی لکھ دیا کہ وہ ایک ہی ہوگا تو دین دین ساز کہاں رہا۔ یہ تو صرف مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنے نفس کی پیروی اور تسویل ہے۔

۲۔۔۔۔ اور یہ کہنا کہ آپ کی قوت قدسی نبی تراش ہے۔ اور آپ کی مہر سے نبی ہی بنتے رہیں گے اور نبوت ختم کرنا خدا تعالیٰ کی رحمت و برکت کو روکنا اور ختم کرنا ہے۔ قطعاً درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو پیدا فرمایا ہے اس کو ختم کرتا ہے۔ اگر ایک رسی کا ایک سرا ہے تو دوسرا سرا بھی ہوتا ہے۔ اگر ایک دریا کا ایک کنارہ ہے تو دوسرے کنارے پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ اگر دن صبح کو شروع ہوتا ہے تو مغرب کو ختم ہوتا ہے۔ اگر دنیا کی ابتدا ہوئی ہے تو اس کی انتہا بھی ہوگی۔ کہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کی ہے تو اس کو بڑھا بڑھا کر ختم کمالات نبوت حضرت خاتم النبیین پر پورا کامل کر کے ختم کرتا ہے۔ کہ اب ہر چیز کی

حد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”کل شی عندہ بمقدار. (رعد:۸)“ ”اس کے ہاں ہر چیز کی مقدار معین ہے۔“

اگرچہ بارش رحمت ہے لیکن یہ ضرورت کی حد تک رحمت ہے اگر چند دن مسلسل بارش ہو تو سب روکنے کے لیے دعائیں کریں گے۔

۳ ... دین سازی کمال نہیں بلکہ نبوت آدم علیہ السلام سے شروع کر کے اس کو کامل کرتے کرتے آخری کمال پر پہنچا کر ختم کرنا کمال ہے۔ ناقص نبی بنا کر ختم کرنا کمال نہیں ہے۔

۴ ... یہ دین کا کمال نہیں ہے کہ اس دین کے تمام اجزاء پر ایمان لانے کے باوجود صدیوں کے بعد کسی ایک مدعی نبوت پر ایمان نہ لانے سے کروڑوں کی تعداد میں امت کافر ہو جائے، جس مدعی کا کوئی ذکر نہ کیا گیا ہو۔ اور نہ حضرت رحمۃ اللعالمین نے تمام آنے والی نسلوں کو کفر سے بچانے کے لیے کچھ ارشاد فرمایا ہو جبکہ آپ ؐ نے اور بیسیوں امور کی خبریں دیں۔ بلکہ آپ ؐ نے لا نبی بعدی کہہ کر گویا اپنی امت کو آمادہ کیا کہ کسی نبی کا بھی اقرار نہ کرو۔ اگر کوئی نبی آنے والا تھا جس کا انکار کفر تھا تو کیا حضور ؐ نے (العیاذ باللہ) خاموشی اختیار نہیں کی؟ بلکہ اپنی امت کے کافر بننے کا سامان کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

۵ ... یہ کمال نہیں ہے کہ امت کا تعلق اپنے کامل نبی سے واسطہ در واسطہ ہو۔ بلکہ یہ کمال اور بہتر ہے کہ تمام امت کا تعلق اپنے نبی سے بلا واسطہ قائم رہے۔

۶ خاتم النبیین میں ”خاتم“ کا تعلق سابقین اور گزرے ہوئے انبیاء علیہم السلام سے ہے نہ ”لاحقین“ اور آئندہ والوں سے مرزا غلام احمد قادیانی نے اور اس کے چیلوں نے کہا کہ خاتم النبیین کا معنی ہے کہ سارے نبیوں کی مہر ہیں۔ آپ ؐ نبی تراش ہیں۔ اور آپ ؐ کی قوت قدسیہ سے نبی بنتے ہیں۔ دراصل دائرہ نبوت کا مرکزی نقطہ آپ کی ذات ہے۔ آپ نے تمام کمالات نبوت خود طے فرما کر کمال تک پہنچا دیئے اور ختم کر دیئے۔ آپ ؐ اسی لیے آخر میں آئے۔ جیسے صدر جلسہ تمام انتظامات کے بعد آتے ہیں جن کے لیے جلسہ منعقد کیا گیا ہو۔ اسی وجہ سے آدم علیہ السلام بھی تمام انتظامات کے بعد لائے گئے کہ وہ انتظامات آپ ؐ کے لیے تھے۔ جیسے زمین و آسمان اور سورج و چاند وغیرہ کی پیدائش۔ پھر جب نبوت کو ختم کرنا تھا تو کامل کر کے ایک کامل کے ذریعے ختم کرنا زیادہ مناسب تھا۔ اسی لیے بیت المقدس میں تمام پیغمبر امامت کے لیے آپ کا انتظار کرتے رہے اور اسی لیے آپ ؐ نے ارشاد فرمایا:

نحن الآخرون والسابقون۔ (منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد ج ۴ ص ۱۰۶) — ہم آخری اور پہلے ہیں۔

اور دوسری حدیث جس کو ابن ابی شیبہ اور ابن سعد وغیرہ نے روایت کیا ہے:

کنت اول النبیین فی الخلق وآخرہم فی البعث۔ (منتخب کنز العمال علی ہامش مسند ج ۴ ص ۱۰۲) — میں پیدائش میں سب سے پہلا نبی تھا اور مبعوث ہونے میں سب سے آخری۔

اور اسی لیے قیامت میں بھی "لواء حمد" آپ کو ملے گا اور تمام انبیاء علیہم السلام شفاعت کبریٰ کا معاملہ آپ کے سپرد فرمائیں گے۔

اور ایک حدیث نے اس کی تشریح کی ہے جو شرح السنۃ اور مسند امام احمد میں ہے:

انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۳) — میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت خاتم النبیین تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی گارے میں تھے۔

یہاں صرف یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ پہلے سے یہ جانتے تھے اور تقدیری یہی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر پیغمبر اور اس کے وقت کو جانتے تھے بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ کو ایک طرح یہ خصوصیت اور خلعت ختم نبوت کا شرف عطا ہو چکا تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت ولایت سے بڑی نہیں ہے۔

یہ نبوت کا آپ پر خاتمہ دین کا نقصان نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سابقہ امتوں کو ایک طرف اور امت محمدی کو دوسری طرف رکھا ہے۔ چنانچہ چند آیتیں حسب ذیل ہیں۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ (آل عمران: ۱۱۰) — تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی خاطر پیدا کی گئی ہو۔

وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا — اور ایسے ہی ہم نے تم کو درمیانی (اور بہترین) امت بنایا تاکہ تم باقی لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہی دے۔

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء — وہ کیا وقت ہوگا کہ جب ہم ہر امت میں سے گواہ لائیں گے اور آپ کو ان

شهيدا. (بقره ۱۴۳)	(سب) پر گواہ بنائیں گے۔

ایسی بہت سی آیات ہیں۔ بہرحال اگر کثرت کا کوئی انضباط نہ ہو تو وہ بکھر جاتی ہے۔ اگر اس میں نظم و ضبط ہو تو وہ ایک طاقت ہوتی ہے۔ کثرت اگر کسی وحدت پر ختم ہو تو وہ مربوط اور قوی طاقت ہوتی ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام سرور عالم ﷺ کے ماتحت ہیں۔ اور اس وحدت کا مظاہرہ معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ساری امتوں کو ایک طرف اور آپ کی امت کو دوسری طرف رکھا اس لیے کہ آپ آخری نبی اور آپ کی امت آخری امت ہے۔

۸...... پیغمبر شریعت و کتاب لاتے ہیں یا پرانی شریعت کو بیان کرتے اور چلاتے ہیں۔ یہاں تکمیل دین و شریعت کا کام پورا ہو چکا ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم	آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور
واتممت علیکم نعمتی ورضیت	اپنی مہربانی تم پر پوری کر دی۔ اور
لکم الاسلام دینا. (مائده ۳)	تمہارے لیے دین اسلام پسند کر لیا۔

بقاء و تحفظ شریعت کی ذمہ داری بھی خود خدا نے لے رکھی ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا له	ہم نے ہاں ہمیں نے یہ قرآن اتارا اور
لحافظون. (الحجر: ۹)	ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

سیاست اور ملکی انتظام کا کام خلفاء کے سپرد ہو چکا ہے۔ حدیث شریف میں ہے

کانت بنو اسرائیل تسوسهم	بنی اسرائیل کا انتظام پیغمبر کیا کرتے
الانبیاء کلما هلک نبی خلفه	تھے جب ایک نبی جاتا دوسرا آجاتا۔
نبی ولکن لا نبی بعدی وسیکون	مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ البتہ
الخلفاء فیکثرون۔ (او کما قال)	خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔
(بخاری کتاب الانبیاء ج ۱ ص ۴۹۱، مسلم	اور تم پہلے خلیفہ سے وفاداری کرتے
کتاب الامارة ج ۲ ص ۱۲۶)	رہنا۔

اور مبشرات سچے خوابوں کی طرح نبوت کا جز ہے۔ یعنی نبوت نہیں۔ نہ جز کو کل کا نام دیا جاتا ہے۔ آدمی کی ناخن کو آدمی نہیں کہا جا سکتا۔ نہ اس کی ایک آنکھ کا نام انسان ہوتا ہے۔ یہ اجزاء انسانی ہیں۔ ہاں انسان کی تمام جزئیات کو انسان کہا جائے گا۔ جیسے مرد و عورت، کالا

گو راب بہر حال اجزاء اور جزیات کا فرق ہر پڑھا لکھا جانتا ہے یا حیوان ہر گھوڑے، گدھے اور بلی کو کہہ سکتے ہیں لیکن کسی پاؤں یا سر کو حیوان نہیں کہہ سکتے۔ اب کسی نئے نبی یا نئی شریعت کی اس امت کو ضرورت نہیں ہے اور سرور عالم ﷺ نے صاف اور واضح اعلان فرما کر ہر طرح کی نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔ مرزائیوں کو سرور عالم ﷺ کی مخالفت میں مزہ آتا ہے۔ مبشرات کا معنی تو حدیث میں سرور عالم ﷺ نے سچے خواب بتایا ہے۔

۹۔۔۔ یہ کہنا کہ وہ لعنتی دین ہے جو نبی ساز نہ ہو (براہین پنجم ص ۱۳۸، خزائن ج ۲۱ ص ۳۰۶) جیسے کہ مرزا قادیانی اور اس کے چیلے چانٹے کہتے ہیں۔ بالکل غلط ہے۔ یہ بات تو پہلی امتیں بھی کہہ سکتی تھیں پھر تمہاری کون سی تخصیص ہے! پہلی امتوں نے اپنے اپنے پیغمبر کی اطاعت کر کے نبوت کے سوا باقی مراتب قرب حاصل کیے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا نبوت عطا کی۔ وہ دین نبی ساز نہ تھا۔ بلکہ نبیوں کی تعداد باقی تھی اس کو پورا کرنا تھا۔ ان امتوں کی اپنے نبی سے تعلق ونسبت بھی قائم رہی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ یہ آخری امت اپنی نسبت قیامت تک اپنے نبی آخر الزمان سے رکھتے ہوئے مراتب قرب حاصل کرتی رہے۔ کسی دوسرے کا واسطہ درمیان میں نہ ہو۔ یہ بات تو شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہی تھی کہ ذاتی طور سے میں آدم سے بہتر ہوں۔ آپ کے انتخاب اور اجتباء پر دارومدار کیوں ہو۔ کہ آپ آدم کو سجدہ کراتے ہیں۔ اسی لیے شیطان ملعون ومردود ہوا۔ اور آدم علیہ السلام نے عبودیت اور اطاعت اختیار کی وہ مقبول ہوگئے۔ یہاں بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص ہوں۔ دوسرے کوئی اس کے مستحق نہیں۔ گویا یہ بھی شیطان کی وراثت تھامے ہوئے اپنا استحقاق اور شدت احتیاج ثابت کرتا ہے۔ اور اب اس کے گم کردہ راہ چیلے چانٹے اس سے وابستہ رہ کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔

یہاں سے مرزا قادیانی کی یہ جہالت بھی ظاہر ہوگئی ہے کہ پہلے پیغمبر براہ راست پیغمبر ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام یا کسی دوسرے پیغمبر کے اتباع کا اس میں دخل نہ تھا۔ مگر یہاں مجھے حضورؐ کی اتباع اور نہایت اطاعت سے نبوت کا مقام ملا ہے۔ (حقیقۃ الوحی) اس لیے کہ پہلے کے پیغمبر بھی کسی نہ کسی پیغمبر کے دین کا اتباع کرتے تھے اور ہم بھی کرتے ہیں۔ نبوت تو موہبت اور بخشش ہے۔ جہاں ظرف اس کے مناسب دیکھا وہاں عطا فرما دی۔ اور ظرف بھی خود مہیا کر کے عنایت کرتے تھے۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (انعام: ۱۲۴)

خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کہاں اپنی نبوت دے۔

مگر اب تو سلسلۂ نبوت کی تکمیل کر کے اس کو بند فرما دیا۔ جتنے نبی آنے تھے وہ آ گئے اور دائرہ نبوت کی ساری مسافت آپ نے طے کر لی۔ اور تکمیل شریعت فرما گئے۔ اب آپ کی نبوت کے ہوتے ہوئے اگر کوئی اور بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ ایسے ہے جیسے کوئی احمق الذی دوپہر کے وقت پوری روشنی میں اپنا چراغ جلا کر بھینس ڈھونڈتا پھرے۔ اسی احمق الذی کی عقل کو بھینس ہی کی عقل کہہ سکتے ہیں۔

۱۰...... پھر یہ مدعی تو دین محمدی کی توہین کرتا ہے کہ سرور عالم ﷺ کی پیروی سے صرف مرزا قادیانی ہی نبی بن سکا اور وہ بھی ایسا جو انگریزوں کی اطاعت فرض قرار دے۔ اور غیر محرم عورتوں سے مٹھیاں بھروائے اور اپنے نہ ماننے والے کروڑوں افراد امت کو کافر قرار دے۔ اور جو یہ وحی کا زور دینے کا اور نکاح کا اور تقدیر مبرم کا واویلا کر کے محمدی بیگم کو حاصل نہ کر سکا۔ بلکہ مسلسل بیس سال تک اس کی شادی کے زبانی مزے بھی لیتا رہا اور عقل کے اندھے مگر گانٹھ کے پکے مریدوں کو بہلاتا اور پھسلاتا رہا۔ اور اپنے ساتھ سرور عالم ﷺ کو بھی شریک کر کے جھوٹا کرنے کی ناپاک کوشش کی اور یہ وحی بھی ایسی تھی بلکہ اس کو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دے کر دنیا کو چیلنج کیا تھا۔

کیا اسی بل بوتے پر ہم آپ کی بات یا آپ کو سچ مان لیں کہ میری وحی قرآن کی طرح ہے۔ پھر ایسا شخص کہ جو اپنے نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد کہے۔ اپنے مخالفین کو جنگل کے سور لکھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف کو ملعون کہے، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کو اندھا شیطان لکھے، مولوی سعد اللہ کو نسل بدکاراں قرار دے۔ تمام علماء کو بدذات فرقہ مولویاں سے تعبیر کرے اور حضرت حسینؓ کے مبارک ذکر کو گوہ کے ڈھیر سے تشبیہ دے، اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہے۔ بلکہ تمام پیغمبروں کی مقامات و کمالات کا اپنے کو جامع قرار دے۔ (یہ منہ اور مسور کی دال) اسی طرح اس نے پیشگوئی کی کہ عبداللہ آتھم پندرہ ماہ میں مر جائے گا۔ جب وہ نہ مرا تو جھوٹا اعلان شائع کر دیا کہ اس نے رجوع الی الحق کر دیا تھا اور جب ۲۲ ماہ بعد وہ اپنی موت مرا تو اعلان کر دیا کہ میری پیشگوئی یہ تھی کہ جھوٹا سچے کے سامنے مرے گا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اللہ تعالیٰ مرزا ناصر احمد اور سارے قادیانیوں کو سمجھ دے۔ بہت سے نیک آدمیوں کے باپ دادا گمراہ گزرے ہیں۔ اگر یہ بھی توبہ کر کے سچے مسلمان ہو جائیں اور مرزا قادیانی کو خدا کے حوالے کر دیں۔ پیسے تو اب بہت ہو گئے عزت بھی مل گئی اور اگر یہ خیال ہو جیسے کہ آپ کی ڈینگوں سے بو آتی ہے کہ کوئی آپ کا سرپرست آپ کو بچا لے گا تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ

آپ کو خدا کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ وہ وقت گیا جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ آپ نے عام مسلمانوں کو بدنام اور ذلیل کرنے کی اپنے بیان میں کوشش کی ہے۔ اس لیے ہم نے یہ چند سطریں لکھ دی ہیں۔

۱۱..... خاتم النبیین میں خاتم کی اضافت نبیین کی طرف ہے۔ یہاں پرانے نبی پیش نظر ہیں۔ آپ ﷺ نے سابقین کی تعداد ختم کر دی جو آنے تھے آ گئے۔ اب کسی کو آپؐ کے بعد نبوت نہیں مل سکتی۔ خاتم النبیین کا معنی خاتم الاحمین نہیں ہے کہ آنے والے آپ کی مہر سے آیا کریں گے۔ یہ تو اللہ پر جھوٹ بولا گیا، کیونکہ آپ کی مہر سے کون کون آئے؟ کیا مرزا غلام احمد قادیانی یا اس کا پوتا مرزا ناصر احمد بتا سکتے ہیں؟ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے بغیر تیرہ سو سال میں آپ کی قوت قدسیہ نامکمل رہی۔ خاتم النبیین میں پرانے پیغمبروں کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی تعداد کو ختم کر دیا اور قصر نبوت کی تکمیل فرما دی۔ اب کوئی شخص نبوت نہ پا سکے گا۔ یہ اضافت الخاص کی طرف ہے۔ باقی نبوت و رسالت کے خاتمے کے لیے وہ مبارک الفاظ زیادہ موزوں ہیں جو امام ترمذیؒ نے روایت کیے ہیں۔ وہ حدیث یہ ہے:

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (قال) فشق ذلک علی الناس فقال لکن المبشرات فقال رؤیا المسلم وھی جزء من اجزاء النبوة. (ترمذی ج ۲ ص ۳، باب ذھبت النبوة وبقیت المبشرات)

”رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے تو اب میرے بعد نہ کوئی رسول بنے گا نہ نبی (راوی کہتا ہے) یہ بات لوگوں کو شاق نظر آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ لیکن مبشرات باقی ہیں۔ انھوں نے دریافت کیا کہ مبشرات کا کیا مطلب ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ مسلمان کا خواب اور وہ نبوت کے اجزا میں سے ایک جز ہے۔“

اس حدیث نے تمام مرتدوں کی کمر توڑ دی ہے۔ جس سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کسی کو رسول بنایا جا سکتا ہے کہ جس کے پاس کتاب یا شریعت ہو۔ نہ کسی کو نبی بنایا جا سکتا ہے چاہے وہ دوسرے نبی کا تابع ہو اور کوئی نئی شریعت یا نئے احکام اس کو نہ دیے گئے ہوں۔ جیسے لفظ خاتم النبیین نے اگلے پیغمبروں کی تعداد ختم کر دی۔ اس حدیث کے مبارک الفاظ نے بعد میں دعویٰ کرنے والوں کی حقیقت بھی کھول دی۔ اب نہ کسی کے پاس وحی نبوت آ سکتی ہے نہ وحی رسالت۔ اب یہ کہنا کہ مستقل نبی ختم ہو گئے غیر مستقل باقی ہیں۔ یا یہ کہ صاحب شریعت نہ آئیں گے مگر تابع اور غیر تشریعی نبی آ سکتے ہیں۔ یہ سب کہنا اس لیے کفر ہے

اور دین سے استہزاء ہے۔ اللہ تعالیٰ بچائے۔ آمین! مرزا غلام احمد قادیانی کبھی بروزی اور ظلی نبوت کی آڑ لیتا ہے۔ کبھی ثانی الرسول ہو کر نبی بننے لگتا ہے۔ کبھی مسیح موعود بننے کے لیے تنکوں کا سہارا لیتا ہے۔ کبھی مریم بنتا ہے۔ پھر مرزا غلام احمد قادیانی کو حیض آتا ہے۔ پھر مریم سے عیسیٰ بن جاتا ہے۔ کبھی آسمان میں اپنا نام محمد و احمد ظاہر کرتا ہے۔ کبھی اپنا نام عیسیٰ ابن مریم رکھ لیتا ہے۔ کبھی محدث و مجدد کا روپ اختیار کرتا ہے اور کبھی مہدی کی حدیثوں کو اپنے اوپر چسپاں کرتا ہے۔ کبھی کرشن کا اوتار بنتا ہے اور کبھی جے سنگھ بہادر۔ کبھی عین محمد بنتا ہے۔ کبھی مثیل مسیح کہلاتا ہے تو کبھی (ان سے) افضل۔ کبھی انسان کی جائے نفرت بنتا ہے۔ کبھی انگریزی عدالت میں توبہ نامے داخل کرتا ہے اور کبھی اپنے معجزات حضور ﷺ سے بڑھ کر ظاہر کرتا ہے۔ غرضیکہ مرزا غلام احمد قادیانی عجیب چیز اور ایک چیستان تھے۔ ہم اس کو صرف انگریز کا کمال تصور کرتے ہیں۔ یہ کمال مرزا ناصر احمد کو مبارک ہو۔ اگر ایسا نہیں تو پھر شیطان نے جو تلعب اس سے کیا ہے، بہت کم ہی کسی اور سے کیا ہوگا۔

ایک فریب اور اس کا جواب

مرزائی لوگ شیخ اکبر کی بعض عبارتیں پیش کر کے ثابت کرتے ہیں کہ وہ بھی غیر تشریعی نبوت کو باقی سمجھتے ہیں۔ یہ صریح دھوکہ ہے اور علمی جہالت ہے۔ دراصل بعض اولیاء یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے مکالمہ و مخاطبہ ہو سکتا ہے جس کو لغت میں نبوت بھی کہتے ہیں۔ لیکن وہ ساتھ ہی یہ کہتے ہیں کہ نہ کوئی نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ اس کی اجازت ہے۔ یہ جو مکالمہ ہوتا ہے اس کا معنی یہ نہیں کہ وہ بیان شریعت کے لیے مامور ہو کر خدا تعالیٰ کے ہاں منصب نبوت پا لیتا ہے۔ وہ صرف اس مکالمے کو غیر تشریعی نبوت کہتے ہیں۔ تشریعی نبوت وہ ہر اس وحی نبوت کو کہتے ہیں جس میں شریعت کے لیے احکام ہوں۔ نئے یا پرانے اور یہ صرف نبی کے لیے ہو سکتا ہے۔ گویا لغوی طور پر وہ مکالمہ الٰہیہ کا نام غیر تشریعی رکھتے ہیں۔ جس کا معنی یہ ہے کہ شرعی وحی اور نبی کی وحی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ نبی اور رسول ایک عہدہ ہے جو اب ختم ہو چکا ہے۔ اس میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ گویا ان اولیاء کے ہاں تشریعی نبوت میں دونوں نبوتیں شامل ہیں جو ختم ہو چکی ہیں۔ نئی شریعت والی اور پرانی شریعت والی یعنی وہ غیر تشریعی کا اطلاق بھی کبھی ولایت پر کر دیتے ہیں۔ لیکن کسی نے آج تک ان میں سے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ نہ نبی ہونے کے اعلان کی اجازت دی۔ اگر مرزائیوں میں سکت ہے تو کسی ولی کا دعویٰ نبوت ثابت کریں۔

یہاں مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک قول اولیاء کی اطلاق و اصطلاح کے بارے میں سن لیجیے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: "لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں۔ اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیائے کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا" (ضمیمہ آتھم ص ۲۸، حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

اس عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت دجل کیے ہیں۔ مثلاً عبارت مذکورہ میں صحیح مسلم کے حوالہ سے لکھا (کہ آنے والے مسیح موعود کا نام) حالانکہ صحیح مسلم میں مسیح موعود کا لفظ نہیں ہے۔ یہ اصطلاح خود مرزا غلام احمد قادیانی نے گھڑی ہے۔ مگر یہاں ہم کو صرف یہ بتانا ہے کہ شیخ اکبر وغیرہ کے الفاظ جو نبوت غیر تشریعی کے آئے ہیں۔ وہ صرف مکالمات الٰہیہ کی وجہ سے آپ کی اصطلاح ہے۔ ورنہ نبوت کا عہدہ اور نبی کے نام کا اطلاق وہ بھی ناجائز سمجھتے ہیں۔ جیسے یہاں مرزا غلام احمد قادیانی نے تصریح کر دی ہے۔ بہرحال قرآن پاک نے خاتم النبیین فرما کر نبیوں کا آنا بند کر دیا اور جو تعداد اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر تھی اس کے پورا ہونے کا اعلان فرما دیا۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتم النبیین کا مطلب نبی تراش قرار دیا یعنی آپ کی پیروی سے نبی بنتا ہے۔ یہ صریح طور پر خدا تعالیٰ کا ایسا مقابلہ ہے جو شیطان نے کیا تھا کہ اے اللہ آپ کیوں آدم کو سجدہ کرواتے ہیں۔ میں اس سے اچھا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت اور رضا اور ارادے پر راضی نہ ہوا۔ بلکہ اپنا حق بتایا۔ اس صریح عدول حکمی اور حجت بازی سے کافر و مردود ہو گیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ دروازہ خاتم النبیین کہہ کر بند فرمانا چاہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس کا مطلب نبی تراش بتا کر اس کو کھلا رکھنا چاہتے ہیں تاکہ ہر کما گھسیٹا قادی الرسول بن کر نبی بن جایا کرے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چناں کنند

۱۲...... سرور عالم ﷺ پر نبوت کا خاتمہ اللہ کی اس امت پر بڑا انعام ہے ایک مرزا جھوٹا نبی

تھا اور تمام مسلمانوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ یہ ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر کہتے اور وہ سب ان کو کافر سمجھتے ہیں۔ اگر سرور عالم ﷺ ان جھوٹے نبیوں کا سلسلہ بند اور ان سے بچنے کی تاکید نہ فرماتے تو اب تک امت محمدیہ میں کتنے ہی فرقے اور کتنی ہی امتیں ہوتیں۔ جو ایک دوسری کو کافر کہتیں۔ اس لیے مسئلہ ختم نبوت رحمت الٰہیہ ہے۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں ہے۔

وهذه اكبر نعم الله على هذه الامة حيث اكمل تعالىٰ لهم دينهم فلا يحتاجون الى دين غيره ولا الى نبي غير نبيهم صلوات الله وسلامه عليه ولهذا جعله خاتم الانبياء وبعثه الى الانس والجن (تفسير ابن كثير ج ۲ ص ۱۲)	اور یہ اللہ تعالیٰ کی اس امت پر بڑی نعمت ہے اور مہربانی ہے کہ اس خدائے برتر نے ان کا دین مکمل کر دیا اب وہ کسی اور دین کے محتاج نہیں نہ اپنے نبی کے بغیر کسی اور نبی کے اور اس نے ان کو خاتم الانبیاء بنا کر جن و انس کی طرف بھیج دیا۔

مسئلہ صاف ہو گیا

یہاں تک لکھا گیا تھا کہ آٹھ اگست ۱۹۷۴ء کو مرزا ناصر احمد امام جماعت احمدیہ ربوہ نے خصوصی کمیٹی کے سامنے بیان دے دیا کہ سرور عالم ﷺ کے بعد تیرہ سو برس تک کوئی نبی آیا نہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد کوئی نبی آئے گا چاہے امتی نبی ہی کیوں نہ ہو۔ جب محترم اٹارنی جنرل نے سوال کیا کہ ابو العطا جالندھری نے لکھا ہے کہ آپ کی خاتمیت نے وسیع دروازہ کھول دیا ہے۔ آپ کی امت کے لیے آپ کی پیروی کے طفیل وہ تمام انعامات ممکن الحصول ہیں جو پہلے منعم علیہ لوگوں کو ملتے رہے ہیں۔ تو کیا حضور اس فیضان سے پہلے تیرہ سو برس میں کوئی نبی یا امتی نبی آیا ہے یا مرزا غلام احمد کے بعد آئے گا؟ اس کا جواب مرزا ناصر نے قطعاً انکار میں دیا اور ابو العطاء کی بات کو صرف امکان عقلی پر محمول کیا۔ یعنی ہو تو سکتا ہے لیکن ہوگا نہیں اور اس سلسلہ میں مرزا ناصر احمد نے مولانا اسمٰعیل شہید کا قول نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ ایک آن میں کروڑوں فرشتے جبرائیل و محمد جیسے پیغمبر پیدا کر دے حالانکہ ان کا ایمان تھا کہ ایسا کبھی نہ ہوگا کوئی بھی محمد رسول اللہ کی طرح پیدا نہیں ہوگا۔ بلکہ آپ خاتم النبیین ہیں صرف خدا کی قدرت کا بیان ہے۔

مرزا ناصر احمد کے اس بیان کے بعد سارا مسئلہ صاف ہو گیا۔ بقاء نبوت اور اجراء

نبوت کی ساری بحثیں فضول ہیں۔ حضور ﷺ پر نبوت ختم ہو گئی ہے۔ تیرہ سو برس میں پہلے کوئی نبی آیا نہ مرزا غلام احمد کے بعد آئے گا بقول مرزا ناصر احمد کے ایک ہی مرزا غلام احمد امتی نبی بنایا گیا کیونکہ مسلم شریف میں چار جگہ آنے والے کو نبی کہا گیا۔ حالانکہ مسلم شریف اور سینکڑوں احادیث میں ایک مسیح کے نزول کی خبر ہے جو آسمان سے نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ چالیس سال دنیا میں رہیں گے۔ ساری دنیا مسلمان ہو جائے گی، پھر وفات ہو گی۔ دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کا ابتداء ہی سے یہی عقیدہ رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں اور قرب قیامت کو وہی دوبارہ نازل ہوں گے اور مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور آنے والا مسیح میں ہوں۔

دو مسئلے

یہاں دو مسئلے ہیں (۱) کہ آیا واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں یا زندہ آسمان میں موجود ہیں اور آخری زمانہ میں دوبارہ نازل ہوں گے۔

۲۔۔۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر بالفرض وہ فوت ہو چکے ہیں تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی وہی آنے والا مسیح ابن مریم ہو سکتا ہے۔ جس کی خبر سینکڑوں حدیثوں میں موجود ہے۔ ہم یہاں دوسرے مسئلہ پر پہلے بحث کریں گے۔ فرض کیجیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی آنے والا مسیح ہو سکتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی: ہمارے خیال میں یہ دعویٰ جھوٹ، افتراء اور قرآن و حدیث سے مذاق و استہزاء کے مترادف ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح ابن مریم تو کیا مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ مندرجہ ذیل امور ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک نامحرم عورت مسمات بھانو رات کو مٹھیاں بھرا کرتی تھی۔
(سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۱۰)

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی کا پہرا راتوں کو عورتیں دیا کرتی تھیں۔
(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۱۳)

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک دوشیزہ لڑکی مسماۃ محمدی بیگم کے حصول کے لیے کوششیں کیں۔ مگر محمدی بیگم کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے اس کی شادی دوسری جگہ کرا دی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بیٹے فضل احمد سے اس کی بیوی کو طلاق دلوائی جو احمد بیگ والد محمدی بیگم کی بھانجی تھی۔
(سیرت المہدی حصہ اول ص ۲۹)

(۴) جب محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ ہو گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی والدہ فضل احمد نے ان سے قطع تعلق کر دیا تو مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کو طلاق دے دی۔

(سیرت المہدی حصہ اول ص ۳۳)

(۵) مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم کے سلسلہ میں اپنے بیٹے سلطان احمد کو جائیداد سے محروم اور عاق کر دیا۔ کیونکہ یہ بھی نکاح نہ ہونے کی کوشش کرتے رہے۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۳۳)

(۶) مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی بننے کے لیے جھوٹ کہا کہ امام ربانی نے مکتوبات میں لکھا ہے۔ کہ جب مکالمات الٰہیہ کی کثرت ہو تو پھر وہ نبی کہلاتا ہے۔ حالانکہ اس مکتوب میں نبی کا لفظ نہیں بلکہ محدث کا لفظ ہے۔ اور خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اس سے پہلے جب تک کہ ان کو نبی بننے کا شوق نہیں چرایا تھا۔ (ازالہ اوہام ص ۹۱۵ خزائن ج ۳ ص ۶۰۱) میں محدث کا لفظ لکھا۔ اب شوق نبوت میں امام ربانی پر جھوٹ بولا اور اسی لیے مکتوبات کا حوالہ بھی درج نہیں کیا۔

(۷) مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی امام بخاریؒ کے حوالے سے جھوٹ لکھا کہ "آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت آسمان سے آواز آئے گی۔ ھذا خلیفۃ اللہ المہدی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ کی ہے جو ایسی کتاب میں ہے جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔" (شہادۃ القرآن ص ۴۱ خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) کیا کوئی مرزائی یہ حدیث بخاری شریف میں دکھا سکتا ہے؟

(۸) مرزا غلام احمد قادیانی نے سرور عالم ﷺ پر جھوٹ کہا کہ آپ کے حکم سے ایک دن میں دس ہزار یہودی قتل کیے گئے۔ اس سلسلہ میں بعض مرزائی یہ عذر لنگ پیش کرتے ہیں۔ دس ہزار کے ہندسوں میں دراصل کاتب سے ایک صفر کا اضافہ ہو گیا۔ یہ غلط بیانی ہے اس لیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ کئی ہزار یہودی ایک دن میں قتل کیے گئے۔ یہ سب جھوٹ ہے اور خواہ مخواہ سرور عالم ﷺ کو بدنام کرنا ہے۔ ورنہ غزوۂ خندق کے بعد جب بنو قریظہ نے ہتھیار ڈالے تو خود انہوں نے کہا تھا کہ ہمارا فیصلہ سعد بن معاذؓ کریں۔ انہوں نے تورات کے مطابق فیصلہ دیا جس کے تحت چار سو یا چھ سو آدمیوں کو قتل کیا گیا۔ یہ وہ یہودی تھے جو ہمیشہ اسلام کے خلاف سازشیں کیا کرتے تھے۔ غزوۂ خندق میں اگر یہ کامیاب ہو جاتے تو ہزاروں مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کا قتل عام ہو جاتا اور جزیرۃ العرب کے سارے مسلمان شہید کر دیئے جاتے۔

(۹) مرزا غلام احمد قادیانی نے عوام کو الو بنانے کے لیے ڈپٹی عبداللہ آتھم کے لیے پیش

گوئی کی کہ چودہ ماہ میں مر جائے گا۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ مگر آتھم ۱۵ ماہ میں نہ مرا۔ (جنگ مقدس ص ۲۱۱ خزائن ج ۶ ص ۲۹۳)

(۱۰) مرزا غلام احمد قادیانی غلام احمد قادیانی نے اپنے مخالفوں کو مغلظ گالیاں دی ہیں جو علیحدہ لکھی گئی ہیں۔

(۱۱) مرزا غلام احمد قادیانی نے مخالفوں پر لعنت لکھی مگر پورے ایک ہزار بار لکھی اور ہر دفعہ ساتھ ساتھ ہندسے لکھتے گئے (نور الحق ص ۱۵۸ تا ص ۱۶۲ خزائن ج ۸ ص ۱۵۸ تا ۱۶۲) حالانکہ لکھنو کی بھٹیاری لعنت کہہ کر ہی معاملہ ختم کر دیتی تھی۔ اب کوئی مرزائی ہو جو لعنت لعنت کے ان چار صفحات کو پڑھ پڑھ کر ثواب کمائے۔

(۱۲) مرزا پہلے صرف مبلغ بنا پھر مجدد، پھر مثیل مسیح، پھر خود مسیح موعود بنا اور جب دیکھا کہ کچھ آدمی پھنس گئے ہیں نبی بن بیٹھا۔ حالانکہ یہ تدریج خود فرضی اور بناوٹی سکیم کی غمازی کرتی ہے۔

(ملاحظہ ہو تفصیل دعاوی مرزا از مفتی محمد شفیع مشمولہ احتساب قادیانیت ج ۱۳)

(۱۳) مرزا غلام احمد قادیانی نے ہر وہ بڑا شخص بننے کی کوشش کی جس کا ذکر کسی کتاب میں تھا یا وہ آنے والا ہے۔ چنانچہ کرشن کا مثیل بنا۔

(۱۴) وہ کرشن بنا اور رودر گوپال کہلایا۔

(۱۵) وہ جے سنگھ بہادر کہلایا۔

(۱۶) مہدی، مسیح، حارث، رجل فارسی بنا بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے نام اپنے اوپر چسپاں کیے حوالہ کے لیے تفصیل دعاوی مرزا ملاحظہ ہو۔ (مشمولہ احتساب قادیانیت ج ۱۳)

(۱۷) مرزا غلام احمد قادیانی نے سرور عالم ﷺ کے معجزات تین ہزار (تحفہ گولڑویہ ص ۶۷ خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳) اور اپنے دس لاکھ بتائے۔ (براہین احمدیہ پنجم ص ۵۶ خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

(۱۸) اس نے اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہا۔

(دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

(۱۹) اس نے حضرت امام حسینؓ کے ذکر کو گوہ کے ڈھیر سے تشبیہ دی۔

(اعجاز احمدی ص ۸۲ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

(۲۰) مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک غیر محرم لڑکی سے اپنا نکاح آسمان میں ہو جانے کی خبر دی اور کہا کہ خدا نے مجھ سے زوجنکہا فرمایا ہے۔ (کہ ہم نے اس لڑکی سے تمہارا نکاح کر دیا ہے۔)

(۲۱) اس نے کہا کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کے لیے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

جبکہ اس کی یہ پیش گوئی غلط ثابت ہو گئی اور بیس برس تک اس کو مایوس رکھ کر آخرکار جھوٹا ثابت کر دیا۔

(۲۲) مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ محمدی بیگم کا میرے ساتھ نکاح تقدیر مبرم اور اٹل ہے۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

(۲۳) مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی لکھا کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ میں ہر روک کو دور کر کے تمہارے پاس اس عورت کو واپس لاؤں گا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

(۲۴) اس نے یہ بھی لکھا کہ ایک بار بیمار ہوا اور قریب الموت ہو رہا تھا کہ مجھے پیش گوئی کا خیال آیا تو قدرت نے تسلی دی کہ اس میں شک نہ کرو۔ یہ ہو کر رہے گا تب میں سمجھا کہ جب پیغمبر مایوس ہونے لگتے ہیں تو اس طرح خدا ان کو تسلی دیتا ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۳۹۸ خزائن ج ۳ ص ۳۰۶)

(۲۵) مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی لکھا کہ یہ (محمدی بیگم) باکرہ ہونے کی حالت میں ہو یا بیوہ ہو خدا لوٹا کر میرے پاس لائے گا (ازالہ اوہام ص ۳۹۶ خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

(۲۶) مسلسل بیس سال تک یہ پیش گوئی کرتا رہا اور مریدوں کی تازہ بتازہ الہاموں سے طفل تسلی کرتا اور عوام کو الو بناتا رہا۔ مگر آخرکار بے نیل مرام چل بسا۔

(۲۷) مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا تعالی پر افتراء کیا کہ اللہ تعالی نے میرے ساتھ اس محمدی بیگم کا نکاح کر دیا۔ اگر خدا نے نکاح کیا ہوتا تو کوئی اور اس کو کیسے بیاہتا۔ پھر نکاح پر نکاح کا مقدمہ نہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا اور نہ ہی ان کے مریدوں نے۔

(۲۸) سلطان محمد کے ساتھ محمدی بیگم کے نکاح کے بعد خدا نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ کیسے نکاح پڑھا؟

(۲۹) اور جب خدا نے نکاح پڑھ دیا تھا تو پھر دوسرے سے شادی کیسے ہونے دی؟ معلوم ہوا کہ آسمانی نکاح کی وحی اللہ تعالی پر افتراء تھا جو صریح کفر ہے۔

(۳۰) مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا اگر محمدی بیگم میرے نکاح میں نہ آئی اور یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی تو میں ہر بد سے بدتر ہوں گا۔ کیا اس طرح وہ بد سے بدتر نہ ہو گیا۔ کیا بد سے بدتر کی تعبیر بحث سے ثابت نہیں ہو گئی اور کیا اس کو کافر مفتری علی اللہ نہیں کہہ سکتے۔

(۳۱) جب یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی تو کیا وہ اپنے مقرر کیے ہوئے معیار کے مطابق جھوٹا ثابت نہ ہوگیا۔ جب کہ اس پیش گوئی کو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے صادق یا کاذب ہونے کی دلیل ٹھہرایا تھا اور اتنا بڑا جھوٹ بولنے والا آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا محمد رسول اللہ ﷺ کی ہمسری کا دعویٰ کرسکتا ہے؟

(۳۲) مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کو حرام کہا ہے اور انگریز کی خاطر یہ فتویٰ ساری دنیا میں پہنچایا۔

(ستارہ قیصرہ ص ۳ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۲)

(۳۳) مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی اطاعت کو اسلام کا حصہ قرار دیا۔

(شہادۃ القرآن کا آخری اشتہار خزائن ج ۶ ص ۳۸۰)

(۳۴) مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کو دعائیں دیں جو تمام دنیا میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

(ملاحظہ ہو ستارہ قیصرہ و تحفہ قیصرہ)

(۳۵) مرزا نے اپنے کو گورنمنٹ برطانیہ کا حرز اور تعویذ کہا۔

(۳۶) مرزا غلام احمد قادیانی مختلف کھانے کھایا کرتا۔ پرندوں کا گوشت بھنا ہوا مرغ وغیرہ۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۵۰)

(۳۷) ریل کو دجال کا گدھا کہہ کر خود کرایہ دے کر اس گدھے پر سوار ہوتا۔

(۳۸) مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتم النبیین کے معنی بدل کر آپ کو نبی تراش قرار دے دیا مگر پھر ایک نبی بھی نہ تراشا گیا صرف خود ہی نبی بن بیٹھا۔

(۳۹) مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے قادیان میں حکومت نے ایک سپاہی رکھا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۷۵)

(۴۰) مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ جہلم تک گوروں کا پہرہ رہا۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۸۹)

(۴۱) ایک انگریز نے دریافت کیا کہ بڑے لوگوں کی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی کسی کو اپنا جانشین بنایا ہے۔

(۴۲) مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک عدالت میں لکھ دیا کہ میں آئندہ اس قسم کے الہامات شائع نہ کروں گا گویا یہ توبہ نامہ لکھا۔

(۴۳) مرزا غلام احمد قادیانی نے فخر کرتے ہوئے اور انگریزوں کو ممنون کرکے فائدے حاصل کرنے کے لیے انگریزوں کی سندیں اور چٹھیاں شائع کیں۔

(شہادۃ القرآن ص ۹۱،۹۲ خزائن ج ۶ ص ۳۸۵ تا ۳۸۷)

(۴۴) مرزا غلام احمد قادیانی نے سکھوں کے ساتھ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی جنگ کو مفسدہ لکھا۔

(۴۵) مرزا نے ۱۸۵۷ء کے جہاد میں اپنے باپ کی امداد اور وفاداری کو انگریز کے سامنے پیش کر کے فخر کیا اور اپنے خاندان کو انگریزوں کا وفادار ثابت کیا۔

(ستارہ قیصرہ ص ۳ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

(۴۶) مرزا نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو ناجائز قرار دیا اور حملہ آوروں کو چوروں اور ڈاکوؤں سے تشبیہ دی۔

(۴۷) مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ مولوی ثناء اللہ اور مجھ میں جو جھوٹا ہے وہ مر جائے گا چنانچہ وہ مولوی ثناء اللہؒ کے سامنے مر گیا اور اسی طرح اس کے جھوٹے ہونے کا قرآنی فیصلہ ہو گیا۔

(۴۸) مرزا غلام احمد قادیانی نے ایسی ایسی دوائیں تیار کیں جن میں صرف یاقوت دو ہزار روپے کی (آج کل شاید ان کی قیمت بیس ہزار روپے ہو واضح کیجیے) یہ مسکین گھر ہیں جن کے دولت خانہ میں آگ نہیں جلتی تھی۔

(۴۹) مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے چیلوں کو پورا پورا معتقد بنانے کے لیے یہ گپ بھی ہانکی کہ خدا کا کلام مجھ پر اس قدر نازل ہوا ہے کہ وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۷)

بھلا بیس جزو کلام الٰہی کا کیا مطلب ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے کیوں چھپایا جبکہ باقی شائع کر دیا۔

(۵۰) مرزا نے انبیاء علیہم السلام کی توہین کی جیسے کہ اس عنوان کے تحت اور مرزا غلام احمد قادیانی کی دعاوی سے آپ کو معلوم ہوگا۔

(۵۱) مرزا نے اپنی وحی کو قرآن کی طرح قطعی کہا ہے۔ کیا بیس سال کی جھوٹی اور پر فریب وحی کو قرآن پاک کی طرح قطعی سمجھا جا سکتا ہے۔ اور کیا کوئی نبی وحی کا معنی سمجھنے میں بیس سال یا موت تک قاصر رہ سکتا ہے ہم مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ کیا کسی قطعی امر کے انکار کرنے والے آدمی کو یہ کہہ کر معاف کیا جائے کہ یہ ملت اسلامیہ سے خارج ہے۔ خود مرزائی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ پچھلی صدیوں میں علماء کے فتووں سے فلاں فلاں کو سزا دی گئی۔ اگر وہ نہیں ثابت کر سکتے اور قطعی ثابت نہیں کریں گے۔ پھر معلوم ہوا کہ کافر اور اسلام سے خارج کر کے ملت اسلامیہ میں باقی رہنے کی بات ایجاد بندہ ہے۔ اور مرزائیوں نے صرف اپنے بچاؤ

کے لیے ڈھونگ بنایا ہے۔

(۵۲) یہ سب جھوٹ، بناوٹ اور فریب ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت حضورؐ کے اتباع اور مکمل طور پر فنافی الرسول ہونے سے ملی کیونکہ محدثیت (خدا تعالیٰ سے ہم کلامی) ہو یا نبوت یہ محض خدا تعالیٰ کی بخشش سے ملتی ہے۔ اس میں عمل اور کسب کو قطعاً دخل نہیں ہوتا۔ اس حقیقت کو خود مرزا قادیانی نے تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے۔

ولا شک ان المحدثیة موهبة مجردة لاتنال بکسب البتة کما هو شان النبوة (حمامة البشریٰ ص ۸۲، خزائن ج ۷ ص ۳۰۱)	اور اس میں شک و شبہ نہیں کہ محدث ہونا محض اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے یہ کسی طرح کی (محنت و عمل اور) کسب سے نہیں مل سکتی جیسے نبوت کی شان ہے۔ (یعنی جس طرح نبوت کسی عمل یا اکتساب کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ اسی طرح محدث ہونا بھی)

مرزا قادیانی نے کما ھو شان النبوۃ کہہ کر اس حقیقت کو اور بھی زیادہ واضح کر دیا کہ محدث اور نبی کسی عمل کے نتیجہ میں نہیں بن سکتا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت ملی ہے۔ جیسے کہ مرزا ناصر احمد اور سارے مرزائی بلکہ خود مرزا قادیانی بھی کہتے ہیں تو وہ محض خدائی بخشش اور موہبت الٰہیہ ہے جس طرح پہلے نبیوں کو ملا کرتی تھی۔ اور اس نبوت ملنے یا محدث ہونے میں حضورؐ کے اتباع اور فنافی الرسول ہونے کا کوئی دخل نہ تھا اور یہ کفر صریح ہے کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی بننے لگے۔ یا کسی کو نبی مانا جائے نیز محمدؐ کی گپ اور کامل اتباع کے دعوے سے مرزا غلام احمد قادیانی نہیں ہو سکتے اور نہ ہی عیسیٰ ابن مریم نام رکھنے سے حضرت عیسیٰ ہو سکتے ہیں۔

عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

مرزا ناصر احمد ناراض نہ ہوں آپ نے بحیثیت امام جماعت احمدیہ جو محضرنامہ قومی اسمبلی کی کمیٹی کے سامنے سنایا۔ اس کے صفحہ ۱۱ سطر ۸ پر جو لکھا کہ ''اسی طرح ممتنع نہیں کہ وہ چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو .... بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔'' یہ قطعاً غلط اور اپنے دادا مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارت مذکورہ اور مسلمہ عقیدہ کے قطعاً خلاف اور جھوٹی نبوت کے لیے ایک ڈھونگ ہے۔

فتویٰ کفر کی حیثیت

یہ عنوان مرزا ناصر احمد نے اپنے محضرنامے کے صفحہ ۲۲ میں قائم کیا ہے۔ اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ سواد اعظم والے ارشاد سے مرزا ناصر احمد پر کپکپی پڑی ہوئی ہے۔ مرزا موصوف نے مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے فتوے ایک دوسرے کے خلاف نقل کر کے گویا ایک طرح دنیا کے کفر کو مسلمانوں پر چپکنے کا موقع فراہم کیا ہے ورنہ دنیا کے کفر اس گئی گزری ہوئی حالت میں بھی مسلمانوں سے لرزاں ہیں اور وہ ان کے اتفاق سے خائف اور نفاق ڈالنے کے لیے کوشاں ہے۔ مرزا ناصر احمد کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کا سواد اعظم (عظیم اکثریت) ان کو کافر سمجھتی ہے تو انہوں نے محضرنامہ کے صفحہ ۲۳ سطر نمبر ۹ پر لکھ دیا '' کہ کسی ایک فرقہ کو خاص طور پر مد نظر رکھا جائے تو اس کے مقابل پر دیگر تمام فرقے سواد اعظم کی حیثیت اختیار کر جائیں گے اور اس طرح باری باری ہر ایک فرقے کے خلاف بقیہ سواد اعظم کا فتویٰ کفر ثابت ہوتا چلا جائے گا۔''

اس عبارت میں جو دھوکا اور فریب ہے وہ ظاہر ہے۔ مرزا ناصر احمد کو معلوم ہونا چاہیے۔

(1) پہلے تو یہی بات غلط ہے کہ ہر مکتب فکر نے کسی دوسرے فرقے کے خلاف سخت فتویٰ بھی دیا۔ یہ بعض افراد ہیں اور ایسے افراد ہر فرقہ میں ہو سکتے ہیں۔

(۲) بعض حضرات بے شک اونچی حیثیت رکھتے ہیں مگر ان کے الفاظ میں بہت احتیاط ہے۔

(۳) بعض فتوے جھوٹی خبروں پر مبنی ہیں مثلاً دیوبندیوں پر یہ الزام کہ ان کے ہاں خدا جھوٹ بولتا ہے۔ حالانکہ یہ بات سب کے ہاں کفر صریح ہے۔

دراصل بات صرف اتنی ہے جو خود مرزا ناصر احمد نے تسلیم کر لی ہے کہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک آن میں کروڑوں فرشتے جبرائیل کی طرح اور کروڑوں پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح پیدا کر سکتے ہیں۔ مرزا ناصر احمد نے اقرار کیا کہ شاہ اسمٰعیل شہید حضور کو خاتم النبیین سمجھتے اور یقین کرتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکے گا مگر صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کر دی گئی ہے۔

اسی طرح خود اختر ہزاروی نے بعض علماء بریلوی سے گفتگو کی۔ انہوں نے حضور ﷺ کے بشر ہونے سے بالکل اختلاف نہ کیا اور کیسے کر سکتے تھے۔ جبکہ قرآن میں ایسا کہا گیا اور دنیا کا کوئی فرد سرور دو عالم ﷺ کے اولاد آدم میں سے ہونے کا انکار نہیں کر سکتا۔ رہا آپ کا درجہ اور مرتبہ تو یہ ہماری سمجھ عقل اور وہم سے بھی بالاتر ہے۔

اسی طرح اختر ہزاروی نے بریلوی حضرات سے رسولؐ کے حاضر و ناظر ہونے پر

گفتگو کی تو انھوں نے اس کا خلاصہ وہی علم غیب بتایا۔

علم غیب میں بالواسطہ اور بلاواسطہ کی بحث بھی ہے پھر خدا تعالیٰ کے برابر علم ہونے یا نہ ہونے کی بھی بحث ہے بہرحال خود حضرت مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بریلویوں کی تکفیر سے انکار کیا۔

شیعہ حضرات ہیں ان کی کتابوں میں تحریف قرآن کا قول موجود ہے مگر آج کوئی شیعہ دوست قرآن کی تحریف کا اقرار نہیں کرتا۔ باقی شان صحابہؓ کے بارہ میں ان کا رویہ مولانا مظہر علی اظہر (احرار لیڈر) جو تحریک مدح صحابہؓ کے سلسلہ میں لکھنؤ گئے اور انھوں نے تقریر کی کہ جب حضرت علیؓ نے تیس سال کے قریب ان صحابہ کے پیچھے نمازیں پڑھیں تو ہم کیوں ان کی اقتداء نہ کریں۔ بہرحال شیعہ فرقہ پر بحیثیت فرقہ یا اس نے بحیثیت فرقہ کوئی فتویٰ نہیں لگایا۔ یہی حال اہل حدیث حضرات کا ہے۔

(۴) یہ فتاویٰ اکثر انگریز کے عہد کے ہیں۔ جس انگریز نے جب اپنی فوجیں ترکوں کے دار الحکومت قسطنطنیہ میں اتار دیں تو خلیفہ ترکی سے اپنے حق میں فتویٰ دلا دیئے۔ انگریزوں کی دسیسہ کاریوں کا علم ہونا آسان نہ تھا اور نہ اب ہے۔

(۵) اسلام کامل دین ہندو دھرم کی طرح نہیں ہے کہ پنڈت جواہر لعل نہرو خدا کے منکر بھی ہوں پھر بھی ہندو رہیں۔ سناتنی دھرمی بت پرستی کریں اور آریہ بت پرستی کے خلاف ہوں پھر بھی رشتے ناطے جاری ہوں۔ دین اسلام کی حدود ہیں۔ ان حدود کو پھلانگنے والا ظاہر ہے ان حدود سے باہر سمجھا جائے گا۔ مگر اسلامی وحدت اور اسلامی حکومت اور خلافت کا شیرازہ منتشر ہونے کے بعد مختلف طبقات میں افراتفری پیدا ہوئی اور اسی لیے اسلامی عہد کے بہت ہی کم واقعات مرزا ناصر بیان کر سکا ہے۔ ان میں بھی کسی جگہ تنگ نظری اور کہیں بدنیتی کا دخل ہے۔

مرزا ناصر احمد! جب کوئی فرقہ بحیثیت فرقہ دوسرے کو کافر نہیں کہتا تو سب مل کر کسی ایک کو کیسے کافر کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ صحابہؓ کو ماننے والے سواد اعظم کے مصداق کبھی ایسا نہیں کر سکتے۔ نہ آج تک کیا ہے نہ آئندہ کریں گے۔

(۶) بعضوں کے فتاویٰ دوسروں کے خلاف فروعی مسائل میں ہیں مثلاً ایک فریق کا الزام ہے کہ دوسرا انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتا ہے۔ مگر دوسرا فریق اس الزام کے ماننے سے منکر ہے بلکہ وہ اصول میں متفق ہے کہ توہین انبیاء علیہم السلام کفر ہے۔ آیا اس عبارت سے توہین ہوتی ہے یا نہیں صرف اس میں بحث ہے۔

(۷) ان کا اختلاف اسی طرح کے الزامات یا غلط فہمیوں پر مبنی ہے یا کسی قسم کے مختلف

مسائل ہیں۔

اب مرزائیوں کا حال سنیں

(۱) مرزائیوں سے مسلمانوں کا اختلاف اصولی ہے وہ کھلم کھلا مرزا قادیانی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہتے ہیں۔

(۲) وہ کھلم کھلا حضورؐ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں اور اس طرح ختم نبوت کی مہر توڑ کر غلط تاویلوں سے اس کو چھپاتے ہیں۔

(۳) وہ چودہ سو سال کے مسلمانوں کے تمام فرقوں کے متفقہ عقائد کی مخالفت کرتے ہیں۔

(۴) اور تمام کے تمام فرقے دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ، سنی سب ہی ان مرزائیوں کو کافر کہتے اور سمجھتے ہیں۔ خود مرزا ناصر احمد نے سب کے فتاویٰ اپنے خلاف نقل کیے ہیں اور یہ بات حق ہونے کی کھلی دلیل ہے کہ آپس میں مختلف ہو کر بھی وہ سب کے سب مرزائیوں کو قطعی کافر اور غیر مسلم اقلیت سمجھتے ہیں۔

(۵) پھر مرزا غلام احمد قادیانی بھی تمام مسلمانوں کو جو اس کو مسیح موعود نہیں مانتے کافر کہتا ہے (یہ جرات اس کو انگریز کی سرپرستی سے ہوئی ورنہ وہ کبھی ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتا۔)

(۶) اور مرزا غلام احمد قادیانی خدا کے حکم سے کہتے ہیں کہ جو مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح ہونے میں شک بھی کرے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

(۷) مرزا بشیر الدین محمود نے صفائی سے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔

(۸) تمام مسلم فرقے متفق ہو کر مرزائیوں کو کافر کہتے ہیں اور مرزائی مسلمانوں کو کافر قرار دیتے اور رشتے ناطے اور نمازیں علیحدہ کرنے کا حکم دیتے ہیں تو اب یہ کس طرح ایک قوم رہ سکتے ہیں۔ یہ کیوں مسلمان کے نام سے مسلم حقوق اور منصوبوں پر قبضہ کرتے ہیں اور کیوں اپنی حقیقت کو چھپاتے ہیں۔

(الف) اس بیان سے دو باتوں کا جواب ہو گیا۔ ایک تو فتاویٰ کفر کی حیثیت کے مندرجات کا۔ کہ سارے فرقے متفق ہو کر بھی ایک فرقہ کے خلاف ہو کر سواد اعظم نہیں بنتے تو بنیں گے نہ بن سکتے ہیں۔

(ب) دوسرے مرزائی ایک دوسرے کے خلاف فتاویٰ لگانے کا جو الزام لگاتے ہیں اس کی بھی حقیقت واضح ہو گئی اور مرزائیوں کا ان اختلافات کو ہوا دینا اسلام دشمنی سے کم نہیں ہے اور دنیا بھر میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے کے مترادف ہے۔

بعض دیگر الزامات

اسی طرح لگے ہاتھوں ہم مرزا ناصر احمد کے محضرنامے صفحہ ۱۲۹ کا بھی جواب دیتے ہیں جو انہوں نے (بعض دیگر الزامات) کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔ اس میں انہوں نے مرزائیوں کا مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ اس موضوع میں مرزا ناصر احمد کا برا حال رہا ہے۔ انہوں نے جان چھڑانے کے لیے صفحہ ۱۵۳ سطر ۱۳ سے لے کر صفحہ ۱۶۲ تک فتاویٰ نقل کر کے یہ لکھا ہے کہ ہم ان میں سے کس کے پیچھے نماز پڑھیں جن کو علماء نے کافر کہا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا۔ پڑھیں تو فتویٰ دینے والے کے ہاں کافر ہوتے ہیں نہ پڑھیں تو غیر مسلم اقلیت۔

مرزا ناصر احمد اس سوال میں بری طرح پھنسے ہیں۔ وہ صاف نہیں کہتے کہ مسلمانوں کے پیچھے نماز ہم کس طرح پڑھیں کہ وہ ایک نبی کے منکر اور کافر ہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ کے حکم سے شک کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا ہے۔ گویا مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا انکار اور اس کو مفتری سمجھنا ہی نماز نہ پڑھنے کی وجہ ہے۔ باقی لفاظی ہے مرزا ناصر احمد نے باتیں بنائی ہیں باقی طبقات کا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا حکم دینا دعویٰ نبوت کے انکار کی وجہ سے نہیں ہے۔ اسی لیے وہ باہم اختلاف رکھنے کے باوجود مرزائیوں کے سلسلہ میں ایک ہیں۔

(۱) ذات باری کا عرفان صفحہ ۳۹۔
(۲) قرآن عظیم کی اعلیٰ و ارفع شان صفحہ ۵۵۔
(۳) مقام خاتم النبیین ﷺ صفحہ ۷۵ پر مرزا ناصر نے لکھے ہیں۔

ان تینوں عنوانات میں سے پہلے دو عنوانوں کا تو کسی مسلمان کو انکار نہیں تیسرے عنوان کا جواب لکھ دیا گیا ہے اور دراصل یہ ساری بحث مسلمان قوم کو الجھانے کے لیے ہے ورنہ بحث کسی نبی کے آنے میں نہیں ہے۔ صرف مرزا قادیانی کی ذات میں ہے۔ باقی دو عنوان سے جو لکھا گیا ہے اگرچہ عنوان مسلم ہے مگر ان عبارات اور مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال سے نقل کرنے کا اصلی مقصد مرزا قادیانی کی شخصیت بنانا اور اس کو صحیح نبی اور مسیح موعود جتلانا ہے دوسرا کوئی مقصد نہیں ہے۔ چنانچہ صفحہ ۳۲ سطر ۱۱، صفحہ ۳۳ سطر ۱۲، صفحہ ۳۴ سطر ۵ اور سطر ۱۵، صفحہ ۳۹ سطر ۲، صفحہ ۵۷ سطر ۳، صفحہ ۵۸ سطر ۸، صفحہ ۱۰ سطر ۲، صفحہ ۹۵ سطر ۱۸، صفحہ ۷۰ سطر ۳ سے ظاہر ہے۔ یہ صرف اپنے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کا راستہ صاف کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

مقام خاتم النبیین صفحہ ۲۹ تا ۳۲

اس عنوان کے تحت مرزائیوں نے خواہ مخواہ خاتم النبیین کا معنی بدل کر اور بزرگان دین کے اقوال سے غیر تشریعی نبوت کا بقاء و اجراء ثابت کرتے ہوئے مغز پاشی کی ہے۔ جب آپ نے مان لیا کہ سوائے قادیانی کے نہ پہلے کوئی نبی بن سکا ہے نہ بعد میں آئے گا۔ تو اب خاتم النبیین کے معنی میں بحث فضول ہے۔ بحث صرف اتنی ہے کہ آنے والے مسیح واقعی مسیح ابن مریم عیسیٰ رسول اللہ ہیں جو آسمان پر زندہ ہیں اور نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور چالیس سال زندہ رہ کر وفات پائیں گے اور حضور ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ یا وہ مر چکے ہیں اور آنے والے مسیح (نظریہ دوم) مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔

مرزا ناصر احمد نے خاتم النبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے مولانا محمد قاسم نانوتوی، شیخ اکبر، ملا علی قاری وغیرہ وغیرہ حضرات کے نام لیے ہیں کہ یہ غیر تشریعی نبوت کو باقی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان حضرات کی مراد صرف یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے وہ ہماری شریعت کو چلائیں گے اور کوئی شریعت نہیں لائیں گے نہ چلائیں گے۔ اس کی خاطر انہوں نے بعض الفاظ لکھے ہیں۔

مرزا ناصر احمد کو چیلنج

اگر یہ بات نہیں تو ہم مرزا ناصر احمد کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کسی ولی یا عالم کی کتاب سے دکھائیں کہ فلاں آدمی حضور ﷺ کے بعد سچا نبی ہوا ہے۔

خود مرزا مذکور نے اقرار کیا ہے کہ کوئی سچا نبی مرزا قادیانی سے پہلے نہیں آیا تو بحث ختم ہوگئی۔ آپ خاتم النبیین کے معنوں میں کیوں مسلمانوں کو الجھاتے اور تیرہ صدیوں کے متفقہ معانی کی تردید کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اور خود مرزا ناصر احمد نے تو یہ بھی اقرار کیا کہ مرزا قادیانی کے بعد بھی قیامت تک کوئی نبی نہ آئے گا تو ساری بحث اس پر کرو کہ سینکڑوں حدیثوں میں مسیح ابن مریم کے نزول اور ساری دنیا پر حکومت کرنے اور چالیس سال کے بعد وفات پا جانے کی حدیثیں غلط ہیں یا صحیح۔

ہم خود شیخ اکبر اور ملا علی قاری وغیرہ کے ارشادات سے ثابت کریں گے کہ حضرت مسیح ابن مریم آسمان میں ہیں اور وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے جب یہ حضرات خود کسی

اور کوئی نبی نہیں مانتے اور انہیں مسیح ابن مریم کو آسمان سے نازل ہونے والا مانتے ہیں تو مرزا قادیانی تو ان کے ہاں بھی جھوٹا ثابت ہو گیا اس لیے ہم اس عنوان کے تحت زیادہ بحث نہیں کریں گے۔ البتہ ختم نبوت کے عنوان سے جو باب لکھا گیا وہ مرزا ناصر احمد کے متذکرہ بالا اقرار سے پہلے لکھا گیا۔ ناظرین اس کو بھی دیکھ لیں۔

آئندہ صفحات میں ہم مرزا غلام احمد قادیانی، ان کے دعاوی، توہین انبیاء علیہم السلام، ان کی اخلاقی حالت، جہاد کے بارے میں ان کے کفریہ خیالات، انگریزی دربار میں ان کے عجز و انکسار اور وفاداری کے مشتے نمونہ از خروارے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی

یہ ضلع گورداسپور قصبہ قادیان میں مغل خاندان کا بقول خود گمنام آدمی تھا۔ روزگار کے سلسلے میں ملازم ہوا، مگر ضرورت کے تحت مختاری کے امتحان میں شریک ہوا جس میں فیل ہو گیا۔ اس زمانے کے مطابق اردو، عربی، فارسی پڑھتا تھا۔ جب یہ مختاری کے امتحان میں فیل ہوا تو اس نے ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا۔ عیسائیوں اور آریوں سے مباحثات شروع کر دیئے اور بعض کتابوں کو چھاپنے کے اشتہارات شائع کر کے عوام سے خوب پیسے بٹورے۔ مبلغ اسلام بنا پھر مجدد، مامور بنا۔ اس کے بعد مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور مسیح موعود ہونے کی نفی سے تردید کی۔ (ازالہ اوہام ص ۱۹۰ خزائن ج ۳ ص ۱۹۰)

مگر چند ہی دنوں کے بعد مسیح موعود بن بیٹھا یہ اس کی اپنی گھڑی ہوئی اصطلاح ہے۔ کتابوں میں صرف مسیح یا عیسیٰ ابن مریم کا ذکر آتا ہے۔ پہلے پہل اس نے دعویٰ نبوت کا انکار کیا بلکہ اس کو کفر ٹھہرایا۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۷۹ خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

مگر جب تماشے چٹنے چاٹنے جمع ہو گئے تو نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ اپنے معجزات سرور دو عالم ﷺ سے بھی زیادہ بتائے۔ اور دس لاکھ تک کی گپ لگا دی۔ اس کو علم تھا کہ مسلمان قوم میں نبی ہونا مشکل ہے تو اس نے اپنا شوق پورا کرنے کے لیے نزول مسیح ابن مریم والی حدیث کی آڑ لی مگر چونکہ تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ چلا آ رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور قرب قیامت میں نازل ہو کر دجال کو قتل کر کے دین اسلام کی خدمت کریں گے۔ اس لیے اس کو حضرت مسیح علیہ السلام کو قرآن و حدیث سے وفات شدہ ثابت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ لچر پوچ دلائل سے چند فرنگی زدہ افراد کو اپنا پیرو بنایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرنے اور خود مسیح بننے کے لیے اس کو بڑے پاپڑ

چلنے پڑے۔ اس نے انگریزوں کے لیے دعائیں کیں اور اشتہارات چھاپ چھاپ کر اور منافعت جہاد کے مضامین لکھ لکھ کر تمام مسلم ممالک میں پھیلائے اب اس کو روپوں کی کیا کمی ہو سکتی تھی۔

مگر اس کو علمائے حق کے مقابلے سے بڑی ذلت اٹھانی پڑی۔ اسی میں اس کو ایک نابالغ بچی مسماۃ محمدی بیگم سے نکاح کا شوق چرایا اور حضور ﷺ کی نقل اتارتے ہوئے اپنی اس وحی کا اعلان کر دیا۔ زوجنکھا ہم نے (عرش پر یا آسمان پر) تمہارا نکاح محمدی بیگم سے کر دیا۔ شاید اس نقل اتارنے کی اس کو سزا ملی اور محمدی بیگم کے رشتہ داروں نے اس کی شادی سلطان محمد نامی شخص سے کر دی اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی پر بڑے بڑے خود ساختہ الہامات ہوتے رہے کہ باکرہ ہو یا ثیبہ اس کو تمہاری طرف لوٹاؤں گا۔ مگر اس کی بہت سارے جدوجہد اور وحی کی شکل میں ساری پیشگوئیاں غلط ہو گئیں۔ اگرچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا کہ اس کے ساتھ میرا نکاح تقدیر مبرم اور اٹل ہے اور اس کے پورے نہ ہونے کی شکل میں میں بد سے بدتر اور جھوٹا ہوں گا۔ مگر آخرکار ۱۹۰۸ء میں یہ نامراد چل بسا۔ اس پیشگوئی نے اس کی لٹیا ڈبو دی۔ اور جھوٹی مسیحیت کا بھانڈا پھوڑ کے رکھ دیا۔

یہ انگریز کا خاص وفادار آدمی تھا۔ جہاں جہاں انگریز گیا اس کی تحریک بھی گئی۔ ترکی، افغانستان اور حجاز میں نہ جا سکی۔ مصر و شام وغیرہ میں جب تک فرنگی اثرات تھے یہ دندناتے رہے۔ جب انقلاب آیا ان ممالک نے ان کو خلاف قانون کر ڈالا اور ان کے دفاتر ضبط کر لیے۔ یہودی فلسطین حیفا میں اب تک ان کا دفتر موجود ہے۔

حال ہی میں عالم اسلام کے نمائندوں نے حجاز مقدس میں مرزائیوں کے دعویٰ اسلام کی قلعی کھول دی ہے۔ وائسرائے ہند نے چوہدری ظفر اللہ خان مرزائی کو اپنی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر بنایا۔ اب مرزائیوں کو مسلمانوں کے پھنسانے کا خوب موقع ملا۔ پاکستان بنا تو چوہدری ظفر اللہ خان وزارت خارجہ کا قلمدان تھامے ہوئے تھے۔ مختلف آسامیوں پر مرزائیوں کا قبضہ کرا دیا گیا۔ انگریز گیا تو امریکی حکومت کو یہ غلط فہمی ہو گئی کہ پاکستان میں مذہب کے علمبردار مرزائی ہیں۔ خواجہ ناظم الدین مرحوم نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں یہ بیان دیا تھا کہ اگر میں ظفر اللہ خان کو نکال دوں گا تو امریکہ گندم نہیں دے گا۔ (تحقیقاتی رپورٹ ص ۳۱۹) چوہدری ظفر اللہ قادیانی مذکور نے بیرونی دنیا میں سفارتخانوں کے ذریعے مرزائی بھر دیئے۔ خدا خدا کر کے یہ ملک سے باہر گیا تو بعض دوسرے مرزائیوں نے گل کھلائے۔ آخرکار سیاسی حرکات کی وجہ سے ایئر مارشل ظفر چوہدری کو ذوالفقار علی بھٹو وزیراعظم پاکستان نے علیحدہ

کر کے کروڑوں مسلمانوں کو مطمئن کیا۔

پاکستان بننے کے بعد انگریزوں کا دخل

ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا کہ پاکستان بننے کے بعد صوبہ سرحد کا گورنر کننگھم انگریز ہو۔ ساری پاکستانی فوج کا کمانڈر انچیف مسٹر گریسی انگریز ہو۔ جبکہ ہندوستان کا گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن تھا۔ مسٹر گریسی کے زمانہ میں مرزائیوں کی ایک فوج بنائی گئی جس کا نام فرقان بٹالین تھا۔ جس کو بعد میں مسلمانوں کے شدید مطالبہ پر مسٹر گریسی نے توڑا۔ مگر بے انتہا تعریف کے ساتھ کشمیر کی لڑائی میں میجر جنرل نذیر احمد جو چوہدری ظفر اللہ خان کا ہم زلف تھا۔ اور آخر کار شہید ملت لیاقت علی خان کے سازش کیس میں گرفتار ہو کر ملازمت سے علیحدہ ہوا۔ تعجب ہے کہ کچھ عرصہ بعد اس مجرم کو لاہور کارپوریشن کا "میئر" بنا دیا گیا جس کے خلاف (مولانا غلام غوث ہزاروی) نے مغربی پاکستان اسمبلی ۱۹۶۲ء میں آواز اٹھائی۔

اب اس بیان کی ضرورت نہیں کہ کس طرح مرزائی فرقہ آہستہ آہستہ ہزاروں آسامیوں پر فائز ہو کر مسلمانوں کے لیے مار آستین بنا۔ ہمارے بچوں کے حقوق تباہ ہوئے، مجاہدی کی جنگ شروع ہوئی جس سے مذہب کو عظیم نقصان پہنچا۔ ایک بات سے اس پر تھوڑی روشنی پڑتی ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں منیر کمیشن کے سامنے کہا کہ جب لیاقت علی خان مرحوم باہر جاتے تو وزارت عظمیٰ کا قلمدان میرے سپرد کر جاتے۔

فرنگی نے متحدہ ہندوستان سے جاتے جاتے مرزائی وفاداری کا حق یوں ادا کیا کہ پنجاب کے گورنر انگریز سر موڈی نے ان کو چنیوٹ کے پاس بہت بڑی زمین کوڑیوں کے مول دے دی جو انجمن احمدیہ کے نام وقف ہے۔ مگر مرزا بشیر الدین محمود نے اس زمین کے ساتھ ذاتی جائیداد کا سا معاملہ بنا ڈالا۔ جسے بہشتی مقبرہ بنایا اور جعلی نبوت کا کاروبار چلایا۔

موجودہ فساد اور اسمبلی

اب جبکہ مرزائیوں نے ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ سٹیشن پر کالج کے طلبہ پر حملہ کر کے ان کو زدوکوب کیا تو ملک میں جو پہلے ہی سے ان کے خلاف تھا۔ جس کی نشاندہی مسٹر جسٹس منیر انکوائری کورٹ پہلے سے کر چکے تھے۔ خطرناک ہلچل شروع ہو گئی اور ان کے خلاف لاوا ابل پڑا۔ ہم نے قومی اسمبلی میں پھر لاہور ٹریبونل کے سامنے یہ کہا کہ ہو سکتا ہے کہ مرزائیوں نے ربوہ سٹیشن کی حرکت پاکستان دشمنوں کی سازش سے کی ہو تا کہ ملک میں فسادات ہوں اور دشمن اپنا الو سیدھا

کرے۔ اس کا ایک قرینہ ہے جبکہ مرزائیوں نے مسلمانوں کے پرامن جلوسوں پر گولیاں چلائیں۔ عوامی حکومت نے عوامی مطالبہ کے پیش نظر اسمبلی سے کہا کہ وہ اس سلسلہ میں مرزائیوں کی مذہبی پوزیشن کا تعین کرے۔

پہلے بطور تمہید کے چند باتیں عرض کی جاتی ہیں۔ پھر مسئلہ ختم نبوت پر بحث کی جائے گی۔

عقائد فاسدہ کی بھرمار

(۱) مرزا قادیانی نے جب خود مسیح موعود بننے کی ٹھان لی تو اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرنے کے لیے سینکڑوں آیتوں، حدیثوں اور روایات اسلامیہ کا انکار یا ان کی مضحکہ خیز تاویلات کرنی پڑیں۔

(۲) آنے والا مسیح چونکہ نبی تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی کا دامن اسلام کے مقتضیات سے بالکل خالی تھا۔ اس لیے اس نے سرور عالم ﷺ کے اتباع کی آڑ لی اور آپ کا تابع نبی بنا۔ اسی طرح غیر مستقل اور غیر تشریعی نبوت بھی اس کو ثابت کرنی پڑی اور ختم نبوت کی سینکڑوں آیتوں، حدیثوں اور امت کے اجماعی فیصلے کے خلاف رکیک باتیں بنانی پڑیں۔

(۳) چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام اہل اسلام کے متفقہ عقیدے کے مطابق آسمان پر زندہ لے جائے گئے۔ تو مرزا غلام احمد قادیانی نے آسمان پر جانے کو محال ثابت کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی معراج جسمانی سے بھی انکار کر دیا۔

(۴) بعضوں کے قول کے مطابق وہ چند منٹ یا چند سیکنڈ سو کر آسمان پر اٹھائے گئے اور عیسائیوں نے لکھا کہ پھر زندہ ہو کر آسمان پر لے جائے گئے اسی طرح قرآن پاک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ احیاء موتی یعنی مردے زندہ کرنے کا ذکر کرتا ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کو ان آیتوں کا بھی انکار کرنا پڑا۔ جن سے دنیا میں حسب فرمان و بیان قرآن مردہ زندہ کرنے کا ذکر ہے۔ اور ایسی آیتیں قرآن میں بہت ہیں۔

(۵) چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات تھے اور یہ معجزہ سے خالی خولی تھا۔ اس لیے اس نے سرے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کا بھی انکار کر دیا۔

(۶) چونکہ اس کی پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں اس لیے اس نے باقی انبیاء علیہم السلام اور خود سرور عالم ﷺ کو بھی ملوث کرنا چاہا کہ وہ بھی کبھی کبھی اپنی وحی اور الہام کا معنی نہیں سمجھے تھے۔ بلکہ یہاں تک تہمت لگا دی کہ ایک بار چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط ثابت ہوئی۔ (استغفر اللہ)

(۷) اس کو مسیح ابن مریم بننے کے لیے بڑے پاپڑ بیلنے پڑے۔ کبھی مریم بنا، پھر مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر خود عیسیٰ ابن مریم بنا۔ کبھی روحانی و اخلاقی مماثلت ثابت کر کے مسیح بنا۔ کبھی ابجد کا حساب لگا کر مسیح بنا۔ کبھی کہا کہ مخالف میرا حیض دیکھنا چاہتے ہیں وہ اب کہاں رہا، وہ اب بچہ بن گیا ہے۔ اس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے مریمی مرتبہ سے عیسوی مرتبہ میں داخل ہونے کی جعلی تاویل۔ کبھی بروز و حلول کا سہارا لے کر مسیح بنا۔ پھر مسیح کے نزول کی پیشگوئیوں روایات کے معانی اپنی طرف سے گھڑنے پڑے۔

(۸) چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح ابن مریم بننے کا شوق تھا اور ساری امت مسیح ابن مریم حضرت عیسیٰ کے سوا کسی کو ماننے کے لیے تیار نہ تھی تو اس نے سرور عالم ﷺ کی اتباع کی آڑ لی۔ اسی لیے آپ کی تمام صفات کا مدعی بنا حتیٰ کہ اس کو ظلی رسول ہونے اور حضرت سرور عالم ﷺ سے بھی افضل ہونے کی گپیں ہانکنا پڑا۔

(۹) کبھی مہدی والی روایت کا سہارا لے کر مہدی کہلایا اور کبھی مکالمات الٰہیہ اور تحدیث کے بہانے محدث اور ناقص نبی بنا۔

(۱۰) اس کو خود مسیح بننا تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بہت گستاخیاں کیں اور ان کی وفات ثابت کرنے کے لیے تمام کتابوں میں رطب و یابس جمع کیا۔

(۱۱) وجاہت، اقتدار اور دولت کا چسکہ لگ جائے تو بات کہیں روکنے سے رکتی نہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی ہندوؤں کو ساتھ ملانے کے لیے کرشن کا اوتار بنے۔ اسی طرح رودر گوپال بھی بنا۔ اور سکھوں کے لیے جے سنگھ بہادر بھی۔ اس نے مہدی۔ مسیح بلکہ تمام پیغمبروں کے نام اپنے اوپر چسپاں کیے۔

(۱۲) (تذکرہ ص ۳۱۱، ۳۱۰، تریاق القلوب ص ۸۲، خزائن ج ۱۵ ص ۱۰۲) میں یہ وحی بھی اپنے اوپر اتروائی "انت واسمی" جس کا معنی بھی خود مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا کہ "خدا تمہارے اندر اتر آیا ہے" (معاذ اللہ) وہ کون سا کفر ہے کہ جو مرزا غلام احمد قادیانی نے اختیار نہ کیا ہو۔

خدائی کا دعویٰ

(۱۳) اور جب دیکھا کہ چیلے چانٹے ماننے چلے جاتے ہیں تو یہاں تک کہہ دیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں پھر میں نے زمین و آسمان پیدا کیے۔ (ظاہر ہے کہ [illegible] کا خواب وحی ہوتا ہے تو اب اس وحی کو آپ خود دیکھیں شیطانی ہے یا رحمانی)

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

دعویٰ یہ ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ مگر پیغمبر دین کا محافظ ہوتا ہے۔ کسی پیغمبر نے ایسا خواب یا کشف بیان نہیں کیا۔

(۱۴) چونکہ مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں آخری وقت میں اسلام کی عالمگیر فتح مروی ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں کے لیے دعا کرتے تھے اس لیے فتح سے روحانی اور سیاسی فتح مراد لی اور اس کے مریدوں نے روحانی فتح کو خوب ہوا دی۔ مگر اس میں بھی چاروں شانے چت رہا۔ علمائے حق نے اس کا ناطقہ بند کر دیا۔ اور باوجود سرکاری سرپرستی کے مرزائی کسی جگہ کامیاب مقابلہ ومناظرہ نہ کر سکے۔ بھاگ بھاگ کر روحانی فتح کا ڈھنڈورا بجاتے رہے۔ جیسے پہلی جنگ عظیم میں کسی نے کہا تھا کہ فتح انگلش کی ہوئی ہے۔ قدم جرمن کا بڑھتا ہے۔

(۱۵) ہمارے پاس کسی کے الہام، کسی کی وحی، کسی کے کشف اور کسی کے دعوے پرکھنے کے لیے قرآن وحدیث ہی تھے۔ مگر مرزا قادیانی نے حیات مسیح کے سلسلہ میں حدیث کا قصہ یوں ختم کیا۔ اس نے لکھا "میں حکم بن کر آیا ہوں مجھے اختیار ہے۔ حدیثوں کے جس ڈھیر کو چاہوں خدا سے وحی پا کر رد کر دوں چاہے ایک ہزار حدیث ہوں۔

(دیکھو حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰، خزائن ج۱۷ ص۵۱۔ اسی طرح اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

اب حدیث سے بھی اس کو نہیں پرکھا جا سکتا۔ بس آنکھیں بند کر کے اس پر ایمان لانا ہوگا ورنہ ستر کروڑ مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہو جائیں گے۔ قرآن وحدیث سے کسی الہام یا انسان کو پرکھنے کا راستہ تو اس نے بند کر دیا۔ اب جو چاہے کرے۔ دینی بحث سرور عالم ﷺ اور آپؐ کے مبارک صحابہؓ سے منقول روایات کے ذریعے ہو سکتی ہے۔ دین ہے ہی وہ جو پیچھے سے نقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب (اربعین نمبر۳ ص۱۰، خزائن ج۱۷ ص۴۵۴) پر لکھ دیا ہے کہ مجھے خدا نے مسیح کر کے بھیجا اور بتا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لیے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ایمان ہے جیسے کہ توریت، انجیل اور قرآن پر۔

(۱۶) افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی سخت کلامی اور تشدد میں مذہبی حدود کے اندر رہنا کافی نہ سمجھا بلکہ اس نے اپنی تحریرات میں وہ طریقہ اختیار کیا جو کسی دائرہ تہذیب میں نہیں آ سکتا۔ حالانکہ اس کا دعویٰ نبوت اور مسیحیت کا تھا اور وہ سرور عالم ﷺ کی تمام صفات واخلاق اپنے اندر جذب ہونے کا بھی مدعی تھا۔ اس نے ظاہری طور پر بھی مگر اپنے جھوٹے دعووں کی لاج نہ رکھی۔ (چنانچہ اس کی گالیاں بطور ضمیمہ علیحدہ آپ ملاحظہ کریں)

عین محمد ہونے کا دعویٰ

(۱۷) اس ظل ہونے پر مرزا قادیانی دعویٰ کرتے ہوئے ایک غلطی کا ازالہ (ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲) میں لکھتے ہیں کہ میں عین محمد ہوں اس طرح مہر نبوت نہ ٹوٹی اور محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) کیا زبردست چور ہے کہ مہر بھی نہ ٹوٹی اور مال بھی چرا لے گیا۔) ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ جو کہا ہے کہ میں عین محمد ہوں واقعی وہ دو شخص نہیں ایک ہی ہیں۔ تو یہ صاف عقل اور مشاہدے کے خلاف ہے۔ اور اگر دو ہیں تو مہر نبوت ٹوٹ گئی اور یہ کہنا غلط ہوا کہ محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی اور اگر حضور ﷺ کی روح پاک مرزا غلام احمد قادیانی میں آ گئی تو یہ ہندوؤں کا عقیدہ تناسخ ہے جو قطعاً باطل ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ مرزا قادیانی آپ کے اخلاق وصفات کے مظہر ہیں تو اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی غلط بیانی نہیں ہو سکتی کیونکہ جس پیغمبر کے اخلاق وعادات کے سامنے بڑے بڑے دشمن نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس کی ہمسری کا دعویٰ مندرجہ بالا حوالہ جات وواقعات والا شخص کرے۔ یہ قطعاً صحیح نہیں۔

(۱۸) ظاہر ہے کہ ظل (سایہ) اور ذی ظل (جس کا سایہ ہے) قطعاً ایک نہیں ہو سکتے۔ سایہ میں وہ تمام صفات نہیں آ سکتیں۔ اور اگر کوئی شخص بعض صفات کی وجہ سے عین محمد بنے تو ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اربعین نمبر۳ (ص۲۶، خزائن ج۱۷ ص۴۱۲) میں لکھا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا کی اصلی اخلاقی صفات چار ہیں۔ (۱) رب العالمین سب کو پالنے والا (۲) رحمان بغیر عوض کسی خدمت کے خود بخود رحمت کرنے والا۔ (۳) رحیم۔ کسی خدمت پر حق سے زیادہ انعام۔ انعام واکرام کرنے والا اور خدمت قبول کرنے والا اور ضائع نہ کرنے والا۔ (۴) اپنے بندوں کی عدالت کرنے والا۔ سو احمد وہی ہے جو ان چاروں صفتوں کو ظلی طور پر اپنے اندر جمع کرے۔ تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی یا رسول اکرم ﷺ ظلی طور پر خدا اور عین خدا ہو گئے؟ یہ سب غلط اور ہذیان صرف نبی بننے کے شوق کو پورا کرتا ہے۔

(۱۹) ایک بات اس سے معلوم کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی اور مہر نبوت نہیں ٹوٹی تو وہ اس بات کے معترف ہو گئے کہ نبوت تو ختم ہے اور کوئی جدا شخص نبی نہیں بن سکتا۔ رہ گیا میں تو میں عین محمد ہوں۔ مجھ میں اور سرور عالم ﷺ میں کوئی دوئی نہیں ہے۔ میں بالکل وہی ہوں۔ (یہ منہ اور مسور کی دال)

دعاوی مرزا

(از مفتی محمد شفیعؒ)

یوں تو مہدی بھی ہو عیسےٰ بھی ہو سلطان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

دنیا میں بہت سے گمراہ فرقے پیدا ہوئے اور آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن مرزائی فرقہ ایک عجیب چیستان ہے اس کے دعوے اور عقیدہ کا پتہ آج تک خود مرزائیوں کو بھی نہیں لگا جس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ اس فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنے وجود کو دنیا کے سامنے لاینحل معمے کی شکل میں پیش کیا ہے اور ایسے متناقض اور متضاد دعوے کیے کہ خود ان کی امت بھی مصیبت میں ہے کہ ہم اپنے گرو کو کیا کہیں۔ کوئی تو ان کو مستقل صاحب شریعت نبی کہتا ہے کوئی غیر تشریعی نبی مانتا ہے اور کسی نے ان کی خاطر ایک نئی قسم کا نبی لغوی تراشا ہے اور ان کو مسیح موعود مہدی اور ظلی یا مجازی نبی کہا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا وجود ایک ایسی چیستان ہے جس کا حل نہیں۔ انھوں نے اپنی تصانیف میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ متعین کرنا بھی دشوار ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی انسان ہیں یا اینٹ پتھر۔ مرد ہیں یا عورت۔ مسلمان ہیں یا ہندو۔ مہدی ہیں یا حارث۔ ولی ہیں یا نبی۔ فرشتے ہیں یا رب۔

نوٹ: اگر کوئی مرزائی یہ ثابت کر دے کہ یہ عبارت مرزا غلام احمد قادیانی کی نہیں ہے تو فی عبارت دس روپے انعام۔

مرزائیوں کے تمام فرقوں کو کھلا چیلنج

اس لیے دعویٰ کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ مرزائی امت کے تینوں فرقے مل کر قیامت تک یہ بھی متعین نہیں کر سکتے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کون ہیں اور کیا ہیں۔ دنیا سے اپنے آپ کو کیا کہلوانا چاہتے ہیں۔ لیکن جب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات کو بغور پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعاوی میں اختلاط و اختلاف بھی ان کی ایک گہری چال ہے۔ وہ اصل میں خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن سمجھے کہ قوم اس کو تسلیم نہیں کرے گی۔ اس لیے تدریج سے کام لیا۔ پہلے خادم اسلام مبلغ بنے۔ پھر مجدد ہوئے۔ پھر مہدی ہو گئے اور جب دیکھا کہ قوم میں ایسے بے وقوفوں کی کمی نہیں جو ان کے ہر دعویٰ کو مان لیں تو پھر کھلے بندوں۔ نبی، رسول، خاتم الانبیاء وغیرہ بھی بن گئے اور ہونہار مرد نے اپنے آخری

دعویٰ (خدائی) کی بھی تمہید ڈال دی تھی جس کی تصدیق عبارات مذکورہ صفحہ ۲۶ لغایت ۳۰ سے بخوبی ہوتی ہے۔ لیکن قسمت سے عمر نے وفا نہ کی ورنہ مرزائی دنیا کا خدا بھی نئی روشنی اور نئے فیشن کا بن گیا ہوتا۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارات ذیل اس تدریجی ترقی اور اس کے سبب دعاوی سے دعویٰ کی گواہ ہیں۔

(براہین احمدیہ ص ۵۳، حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۶۸) پر لکھتے ہیں۔ میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت ایک وحی الٰہی ایک مسیح موعود کا دعویٰ تھا (اور پھر لکھتا ہے) علاوہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوئیں کہ بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے۔

نیز حقیقۃ الوحی کی عبارت ذیل بھی خود اس تدریجی ترقی کی شاہد ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مرزا غلام احمد قادیانی ختم نبوت کے قائل تھے اور اپنے کو نبی نہیں کہتے تھے۔ بعد ازاں وحی غلط نے نبی بنا دیا۔

”اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کے متعلق ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

اس کے بعد ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی خود ان کی تصانیف سے مع حوالہ صفحات نقل کرتے ہیں جو دعوے متعدد کتابوں اور مختلف مقامات میں موجود ہیں۔ بغرض اختصار عبارت تو ان میں سے ایک ہی نقل کر دی گئی ہے باقی حوالہ صفحات درج کر دیئے گئے ہیں۔

مبلغ اسلام اور مصلح مسیح ہونے کا دعویٰ

”یہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی اسرائیلی مسیح کے طرز پر کمال مسکینی و فروتنی و غربت و تذلل و تواضع سے اصلاح خلق کے لیے کوشش کرے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۲)

مجدد ہونے کا دعویٰ

اب بتلا دیں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر وہ کون آیا جس نے اس چودھویں

صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۵۵، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹)

محدث ہونے کا دعویٰ

"اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لیے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لیے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔" (توضیح المرام ص ۹، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

امام الزمان ہونے کا دعویٰ

میں لوگوں کے لیے تجھے امام بناؤں گا تو ان کا رہبر ہوگا۔

(حقیقت الوحی ص ۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۸۲)

مہدی ہونے کا دعویٰ

اشتہار معیار الاخیار در ریویو آف ریلیجنز نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۴۰۷ وغیرہ۔ یہ دعویٰ مرزا غلام احمد قادیانی کی اکثر تصانیف میں بکثرت موجود ہے اس لیے نقل عبارت کی حاجت نہیں۔"

خلیفۃ اللہ اور خدا کا جانشین ہونے کا دعویٰ

میں نے ارادہ کیا کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا کیا۔

(کتاب البریہ ص ۸۷، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۵)

حارث مددگار مہدی ہونے کا دعویٰ

"واضح ہو کہ یہ پیشگوئی جو ابوداؤد کی صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام یعنی حارث ماوراء النہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا جو آل رسول کو تقویت دے گا جس کی امداد اور نصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی۔ الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا۔ دراصل ان دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے۔" (ازالہ ص ۹۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۱)

نبی امتی اور بروزی و ظلی یا غیر تشریعی ہونے کا دعویٰ

"اور چونکہ وہ محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں۔ اس سے بروزی رنگ کی

نبوت مجھے عطا کی گئی ہے۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۵)

نبوت ورسالت اور وحی کا دعویٰ

سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ دافع البلاء صفحہ ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱ حق یہ ہے" کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔
(ایک غلطی کا ازالہ ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

اپنی وحی کا بالکل قرآن کے برابر واجب الایمان ہونے کا دعویٰ

"میں خدا کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴)

سارے عالم کے لیے مدار نجات ہونے کا دعویٰ اپنا……

امت کے سوا امت محمدیہ کے چالیس کروڑ مسلمان کافر جہنمی

"کفر دو قسم پر ہے ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتاب میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لیے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)۔ اور اس بات کو قریباً نو برس کا عرصہ گزر گیا کہ جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی۔" (اربعین نمبر ۳ ص ٦ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۳۲۵) اور فرماتے ہیں اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے مدار نجات ٹھہرایا (اربعین ۴ ص ٦ ایضاً)

(مستقل تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ اور یہ کہ وہ احادیث نبویہ پر حاکم ہے جس کو چاہے قبول کرے اور جس کو چاہے ردی کی طرح پھینک دے)

اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا

مصداق ہے۔ "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ"
(اعجاز احمدی ص ۷ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

اس عبارت میں نبوت تشریعیہ کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رسول ﷺ اس آیت کے مصداق نہیں جو صریح کفر ہے (اور فرماتے ہیں) اگر یہ کہو کہ صاحب شریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند امر و نہی بیان کیے۔ وہ صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی مثلاً یہ "الہام قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم" یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر ۲۳ برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسے ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی الخ۔
(اربعین نمبر ۴ ص ۶ خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۶)

"اور ہم اس کے جواب میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ (اعجاز احمدی ص ۳۰ خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

اپنے لیے دس لاکھ معجزات کا دعویٰ

"اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔ اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشانات ظاہر کیے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ اور (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸ خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶ خزائن ج ۲۱ ص ۷۲) میں دس لاکھ معجزات شمار کیے ہیں۔

تمام انبیاء سابقین سے افضل ہونے کا دعویٰ اور سب کی توہین

"بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے چاہے نہ

کرے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۶ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۲)

آدم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو اس کلام میں آدم علیہ السلام قرار دیا ہے یا "آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ" (اربعین نمبر ۳ ص ۲۳ خزائن ج ۱۷ ص ۳۱۰)

ابراہیم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

"آیت "واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی" اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا جو اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔"

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۳ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۱)

نوح، یعقوب، موسیٰ، داؤد، شیث، یوسف، اسحٰق ہونے کا دعویٰ

میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں، اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں، یعنی ظلی طور پر میں محمدؐ اور احمد ہوں۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۷۲ خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

تمام انبیاء اسرائیلی و غیر اسرائیلی ہر نبی کی فطرت کا نقش ہوں۔

(براہین پنجم ص ۹۰ خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۶)

عیسیٰ ابن مریمؑ ہونے کا دعویٰ

اس خدا کی تعریف جس نے مجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۷۲ خزائن ج ۲۲ ص ۷۵) یہ دعویٰ تو تقریباً سب ہی کتابوں میں موجود ہے۔

عیسیٰؑ سے افضل ہونے کا دعویٰ اور ان کو مغلظات بازاری گالیاں

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸) ۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

نوح ہونے کا دعویٰ اور ان کی توہین

اور خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

مریم علیہا السلام ہونے کا دعویٰ

پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد میں اس کو ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔

(حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۷۲ خزائن ج ۲۲ ص ۷۵)

آنحضرت ﷺ کے ساتھ برابری کا دعویٰ

یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کا نام محمدؐ و احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔ (ایک غلطی کا ازالہ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰) بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲) میں نے اکثر ان اوصاف کو اپنے لیے ثابت کیا ہے جو آنحضرت ﷺ کے لیے مخصوص ہیں۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۶ خزائن ج ۲۲ ص ۵۱۳)

ہمارے نبی ﷺ سے افضل ہونے کا دعویٰ

"ہمارے رسول اکرم ﷺ کے معجزات کی تعداد صرف تین ہزار لکھی ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۴۰ خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳)

اور اپنے معجزات کی تعداد (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶ خزائن ج ۲۱ ص ۷۲) پر دس لاکھ بتائی ہے۔ "له خسف القمر المنير وان لى. خسا القمران المشرقان اتنكر" "اس کے لیے یعنی آنحضرت ﷺ کے لیے ایک چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔" (اعجاز احمدی ص ۷۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)
اس میں آپ پر فضیلت کے دعوے کے ساتھ معجزہ شق القمر کا انکار اور توہین بھی ہے۔

میکائیل ہونے کا دعویٰ

اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔
(حاشیہ اربعین نمبر ۳ ص ۲۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳)

خدا کے مثل ہونے کا دعویٰ

اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں۔ خدا کے مانند۔
(حاشیہ اربعین نمبر ۳ ص ۲۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳)

اپنے بیٹے کے خدا کا مثل ہونے کا دعویٰ

انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلیٰ کان اللہ نزل من السماء
(استفتا ص ۸۵ خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۲)

خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ

انت منی بمنزلة اولادی. (حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۱۹ خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۲)

اپنے اندر خدا کے اتر آنے کا دعویٰ

آپ کو الہام ہوا آواہن جس کی تفسیر (کتاب البریہ ص ۸۴ خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۲) پر خود ہی یہ کرتے ہیں کہ خدا تیرے اندر اتر آیا۔

خود خدا ہونا بحالت کشف اور زمین و آسمان پیدا کرنا

اور میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں (پھر بھونکتا ہے) اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے (پھر کہتا ہے) اور اس حالت میں یوں کہہ رہا ہوں کہ ہم ایک نیا نظام اور نئی زمین چاہتے ہیں تو میں نے پہلے تو آسمان و زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق

کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی اور میں دیکھتا تھا میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا " اردت ان استخلف فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم " یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر ظاہر ہوئے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

مرزا غلام احمد قادیانی میں حیض کا خون ہونا اور پھر اس کا بچہ ہو جانا

منشی الٰہی بخش کی نسبت یہ الہام ہوا۔ یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے اپنی متواتر نعمتیں جو تجھ پر ہیں دکھلا دے اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں تجھ میں باقی ہے۔ پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا۔

(حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۱۹ خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۲)

حاملہ ہونا

عبارت مذکورہ کشتی نوح۔ (ص ۴۷ خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

حجر اسود ہونے کا دعویٰ

الہام یہ ہے۔ یکے پائے من مے بوسید ومن میگفتم کہ حجر اسود منم۔

(حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۱۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

سلیمانؑ ہونے کا دعویٰ

الہام ہوا۔ انت سلمان ومنی یا ذا البرکات۔

(ریویو آف ریلیجنز نمبر ۴ ص ۱۹۲ بابت اپریل ۱۹۰۲ء)

کرشن ہونے کا دعویٰ

" آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں۔ اھ۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵ خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱)

آریوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ

"اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے ہی نہیں بلکہ خدا نے بار بار مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۸۵ خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۲)

چونکہ آریوں کا بادشاہ بننا ظاہر طور سے بھی آسان نہ تھا اس لیے اس کے بعد الہام کی تفسیر یوں کرتا ہے اور بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے۔

یہ ہے مرد بیمار کی تخیل جس کے چالیس مظاہر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

توہین انبیاء علیہم السلام

یوں تو دعاوی مرزا کے زیر عنوان بعض حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں۔ لیکن مشت نمونہ از خروارے چند اور حوالے بھی ملاحظہ کیے جائیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نبی نہیں تو پھر کوئی بھی نبی نہیں ہوا

(۱) "حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی نبوت جن دلائل اور جن الفاظ سے ثابت ہے ان سے بڑھ کر دلائل اور صاف الفاظ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق موجود ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے اگر مسیح موعود نبی نہیں تو دنیا میں کوئی نبی ہوا ہی نہیں۔"

(حقیقۃ النبوۃ حصہ اول ص ۲۰۰ از مرزا محمود)

(مرزا غلام احمد قادیانی) آیت "فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول" کا مصداق ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ ص ۲۰۲)

انبیاء علیہم السلام کی سخت توہین

(۲) "اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔" (چشمہ معرفت ص ۳۱۷ خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

مزید توہین انبیاء علیہم السلام

(۳) "اور اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوئی تھی۔

معجزات اور پیش گوئیاں ہیں تو اس جگہ اکثر گزشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیش گوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیش گوئیوں کو ان معجزات اور پیش گوئیوں سے کچھ نسبت نہیں۔" (بحوالہ تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۳۹۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کلی

(۴) حضرت مسیح موعود نے (مرزا قادیانی) اپنے آپ کو مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے افضل اس لیے نہیں قرار دیا کہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ غیر نبی نبی سے افضل ہوتا ہے۔ بلکہ اس لیے آپ کو اللہ تعالیٰ کی وحی نے صریح طور پر نبی کا خطاب دیا اور وہ بارش کی طرح آپ پر نازل ہوئی اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ نے تریاق القلوب والے عقیدہ کو بدل دیا کیونکہ آپ نے تریاق القلوب میں لکھا تھا کہ مسیح سے صرف جزوی فضیلت رکھتا ہوں اور بعد میں فرمایا کہ میں تمام شان میں اس سے بڑھ کر ہوں۔ (حقیقۃ النبوۃ ص ۶۱ حصہ اول)

حضرت عیسیٰ سے میری افضلیت پر اعتراض شیطانی وسوسہ ہے

(۵) آپ نے (مرزا غلام احمد قادیانی) نہ صرف یہ کہ مسیح سے اپنے افضل ہونے کا ذکر فرماتے ہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ آپ کے حضرت مسیح سے افضل ہونے پر اعتراض کرنا شیطانی وسوسہ ہے۔ اور یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود نبی نہیں کہلا سکتے۔ خدا تعالیٰ سے جنگ کرنے کے مترادف ہے۔" (حقیقۃ النبوۃ ص ۲۱)

حضرت عیسیٰ کی صریح توہین اور قرآن پر بہتان

(۶) "مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔" (حاشیہ دافع البلاء ص ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰)

اس حوالے سے چند باتیں ثابت ہوئیں (۱) پہلی یہ کہ مرزا قادیانی نے جو توہین یسوع مسیح کے نام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کی ہے۔ وہ مرزا نے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی توہین کی ہے (۲) دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کا ذکر

قرآن میں ہے۔ (۳) تیسری بات یہ ثابت ہوئی کہ مرزا قادیانی کے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزامات کی تصدیق خود خدا تعالیٰ نے بھی کر دی ہے ورنہ کسی پیغمبر پر غلط الزام کی تو خدا تعالیٰ صفائی کیا کرتے ہیں۔

جناب نبی کریم علیہ السلام کی توہین

(۷) "اس پیش گوئی کی تصدیق کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ "یتزوج ویولد لہ" یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ اس سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔"

(انجام آتھم حاشیہ ص ۳۳۷ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کو محمدی بیگم کی محبت نے اندھا بہرا کر دیا تھا۔ اس نے سرور عالم ﷺ کو بھی ملوث کرنے کی کوشش کی کہ گویا حضورؐ نے بھی محمدی بیگم کے نکاح کی طرف اشارہ کیا تھا۔ کیا حضور ﷺ یہ اشارہ کر رہے تھے کہ محمدی بیگم مرزا کے نکاح میں آئے گی اور یہ نہ جانتے تھے کہ وہ کبھی نہ آئے گی۔

قرآن میں مرزا کا نام "احمد" ہے

(۸) حضرت مسیح موعود کو بھی قرآن کریم میں رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک جو آیت "مبشرا یأتی من بعدی اسمہ احمد" سے ثابت ہے کہ آنے والے مسیح کا نام اللہ تعالیٰ رسول رکھتا ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۸۸)

ایضاً

(۹) "دوسری آیت جس میں مسیح موعود کو رسول قرار دیا ہے "وآخرین منہم لما یلحقوا بہم" کی آیت ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ کے بعث بتائے گئے۔ پس ضروری ہے کہ دوسرا بعث بھی رسالت کے ساتھ ہو۔ (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۸۹)

مرزا غلام احمد قادیانی کی اخلاقی حالت مرصع اور مغلظ گالیاں

(۱) "اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔" (انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۱)

(۲) "مگر کیا یہ لوگ قسم کھا لیں گے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۸)

(۳) "بعض جاہل سجادہ نشین اور مولویت کے "شتر مرغ"۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۲)

میرے مخالف جنگل کے سور ہیں

(۴) إِنَّ الْعِدَا صَارُوْا خَنَازِيْرَ الْفَلَا وَنِسَاءُ هُمْ مِنْ دُوْنِهِنَّ الْأَكْلُبُ

میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔

(نجم الہدیٰ ص ۵۳، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

مولوی سعد اللہ کی نسبت

(۵) مولوی سعد اللہ صاحب لدھیانوی کے متعلق چند اشعار ملاحظہ فرماویں:

وَمِنَ اللِّئَامِ أَرَى رُجَيْلًا فَاسِقًا — غُوْلًا لَعِيْنًا نُطْفَةَ السُّفَهَاءِ

"اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ۔"

شَكِسٌ خَبِيْثٌ مُفْسِدٌ وَمُزَوِّرٌ — نَحِسٌ يُسَمَّى السَّعْدَ فِي الْجُهَلَاءِ

"بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔"

آذَيْتَنِيْ خُبْثًا فَلَسْتُ بِصَادِقٍ — إِنْ لَمْ تَمُتْ بِالْخِزْيِ يَا ابْنَ بِغَاءِ

"تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ پہنچایا ہے۔ پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو (اے نسل بدکاراں)۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴، ۱۵، خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۶۔ ۴۴۵)

میرے مخالف کنجریوں کی اولاد ہیں

(۲) تِلْكَ كُتُبٌ يَنْظُرُ إِلَيْهَا كُلُّ مُسْلِمٍ بِعَيْنِ الْمَحَبَّةِ وَالْمَوَدَّةِ وَيَنْتَفِعُ مِنْ مَعَارِفِهَا وَيَقْبَلُنِي وَيُصَدِّقُ دَعْوَتِي إِلَّا ذُرِّيَّةَ الْبَغَايَا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

"ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے سوائے کنجریوں کی اولاد کے۔"

اے مردار خور مولویو اور گندی روحو!

"بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں ...... دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے۔ مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لیے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خور مولویو! اور گندی روحو تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لیے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا اے اندھیرے کے کیڑو.. سو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی۔"

(انجام آتھم ص ۲۱ خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵)

چور، قزاق، حرامی

"ہم ۱۸۵۷ء کی سوانح کو دیکھتے ہیں اور اس زمانے کے مولویوں کے فتووں پر نظر ڈالتے ہیں، جنھوں نے عام طور پر مہریں لگادی تھیں۔ جو انگریزوں کو قتل کر دینا چاہیے تو ہم بحر ندامت میں ڈوب جاتے ہیں۔ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے ان کے فتوے تھے جن میں نہ رحم تھا نہ عقل، نہ اخلاق تھا نہ انصاف۔ ان لوگوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اس کا نام جہاد رکھا۔ (حاشیہ ازالہ اوہام ص ۷۲۸ خزائن ج ۳ ص ۴۹۰)

حرامی، بدکار

"اس گورنمنٹ ...... سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو

میرا یہ مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہ ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت (یعنی گورنمنٹ برطانیہ) کی جس نے امن قائم کیا ہو۔" (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ازالہ اوہام ص ۴ خزائن ج ۶ ص ۳۸۰)

مولوی ثناء اللہ

"اے عورتوں کے عار ثناء اللہ کب تک مردان جنگ کی طرح شکل دکھلائے گا۔"

(اعجاز احمدی ص ۸۴ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۶)

حضرت امام حسینؓ کی نسبت

کربلا ئیست سیر ہر آنم　　صد حسین است در گریبانم (درثمین ص ۱۷۸)

تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسینؓ ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔"

(اعجاز احمدی ص ۸۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

"اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔ اب تک تم روتے ہو سو سوچ لو۔"

(اعجاز احمدی ص ۶۹ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱)

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی نسبت

"اندھا شیطان اور گمراہ دیو ہے۔" (انجام آتھم ص ۲۵۲ خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۲)

(اس کے ساتھ مولوی نذیر حسین، مولانا احمد علی سہارنپوری، مولانا عبدالحق دہلوی، محمد حسن امروہوی پر بھی مذکورہ کتاب میں تبرا کیا ہے)

پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی نسبت

☆ "مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔"

☆ "اس نے وہابیہ سے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے۔"

☆ "کیا تو اے گمراہی کے شیخ یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے جھوٹ بنا لیا ہے۔ پس جان کہ میرا

دامن جھوٹ سے پاک ہے۔"

☆ "جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہو گیا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل بے قرار تھا۔"

☆ "تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنا لیا۔ کیا یہی اسلام ہے اے متکبر۔"

☆ "اے دیوانے تو نے بدبختی کی وجہ سے جھوٹ بولا۔ اے موت کے شکار خدا سے ڈر کیوں دلیری کرتا ہے۔"

☆ "اور زمین میں سانپ بھی ہیں اور درندے بھی۔ مگر سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو میری توہین کرتے اور گالیاں دیتے اور کافر کہتے ہیں۔"

[اعجاز احمدی ص ۶۵، ۷۰ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱، ۱۸۸]

شیعہ عالم علی حائری کی نسبت

"میں تمہیں حیض والی عورت کی طرح دیکھتا ہوں۔ نہ اس عورت کی طرح جو حیض سے پاک ہوتی ہے۔" (اعجاز احمدی ص ۶۸ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۰)

مسلمانوں سے بائیکاٹ

"حضرت مسیح موعود کا حکم ہے اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔"

(برکات خلافت ص ۷۵ بحوالہ قادیانی مذہب)

"ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کی طرح غیر احمدی بچوں کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔"

(انوار خلافت ص ۹۳ ملائکۃ اللہ ص ۳۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کی گالیاں..... بحساب حروف تہجی

اب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی گالیاں اور ان کے "ستھرے الفاظ" ابجد کے طریقے پر الف سے ی تک نقل کرتے ہیں تا کہ مرزائی پڑھ کر لطف اٹھائیں۔

الف: "اے بدذات فرقہ مولویان۔ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا۔ وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔ اندھیرے کے کیڑو، ایمان و انصاف سے دور بھاگنے والا۔ اندھے نیم دہریہ۔ ابولہب۔ اسلام کے دشمن۔ اسلام کے عار مولویو۔ اے جنگل کے وحشی۔ اے نابکار۔ ایمانی روشنی سے مسلوب۔ احمق مخالف۔ اے پلید دجال۔ اسلام کو بدنام کرنے والے۔ اے بدبخت۔

مفتری۔ اکمی۔ اشرار۔ اول الکافرین۔ اوباش۔ اے بدذات خبیث دشمن اللہ اور رسول کے۔ ان بے وقوفوں کے بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔"

ب پ: بے ایمان اندھے مولوی۔ پلید طبع۔ پاگل۔ بدذات۔ بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بے حیائی سے بات بڑھانا۔ بددیانت۔ بے حیا انسان۔ بدذات فتنہ انگیز۔ بدقسمت منکر۔ بدچلن۔ بخیل۔ بداندیش۔ بدطینت۔ بدبخت قوم۔ بدگفتار۔ بدباطن۔ باطنی جذام۔ بخل کی سرشت والے۔ بے وقوف جاہل۔ بیہودہ۔ بدظن۔ بے بصر۔

ت: تمام دنیا سے بدتر۔ تنگ ظرف۔ ترک حیا۔ تقویٰ و دیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا۔ ترک تقوے کی شامت سے ذلت پہنچ گئی۔ تکفیر و لعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کے لیے۔

ث: ثعلب لومڑی۔ ثم اعلم ایھا الشیخ الضال والدجال البطال۔

ج چ: جھوٹ کی نجاست کھائی۔ جھوٹ کا گوہ کھایا۔ جاہل وحشی۔ جوہرِ صدق و ثواب سے منحرف و دور۔ جعلساز۔ جیسے قلبی مر جانا۔ چوہڑے۔ چمار۔

ح: حمار۔ حمقا۔ حق و راستی سے منحرف۔ حاسد۔ حق پوش۔

خ: خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ خنزیر سے زیادہ پلید۔ خدا کی ذلت انہی کے منہ پر۔ خالی گدھے۔ خائن۔ خیانت پیشہ۔ خاسرین خائبۃ من طور الرحمن۔ خام خیال۔ خفاش۔

د ڈ: دل سے مجذوم۔ دھوکا دہ۔ دیانت و امانتداری، راستی سے خالی۔ دجال و دروغ گو۔ ڈوموں کی طرح مسخرہ۔ دشمن سچائی۔ دشمن قرآن۔ دلی تاریکی۔

ذ: ذلت کی موت۔ ذلت کے ساتھ پردہ داری۔ ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کر دیں گے۔

ر: رئیس الدجالین۔ ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لے جائیں گے۔ روسیاہ۔ روباہ باز۔ رئیس المتصنعین۔ راس المعتدین۔ راس الغاوین۔

ز: زہرناک مادے والے۔ زندیق۔ زورکم بلشوا الی مواضع الزوار۔

س: سچائی چھوڑنے کی لعنت انہی پر پڑی۔ سفلہ۔ سیاہ دل منکر۔ سخت بے حیا۔ سیاہ درون فرقہ کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے۔ سادہ لوح۔ سامری۔ سفہا۔ سفلہ۔ سلطان المتکبرین الذی اضاع دینہ بالکبر و العواصین۔ سگ بچگان۔

ش: شرم و حیا سے دور۔ شرارت۔ خباثت و شیطانی کارروائی والے۔ شریف از سفلہ نے ترسد۔ بلکہ از سفلگی او مے ترسد۔ شریر مکار۔ شیخی سے بھرا ہوا۔ شیخ نجدی۔

ص: صدر القضاة نیوش صفر کف عنہ ویریک رمانی بحار دماء۔

ض: ضال۔ ضررہم اکثر من ابلیس لعین۔

ط: طالح منحوس۔ طمستم نفسا بالقاء الحق والدین۔

ظ: ظالم۔ ظلمانی حالت۔

ع: علماء السوء عداوت اسلام۔ عجب وپندار والے۔ عدو الحق۔ عقارب۔ عقب الکلب۔ عدوہا۔

غ: غول الاغوی۔ غدار سرشت۔ غالی۔ غافل۔

ف: فبمت یا عبد الشیطان۔ فریق۔ فن عربی سے بے بہرہ فرعونی رنگ۔

ق: قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے۔ قست قلوبہم۔ قد سبق الکل فی الکلاب۔

ک گ: کتے۔ گدھا۔ کینہ ور۔ گندے اور پلید فتوی والے۔ کمینے۔ گندی کارروائی والے۔ کمہار (مادرزاد اندھے) گندی عادت۔ گندے اخلاق۔ گندہ دہانی۔ گندے اخلاق والے ذلت سے غرق ہو جا۔ کج دل قوم۔ کرتا تکفیر۔ گوہ چڑی میں کیڑا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مر جاویں گے۔ گندی روح۔

ل: لاف وگزاف والے۔ لعنت کی موت۔

م: مولویت کو بدنام کرنے والے۔ مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لیے۔ منافق۔ مفتری۔ مورد غضب۔ مفسد۔ مرے ہوئے کیڑے۔ مخذول۔ مجبور۔ مجنون۔ مغرور۔ مکر۔ محجوب مولوی۔ مگس طینت۔ مولوی کی بک بک۔ مردار خور مولوی۔

ن: نجاست نہ کھاؤ۔ ناقص مولوی۔ ناک کٹ جائے گی۔ ناپاک طبع لوگوں نے۔ نابینا علماء۔ نمک حرام۔ نفسانی۔ ناپاک نفس۔ نابکار قوم۔ نفرتی۔ ناپاک شیوہ۔ نادان متعصب۔ نالائق۔ نفس امارہ کے تبع میں۔ ناقص حریف۔ نجاست سے بھرے ہوئے۔ نادانی میں ڈوبے ہوئے۔ نجاست خوری کا شوق۔

و: وحشی طبع۔ وحشیانہ حملہ کرنے والے۔

ہ: ہامان۔ ہالکین۔ ہندو زادہ۔

ی: یک چشم مولوی۔ یہودیانہ تحریف۔ یہودی سیرت۔ یا ایہا الشیخ الضال والمفتری البطال۔ یہود کے علماء۔ یہودی صفت وغیرہ وغیرہ۔ (از عصائے موسیٰ)

جہاد اور مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ خیالات

جہاد حرام ہے

(۱) اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال   دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶ خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

دین کے لیے جنگ ختم ہے

(۲) اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے   دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶ خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

جہاد کا فتویٰ فضول ہے

(۳) اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے   اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶ خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

جہاد کرنے والا خدا کا دشمن ہے

(۴) دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد   منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۷ خزائن ج ۱۷ ص ۷۸)

تلوار کا جہاد سراسر غلط اور نہایت خطرناک ہے

(۵) ”مسلمانوں میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کے لیے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں۔“ (ستارہ قیصریہ ص ۹ خزائن ج ۱۵ ص ۱۲۰)

قرآن میں جہاد کی ممانعت ہے

(۶) ”قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لیے تلوار مت اٹھاؤ۔“

(ستارہ قیصریہ ص ۹ خزائن ج ۱۵ ص ۱۲۰)

میں جہاد کو ختم کرنے آیا ہوں

(۷) ”میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب اس تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص ۱۵ خزائن ج ۱۷ ص ۱۵)

میرا آنا دینی جنگوں کے خاتمہ کے لیے ہے

(۸) "صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی جب مسیح آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص ۱۵ خزائن ج ۱۷ ص ۱۵)

جہاد منع اور حرام ہے

(۹) لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے اب جنگ اور جہاد حرام اور منع ہے

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۴۰ خزائن ج ۱۷ ص ۸۰)

جہاد کی شدت کم ہوتے ہوتے مرزا قادیانی کے وقت قطعاً موقوف ہو گیا

(۱۰) "جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا۔ اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا۔ اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔"

(حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۱۳ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۳)

ان عبارات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن و حدیث کا ایک حکم منسوخ کیا ہے۔ حدیث میں ہے الجهاد ماض الی یوم القیامة۔ جہاد قیامت تک باقی رہے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بخاری سے بھی استدلال کیا ہے جہاں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کے لیے فرمایا۔ یضع الحرب بعض میں یضع الجزیہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کفار مغلوب ہو جائیں گے اور جو باقی ہوں گے وہ بھی مسلمان ہو جائیں گے جیسے کہ حدیث میں ہے تو جزیہ کافروں سے لیا جاتا ہے۔ اب جب سب لوگ مسلمان ہو جائیں گے تو جزیہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح جب اہل عالم مسلمان ہو جائیں گے تو لڑائی خود بخود ختم ہو جائے گی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے شریعت کا حکم منسوخ کر دینے کا معنی سمجھا۔ یا جان بوجھ کر دھوکہ دیا۔

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نزول کا وقت برطانوی عہد قرار دیا ہے اور وہ بھی قادیان میں مگر مرزا غلام احمد قادیانی کو خبر نہیں کہ آخری زمانہ میں دمشق میں زبردست جنگیں

ہوں گی، جس کی تیاری مہدی علیہ السلام کر رہے ہوں گے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے، ہر درخت آواز دے گا کہ یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ جب تمام مخالف ایمان لے آئیں گے تو لڑائی ختم ہو جائے گی اور جہاد بھی ختم ہو جائے گا۔

(۵) مرزا قادیانی نے جو یہ خونی مہدی اور خونی مسیح کے تصور سے مسلمانوں کو پریشان کیا ہے اور کہا جو پہلے سے شائع تھا لیکن خود مرزا غلام احمد قادیانی کے حوالہ جات میں ہیں کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔ گویا پہلے تھا۔ اب یہ پیغام ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی منسوخ کرنے آئے ہیں۔

اور حوالہ نمبر 1 کے مطابق '' [illegible] '' [illegible] کا وقت ہے جب یہ جنگوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ گویا پہلے سے جتنی جنگیں تھیں اب ختم کر دی گئی ہیں۔ ان حوالوں میں ایک فرق آ رہا ہے کہ جو پہلے کی اور صورت تھا مگر اب جو مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ آج سے دین کے لئے تلوار اٹھانا غلط ہے۔ اب دین کو پھیلانے کے لئے جہاد کا خاتمہ ہے۔ اور یہ مہدی اور خونی مسیح میں جو جہاد ہے یہ ان کا صرف الزام لگاتے ہیں۔ یہ کوئی جوڑ نہیں ہے۔

اور حضور ﷺ نے جو تلوار اٹھائی تھی، وہ ان لوگوں کے خلاف تھی جنھوں نے پہلے مسلمانوں پر ظلم روا رکھا تھا اور جہاد کا یہی مقصد ہے۔

جہاد کے [illegible] پہلے مسلمانوں کے [illegible] بڑا مقصد ہے اور [illegible] اس کی وجہ قرآن نے بیان کی اور [illegible] مسلمانوں کے استحصال کے [illegible] ہے۔ [illegible] ان کے معاملات کو [illegible] آزاد [illegible] ان کے [illegible] حکومت کو [illegible] ۔ [illegible] یہ باتیں مسلمانوں سے پوچھی گئی ہیں۔

آخر میں انگریز نے جہاد کی منسوخی [illegible] قادیانی [illegible] ۔ [illegible] جو [illegible] تھے [illegible] ۔ وہ بھی [illegible] مرزا غلام احمد قادیانی کو [illegible] جنگ [illegible] ہے۔

(۲) دفاعی جنگ ہمیشہ ہوتی ہے [illegible] اسلام [illegible] ہیں۔

(۳) مسلح جنگ [illegible] کی دعوت [illegible] اس وقت بھی ان کی قوت [illegible] کرنے کے لئے دفاعی جنگ ہے۔

(۳) جب دو حکومتوں میں کوئی معاہدہ نہ ہو اور مسلمان خطرہ محسوس کریں تو بھی یہ دونوں فریق جنگ میں ہیں۔

(۴) اگر دو حکومتوں میں معاہدہ ہے تو اگر مسلمان اس کو معتبر سمجھتے ہیں اور خطرہ محسوس کرتے ہیں تو معاہدہ کی خلاف ورزی جائز نہیں۔ اس دشمن کو معاہدہ کی منسوخی کی اطلاع کر دینی چاہیے۔ پھر دونوں حکومتیں ہوشیار رہیں گی۔ اگر مسلمان اپنی بقاء اور اسلامی تبلیغ کی حریت و آزادی کے لیے ضروری تصور کریں تو بے شک اعلان جنگ کر دیں مگر پہلے فسخ معاہدہ کرنا ہوگا۔

یہ تمام باتیں دراصل اپنا دفاع ہیں اور کافر اسلام کی قدرتی کشش اور روز افزوں پھیلاؤ دیکھ کر حسد یا ڈر سے مسلمانوں کی بیخ کنی کے درپے ہوتے تھے۔ مگر مدینہ منورہ کا کرنٹ جب تک باقی تھا اور مسلمان اپنی جانیں محض خدا کے لیے قربان کرتے تھے۔ اس وقت تک اسلام آگے ہی کو جا رہا۔ مگر جب معاملہ برعکس ہوا۔ دوسری طرف ملک کی توسیع ہوئی تو قدرتاً مخالفین نے حملے شروع کیے۔ تمام صلیبی لڑائیاں اسی طرح ہوئیں۔ ربع مسکون کا بڑا حصہ جو مسلمانوں کے زیر نگیں تھا۔ اسی طرح دشمنوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ خدا خدا کر کے اب دوبارہ انفرادی طور سے ہی مگر پھر بھی مسلمانوں نے کروٹ لی ہے اور تقریباً سارے ملک آزاد ہو گئے ہیں۔ خدا کرے اگر ایک خلافت قائم نہیں ہوتی تو نہ سہی مگر سب کا آپس میں معاہدہ اور تعاون رہے تو پھر بھی غنیمت ہوگا۔

یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کی تبلیغ کے لیے تلوار اٹھائی یا کسی کو جبراً مسلمان کیا۔ لیکن ضروری دفاع اور اپنی بقاء کے لیے اللہ تعالیٰ نے کسی حیوان کو پنجے دیئے تو کسی کو سینگ، کسی کو ڈاڑھیں کسی کو ڈنک بھی دے دیئے ہیں۔ اگر مرزائی یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان خرگوش بن کر بھاگتے ہی رہیں تو یہ مذہب ان کو مبارک ہو۔ ہم جہاد اور جہادی قوت کو اسلام اور مسلمانوں کی بقاء کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔ اور یہی اسلام کا حکم ہے۔

مرزائی وہم کا جواب

اگر کوئی مرزائی یہ کہے کہ دراصل جہاد کی ضرورت نہ تھی اس لیے مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کو حرام کیا تو یہ قطعاً غلط ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی اس قدر تعریفیں اور خوشامد کی ہیں کہ اس سے بڑھ کر کوئی ٹوڈی نہیں کر سکتا۔ مگر یہ سب تعریف و توصیف اور وفاداری محض اس لیے تھی کہ انگریزوں کی سرپرستی اور پہرے میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کفریات خوب پھیلاتے اور روپیہ کماتے رہے۔ دنیا انگریز کے زمانہ میں کسی کو

یہ طاقت تھی کہ وہ زنا پر یہودی کی شرعی سزا جاری کرتا۔ اور کیا انگریزی حکومت پوری دنیا کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ نہیں توڑ رہی تھی؟ اور کیا فارورڈ پالیسی کے تحت سرحد کی مسجدیں اور عورتیں، بچوں کو شہید نہیں کر رہی تھی۔ کیا جب تم پر انگریز نے احسان کیا تو اس کو اجازت ہونی چاہیے کہ وہ قسطنطنیہ میں داخل ہو کر عراق پر قبضہ کرے۔ وہ یا اس کے حلیف مسلمان بچوں اور عورتوں کو قتل کرے اور اس کے حلیف یونانی سمرنا میں مسلمان عورتوں کی چھاتیاں کاٹیں اور مستقل شہر پر قبضہ کر کے انقرہ پر چڑھائی کی تیاریاں کریں تاکہ ترکوں کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ کیا انگریزوں کو مرزا غلام احمد قادیانی پر احسان کرنے کے عوض ہم اجازت دیں کہ وہ دنیا بھر سے یہود کو جمع کر کے فلسطین میں بسائے اور عربوں کے سینے پر مونگ دلے۔ کیا عدن و یمن کی جنگ آزادی ظلم تھا۔ کیا نہر سویز کو واپس لینا ظلم تھا؟ کیا موپلہ قوم کو انگریزوں نے زمانہ خلافت میں سارے ہندوستان کی جیلوں میں تقسیم کر کے پھانسیاں دے کر ظلم نہیں کیا؟

دوسرا واہمہ

مرزائی دوسرا واہمہ یہ پیش کرتے ہیں کہ بعض دوسروں نے بھی جہاد کے بارے میں یا انگریز سے جنگ نہ کرنے کے بارہ میں یوں کہا ...... اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ کسی کا انفرادی قول ہو سکتا ہے مستقل کسی مسلمان فرقے نے یہ فیصلہ نہیں کیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر کسی نے الا ان تتقوا منهم تقٰة کے تحت صرف اپنے بچاؤ کے لیے کیا ہے تو اس کی حیثیت اور ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے بحوالہ عبارت نمبر ۲ صاف صاف نہیں لکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جہاد میں بڑی شدت تھی۔ سرور عالم ﷺ نے اس میں بہت سی نرمی کی بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کے قتل سے روک دیا اور مسیح (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کے وقت بالکل ہی موقوف ہو گیا۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی انگریز کے لیے اسلام کا مسئلہ جہاد بالکل ختم کرنا چاہتا تھا۔ جو فرض ہے کبھی تو فرض عین اور کبھی فرض کفایہ۔

۳۔۔۔۔ مرزا قادیانی نے انگریزی نبی بن کر فتوی دیا۔ نبوت کے نام سے بلکہ عیسیٰ ابن مریم کے نام سے مسلمانوں کو دھوکا دینے والے کو دوسروں پر قیاس کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

۴ بعض فتوے جو انگریز سے جہاد کرنے کے خلاف ہیں وہ کوئی اعتباری نہیں ہیں ان کی مثال مرزا قادیانی اور چوہدری ظفر اللہ ہیں۔

۵..... پھر فتویٰ دینے والوں نے صرف مسلط حکومت کے بارہ میں فتویٰ دیا ہے۔ جہاد کو حرام یا موقوف نہیں کیا۔ (ان میں بڑا فرق ہے)

ایک خاص دجل

مرزائیوں اور ان کے نمائندوں نے مسئلہ جہاد اور اسلام بالجبر کو ملا کر غلط طور پر غلط بحث کیا ہے۔ کیا آج یہود اور شام کی جنگ جہاد نہیں۔ کیا اس میں مسلمان ظلم کر رہے ہیں۔ کیا خدانخواستہ اگر دمشق میں عظیم نقصان ہو جائے اور مسلمانوں کی باگ ڈور کوئی اللہ والا سنبھال کر تمام مشرق وسطیٰ کو دوبارہ منظم کر دے۔ پھر یہودی کوئی بڑی طاقت مقابلہ کے لیے آ جائے تو یہ غلط ہوگا کہ حضرت مسیح ابن مریم ہمارے اجماعی عقیدے کے مطابق نازل ہو کر اس یہودی طاقت کو تہس نہس کر دیں۔

کیا عالم عرب و اسرائیل جنگ میں عرب لیڈروں کو خونی لیڈر کہہ سکتے ہیں کیا یہ جنگ عرب اس لیے لڑ رہے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کو جبراً مسلمان کر دیں۔ اگر یہ جنگ جائز ہے تو اس کی امداد بھی جائز ہے اور کمزوری کی صورت میں فرض ہے۔ کیا مرزائی ابھی تک نہیں سمجھے کہ مشرق وسطیٰ میں یہود نے مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر کتنے انسانیت سوز مظالم ڈھائے ہیں۔

انگریز سے وفاداری

عنوان بالا کے تحت مرزا کی بارگاہ ملکہ و سرکار انگریز میں عاجزی و انکساری کے چند حوالے ملاحظہ کیے جائیں۔ کیا یہ شان نبوت ہے؟

عالی جناب قیصرۂ ہند ملکہ معظمہ دام اقبالہا

"اور یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گزاری ہے کہ جو عالی جناب قیصرۂ ہند ملکہ معظمہ والیٔ انگلستان و ہند دام اقبالہا بالقابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوبلی شصت سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا۔ مبارک۔ مبارک۔" (تحفہ قیصریہ ص ا خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۳)

میری جماعت کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے

"بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ ایک سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعویٰ سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لیے ایک وفادار فوج ہے جن کا ظاہر و

باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔" (تحفہ قیصریہ ص ۱۲ خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۴)

اے ہماری ملکہ! تجھ پر بے شمار برکتیں نازل ہوں

"اے ہماری ملکہ معظمہ تیرے پر بے شمار برکتیں نازل ہوں۔ خدا تیرے وہ تمام فکر دور کرے جو دل میں ہیں۔ جس طرح ہو سکے اس سفارت کو قبول کر۔"

(تحفہ قیصریہ ص ۲۵ خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۷)

ہماری قیصرۂ ہند دام اقبالہا

"ان واقعات پر نظر ڈالنے سے نہایت آرزو سے دل چاہتا ہے کہ ہماری قیصرۂ ہند دام اقبالہا بھی قیصر روم کی طرح ...." (تحفہ قیصریہ ص ۲۷ خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۹)

اے قادر و کریم ہماری ملکہ کو خوش رکھ

"اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسے کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔" (تحفہ قیصریہ ص ۳۲ خزائن ج ۱۲ ص ۲۸۴)

میرے والد انگریزی سرکار کے دل سے خیر خواہ تھے

"اور میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے۔ اور سرکار انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء (یعنی جہاد آزادی) میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگ جو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔" (تحفہ قیصریہ ص ۱۸ خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۰)

خدا کا حکم ہے کہ اس گورنمنٹ کے لیے دعا میں مشغول رہوں

"بلکہ خدا سے مامور ہوں کہ جس گورنمنٹ کے سایہ عطوفت کے نیچے میں امن کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہوں اس کے لیے دعا میں مشغول ہوں۔ اور اس کے احسانات کا شکر کروں اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھوں۔" (تحفہ قیصریہ ص ۱۲ خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۴)

ملکہ کے لیے دل اور وجود کے ذرہ ذرہ سے دعا

"اس موقعہ جوبلی پر جناب ملکہ معظمہ کے ان متواتر احسانات کو یاد کر کے جو ہماری جان و مال اور آبرو کے شامل حال ہیں یہ ہدیہ شکر گزاری پیش کرتا ہوں اور وہ ہدیہ دعائے سلامتی

"وہ دل ملکہ معظمہ وہ ہے جو دل سے اور وجود کے ذرہ ذرہ سے نکلتی ہے۔"

(تحفہ قیصریہ ص ۱۰ خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۲)

ملکہ معظمہ کی اقبال وسلامتی کے لیے ہماری روحیں سجدہ کرتی ہیں

"ہماری روحیں تیرے اقبال اور سلامتی کے لیے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔"

(تحفہ قیصریہ ص ۱۳ خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۹)

ملکہ کا وجود ملک کے لیے خدا کا بڑا فضل ہے

"خدا تجھے ان نیکیوں کی بہت بہت جزا دے جو تجھ سے اور تیری بابرکت سلطنت سے اور تیرے امن پسند حکام سے ہمیں پہنچی ہے۔ ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لیے خدا کا بڑا فضل سمجھتے ہیں۔"

(تحفہ قیصریہ ص ۱۰ خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۶)

شکر کے لیے الفاظ نہ ملنے پر ہمیں شرمندگی ہے

"اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے ہیں۔ ہر ایک دعا جو ایک سچا شکر گزار تیرے لیے کر سکتا ہے۔ ہماری طرف سے تیرے حق میں قبول ہو۔"

(تحفہ قیصریہ ص ۱۰ خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۹)

خدا نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ
محسن گورنمنٹ برطانیہ کی سچی اطاعت کی جائے

"سو خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکر گزاری کی جائے۔"

(تحفہ قیصریہ ص ۱۱ خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۳)

گورنمنٹ کی سچی اطاعت کے لیے تصانیف

"سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عملدرآمد کرانے کے لیے بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف کیں۔"

(تحفہ قیصریہ ص ۱۱ خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۳)

گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت خیال جہاد بھی ظلم اور بغاوت ہے

"پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔" (تحفہ قیصریہ ص ۱۲ خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۴)

ملکہ سے وفاداری پر عظیم الشان خوشی

"اس خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھایا کہ ہم نے اپنی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی شصت سالہ جوبلی کو دیکھا۔ جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کا اندازہ کر سکتا ہے؟ ہماری محسن قیصرہ مبارکہ کو ہماری طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مبارکباد پہنچے۔ خدا ملکہ معظمہ کو ہمیشہ خوش رکھے۔"

(تحفہ قیصریہ ص ۲ خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۴)

مرزا غلام احمد قادیانی کی کلمہ شاہانہ کے لیے تڑپ

اور دربار انگریزیہ میں انتہائی عاجزانہ وفاداری

"مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو۔ اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے۔ جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں۔ لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کر رہا ہوں۔" (حوالہ ستارہ قیصریہ ص ۲ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

حکومت انگریزی کے قیام سے میرے والد کو جواہرات کا خزانہ مل گیا

"اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی آمد سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا ہو۔"

(ستارہ قیصریہ ص ۳ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۳)

میرے والد سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جاں نثار تھے

"اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جاں نثار تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ایام

غدر ۱۸۵۷ء (یعنی جہاد آزادی) میں پچاس گھوڑے مع سواران بہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیے تھے اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لیے مستعد رہے کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس گورنمنٹ (برطانیہ) کو مدد دیں۔"

(ستارہ قیصریہ ص ۴ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

مرزا غلام احمد قادیانی نے سرکار انگریزی کی خدمت کے لیے پچاس ہزار کے قریب کتابیں، رسائل اور اشتہارات لکھے

"اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔"

(ستارہ قیصریہ ص ۴، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

گورنمنٹ برطانیہ کی سچی اطاعت ہر مسلمان کا فرض ہے

"لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ (برطانیہ) کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکرگزار اور دعاگو رہے۔"

(ستارہ قیصریہ ص ۴ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

ممالک اسلامیہ میں انگریزی وفاداری کی اشاعت

"اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔" (ستارہ قیصریہ ص ۴ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

میری کوشش سے لاکھوں مسلمانوں نے جہاد کے غلط خیالات چھوڑ دیے

"جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہ سکا۔" (ستارہ قیصریہ ص ۴ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں

"میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الٰہی اس

مبارک قیصرہ ہند دام ملکہا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کرے۔"

(ستارہ قیصریہ ص ۴ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

عالی شان جناب ملکہ معظمہ کی عالی خدمت میں

"اور میں اپنی عالی شان جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کے لیے بھی مامور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور دیگر ممالک میں قائم کیا ہے تا کہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔" (ستارہ قیصریہ ص ۵ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۵)

غیب سے اور آسمان سے روحانی انتظام

"اس نے آسمان سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ مبارکہ کے دلی مقصد کو پورا کرنے کے لیے جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلائق اور رفع فساد اور تہذیب اخلاق اور وحشیانہ حالتوں کا دور کرنا ہے۔ اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے اور آسمان سے کوئی ایسا روحانی انتظام قائم کرے جو حضور ملکہ معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے۔ اور جس امن اور عافیت اور صلح کاری کے باغ کو آپ لگانا چاہتی ہیں۔ آسمانی آبپاشی سے اس میں امداد فرماوے۔" (ستارہ قیصریہ ص ۵ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۵، ۱۱۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح موعود بننے کا مقصد

"سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا ہے۔ تا میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصرہ میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں۔ اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا اور اپنا مسیح بنایا۔ وہ ملکہ معظمہ کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے۔" (ستارہ قیصریہ ص ۵ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۶)

ملکہ کے نور کی کشش

"سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔ اے مبارک اور با اقبال ملکہ زمان جن کتابوں

میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں صریح تیرے پر امن عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں۔" (بحوالہ ستارہ قیصریہ ص ۶ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۷)

ہماری پیاری قیصرہ ہند

"سو اے ہماری پیاری قیصرہ ہند خدا تجھے دیر گاہ تک سلامت رکھے۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی قیصر روم سے کم نہیں۔ بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ اس سے بہت زیادہ ہے۔" (ستارہ قیصریہ ص ۷ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۸)

مرزا غلام احمد قادیانی کی بعثت ملکہ وکٹوریہ کی برکت سے ہوئی

"سو یہ مسیح موعود دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا نتیجہ ہے۔" (ستارہ قیصریہ ص ۸ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۸)

خدا کا ہاتھ ملکہ وکٹوریہ کی تائید کر رہا ہے

"تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔"

(ستارہ قیصریہ ص ۸ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۹)

تیری سلطنت کے ناقدر شریر اور بدذات ہیں

"تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اٹھ رہے ہیں تا تمام ملک کو رشک بہار بنادیں۔ شریر ہیں وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کی قدر نہیں کرتا اور بدذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔" (ستارہ قیصریہ ص ۹ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۹)

مرزا غلام احمد قادیانی کی ملکہ وکٹوریہ سے دلی محبت

"چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے اس لیے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں اور میرے دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لیے اور آب رواں کی طرح جاری ہیں۔" (ستارہ قیصریہ ص ۹ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۹)

اے بابرکت قیصرۂ ہند جس ملک پر تیری نگاہ اس پر خدا کی نگاہ

"اے بابرکت قیصرۂ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔" (ستارہ قیصریہ ص۹ خزائن ج۱۵ ص۱۲۰)

خدا نے مرزا کو ملکہ کی پاک نیتوں کی تحریک سے بھیجا ہے

"تیری ہی (ملکہ ہند) پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ تا کہ پرہیزگاری اور نیک اخلاقی اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔"

(ستارہ قیصریہ ص۹ خزائن ج۱۵ ص۱۲۰)

ملکہ کی خدمت پورے طور سے اخلاص، اطاعت اور شکر گزاری کے جوش کو ادا نہیں کر سکے

"اب میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس عریضہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں یہ جوش تھا کہ میں اپنے اخلاص اور اطاعت اور شکر گزاری کو حضور قیصرۂ ہند دام ملکہا میں عرض کروں۔ پورے طور پر میں اس جوش کو ادا نہیں کر سکا۔ بلکہ ناچار دعا سے ختم کرتا ہوں...... وہ (اللہ تعالیٰ) آسمان پر سے اس محسنہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو ہماری طرف سے نیک جزا دے۔" (ستارہ قیصریہ ص۱۴ خزائن ج۱۵ ص۱۲۵)

گورنمنٹ برطانیہ کے مخالف، چور، قزاق اور حرامی ہیں

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن (گورنمنٹ برطانیہ) کی بدخواہی کرنا حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔" (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص۳)

اسلام کے دو حصے ہیں دوسرا حصہ گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت

"میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔"

(گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص۳۔ ملحقہ شہادۃ القرآن ص۲۔ خزائن ج۶ ص۳۸۰)

میں نے ابتداء سے آج تک گورنمنٹ برطانیہ کی بے نظیر خدمت کی ہے

میں نے اپنی قلم سے گورنمنٹ کی خیر خواہی میں ابتداء سے آج تک وہ کام کیا ہے جس کی نظیر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ایک بھی نہیں ہوگی۔" (انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ۶۸)

گورنمنٹ برطانیہ کی مخالفت سخت بدذاتی ہے

"اور میں نے ہزارہا روپیہ کے صرف سے کتابیں تالیف کر کے ان میں جابجا اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی چاہیے اور رعایا ہو کر بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا نہایت درجہ کی بدذاتی ہے۔" (انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ۶۸)

مرزا قادیانی اور ملکہ انگلستان

آپ حوالہ جات مذکورہ کو بار بار پڑھیں اور انصاف سے کہیں کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کی پوری روحانیت مجھ میں اتر آئی ہے اور کبھی کہتا ہے کہ میں محمد ﷺ ہوں، میں نبی اور رسول ہوں۔ پھر یہ کافر حکومت کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملائے اور بار بار ملکہ لندن کے لیے دعائیں کرے اور دوام اقبال کہے کہ اس کی زبان خشک ہو جاتے اور آرزو کرے کہ ایک لفظ شاہانہ ملکہ اس کو لکھ کر بھیج دے۔ اپنے خود کے نزول کو ملکہ نورانی عہد کی کشش قرار دے۔ انگریز کی حکومت کو خدا کی رحمت کہے اور تمام ملکوں میں اس کی خیر خواہی کے لیے اشتہارات بھیجے۔ کتنے افسوس اور شرم کی بات ہے۔ ایسے آدمی کو عام لوگ انگریز کا ٹوڈی کہتے ہیں۔ کاش کہ یہ آپ کو مسلمان کہہ کر مسلمانوں کو ذلیل و رسوا نہ کرتا۔ ناظرین ان عبارتوں کو پڑھ کر خود سوچیں اور عبرت حاصل کریں۔ کیا خدا کے پیغمبر ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

پہلا مسئلہ..... حیات مسیح علیہ السلام

ناظرین کرام . . . جیسا کہ ہم نے دو مسئلے کے زیر عنوان لکھا تھا کہ مرزا ناصر احمد کے بیان کے بعد اب ساری بحث ان دو مسئلوں پر ہوگی۔ (۱) آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں یا زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آخری زمانہ میں دوبارہ نازل ہوں گے۔ (۲) اگر بالفرض وہ فوت ہو چکے ہیں تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی وہی آنے والا مسیح ابن مریم ہو سکتا ہے

جس کی خبر سینکڑوں حدیثوں میں موجود ہے۔

چنانچہ مسئلہ نمبر ۲ پر کافی بحث کر دی گئی جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی قطعاً آنے والا مسیح تو نہیں بلکہ وہ مسلمان بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ اب ہم مسئلہ نمبر ۱ یعنی حیات عیسیٰ علیہ السلام پر بحث کرتے ہیں۔

اسلامی عقائد اور موجودہ سائنس

پہلے پہل جو سائنس کا چرچا ہوا اور انگریزوں کی غلامی کا طوق بھی گردنوں میں تھا اور ہر ایرے غیرے کو سائنس کے نام سے اسلامی عقائد پر اعتراض کر کے اپنے کو روشن خیال ثابت کرنے کا شوق تھا، اس وقت قیامت کے دن ہاتھ پاؤں کی گواہی بھی قابل اعتراض سمجھی جاتی تھی۔ دور سے سننا بھی سمجھ میں نہ آتا تھا، وزن اعمال پر بھی بحث تھی، جسم کے ساتھ معراج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے انکار تھا، اور ان کے معجزات مردوں کو زندہ اور بیماروں کو اچھا کرنے پر بھی اعتراض تھا۔ حتیٰ کہ آسمانوں اور فرشتوں کا وجود بھی محل نظر سمجھا جاتا تھا۔ مگر جوں جوں جدید فلسفے نے ترقی کی تمام شبہات خود بخود دور ہوتے چلے گئے۔ گراموفون کی سوئی اور پلیٹ نے جو انسانی دماغ کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کی گواہی کو سمجھا دیا جس کا لوہے کی سوئی سے زیادہ انسانی دماغ سے تعلق ہے۔ ریڈیو کی ایجاد نے بھی بہت سے مسائل حل کر دیئے۔ فلموں نے تمام انسانی اعمال کے محفوظ ہونے کا مسئلہ بھی سمجھا دیا۔ ڈاکٹروں نے مردہ مینڈک کو زندہ کر کے بھی اپنا کمال دکھایا۔ چاند پر جانے اور مریخ کو راکٹ پہنچانے نے، اوپر جانے کی بات بھی سمجھا دی۔

ایسے ایسے اجرام (جسموں) کے ثبوت نے جو ہم سے اربوں کھربوں میل سے بھی زیادہ دور ہیں اور تمام کے تمام باقاعدہ حرکت کرتے اور مقررہ راستوں پر چلتے اور باہم ٹکراتے بھی نہیں۔ نے تمام ان باتوں کو معقول ثابت کر دیا جو غیر معقول معلوم ہو رہی تھیں اور ذرہ بے مقدار کے تجربے سے روشنی، کڑک اور حرارت کی زبردست پیدائش نے تو طاقت کا معیار ہی بدل دیا۔ ہوائی جہاز کی اڑان نے تخت سلیمانی علیہ السلام کا مسئلہ بھی حل کر دیا۔ اس دریافت نے کہ درخت ہواؤں سے آکسیجن جدا کر کے اپنی غذا بناتے ہیں۔ ہواؤں اور عنصر کے جدا کرنے اور ملانے کا فلسفہ بلکہ تجربہ بھی بتا دیا۔ غرضیکہ ایک ناچیز انسان کی مادی توجہات سے وہ وہ کام دیکھے گئے جن کو سو سال پہلے کوئی نہ مانتا۔ حالانکہ یہ تمام امور مادیات سے تعلق رکھتے ہیں اور روحانیات سے تعلق رکھنے والی بجلی کا یہ عالم ہے کہ لوہے کی بیس ہزار مکمل موٹی چادر سے وہ آنی

کی آن میں گزر سکتی ہے اور روشنی جو اجسام سے تعلق رکھتی ہے وہ منٹوں میں کروڑوں میل کی رفتار سے چلتی ہے۔ اب آپ اس خدائے برتر کی طاقت کا کیا اندازہ لگا سکتے ہیں جس نے ان سب میں یہ قوتیں رکھی ہیں پھر ان قوتوں کو صرف دریافت کیا گیا ہے ان کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں ہو سکتی۔ پھر جو رسول اس خدائے برتر سے سن کر اور معلوم کر کے فرماتے ہیں۔ ان کی بات میں شبہ کرنا کسی صحیح الفطرت آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔

دراصل پہلے کسی کام کا امکان دیکھا جائے آیا ایسا ہونا ممکن ہے۔ اگر ممکن ہے تو پھر پاک اور سچے پیغمبروں کی اطلاع پر یقین کیوں نہ کیا جائے جو لاکھ سے زیادہ ہو کر بھی سب متفق ہیں۔

بحث حیات مسیح علیہ السلام کی حیثیت

لہٰذا اب بحث صرف اس بات پر کرنی ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ نے اس بارہ میں کیا فرمایا۔ اس میں تو بحث ہی نہیں رہتی کہ یہ ہو سکتا ہے یا نہیں اور ہم کو بحیثیت مسلمان ہونے کے اس بات کو دیکھنا ہے کہ آیا قرآن و حدیث نے یہ بتایا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودی سولی دے رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھا کر آسمان پر لے جا کر بچا لیا اور قرب قیامت کو پھر نازل کر کے یہود و نصاریٰ کو راہ راست پر لائیں گے اور اسلام کو ساری دنیا میں پھیلائیں گے۔ اگر قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہو جائے تو پھر بحیثیت مسلمان کے انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ جھوٹے لوگ جو مسیح کے دعوے دار آتے ہیں یا آئے ہیں سب کذاب اور جھوٹے ثابت ہو جائیں گے۔

مسئلے کے دو پہلو

اس مسئلے کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت مسیح ابن مریمؑ آسمان کو اٹھائے گئے، دوسرا یہ کہ وہ نازل ہونے والے ہیں۔ نزول رفع جسمانی کی فرع ہے اگر نزول ثابت ہو جائے تو یہ بات خود بخود ثابت ہو جاتی ہے کہ وہ جسم سمیت آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور رفع ثابت ہو جائے تو نزول و صعود یا انتقال زیادہ واضح ہو جاتے ہیں۔

قرآن پاک کی تفسیر کے چند اصول، مسلمہ قادیانی

(۱) ''قرآن شریف کے وہ معانی و مطالب سب سے زیادہ قابل قبول ہوں گے جن کی تائید قرآن شریف ہی (گویا شواہد قرآنی) میں دوسری آیات سے ہوتی ہے۔''

{برکات الدعاء ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸}

(۲) رسول اللہ ﷺ کی کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو پھر اس کا نمبر ہے۔ اس لیے کہ قرآن پاک آپ پر نازل ہوا اور آپ ہی اس کے معانی بہتر جانتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی (برکات الدعا ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸) میں اس کو تسلیم کیا ہے۔

(۳) تیسرے نمبر پر صحابہ کرامؓ کی تفسیر ہے کیونکہ یہ حضرات علم نبوت کے پہلے وارث تھے۔ اس کو بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے (برکات الدعا ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸) میں تسلیم کیا ہے۔

(۴) پاک آدمی کا دل بھی خود اپنا نفس مطہرہ بھی سچائی کی پرکھ کے لیے اچھا معیار ہوتا ہے۔
(برکات الدعا ص ۱۹، خزائن ج ۶ ص ۱۹)

(۵) اس کی تائید مرزا غلام احمد قادیانی کے مندرجہ ذیل اقوال سے بھی ہوتی ہے۔

(i) ہر صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندے کو پیدا کرتا رہے گا کہ اس کے دین کی تجدید کرے گا۔ (فتح الاسلام ص ۹، خزائن ج ۳ ص ۹)

(ii) (شہادۃ القرآن ص ۴۸، خزائن ج ۶ ص ۳۴۴) میں ہے "مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں۔"

اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ نصوص کو ظاہر پر حمل کیا جائے۔ اس کو مرزا غلام احمد قادیانی نے تسلیم کیا ہے۔ (ازالہ حصہ دوم ص ۵۴۱، خزائن ج ۳ ص ۳۹۰)

(۶) جس حدیث میں قسم ہو اس میں تاویل اور استثناء ناجائز ہے مرزا غلام احمد قادیانی بھی (حمامۃ البشریٰ ص ۱۴، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲) میں لکھتے ہیں۔

والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاہر لا تاویل فیہ ولا استثناء والا فای فائدۃ فی ذکر القسم۔ "اور قسم کی حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اس حدیث کے ظاہری معنی ہی قابل قبول ہیں۔ کوئی تاویل اور استثناء نہیں ہوتی ورنہ قسم کھانے میں کیا فائدہ تھا۔"

(۷) "مومن کا یہ کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔"
(ازالہ اوہام ص ۳۲۸، خزائن ج ۳ ص ۲۶۷)

یہ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ جس نے قرآن پاک میں اپنی رائے کو دخل دیا تو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے اور بعض روایات میں ہے کہ اس نے ٹھیک بھی کیا۔ تو بھی غلطی کی۔

بہرحال قرآن پاک کی تفسیر وہی معتبر ہوگی جو خود قرآن کی کسی دوسری آیت سے ہو

پھر یہ تفسیر قابل اعتماد ہو گی جو خود سرور کائنات ﷺ نے بیان فرمائی ہو۔ تیسرا نمبر صحابہؓ کا ہے جنہوں نے اپنے علوم براہ راست آنحضرت ﷺ سے حاصل کیے ہیں۔ اس کے بعد ان حضرات کی تفسیر کا نمبر ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کے تازہ کرنے کے لیے، بعد ہر صدی میں پیدا کیا ہے۔ ان چار باتوں کے سوا جو تفسیر اپنی رائے سے کی جائے گی یہ قطعاً جائز نہیں نہ مومن کا کام ہے۔ اور اگر کسی آیت یا حدیث میں قسم کے الفاظ ہوں تو ان کو تاویل و استثناء کے بغیر ظاہری معنوں پر حمل کیا جائے گا۔

(۸) انجیل برنباس نہایت معتبر انجیل ہے۔ (سرمہ چشم آریہ ص ۲۳۳ خزائن ج ۲ ص ۲۸۹)

ان اصولوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ ان کو مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے جس کے حوالے ہم نے بتا دیئے ہیں۔

تیرہ صدیوں کے مجددین کی مسلمہ فہرست

ایک کتاب ہے ''عسل مصفیٰ'' جس کو خدا بخش مرزائی نے لکھا ہے۔ یہ کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کو سنائی گئی، اس پر مرزائیوں کے خلیفہ دوم اور محمد علی لاہوری کی تصدیق و تقریظ درج ہے اس نے تیرہ صدیوں کے مجددین شمار کیے ہیں جو تقریباً اسی ہیں۔ ہم ان میں مشہور تیس حضرات کے نام لکھتے ہیں۔

(۱) امام شافعی مجدد صدی دوم
(۲) امام احمد بن حنبل مجدد صدی دوم
(۳) ابو جعفر طحاوی مجدد صدی سوم
(۴) ابو عبد الرحمن نسائی مجدد صدی سوم
(۵) حافظ ابو نعیم مجدد صدی سوم
(۶) امام حاکم نیشاپوری مجدد صدی چہارم
(۷) امام بیہقی مجدد صدی چہارم
(۸) امام غزالی مجدد صدی پنجم
(۹) امام فخر الدین رازی مجدد صدی ششم
(۱۰) امام مفسر ابن کثیر مجدد صدی ششم
(۱۱) حضرت شہاب الدین سہروردی مجدد صدی ششم

(۱۲) امام ابن جوزی مجدد صدی ششم

(۱۳) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی مجدد صدی ششم

(۱۴) امام ابن تیمیہ حنبلی مجدد صدی ہفتم

(۱۵) حضرت خواجہ معین الدین چشتی مجدد صدی ہفتم

(۱۶) حافظ ابن قیم جوزی مجدد صدی ہشتم

(۱۷) حافظ ابن حجر عسقلانی مجدد صدی ہشتم

(۱۸) امام جلال الدین سیوطی مجدد صدی نہم

(۱۹) ملا علی قاری مجدد صدی دہم

(۲۰) محمد طاہر گجراتی مجدد صدی دہم

(۲۱) عالمگیر اورنگزیب مجدد صدی یازدہم

(۲۲) شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی مجدد صدی یازدہم

(۲۳) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی مجدد صدی دوازدہم

(۲۴) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مجدد صدی دوازدہم

(۲۵) امام شوکانی مجدد صدی دوازدہم

(۲۶) شاہ عبدالعزیز دہلوی مجدد صدی دوازدہم

(۲۷) شاہ رفیع الدین مجدد صدی دوازدہم

(۲۸) مولانا محمد اسماعیل شہید مجدد صدی سیزدہم

(۲۹) شاہ عبدالقادر مجددی مجدد صدی سیزدہم

(۳۰) سید احمد بریلوی مجدد صدی سیزدہم

(فصل مصطفیٰ، ج ۱، ص ۱۹۲ تا ۱۶۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عقائد

یہودیوں کا عقیدہ

یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ہم نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی دے کر قتل کر دیا ہے۔ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی۔ پھر بادشاہ سے کہہ کر ان کے خلاف حکم جاری کر دیا اور پولیس کے ذریعے ان کو اپنے خیال کے مطابق سولی پر چڑھا کر قتل کر دیا۔ قرآن

پاک نے اس کی سختی سے تردید کی بلکہ ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ ان پر لعنت کی۔ اور ظاہر ہے کہ یہود کا دعویٰ یہی تھا کہ ہم نے سولی کے ذریعے ان کو قتل کر دیا ہے۔

عیسائیوں کا عقیدہ

عیسائیوں نے خود تو دیکھا نہ تھا۔ جو اس موقع پر موجود نہ تھے۔ یہودیوں کے کہنے سے انہوں نے بھی یہ مان لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے قتل کر ڈالا۔ پھر کفارے کا عقیدہ گھڑ لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ساری امت اور مخلوق کی نجات کے لیے اپنی قربانی دے دی۔ سب کی طرف سے وہی کفارہ ہو گئے۔

بعض عیسائی کہتے ہیں

البتہ بعض عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر زندہ ہو کر آسمان پر تشریف لے گئے۔

مسلمانوں کا عقیدہ

اس مسئلہ میں مسلمانوں کا عقیدہ وہی ہے جو قرآن پاک نے بیان کیا ہے۔ قرآن پاک اپنے پاک پیغمبروں کے بارہ میں تہمتوں اور غلط بیانیوں کی اصلاح فرما دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا تعالیٰ کا بیٹا ہونے کی تردید اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کے خدا ہونے کی تردید فرما دی۔ عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث (تین خدا مل کر ایک خدا ہونے) کی تردید بھی کر دی۔ اور حضرت مریم علیہا السلام کو صدیقہ کہہ کر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ بیان کر کے کہ یہ فرشتے کی پھونک مارنے سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کی صفائی بیان کی۔ قرآن جو صحیح فیصلے کرنے اور اختلافات میں حق کا اعلان کرنے آیا تھا۔ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں یہود و نصاریٰ کے عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے قتل اور سولی کی نفی کر دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لینے کا اعلان فرما دیا۔ اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ تمام یہودیوں اور نصرانیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لانا ہو گا۔ اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ یہود نے بھی ایک تدبیر کی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے کر قتل کر دیں اور ہم نے بھی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب مدبروں سے بڑھ کر بہترین تدبیر کرنے والے ہیں۔ یہی

مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ ساڑھے تیرہ سو سال سے مسلمان بھی کہتے لکھتے اور مانتے چلے آئے ہیں کہ یہود نے سولی دینی چاہی۔ مگر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرشتوں کے ذریعے آسمان پر اٹھا لے گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل پر یعنی باتوں اور صورت میں ایک ایسے شخص کو کر ڈالا جس نے حواری ہو کر غداری کی اور اپنی طرف سے پولیس کو لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوانا چاہا۔ جب پولیس آئی تو اسی شخص کو گرفتار کر کے سولی دے دی۔ جس کی شکل و صورت اور باتیں ہو بہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہو چکی تھیں۔ اس طرح یہودیوں کی تدبیر دھری کی دھری رہ گئی۔ غدار کو بھی سزا مل گئی اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر غالب آئی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے درمیان سے اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ یہی فیصلہ قرآن پاک نے دیا اور اسی پر مسلمانوں کا ایمان ہے۔ اور سینکڑوں حدیثوں میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم دوبارہ زمین پر آسمان سے نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے۔ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا اور اسی وجہ سے لڑائی ختم ہو جائے گی اور اسی وجہ سے کسی سے جزیہ (غیر مسلموں کا ٹیکس) نہ لیا جائے گا ۴۵ برس تک وہ زندہ رہیں گے حج کریں گے، شادی کریں گے۔ پھر وفات ہوگی اور حضور ﷺ کے روضہ پاک میں دفن ہوں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ

مرزا قادیانی نے نہ مسلمانوں کے عقیدے کو صحیح قرار دیا نہ یہود و نصاریٰ کی بات کو درست مانا، بلکہ اس نے چونکہ خود آنے والا مسیح ابن مریم بننا تھا۔ اس لیے پہلے تو یہ کہا کہ اصلی عیسیٰ بن مریم فوت ہو چکے ہیں اور فوت شدہ کوئی آدمی دنیا میں دوبارہ نہیں آ سکتا۔ اس لیے آنے والا مسیح ابن مریم میں ہوں اور اپنی طرف سے مسیح موعود کی اصطلاح گھڑ لی۔ حالانکہ تمام پرانی کتابوں میں مسیح ابن مریم یا عیسیٰ ابن مریم مذکور ہے۔ مسیح موعود کا لفظ کہیں نہیں ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ یہودی قتل تو نہیں کر سکے مگر سولی پر عیسیٰ علیہ السلام کو ضرور چڑھا دیا۔ ان کو گرفتار کیا۔ ان کے منہ پر تھوکا، ان کے منہ پر طمانچے مارے، ان کا مذاق اڑایا اور سولی پر چڑھا دیا۔ ان کے جسم میں میخیں ٹھونکیں اور ان کو مار کر اپنی طرف سے مرا ہوا سمجھ کر سولی سے اتار لیا۔ مگر دراصل اس میں ابھی رمق باقی تھی۔ مرہم لگائے گئے۔ خفیہ علاج کیا گیا اور اچھے ہو کر وہ وہاں سے چپکے سے نکل گئے اور والدہ سمیت کہیں چلے گئے۔ جاتے جاتے وہ افغانستان پہنچے۔ وہاں سے پنجاب آئے۔ پھر کشمیر چلے گئے اور سری نگر میں دن گزارے وہیں مر گئے ان کی قبر بھی وہیں ہے۔

اور آنے والا مسیح ابن مریم میں ہوں اور آ گیا ہوں۔ مجھ پر ایمان لے آؤ۔ میں کہتا ہوں انگریز سے جہاد حرام ہے۔ اس کی اطاعت آدھا اسلام ہے ۱۸۵۷ء کا جہاد غنڈوں کا کام تھا، میرے سارے خاندان نے انگریزی خدمات بجا لائی ہیں۔ میں فقیر تھا اور کچھ نہ ہوا تو ممانعت جہاد کی کتابیں لکھ لکھ کر سارے مسلمان ملکوں تک پہنچا دیں۔ خدا قیصرہ لندن کا اقبال ہمیشہ قائم رکھے۔ اس کی سلطنت میں ہم سب کچھ کر سکتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ آنے والے مسیح تو پہلے زمانے میں نبی تھے اور اب بھی ان کی شان نبوت اسی طرح رہے گی۔ وہ امت محمدیہ کی خدمت اسی شریعت کی رو سے کر کے اس کو غالب بنائیں گے۔ تو مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا میں بھی نبی ہوں اور بے شک نبوت ختم ہو گئی ہے۔ مگر میں فنا فی الرسول ہو کر نبی بنا ہوں حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت پیران پیرؒ، حضرت خواجہ اجمیریؒ، امام ربانیؒ اور شیخ اکبرؒ کوئی بھی میرے برابر درجہ حاصل نہیں کر سکا۔ نبوت کا نام صرف مجھے ملا ہے قیامت تک، اور بھی امت میں سے کوئی نبی نہ ہوگا میری شان اس بیچارے عیسیٰ بن مریم سے ہر طرح بلند ہے بلکہ میرے معجزات اتنے ہیں کہ ایک ہزار پیغمبروں کی پیغمبری ان سے ثابت ہو سکتی ہے یہ ہے مرزا قادیانی اور یہ ہے اس کا عقیدہ۔ اب ہم قرآن و حدیث سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ آپ تمہید میں بیان کیے ہوئے اصول کو پھر پڑھیں اور پیش نظر رکھیں۔ نیز مجددوں کی تحریر کی اہمیت بھی سمجھ رکھیں۔

قرآنی آیات سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت

پہلی آیت: ۔ واذ قالت الملائکة یٰمریم ان اللہ یبشرک بکلمة منه اسمه المسیح عیسیٰ ابن مریم وجیها فی الدنیا والاٰخرة (آل عمران ۴۵)

اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم بے شک اللہ تعالیٰ تم کو خوشخبری سناتا ہے اپنے ایک کلمہ کی (یعنی بچے کی) اس کا نام مسیح ابن مریم ہے جو دنیا میں بھی صاحب عزت و وجاہت ہے اور آخرت میں بھی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیوی وجاہت کا ذکر ہی نہیں کیا۔ بلکہ اس کی خوشخبری دی۔ اب یہ وجاہت وہ وجاہت و عزت تو نہیں جو دنیاداروں کو عام طور پر حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ اس کے ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ خاص کر ذکر انعام و اکرام کے موقع پر۔ روحانی وجاہت بھی مراد نہیں ہے۔ وہ تو حضرت مریم علیہا السلام کو پہلے سے اور اخروی وجاہت سے معلوم ہو سکتا تھا۔ وجیہا فی الدنیا کے بیان کا کیا مقصد ہے۔ پھر اللہ

تعالیٰ کی دی ہوئی عزت و وجاہت معمولی عزت و جاہت بھی نہیں ہو سکتی جو خاص طور پر بطور نعمت و بشارت کے ہو۔

اب ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو پہلی عمر میں دنیوی وجاہت تو حاصل نہیں ہوئی بلکہ یہود کی مخالفت نے جو گل کھلائے وہ سب کے سامنے ہیں۔ لہٰذا اس سے وہی وجاہت مراد ہے جو نزول کے بعد ہوگی۔ اس وقت تمام اہل کتاب بھی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ ساری دنیا مسلمان ہو جائے گی وہ چالیس سال تک دنیا بھر میں شریعت محمدیہ کی روشنی میں دین کی خدمت کریں گے۔ بیوی اور اولاد بھی ہوگی۔ اس سے بڑھ کر دنیوی وجاہت کیا ہو سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں مرزائی حوالہ جات بھی ملاحظہ ہوں۔

(۱) رسالہ مسیح ہندوستان میں ص ۵۳ میں مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے۔ "دنیا میں بھی مسیح علیہ السلام کو اس زندگی میں وجاہت یعنی عزت، مرتبہ، عظمت، بزرگی ملے گی۔ اور آخرت میں بھی اب ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے ہیرودیس اور پلاطوس کے علاقہ میں کوئی عزت نہیں پائی۔ بلکہ غایت درجہ تحقیر کی گئی۔"

(۲) محمد علی لاہوری (امیر جماعت لاہوری مرزائی) نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود بیت المقدس میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

(تفسیر بیان القرآن ج ۱ ص ۳۲۱ آل عمران ۴۵)

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی کو جب تک خود عیسیٰ ابن مریم بننے کا شوق نہیں چرایا تھا تو خود انہوں نے بھی (براہین احمدیہ ص ۴۹۹ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) میں لکھا۔

"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ" یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا۔"

پس مسلمانوں کے اس معنی کو ماننے بغیر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آکر دنیوی جاہ وجلال کے مالک ہوں گے چارہ ہی نہیں ہے۔ اس کے سوا سری نگر میں کسی وجاہت کی بات کسی مفسر یا مجدد کے قول سے مرزائی ثابت نہیں کر سکتے۔

دوسری آیت۔ فلما احس عیسیٰ منھم الکفر قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ آمنا باللہ واشھد بانا مسلمون ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین ○ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ○ (آل عمران آیت نمبر ۵۲-۵۴)

"پھر جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کی طرف سے انکار محسوس کیا فرمایا کون کون اللہ کی راہ میں میرے مددگار ہوں گے۔ حواریین نے کہا ہم اللہ کے دین کی مدد کریں گے۔ ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے اس پر جو آپ نے نازل کیا اور پیغمبر کی ہم نے اطاعت کی۔ تو ہم کو گواہوں میں لکھ دے۔ اور انھوں (یہودیوں) نے تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔" (تمام مدبروں سے بڑھ کر)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہودیوں نے تدبیر کی اور ہم نے بھی تدبیر کی اور ہماری تدبیر سے کس کی تدبیر بہتر ہو سکتی ہے۔

یہودیوں کی تدبیر یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرا کر سولی پر چڑھوا دیں تاکہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی تورات کی تعلیم کے مطابق (معاذ اللہ) وہ لعنتی ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی تدبیر یہ تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو فرشتے کے ذریعے آسمان پر اٹھالیا۔ اور ان کی شکل و صورت کے مشابہ ایک اور آدمی کو کر دیا کہ جس نے جاسوسی کر کے آپ کو پکڑوا کر سولی دلوائی تھی۔ چنانچہ وہی (جاسوس) سولی پر چڑھایا گیا۔ اس کا سارا واویلا فضول گیا۔ سب نے اس کو مسیح ابن مریم ہی سمجھا۔ وہ لوگوں کو پاگل سمجھ رہا تھا کہ مجھ بے گناہ کو کیوں قتل کر رہے ہیں اور لوگ اس کو پاگل سمجھتے اور کہتے تھے کہ اب موت سے بچنے کے لیے یہ پاگل بنتا ہے۔ اب آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی قابلیت کی داد دیں "کہ تورات کی تعلیم یہ تھی کہ جو سولی پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ کیا کوئی بے گناہ سولی پر لٹکائے جانے سے خدا کے ہاں لعنتی ہو سکتا ہے؟ تورات میں بھی گناہ گار اور مجرم آدمی کا ذکر ہے۔

بے گناہ تو کتنے پیغمبر خود قرآن کے ارشادات کے مطابق قتل کیے گئے جو شہید ہوئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی دوسری قابلیت کی بھی داد دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گرفتار ہوئے۔ ان کے منہ پر (معاذ اللہ) تھوکا گیا، طمانچے مارے گئے، سولی پر چڑھائے گئے۔ میخیں ٹھونکی گئیں۔ خوب مذاق اڑایا گیا اور وہ چیخ چیخ کر خدا کو پکارتے رہے۔ اور آخر کار ان کو مقتول سمجھ کر اتار دیا گیا۔ بھلا یہ خدا کی تدبیر تھی جو بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ اس طرح تو یہودی کی تدبیر کامیاب ہوئی اور بقول مرزا غلام احمد قادیانی کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہر طرح ذلیل کیا گیا اور جو یہودی چاہتے تھے وہ کر گزرے۔ حتیٰ کہ نصرانیوں کو بھی یقین دلا دیا کہ ہم نے یسوع مسیح کو قتل کر دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خدا کی تدبیر یہ ہوئی کہ جان نہیں نکلنے دی۔

کیا یہی وہ تدبیر تھی کہ جس کو قیامت میں اللہ تعالیٰ بطور احسان کے جتلائیں گے؟ پس معلوم ہوا کہ جو مسلمان سمجھے ہیں وہ حق ہے۔

اس آیت کریمہ کے ضمن میں مجددینؒ نے کیا لکھا ہے وہ سن لیجیے۔

(۱) حضرت مجدد صدی ششم امام فخر الدین رازیؒ نے (تفسیر کبیر ص ۶۹ [illegible] جز ۸ آل عمران آیت نمبر ۵۴) میں لکھا ہے کہ یہود کی تدبیر تو قتل کی تیاری تھی اور خدا کی تدبیر یہ تھی کہ جبرائیلؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کے روزن سے آسمان کو اٹھا لے گئے۔ اور ایک اور شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل پر کر دیا جس کو یہودیوں نے سولی پر چڑھا دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہود کا شر ان تک نہ پہنچنے دیا۔

مجدد صدی ششم حضرت حافظ ابن کثیرؒ کی تفسیر

(۲) (ابن کثیر ص ۳۶۵ آل عمران آیت نمبر ۵۴) پر انھوں نے بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جایا گیا۔ اور ان کی جگہ اس غدار شخص کو سولی دی گئی۔ جس کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح کر دی گئی تھی۔

(۳) حضرت مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ نے فرمایا کہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لیے انتظام کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر کی کہ ان کو آسمان پر اٹھا لیا اور ایک اور آدمی کو ان کی شکل پر کر دیا۔ جس کو سولی دے دی گئی۔ (جلالین ص ۵۱، آل عمران ۵۴)

(۴) یہی تفسیر مجدد صدی دوازدہم حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے کی اور فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ اور دوسرے آدمی کو عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر قتل کر دیا گیا۔

اب ان مجددین کی تفسیر کو صحیح نہ ماننے والا کیسے مسلمان ہوگا؟

آیت نمبر ۳:۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر کی تفصیل بتا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اطمینان دلایا۔ واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون (آیت نمبر ۵۵ آل عمران)

جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں تم کو پوری طرح اپنی طرف اٹھا لوں گا اور کافروں سے پاک کروں گا اور تمہارے تابعین کو کافروں پر (قریب) یوم قیامت تک غالب رکھوں گا۔ پھر میرے پاس آؤ گے اور میں تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا۔

یہاں بھی مرزا قادیانی کی جہالت آپ پر خوب واضح ہو جائے گی۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے متوفیک کا معنی کیا ہے۔ ”میں تجھے موت دوں گا۔“ بھلا یہ بھی کوئی تسلی ہے کہ یہودی تو کہیں ہم اس کو قتل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تسلی دیتے ہیں کہ میں موت دوں گا۔ یوں تو اور ڈراتا اور پریشان کرتا ہے۔ متوفیک کے معنی میں ان مجددین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں کہ جو مرزائیوں کے ہاں بھی مسلم مجدد ہیں۔

ایک مجدد کی تفسیر

اس آیت کا معنی اور مطلب مجدد صدی ششم امام رازیؒ (تفسیر کبیر ج ۳ جز ۸ ص ۷۲ تا ۷۱ آل عمران آیت ۵۵) میں وہی لکھتے ہیں جو ہم نے یہاں بیان کیا۔ فرماتے ہیں توفی کے معنی ہیں اخذ الشیٔ وافیا۔ یعنی کسی چیز کو پورا پورا اپنے قابو میں کر لینا۔ اے عیسیٰ میں تیری عمر پوری کروں گا اور پھر تجھے وفات دوں گا۔ میں ان یہود کو تیرے قتل کے لیے نہیں چھوڑوں گا۔ بلکہ تجھے آسمان کی طرف اٹھا لوں گا اور تجھ کو ان کے قابو میں آنے سے بچا لوں گا۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ بعض لوگ خیال کریں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم نہیں بلکہ روح اٹھائی گئی تھی۔ اس لیے متوفیک فرمایا تا کہ معلوم ہو کہ روح اور جسد دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ اگر کہا جائے کہ جب توفی کے معنی پوری طرح قابو کر لینا ہے تو پھر اس کے بعد رافعک کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پوری طرح قابو کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک توفی موت کے ذریعے ہوتی ہے۔ ایک بمعہ جسم آسمان کی طرف اٹھا لینے سے۔ ورافعک نے دوسرے معنی کو متعین کر دیا۔“ (یہ سارا بیان حضرت امام رازیؒ کا تھا)

دوسرے مجدد کی تفسیر

امام جلال الدین سیوطیؒ جو قادیانی۔ لاہوری دونوں کے ہاں مجدد صدی نہم ہیں۔ اور ان کو اس درجہ کا آدمی سمجھتے ہیں کہ وہ ”متنازعہ فیہ مسائل میں آنحضرت ﷺ سے بالمشافہ پوچھ لیتے تھے۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۵۱ خزائن ج ۳ ص ۱۷۷) وہ فرماتے ہیں۔

یاعیسیٰ انی متوفیک (قابضک) ورافعک الی ومن الدنیا من غیر موت۔ (تفسیر جلالین ص ۵۲ آل عمران آیت نمبر ۵۵)

ہم نے قرآن پاک کے وہ معانی کیے جن کی تائید دوسری آیت بھی کرتی ہیں۔ پھر حضور ﷺ صراحتاً نزول عیسیٰ ابن مریم کا ذکر کرتے ہیں۔ جو بلحاظ اصول مذکورہ ظاہر پر محمول ہے۔ پھر معنی بنتے بھی نہیں۔ بابا اور دو مجددوں کی تفسیر بھی آپ کے سامنے ہے۔ مگر مرزائی ایک ہی

رٹ لگاتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس مقولے پر عمل کیے ہوئے ہیں۔ "کہ جھوٹ اتنا بولو کہ اس کے سچ ہونے کا گمان ہونے لگے۔ مرزائی ہلدی کی گرہ لے کر پنساری بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور خاص کر ابن عباسؓ کے معنی کو لے کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ توفی کے معنی اور حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر پر ذرا تفصیل روشنی ڈالیں۔

لفظ توفی کی تحقیق

توفی کا لغوی معنی استیفاء یعنی وفا یا۔ یعنی کسی چیز کو پورا پورا قابو کر لینا یا پورا پورا لے لینا۔ جیسا کہ پہلے عرض ہو چکا ہے۔ اس کا اصلی معنی وہی ہے جو مجددین نے بیان کر دیا۔

اب ان مجددین کے مقابلہ میں ہم انگریز کے خاص وفادار مرزا قادیانی کی بات کیسے مان سکتے ہیں۔

تیسرے مجدد کی تفسیر

امام ابن تیمیہ مجدد صدی ہفتم۔ اپنی کتاب "الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح" پر لکھتے ہیں۔

"لفظ التوفی فی لغة العرب معناه الاستیفاء والقبض وذلک ثلاثة انواع احدها توفی النوم والثانی توفی الموت والثالث توفی الروح والبدن جمیعاً فانه بذلک خرج عن حال اهل الارض."

توفی کا معنی لغت عرب میں استیفاء اور قبض (یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا اور جس کو اپنے قابو میں کر لینا ہے) اس کی پھر تین قسمیں ہیں ایک نیند کی توفی ایک موت کی توفی اور ایک جسم اور روح دونوں کی توفی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اسی تیسرے طریقہ سے اہل زمین سے جدا ہو گئے ہیں۔

قرآن پاک اور لفظ توفی

قرآن پاک میں لفظ توفی بائیس مقامات پر آیا ہے۔ اگر توفی کا حقیقی معنی بقول مرزا غلام احمد قادیانی کے موت دینے کے مانے جائیں تو بعض مقامات پر معنی ہی نہیں بنتا۔

(۱) اللہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فیمسک التی قضیٰ علیها الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمیٰ ۝ (الزمر آیت نمبر ۴۲)

اللہ تعالیٰ قابو کر لیتا ہے۔ روحوں کو ان کی موت کے وقت جو مری نہیں ان کو قابو کر لیتا ہے۔ نیند میں پھر جن کا فیصلہ موت کا کیا اس کو روک دیتے ہیں اور دوسری روحوں کو واپس کر دیتے ہیں۔ معین میعاد تک۔

اگر موت دینا مراد لیں تو معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ روحوں کو موت دیتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روحوں کو قابو کر لیتے ہیں موت کے وقت بھی اور نیند کے وقت بھی۔

(۲) ھو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنھار۔

(آل عمران آیت نمبر ۶۰)

" خدا وہ ہے جو تم کو رات کے وقت قابو کر لیتا ہے اور جو تم دن کو کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔"

یہاں بھی توفی سے مراد نیند ہے ورنہ لازم آئے گا کہ رات کو سارے لوگ مر جایا کریں۔

(۳) والذین یتوفون منکم البقرۃ (اور وہ لوگ جو تم میں سے اپنی عمر پوری کر لیتے ہیں) جب قرأت زبر کے ساتھ ہو تو پھر یہاں موت دینے کے معنی بن ہی نہیں سکتے ورنہ معنی یہ ہوگا جو لوگ اپنے کو موت دیتے ہیں۔

توفی کا اصلی اور لغوی معنی تو یہ ہوا۔ اور چونکہ موت میں بھی روح قابو (قبض) کی جاتی ہے اس لیے اس کو توفی کہہ دیتے ہیں۔ اسی طرح نیند میں بھی روح کو ایک طرح قبض کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کو بھی توفی کہہ دیا جاتا ہے۔ مگر اصلی معنی کے سوا باقی معانی کے لیے قرینے اور دلیل کی ضرورت ہوتی ہے جیسے قرآن پاک کی بعض دوسری آیات میں قرینے موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے وہاں موت کا معنی ہوتا ہے۔

ایک مسئلہ

باقی رہا یہ مسئلہ کہ کسی لفظ کا استعمال زیادہ تر اس کے اصلی معنی کی بجائے شرعی معنی یا عرفی معنی میں ہونے لگے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اب اصلی معنی میں یہ لفظ کبھی استعمال نہ ہوگا۔ یہ قطعاً غلط ہے۔

پہلی مثال

مثلاً صلوٰۃ کے معنی دعا کے ہیں مگر شرعی اصطلاح میں صلوٰۃ ایک خاص عبادت ہے جس میں رکوع اور سجدے وغیرہ ہوتے ہیں اور قرآن پاک میں اس اصطلاحی معنی میں سینکڑوں

مگر صلوٰۃ کا استعمال ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً قرآن پاک میں ہے۔ وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم ۰ (توبہ نمبر ۱۰۳)

"اور آپ ان کے لیے دعا کریں اس لیے کہ آپ کی دعا ان کے لیے باعث سکون ہے۔"

دوسری مثال

اسی طرح زکوٰۃ کا لفظ ایک خاص معنی میں زیادہ استعمال ہوتا ہے یعنی مالی عبادت کا ایک مخصوص طریقہ مگر اصلی معنی میں بھی بمعنی پاکی کے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً وحنانا من لدنا وزکوٰۃ ○ وکان تقیا ○ (سورہ مریم ۱۳)

"اور یحییٰ علیہ السلام کو ہم نے اپنی طرف سے شوق دیا اور ستھرائی اور تھا پرہیزگار۔"

یہاں زکوٰۃ اپنے اصلی معنی پاکی میں مستعمل ہوا۔ یعنی ستھرائی اور پاکیزگی۔ اسی طرح توفی کا لفظ ہے، زیادہ تر اس کا استعمال روح کو قبض کرنے میں ہوتا ہے، چاہے نیند کی صورت میں ہو یا موت کی صورت میں، لیکن کبھی اس کا استعمال روح اور جسم دونوں کے قبض کرنے میں بھی ہوتا ہے اور یہی اس کے اصلی معنی ہیں۔ یعنی اخذ الشیء وافیا۔ (کسی چیز کو پوری طرح قبضہ کر لینا) جیسے کہ اہل لغت اور مجددین نے کہا ہے۔

ایک مرزائی ڈھکوسلہ اور اس کا جواب

مرزا قادیانی اور اس کے پیرو کہہ دیا کرتے ہیں کہ توفی کا فاعل خدا ہو اور مفعول کوئی ذی روح ہو تو اس کا معنی قبض روح اور موت ہی کے ہوتے ہیں۔ یہ ایک دھوکہ یا ڈھکوسلہ ہے۔ ہم کہتے ہیں توفی کا فاعل خدا ہو مفعول ذی روح ہو اور اس کے بعد رفع کا ذکر ہو تو توفی کا معنی جسم اور روح دونوں کا اٹھایا جانا مراد ہوتا ہے۔

ایک اور دھوکہ

مرزائیوں بلکہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت ابن عباسؓ کے اس قول سے مسلمانوں کو بڑا دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ انھوں نے بخاری میں "متوفیک" کا معنی "ممیتک" کیا ہے۔ میں تجھے موت دینے والا ہوں گویا وہ وفات مسیح کے قائل ہیں۔ یہ قطعاً دھوکہ اور غلط ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے "متوفیک" کا معنی "ممیتک" کیا ہے۔ یہ تو تسلی اور وعدہ ہے کہ میں تجھے توفی کر کے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اب یہ بات کہ یہ وعدہ کب پورا

نے پورا کیا ہم کہتے ہیں کہ جب وہ سولی پر چڑھانے کا ارادہ کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کے مطابق ان کو پوری طرح قبض کر کے آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ مرزائی کہتے ہیں کہ پوری پوری تکلیف اور ایذاؤں کے بعد سال گزار کر موت دی۔ موت تو ہر شخص کو دی جاتی ہے یہ کیا وعدہ تھا۔ کیا اللہ تعالیٰ کے شایان شان یہی تھا۔

لیکن اماتت کے حقیقی معنی صرف مارنا اور موت دینا نہیں بلکہ سلانا اور بے ہوش کرنا بھی اس میں داخل ہے۔

(دیکھو مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۳۳۹ خزائن ج ۳ ص ۲۶۱)

تو معنی یہ ہوا کہ اے عیسیٰ میں تجھے سلا کر یا بے ہوش کر کے آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں۔ تو اب تمام آیات اور تفسیریں ایک طرح ہو گئیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر متوفیک کا معنی وہی موت دینے کے لیے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے موت دوں گا یہ نہیں دے سکتے اور فی الحال آسمان کی طرف اٹھاتا ہوں اور ان لوگوں سے تم کو پاک کرتا ہوں۔ گویا آیت میں وہ تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں کہ موت میں دوں گا، لیکن بعد میں اور فی الحال تم کو اٹھاتا ہوں۔

یہ معنی ہم اپنی طرف سے، مرزائیوں کی طرح نہیں کرتے بلکہ مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ نے خود حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ تابعی ضحاک حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مراد اس جگہ یہ ہے کہ میں تجھے اٹھاؤں گا اور پھر آخری زمانہ میں فوت کروں گا۔ (درمنثور)

اسی طرح مجدد صدی دہم حضرت علامہ محمد طاہر گجراتی مصنف مجمع البحار نے فرمایا کہ:

انی متوفیک و رافعک الی علی التقدیم و التاخیر ویجیئ اخر الزمان لتواتر خبر النزول۔ "یہ متوفیک اور رافعک الی تقدیم و تاخیر کے ساتھ ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آئیں گے۔ کیونکہ ان کے نزول کی خبر متواتر ہے۔"

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر ج دوم سورہ آل عمران میں لکھا ہے کہ یہاں واؤ سے ترتیب ثابت نہیں ہوتی کہ پہلے وفات ہو پھر رفع، بلکہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ کام کریں گے، باقی کب کریں گے؟ کس طرح کریں گے؟ تو یہ بات دلیل پر موقوف ہے اور دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور حضورؐ سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ پھر ان کو اللہ تعالیٰ اس کے بعد وفات دیں گے۔ اور یہ تقدیم و تاخیر قرآن میں بہت ہے مثلاً

(۱) یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی۔ (آل عمران:۴۳)
"اے مریم! اپنے رب کی عبادت کر اور سجدہ اور رکوع کر۔"
تو یہاں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رکوع سے سجدہ پہلے کرے۔ کیونکہ سجدے کا ذکر پہلے آ گیا ہے۔

(۲) اسی طرح "واوحینا الی ابراھیم واسمٰعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وعیسیٰ وایوب ویونس وھارون وآتینا داؤد زبورا۔" (سورۂ نساء:۱۶۳)
اس آیت میں بھی واؤ سے ترتیب ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذکورہ باقی انبیاء علیہم السلام سے بعد میں آئے ہیں۔ مگر آیت میں ان کا ذکر پہلے ہے۔

(۳) اگر ہم کہیں کہ یہاں زید، عمر، بکر اور خالد آئے تو اس کا یہ معنی نہیں کہ پہلے زید آیا پھر عمر آیا پھر بکر اور آخر میں خالد آیا۔ واؤ ترتیب کے لیے نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سب حضرات آئے۔ باقی کس طرح اور کس ترتیب سے آئے اس کا ذکر نہیں ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ حضرت ابن عباسؓ کے لفظوں کا معنی موت دینا ہی لے لیں تو بھی وہ حیات مسیح کے قائل ہیں اور آیت میں تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں۔

چند نکات اور سوالات

(۱) جب توفی کے بعد رفع ہوا اور رفع کا وقوع بھی بعد میں ہو تو اس کا معنی یقیناً موت نہ ہوں گے۔ ایسی کوئی مثال نہیں ہے۔

(۲) اس سے پہلے کی آیت میں ہے کہ یہودیوں نے بھی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی طرح کون بہتر تدبیر کر سکتا ہے۔ اب آپ فرمائیں کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی تفسیر مان لیں اور متوفیک کا مفہوم ہم تیرہ سو برس کے مجددین ومحدثین کے مطابق نہ لیں تو پھر کس کی تدبیر غالب آئی۔ یہود کی یا خدا تعالیٰ کی۔ بقول مرزا غلام احمد قادیانی کے یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوایا، مذاق اڑایا، منہ پر تھوکا، منہ پر طمانچے مارے، سولی پر چڑھایا، ان کے اعضا میں میخیں ٹھونکیں اور جو کچھ کر سکتے تھے کیا۔ آخر کار مرا ہوا سمجھ کر سولی سے اتارا۔ حالانکہ ان میں ابھی جان تھی۔ خفیہ علاج کیا گیا۔ وہ بچ گئے اور زخم اچھے ہونے کے بعد ماں سمیت وہاں سے چلے گئے اور دو ہزار سال پہلے کے جنگلوں، صحراؤں، دریاؤں، بیابانوں کو طے کرتے کرتے افغانستان پہنچے۔ خدا جانے کس طرح پھر پنجاب آئے۔ کسی نہ کسی طرح سری نگر جا پہنچے۔ وہاں ساری عمر گمنامی میں گزاری اور مر گئے۔

یہودیوں نے اپنی طرف سے قتل کر کے ان کو لعنتی قرار دے دیا، عیسائیوں کو جو موقع پر موجود تھے یقین دلا دیا، جنھوں نے کفارے کا عقیدہ گھڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ اتنا ہی کر سکے کہ رسول پر بہتان نہ لگنے دی۔

کیا یہ خدا تعالیٰ کی بہترین تدبیر تھی، پھر اسی تدبیر کا قیامت کے دن احسان جتائیں گے کہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے روکے رکھا کیا یہی روکنا تھا؟

(۳) کیا موت کے بعد ارواح کا رفع روحانی نہیں ہوتا۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کون سی تخصیص ہے۔

(۴) اگر متوفیک کا معنی موت دینا ہے اور رافعک کا معنی بھی روح کا اٹھانا ہے تو پھر رافعک کا لفظ زائد اور بے سود ہو جاتا ہے جس سے قرآن کی بلاغت قائم نہیں رہتی۔ جس کی شان سب سے اعلیٰ و ارفع ہے یا روزمرہ عربی میں ایسا ہوتا ہے۔

(۵) خدا تعالیٰ کی یہ تدبیر تو عین صلیب کے وقت کے لیے تھی۔ اسی وقت کی تسلی کے لیے انی متوفیک فرمایا گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے مطابق یہ رفع روحانی اس وقت ہوا اور موت اس وقت واقع ہوئی جبکہ تمام طرح کی تکالیف گزر چکی تھیں۔ اچھی تسلی دی گئی!

آیت نمبر ۴

وبکفرهم وقولهم علی مریم بهتانا عظیما ○ وقولهم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم ط وان الذین اختلفوا فیه لفی شک منه ط ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه یقیناً ○ بل رفعه الله الیه وکان الله عزیزا حکیما ○ (سورہ النساء۔ آیت ۱۵۶، ۱۵۸)

”(اور ہم نے ان یہود پر لعنت کی) ان کے کفر اور مریم پر بڑا بہتان باندھنے کی وجہ سے اور یہ کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر ڈالا ہے جو اللہ کے رسول ہیں۔ حالانکہ انھوں نے ان کو نہ قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا۔ البتہ ان کے لیے (ایک آدمی) مشابہ کر دیا۔ اور اس میں اختلاف کرنے والے (خود) شک کے اندر ہیں۔ ان کو اس واقعہ کا کوئی قطعی علم نہیں ہے۔ صرف ظن (تخمین) کی پیروی ہے۔ اور انھوں نے اس کو (عیسیٰ علیہ السلام) یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ بڑے غالب اور حکمت والے ہیں۔“

اس آیت کریمہ نے اصل مسئلے کا بالکل فیصلہ کر دیا کہ نہ تو یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ ہی سولی چڑھایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کبھی کہتے ہیں کہ روح کو اٹھایا۔ کبھی کہتے ہیں اٹھا، بمعنی عزت دی۔ بھلا آپ خود غور کریں۔

(۱) کہ قرآن پاک میں اسی ذات کے اٹھانے کا ذکر ہے جس کے قتل کا یہودی دعویٰ کرتے تھے تو کیا وہ روح کو قتل کرتے تھے۔ یا جسم اور روح دونوں پر قتل کا فعل واقع ہوتا تھا۔ اس سے صاف واضح معلوم ہوا کہ رفع اس کا ہوا جس کو وہ قتل کرنا یا سولی پر چڑھانا چاہتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم اور روح دونوں تھے۔ صرف روح نہ تھی۔

(۲) وما قتلوہ وما صلبوہ اور پھر وما قتلوہ میں جب تمام ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں تو پھر رفعہ اللہ کی ضمیر کیوں ان کی طرف راجع نہیں۔

(۳) بات یہ بھی قابل غور ہے کہ رفع کا ذکر اسی وقت کا ہے جس وقت وہ قتل کرنا چاہتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی روح کا رفع مراد لے کر ۸۷ سال بعد کشمیر میں رفع روحانی کہتے ہیں۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

(۴) یہود مطلق قتل کے قائل نہ تھے، بلکہ وہ سولی پر چڑھا کر سولی کے ذریعے قتل کے قائل تھے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وما قتلوہ و ما صلبوہ'' تو اس کا معنی یہ ہوا کہ ان یہودیوں نے ان کو قتل نہیں کیا۔ اور نہ ہی سولی پر چڑھایا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا ترجمہ یوں ہے کہ نہ ان کو قتل کیا نہ سولی پر قتل کیا۔ (کتنا بھدا ترجمہ ہے)

(۵) آیت میں ہے کہ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ بل کے بعد والی بات بل سے پہلے والی بات کی ضد ہوتی ہے۔ جیسے کہا جائے کہ زید لاہور نہیں گیا بلکہ سیالکوٹ گیا۔ یا یوں کہیں زید مسلمان نہیں بلکہ مرزائی ہے تو اس کا یہی معنی ہے کہ دوسری بات پہلی بات کے خلاف ہے۔

اب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ان کو قتل نہیں کیا بلکہ میں نے اپنی طرف اٹھا لیا تو یہ تب ہی صحیح ہو سکتا ہے کہ رفع جسمانی مراد ہو۔ ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کا معنی یہ ہوگا کہ انھوں نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دے دی تو قتل اور موت میں کوئی تضاد نہیں، کیونکہ قتل میں بھی موت ہوتی ہے۔ اس ''بل'' نے بھی مرزائیوں کا بل نکال دیا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ قتل میں بھی موت خدا ہی دیا کرتے ہیں تو اس کا کیا مطلب ہوا کہ انھوں نے قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے موت دے دی۔

(۶) آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل کے ارادے کے وقت خدا تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف

اٹھا کر بچا لیا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے ۸۷ سال بعد سری نگر میں گمنامی کی موت مرے۔ (معاذ اللہ)

مجددین امت کے بیانات

(۱) اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔ "اور نہ قتل کر سکے۔ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور نہ پھانسی پر چڑھا سکے۔ بلکہ بات یوں ہوئی کہ یہود کے لیے حضرت مسیح علیہ السلام کی شبیہ بنا دی گئی اور وہی قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا۔ (تفسیر جلالین ص ۱۰)

تفسیر جلالین زیر آیت کریمہ

(۲) مجدد صدی سیزدہم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر دہلویؒ اپنے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ "نہ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا نہ سولی چڑھایا۔" (ترجمہ شاہ عبدالقادر ص ۱۳۲)

(۳) "وکان اللہ عزیزا حکیما ط" پر آیت ختم کردی گئی کہ اللہ تعالیٰ کو کمال قدرت اور کمال علم حاصل ہے تو اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا سے آسمانوں کی طرف اٹھانا۔ اگرچہ آدمیوں کے لیے تعذر رکھتا ہے۔ مگر میری قدرت و حکمت کے لحاظ سے اس میں کوئی تعذر نہیں ہے۔ یہ تفسیر حضرت امام رازی مجدد صدی ششم نے بیان فرمائی ہے۔

پہلی بات

یہاں پانچ باتیں ہیں۔ اگر صلیب کا معنی سولی پر قتل کرنا ہے تو سولی پر چڑھانے کے لیے عرب میں کون سا لفظ ہے۔

دوسری بات

یہ ہے کہ اگر سولی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چڑھایا تھا تو بجائے اس کے کہ لعنت کی وجہ ان کے قتل کا قول بتاتے۔ یوں فرماتے (وبصلبہم) یعنی ان پر لعنت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھانے کی وجہ سے ہوئی۔

تیسری بات

یہ ہے یہودی تو قائل ہی اس بات کے تھے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے کر قتل کیا ہے۔ تو پھر وما قتلوہ کافی تھا۔ وما صلبوہ کی کیا ضرورت تھی۔ معلوم ہوا کہ

صرف سولی پر چڑھانے کو صلب کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مکمل طور پر حقیقت آشکارا کرنا چاہتے تھے۔

چوتھی بات

یہ ہے کہ واقعہ صلیب کا ظہور ہوا تھا۔ لاکھوں لوگوں کو علم تھا۔ ایک آدمی کو سولی دی گئی تھی اور مشہور کیا گیا تھا کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام تھے۔ تو سوال پیدا ہوتا تھا کہ سولی دی گئی تھی اگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تھے تو پھر کون تھا۔ اس کا جواب قرآن پاک نے دیا "ولکن شبہ لہم" کہ ایک شخص پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی گئی (یعنی غدار یہودا تھا) اس کو سولی پر لٹکا کر کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔

پانچویں بات

یہ ہے کہ پھر مسیح علیہ السلام کدھر گئے۔ اس کا جواب دیا گیا کہ "بل رفعہ اللہ الیہ" (آیت ۱۵۸) کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔

آخر میں "عزیزاً حکیماً" فرما کر مسلمانوں کے عقیدے کو مضبوط سے مضبوط فرما دیا۔

آیت نمبر ۵

"وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا۔" (آیت ۱۵۹)

"جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰ علیہ السلام پر یقین لاویں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ۔"

مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب سارے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے پہلے ایمان لے آئیں گے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔ اس آیت کریمہ نے تو بہت ہی صفائی سے اعلان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ ان کے مرنے سے پہلے یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے۔ گویا وہ بیسیوں حدیثیں اس آیت کی شرح ہیں جن میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل حاکم (فیصلے کرنے والے) ہو کر نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے۔ اس وقت اسلام تمام اکناف عالم میں پھیل جائے گا اور جو یہود و نصاریٰ بچیں گے۔ سب ان پر ایمان لے آئیں گے اور ایسے معجزات اور فتوحات دیکھنے کے بعد جو

اسلامی روایات کے عین مطابق ظہور پذیر ہوں گے کیوں ایمان نہ لائیں گے۔ اب آپ ذرا چھٹی اور پانچویں آیت کا ترجمہ ملا کر پڑھیں۔

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی اس آیت کے ترجمے اور مطلب میں بری طرح پھنسے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ تو قیامت تک باقی رہیں گے۔ حالانکہ صور پھونکے (بگل بجانے) کے بعد کون زندہ رہے گا۔ ایسی تمام آیتوں میں مراد قرب قیامت ہوتی ہے ورنہ عام محاورہ ہے۔ مثلاً یہ کہیں کہ مرزائی قیامت تک مرزا غلام احمد کو مسلمان ثابت نہیں کر سکتے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمارا مناظرہ قیامت تک جاری رہے گا۔

(۲) کبھی مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ مرنے سے پہلے سارے یہود و نصاریٰ حق بات پر ایمان لے آتے ہیں کیونکہ موت کے وقت ان کو حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ ان باتوں سے مرزا غلام احمد قادیانی اپنے مریدوں کو قابو رکھنے اور سادہ لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ ورنہ سب سمجھ سکتے ہیں کہ آیت کریمہ میں (لیومنن) کے صیغے نے اس بات کو مستقبل کے ساتھ خاص کر لیا ہے کہ آئندہ ایسا ہوگا کہ وہ ضرور ایمان لائیں گے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی اس کا معنی لیومنن کی جگہ لیومن کرتے ہیں کہ تمام اہل کتاب ایمان لے آتے ہیں حالانکہ یہ گرامر (صرف نحو کے) قواعد کے لحاظ سے بالکل غلط ہے۔

(۳) پھر مرزا غلام احمد قادیانی یہاں ایمان کا معنی وہ ایمان کرتے ہیں جو آخری وقت (غرغرہ اور نزاع کے وقت) کا ایمان ہے جو ایمان مقبول نہیں جیسے فرعون کا ایمان ڈوبتے وقت کا نامنظور تھا۔ حالانکہ قرآن پاک میں صرف ایک سورۃ بقرہ میں ایمان یا اس کے مشتقات تقریباً پچاس جگہ ذکر ہوئے ہیں۔ ان سب مقامات پر بلکہ قرآن پاک کی دوسری سینکڑوں جگہوں پر ایمان سے مراد ایمان مقبول ہے۔

جب مرزا غلام احمد قادیانی کسی آیت کے معنی میں دھوکہ دینا چاہتے ہیں تو لکھ مارتے ہیں کہ یہ لفظ قرآن میں اتنی جگہ اس معنی میں استعمال ہوا ہے مگر یہاں سینکڑوں مقامات پر ایمان کے معنی ایمان مقبول سے گریز کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔

(۴) اگر ایمان سے تو ایمان مردود اور نامقبول ہی مراد ہوتا ہے تو پھر "لیومنن بہ قبل موتہ" نہ کہا جاتا کیونکہ مرنے سے پہلے کا ایمان تو مقبول و منظور ہے۔ ہاں موت کے وقت یعنی غرغرے کا ایمان مقبول نہیں ہوتا تو "قبل موتہ" کی جگہ "عند موتہ" ہونا چاہیے تھا کہ ان اہل کتاب کو موت کے وقت حقیقت کا پتا چل جاتا ہے، حالانکہ قرآن پاک جیسی فصیح و بلیغ کتاب "عند موتہ" نہیں فرماتی بلکہ "قبل موتہ" فرماتی ہے۔

(۵) بھی مرزائی آڑ لیتے ہیں کہ "قبل موتہ" کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع نہیں ہے اور ایک شاذ قرأت کا سہارا لیتے ہیں جس میں "قبل موتہ" کی جگہ "قبل موتھم" آیا ہے۔ حالانکہ پہلے تو قرأت متواترہ کے مقابلہ میں قرأت شاذہ کا کیا اعتبار ہے جبکہ وہ کمزور ہے۔ پھر اگر مان لیا جائے تو اس صورت میں معنی اس طرح کریں گے جو قرأت متواترہ کے مطابق ہوں۔ اس طرح معنی یوں ہوں گے کہ جب (عیسیٰ علیہ السلام) دوبارہ آئیں گے تو اس وقت کے بچے ہوئے سارے اہل کتاب اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔

اور یہ معنی ان بیسیوں حدیثوں کے عین مطابق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔

(۶) اب آیت نمبر ۴ اور آیت نمبر ۵ کو ملا کر پھر پڑھیں یہاں ذکر ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ ان کو قتل نہیں کیا۔ ان کو سولی نہیں دی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔ ان پر ان کے مرنے سے پہلے تمام اہل کتاب کو ایمان لانا ہوگا۔ اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔ تمام ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں انہیں کا ذکر ہے۔ اس کے سوا کوئی اور معنی کرنا قرآن پاک سے مذاق کرنے کے مترادف ہے۔ قرآن پاک کا فیصلہ بالکل صاف ہے۔

(۷) اب آپ مرزا قادیانی کا ترجمہ دیکھ کر ذرا لطف اٹھائیں۔ وہ اس کا معنی (ازالہ اوہام طبع اول ص ۳۷۲ خزائن ج ۳ ص ۲۹۱) میں یوں لکھتے ہیں:

"کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ پر جو ہم نے (خدا نے) اہل کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کیے ہیں۔ ایمان نہ رکھتا ہو۔ قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لاوے جو مسیح اپنی طبعی موت سے مر گیا۔"

پہلے تو مرزا غلام احمد قادیانی کے اس ترجمے کا مطلب ہی کوئی نہ سمجھے گا اگر سمجھ بھی جائے تو مرزا ناصر احمد اور سارے مرزائی بتائیں کہ یہ الفاظ جو مرزا غلام احمد قادیانی نے ترجمہ میں لکھے ہیں قرآن پاک کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔ ورنہ پھر حدیث رسولؐ کے مطابق جہنم کے لیے تیار رہیں۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ "مومن کا کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول ص ۳۲۸ خزائن ج ۳ ص ۲۶۷)

اگر ایمان ہے تو تیرہ سو سال کے مجددین یا کسی حدیث سے یہ معنی ثابت کریں۔ اس آیت کریمہ کا مطلب بالکل صاف ہے۔

مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مزید وضاحت یا تائید کے لیے بعض بزرگانِ سلف کے ارشادات بیان کر دیے جائیں۔ امام شعرانیؒ (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۴۶) میں لکھتے ہیں۔

الدلیل علی نزوله قوله تعالیٰ وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ای حین ینزل...... والحق انه رفع بجسده الی السماء والایمان به واجب۔

"اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی دلیل یہ آیت ہے "وان من اهل الکتب الا لیؤمنن به قبل موته ای حین ینزل۔" اور حق یہ ہے کہ وہ جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور اس بات پر ایمان لانا واجب ہے۔"

(۲) مجدد صدی ہفتم امام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح (ج ۲ ص ۲۸۲) میں فرماتے ہیں۔

"الا لیؤمنن به میں ایمان نافع مراد ہے جو قبل از موت ہے۔ موت کے وقت غرغرے اور نزع کے وقت کا ایمان نہیں ہے۔ جس سے کوئی فائدہ نہیں اور تمام کافروں کے لیے ہے اور تمام باتوں کے مان لینے کے لیے ہے۔ جس سے بھی انکار کرتے تھے اس میں حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ لیؤمنن مستقبل ہی میں مستعمل ہوتا ہے اور سب اہل کتاب حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات سے پہلے ایمان لے آئیں گے۔"

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ جلیل القدر صحابی ہیں۔ انھوں نے ایک حدیث بیان کر کے یہ آیت کریمہ پڑھی اور بتایا کہ اس آیت کریمہ میں اسی مسیح علیہ السلام کی زندگی کا ذکر کیا ہے۔ جن کے نزول کی خبر سرور عالم ﷺ نے دی ہے۔ ہزاروں صحابہ میں سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ اور اس طرح اس مسئلہ پر اجماع صحابہؓ منعقد ہو گیا۔

(بخاری ج ۱ ص ۴۹۰ باب نزول عیسیٰ بن مریم)

ایک چیلنج

مفسران کے معنی کے لحاظ سے جو معنی ظاہر ہیں مگر مرزائی بتائیں کہ "یوم القیمة یکون علیهم شهیدا" کا کیا معنی ہے وہ کس بات کے گواہ ہوں گے جن کو تو تمام کافر موت کے وقت پہچان لیں گے۔ تو وہ کس پر گواہی دیں گے اور کس بات کی دیں گے۔

دوسرا چیلنج

کیا کسی ایک محدث، مفسر اور مجدد کا نام لیا جا سکتا ہے جس نے اس آیت کا وہ معنی کیا

ہو جو مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا ہے؟ اگر یہی کثرت معنی ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کے اس قول کو یاد رکھیں کہ "ایک نیا معنی اپنی طرف گھڑنا الحاد و زندقہ ہے۔"

(ازالہ اوہام ص۷۲۵، خزائن ج۳ ص۵۰۱)

آیت نمبر۲

واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المہد و کہلا ۰ واذ علمتک الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل واذ تخلق من الطین کہیئة الطیر باذنی فتنفخ فیہا فتکون طیرا باذنی و تبرئ الاکمہ والابرص باذنی واذ تخرج الموتیٰ باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتہم بالبینات فقال الذین کفروا منہم ان ہذا الا سحر مبین ۰ (مائدہ:۱۱۰)

"اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے میری مہربانی یاد کر جو تم پر اور تمہاری والدہ پر میں نے کی۔ جب میں نے تمہاری مدد روح القدس سے کی۔ تم گود میں اور بڑی عمر میں لوگوں سے باتیں کرتے تھے۔ اور جب میں نے تمہیں کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کی تعلیم دی۔ اور جب تم گارے سے پرندے کی شکل میرے حکم سے بنا کر اس میں پھونک دیتے تھے تو وہ پرندہ ہو جاتا میرے حکم سے۔ اور جب میں نے بنی اسرائیل کو روکے رکھا تم سے۔ جب تم ان کے پاس کھلے دلائل لائے تو کافروں نے ان میں سے کہا یہ تو بس صاف جادو ہے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کا ذکر فرمایا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے علاوہ اور احسانات کے یہ بھی فرمائیں گے کہ میں نے ان کو تم سے روکے رکھا۔ یعنی دست درازی اور ہاتھوں کو روکنا تو درکنار ہم نے ان کو آپ تک پہنچنے بھی نہ دیا۔ اس میں کمال حفاظت کی نعمت کا ذکر ہے اور اسی صورت میں یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور احسان ہے ورنہ جس طرح مرزا قادیانی نے بیان کیا وہ ایک مذاق ہی ہے۔

یہاں مرزائیوں نے اعتراض کیا ہے کہ وعدہ عصمت کے بعد رسول اللہ ﷺ کو جنگ احد میں تکلیف پہنچی۔ پہلے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عصمت اور بچانا اور چیز ہے اور "کف" یعنی روکے رکھنا اور چیز ہے۔ پھر یہ آیت کریمہ سورۂ مائدہ کی ہے جو ۵ ہجری اور ۷ ہجری کے درمیان نازل ہوئی۔ محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور نے اپنی (تفسیر بیان القرآن میں

۲۳۶) میں اس بات کا اقرار کیا ہے اور تفاسیر کی یہ آیت کریمہ۔ واللہ یعصمک من الناس دوران سفر غزوات الرقاع غزوہ انمار میں نازل ہوئی تھی جو ۵ ہجری میں واقع ہوا۔ یہ بات مرزائیوں کے مسلم مجدد صدی نہم امام سیوطیؒ نے "تفسیر اتقان جز و اول ص ۳۲" میں لکھی ہے۔ پس (نزول المسیح ص ۱۵۱ خزائن ج ۱۸ ص ۵۲۹) میں مرزا قادیانی کا یہ لکھنا کہ وعدہ عصمت کے بعد حضورؐ کو جنگ احد میں تکلیف پہنچی تھی بالکل جھوٹ ثابت ہو جاتا ہے۔ اب مجددین کی رائے ملاحظہ ہوں۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات میں صفائی سے یہ بیان کیا کہ ہم نے بنی اسرائیل کو تم سے روکے رکھا۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاں تو خدا تعالیٰ نے ان یہود کو اس طرح روکے رکھا کہ وہ پکڑ کر لے گئے۔ منہ پر تھوکا، طمانچے مارے۔ مذاق اڑایا، سولی پر چڑھایا، اعضا میں میخیں ٹھونکیں، وہ چیختا رہا کہ اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ پھر یہودیوں نے اس کو مردہ سمجھ کر اتار دیا۔ خفیہ علاج ہوا۔ مرہم رکھتے رہے آخر اچھا ہو کر وہ وہاں سے بھاگے اور پہاڑوں اور دریاؤں، بیابانوں کو طے کرتے ہوئے سرحد پنجاب پہنچے۔ پھر کسی طرح کشمیر پہنچ گئے اور سری نگر میں (توبہ کر کے) خاموش زندگی گزار دی اور وہیں مر گئے۔ مرزائیوں کے ہاں یہ اللہ تعالیٰ کی کامیاب تدبیر تھی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہود کو عیسیٰ علیہ السلام تک نہیں پہنچنے دیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

کف کا معنی

کف کا معنی عربی میں روکے رکھنے کے ہیں قرآن پاک میں ہے۔

سورۂ نساء آیت نمبر ۹۱ میں ... یکفوا ایدیھم
سورۂ نساء آیت نمبر ۱۱ میں ... فکف ایدیھم عنکم
سورۂ نساء آیت نمبر ۷۷ میں ... کفوا ایدیھم
سورۂ فتح آیت نمبر ۲۰ میں ...... "وکف ایدی الناس عنکم"
سورۂ فتح آیت نمبر ۲۴ میں .... "الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم"

ان تمام مقامات میں قرآن پاک نے اسی کف کو روکے رکھنے کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

قرآن پاک کا اعجاز

چونکہ ان جگہوں میں ایک دوسرے کا سامنا ہوا یا مقابلہ کی شکل بنی تو اللہ تعالیٰ نے

فرمایا کہ ہم نے ایک کے ہاتھ دوسرے تک پہنچنے سے روکے رکھے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں یہود اور پولیس سے مقابلہ اور آمنے سامنے ہونے کی نوبت ہی نہیں آئی اس لیے "ایدنی" نہیں فرمایا کہ ہم نے بنی اسرائیل کو آپ سے روکے رکھا۔ نہ تو وہ آپ تک پہنچ پائے اور نہ ہی مقابلے کی صورت پیدا ہوئی۔ ایک صورت الحاقی یہ بھی ہے۔ اب آپ مجددین کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ تفسیر جلالین زیر بحث آیت میں فرماتے ہیں:

"وکہلا" یفید نزوله قبل الساعة لانه رفع قبل الکهولة کما سبق فی آل عمران. (جلالین شریف)

"وکہلا" سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے نازل ہوں گے اس لیے کہ وہ کہولت سے پہلے ہی اٹھائے گئے تھے۔

(۲) مجدد صدی ششم امام فخر الدین رازیؒ (تفسیر کبیر ج ۸، ص ۵۵) میں فرماتے ہیں۔

نقل ان عمر عیسی علیه السلام الی ان رفع کان ثلاثا وثلاثین سنة و ستة اشهر وعلی هذا التقدیر فهو ما بلغ الکهولة والجواب من وجهین ۔ والثانی قول الحسین بن الفضل ان المراد بقوله وکهلا ان یکون کهلا بعد ان ینزل من السماء فی آخر الزمان ویکلم الناس ویقتل الدجال قال الحسین بن الفضل وفی هذه الآیة نص علی انه علیه السلام سینزل الی الارض.

"نقل ہے جب عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے ان کی عمر ساڑھے ۳۳ برس تھی۔ (گویا انھوں نے ادھیڑ عمر میں لوگوں سے باتیں نہیں کیں) حضرت حسین بن الفضل فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نزول کے بعد کہولت کے زمانہ میں وہ باتیں کریں گے۔ دو ہزار سال کے بعد بوڑھا ہوتا پھر ادھیڑ عمر ہو کر باتیں کرتا یہ وہ حجت ہے جس کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جتائیں گے۔ حضرت حسین بن فضل فرماتے ہیں کہ آیت میں تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عنقریب زمین پر اتریں گے۔"

باقی دوسرا احسان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گہوارے میں باتیں کرنا یہ کیا مشکل ہے جب جبرائیل علیہ السلام کے پاؤں کے نیچے کی مٹی سے سامری کا بچھڑا جو دھات سے بنا تھا بول اٹھا تو جو بزرگ پیدا ہی جبرائیل علیہ السلام کی پھونک سے ہوئے تھے۔ ان کا بچپن میں باتیں کرنا کیوں تعجب خیز ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے تو لکھا ہے کہ میرے اس لڑکے نے دو بار ماں کے پیٹ میں باتیں کیں۔ خدا جانے کہاں کان رکھ کر یہ باتیں سن لیں۔ بہرحال یہ ای

سے زیادہ مشکل ہے۔

آیت نمبر ۷

واذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی و امی الہین من دون اللہ قال سبحنک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ط ان کنت قلتہ فقد علمتہ ط تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک ط انک انت علام الغیوب ط ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی و ربکم ج و کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم ط و انت علی کل شیء شہید ط ان تعذبہم فانہم عبادک و ان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم۔ (المائدہ ۱۱۸)

"اور جب کہیں گے اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا تعالیٰ کے سوا معبود بنا لو۔ وہ عرض کریں گے کہ اے اللہ آپ برتر اور شرک سے پاک ہیں، میرے لیے کیسے ممکن ہے کہ وہ بات کہوں جس کا کسی طرح مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے کہا تھا تو آپ اس کو جانتے ہیں۔ آپ میرے دل کی بات جانتے ہیں میں آپ کی بات نہیں جانتا۔ آپ بے شک غیب کی باتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ میں نے ان کو وہی بات کہی ہے جس کا آپ نے حکم دیا کہ میرے اور اپنے مالک کی عبادت کرو اور میں ان کا نگہبان (یا گواہ) تھا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا آپ خود ہی نگہبان (یا گواہ) تھے اور آپ ہر بات کے گواہ (اور واقف) ہیں اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں۔ (آپ کو حق حاصل ہے) اور اگر آپ ان کو بخش دیں تو آپ (پوری طرح) غالب اور حکمتوں والے ہیں۔ (سب کچھ کر سکتے ہیں)۔"

یہاں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا ذکر فرماتے ہیں۔ یہ اس لیے نہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتے نہیں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) مجرم ہیں، بلکہ اہل کتاب کو ذلیل و رسوا اور لاجواب کرنے کے لیے پوچھا جائے گا۔ کیونکہ عیسائی ان کو خدا اسی لیے بناتے تھے کہ ان کا خیال تھا یا جان بوجھ کر جھوٹ گھڑ لیا تھا کہ یہ تعلیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔ اس سوال کے جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہی کچھ کہیں گے جو ایک پیغمبر کے شایان شان ہے۔ آخر میں فرمائیں گے جب تک میں ان میں رہا ان کا نگران تھا مگر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا پھر آپ خود ہی نگران اور گواہ تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہاں بھی "توفیتنی" کا معنی غلط کیا

ہے کہ "جب آپ نے مجھے وفات دی" مگر صریحاً غلط ہے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی تو ستاسی سال واقعہ صلیب کے بعد سری نگر میں ان کو مارتے ہیں اور اس وقت تک بقول ان کے وہ زندہ تھے اور عیسائی ان سے پہلے ہی بگڑ چکے تھے۔

چنانچہ (چشمہ معرفت ص ۲۵۴، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۶) پر لکھا ہے۔

"انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گزرے تھے کہ خدا کی جگہ عاجز انسان کی پرستش نے لے لی۔"

اس طرح بقول مرزا غلام احمد قادیانی کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے اسی نوے سال پہلے عیسائی بگڑ چکے تھے۔ تو وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ مرنے سے پہلے میں گواہ تھا۔ وہ تو دور، پہاڑوں، دریاؤں اور بیابانوں میں پریشان پھرتے پھرتے سری نگر پہنچے جبکہ اس زمانہ میں وہاں بغیر لشکر کے پہنچنا اور اپنی قوم کے حالات سے واقف ہونا مشکل تھا۔ نیز آیت کریمہ سے مرزائی ترجمہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علیحدگی ان لوگوں سے موت کے ذریعے ہوئی تھی۔ حالانکہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی علیحدگی عرصہ دراز پہلے ہوئی اور موت بعد میں۔

اب آپ آیت کریمہ کا اعجاز ملاحظہ کریں کہ "ما دمت فیھم" فرمایا ہے۔ "ما دمت حیا" نہیں فرمایا کہ جب تک میں زندہ رہا بلکہ یہ فرمایا کہ جب تک میں ان میں رہا۔ مطلب صاف ہے کہ جب آپ آسمان کی طرف لے جائے گئے تو آپ کی ذمہ داری یا نگرانی کیسے باقی رہی۔

مرزا غلام احمد قادیانی لوگوں کو احمق بنانے کے لیے کہتے ہیں کہ جب ان کو دوبارہ آنا ہے تو وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ مجھے کوئی علم نہیں۔

(۱) حالانکہ قرآن پاک میں ایسا نہیں ہے۔ اور اگر یہی مطلب ہو تو سارے انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کا کیا خیال ہے جب ان سے قیامت میں پوچھا جائے گا "ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا" "تمہیں کیا جواب دیا گیا وہ عرض کریں گے ہمیں کوئی علم نہیں۔"

مرزا غلام احمد قادیانی، جو جواب یہاں دیں گے وہی جواب ہمارا بھی سمجھ لیں۔

(۲) دوسرے مرزا غلام احمد قادیانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی امت کی بے راہ روی کا علم ہوا تو انھوں نے زمین پر اپنا مثیل اور صفاتی رنگ میں اپنا بروز چاہا۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی کو بروزی مسیح بننے کی ضرورت ہوئی تو یہاں تک

مان لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان میں ان کی امت کی برائیوں کا علم ہوا۔ اور جب مسلمانوں کو دھوکا دینا ہو تو یوں گویا ہوتے ہیں کہ ’’لاعلمی ظاہر کریں گے؟ حالانکہ آنے سے پہلے ہی ان کو اللہ تعالیٰ نے سب باتوں کا علم دے دیا ہوتا ہے اور غیاب کے زمانہ کی کوئی ذمہ داری ان پر عائد نہیں ہوتی نہ وہ نگران ہوتے ہیں۔ باقی انھوں نے علم سے انکار نہیں کیا ہے۔ ’’کنت انت الرقیب علیہم‘‘ میں شہید کے مقابلہ میں رقیب استعمال کر کے صاف بتا دیا کہ یہاں علم کا سوال ہی نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ میں نے ان غلط باتوں کا حکم نہیں کیا اور جب تک میں ان میں رہا میں نگران تھا۔ میرے اٹھائے جانے کے بعد آپ خود ہی نگران تھے۔

آیت نمبر ۸

وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا واتبعون ھذا صراط مستقیم۔

(الزخرف ۶۱)

’’اور یقیناً وہ (عیسیٰ علیہ السلام) یقینی نشانی ہیں قیامت کی سو شک نہ کرو اس میں اور میری تابعداری کرو، یہ سیدھی راہ ہے۔‘‘

اس آیت میں صاف صاف بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور دوبارہ تشریف لانا قیامت کی دلیل ہے۔ جس کا ذکر ہم عنقریب کریں گے ان شاء اللہ۔

(۱) قرآن پاک کی آیات کی تصریحات کے بعد اس میں کیا شک رہ سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا ان کا نزول قیامت کی نشانی ہے۔

(۲) احادیث بھی آگے چل کر آپ پڑھیں گے لیکن یہاں خاص مناسبت کی وجہ سے ایک اور روایت درج کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جس رات حضور کو معراج ہوئی اس رات سرور عالم ﷺ کی ملاقات حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے ہوئی۔ قیامت کا تذکرہ چلا تو حضرت ابراہیمؑ نے اس کے علم سے انکار کر دیا۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ نے بھی انکار کر دیا۔ جب حضرت عیسیٰؑ کا نمبر آیا۔ انھوں نے فرمایا کہ وقوع قیامت کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں اور جو عہد میرے ساتھ ہے وہ اتنا ہے کہ قرب قیامت میں دجال خارج ہوگا۔ میں نازل ہو کر اس کو قتل کروں گا۔‘‘

(ابن ماجہ۔ مسند احمد۔ حاکم۔ ابن جریر اور بیہقی بحوالہ درمنثور)

(۳) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے درمنثور میں روایت ہے کہ وہ علم للساعۃ سے حضرت عیسیٰ کا قیامت سے پہلے تشریف لانا مراد لیتے ہیں۔

(۳) امام حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر (ج ۷ ص ۲۰۹) میں اور امام فخر الدین رازی مجدد صدی ششم نے (تفسیر کبیر ج ۱۴ جز ۲۷ ص ۲۲۲) میں اس آیت کریمہ کے تحت انہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع کی اور ان کے نزول کو قرب قیامت کی نشانی قرار دیا۔

تصدیق از انجیل

(انجیل متی باب ۲۴، انجیل مرقس باب ۱۳) اور انجیل لوقا میں ہے کہ "میرے نام سے بہتیرے آئیں گے یقین نہ کرنا۔ یسوع سے پوچھا گیا کہ دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے اور یہ باتیں کب ہوں گی، جبکہ وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا۔ اس نے کہا جھوٹے نبی اور جھوٹے مسیح تم کو گمراہ نہ کریں کسی کی بات نہ ماننا، جیسے بجلی کوند کر پورب سے پچھم کو جاتی ہے اسی طرح ابن مریم آئے گا قدرت اور جلال کے ساتھ۔

اس سے یہ نتائج برآمد ہوئے۔

(۱) وہ اپنے تمام متنبیوں سے بچنے کی ہدایت کر رہے ہیں۔
(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قیامت کی نشانی ہے۔
(۳) حضرت مسیح علیہ السلام اچانک (آسمان) سے آئیں گے۔
(۴) وہ بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آئیں گے۔

یہی مضمون قرآن و حدیث میں بھی موجود ہے..... مرزائیوں کو چاہیے کہ اس پر ایمان لا کر مسلمان ہو جائیں۔

آیت نمبر ۹

ویکلم الناس فی المھد وکھلا۔ الایۃ (آل عمران: ۴۶)

یہ دراصل وہی پہلی آیت ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ہے۔ یہاں اس طرف توجہ دلانی مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ خاص طور پر زمانہ "کہولت" (ادھیڑ عمر) میں باتیں کرنے کا ذکر فرماتے ہیں۔ پھر قیامت کے دن اپنے احسانات میں بھی زمانہ کہولت میں باتیں کرنے کا ارشاد ہوتا ہے۔

حالانکہ بڑی عمر میں باتیں کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص نہیں ہے کہ ان پر احسان جتایا جائے۔ یہ تو سب انسانوں کو حاصل ہے۔ بات یہی ہے کہ چونکہ بڑی عمر میں باتیں کرنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ وہ آسمان پر اٹھا لیے گئے تھے۔ اس لیے جب دوبارہ آئیں گے تو وہ زمانہ کہولت میں لوگوں سے باتیں کریں گے۔ یہ خاص اور معجزانہ انداز کی باتیں ہوں گی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تصدیق

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ آئیں گے تو چونکہ پہلے ان کی شادی نہ ہوئی تھی۔ اس لئے وہ شادی بھی کریں گے۔ اس ضمن میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں۔ ”شادی تو ہر شخص کرتا ہے۔ اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

(اس مقام پر مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم کے ساتھ اپنے نکاح کے بارہ میں سرور عالم ﷺ کو بھی ملوث کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اگر حضورؐ نے تیرہ سو برس پہلے فرمایا تھا کہ محمدی بیگم سے مرزا غلام احمد قادیانی کی شادی ہوگی اور اس ارشاد کا معنی وفات شریف تک آپ پر نہ کھلا تو آپ پیغمبر کیسے ہوئے۔ (العیاذ باللہ)

اس طرح ہم کہتے ہیں کہ ادھیڑ عمر میں باتیں کرنا کون سا کمال ہے کہ پیدائش کے ذکر میں بھی اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرتے ہیں اور قیامت میں بھی احسان جتلائیں گے۔ معلوم ہوا کہ یہ کہولت معجزانہ کہولت ہے جو دو ہزار سال گزرنے کے بعد کی ہے۔

انجیل کا فیصلہ

قرآن کریم کے فیصلے کے ساتھ انجیل کا فیصلہ بھی ملاحظہ کریں۔

انجیل برنباس جس کو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ”سرمہ چشم آریہ“ (ص ۲۴۰، خزائن ج ۲ ص ۲۸۸) میں نہایت معتبر قرار دیا ہے کہ (فصل نمبر ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۲۴، فصل ۲۱): کی طرح (فصل ۲۲۱۔ ۲۲۲) میں حضرت عیسیٰ کے حواری برنباس نے تفصیل سے لکھا ہے کہ:

جب یہود نے حضرت یسوع مسیح کو پکڑ کر سولی کے ذریعے قتل کرنا چاہا اور جاسوسی کا کام یہودا اسکریوطی سے لیا تو اللہ نے یہودا کی شکل و صورت اور آواز حضرت عیسیٰ کی طرح بنا ڈالی اور حضرت عیسیٰ کو فرشتے کے ذریعے چھت کے روشن دان سے آسمان پر (زندہ جسم سمیت) اٹھا لیا۔ یہودا بہت چیخا چلایا مگر سب نے اس کو مسیح ابن مریم ہی سمجھا اور بڑی ذلت سے لے جا کر اس کو سولی پر چڑھا دیا۔ تکلیفیں پہنچائیں اور قتل کے بعد اس کو دفن کر دیا۔ برنباس کہتا ہے کہ میں اور حضرت یسوع مسیح کی ماں سب یہودا کو اس کی آواز اور صورت و شکل کی وجہ سے مسیح ہی سمجھ رہے تھے۔ اس وقت ہم سولی کے قریب تک گئے وہ تکلیف اور غم بیان سے باہر ہے۔ بعد میں اصل حقیقت کھلی مگر یہودیوں نے مشہور کر دیا کہ ہم نے ان کو قتل کر ڈالا۔ حواری بھاگ گئے تھے اور کوئی موجود نہ تھا۔“ بعض عیسائیوں نے تین دن کے بعد آسمان پر زندہ کر کے اٹھانے کا

عقیدہ گھڑا حق چھپ گیا اور باطل نے اس کو دبا لیا۔ انجیل برناباس کا یہ بیان قرآن پاک کے بالکل مطابق ہے۔

عقل و دانش کا تقاضا

جب قرآن پاک اصلاح کے لیے نازل ہوا ہے اور اس نے یہودیوں اور عیسائیوں کے غلط عقیدوں کی تردید کر دی ہے تو پھر جب عیسائیوں کی اکثریت ان کے آسمان پر زندہ ہونے کا عقیدہ رکھتی تھی تو قرآن پاک نے "رافعک" اور "بل رفعہ اللہ الیہ" فرما کر کیوں ان کے غلط عقیدے پر مہر تصدیق ثبت کی؟

قرآن کریم نے تو اس طرح صاف صریح بیان کیا کہ تمام صحابہ اور تیرہ سو سال کے مجددین و محدثین نے یہی سمجھا کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے ہیں۔ اگر واقعی وہ زندہ جسم سمیت آسمان پر نہ اٹھائے گئے ہوتے تو پہلے تو قرآن پاک واضح طور سے ان کی تردید کرتا ورنہ ایسے الفاظ تو قطعاً استعمال نہ کرتا جس سے ان کی تائید ہو سکتی۔

سرور عالم ﷺ کی تفسیر

قرآن کے معانی حضورؐ سے بڑھ کر کون سمجھ سکتا ہے۔ اب ہم آپ کو حضورؐ کے بیان کردہ معانی بتاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ و یفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیراً من الدنیا وما فیھا ثم یقول ابوھریرہ فاقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰ باب نزول عیسیٰ، مسلم ج ۱ ص ۸۷ باب نزول عیسیٰ)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تحقیق ضرور آئیں گے تم میں ابن مریم حاکم و عادل ہو کر پس صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ اٹھا دیں گے۔ ان کے زمانہ میں مال اس قدر ہوگا کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ اگر تم چاہو تو (قرآن کی یہ آیت) پڑھو وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ۰

اس ارشاد میں سرور عالم ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے کہنے کے مطابق قسم کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کلام میں کوئی تاویل یا استثناء نہیں ہے ورنہ قسم بے فائدہ ہو جاتا ہے۔ پس یقینی ثابت ہو گیا کہ:

(۱) کہ نازل ہونے والے مریم کے بیٹے ہیں (نہ کہ چراغ بی بی کے)
(۲) وہ حاکم اور فیصلے کرنے والے ہوں گے (مرزا غلام احمد قادیانی تو انگریزی عدالتوں میں دھکے کھاتے رہے)
(۳) وہ عادل ہوں گے (مرزا نے تو محمدی بیگم کے قصہ میں خود اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی اور اپنے ایک لڑکے کو عاق اور وراثت سے محروم کر دیا تھا اور دوسرے سے بیوی طلاق کروائی تھی)
(۴) وہ صلیب توڑیں گے (مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ تو صلیب توڑا اور نہ ہی صلیب پرستی میں کمی آئی)
(۵) وہ خنزیر کو قتل کریں گے (تاکہ لوگوں کو اس سے نفرت ہو جائے)
(۶) جزیہ موقوف کریں گے (ساری دنیا مسلمان ہو جائے گی پھر جزیہ کس سے لیں گے)
(۷) اس قدر مال دیں گے کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا (مرزا غلام احمد قادیانی تو کبھی کتابوں رسالوں اور کبھی منارۃ المسیح کے لیے چندے کی اپیلیں کرتے کرتے تھک گئے تھے)
(۸) اس وقت ایک سجدہ دنیا بھر سے بہتر ہوگا (مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے کے بعد تو نمازوں اور سجدوں میں نمایاں کمی آ گئی۔ پھر جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ ”وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته“

اور کوئی اہل کتاب نہیں رہے گا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے ان پر ایمان لائے گا۔

آنے والے کو قرآن کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرار دیتے اور ان کی زندگی کا اعلان کرتے ہیں۔ باقی ہزاروں کی تعداد میں صحابہ موجود تھے۔ ان میں سے کسی نے بھی تردید نہیں کی۔ اور حدیث ہے بھی بخاری اور مسلم شریف کی۔ ان الفاظ نے تو آیت کا معنی متعین کر کے مطلب ہی صاف کر دیا۔

بڑی بات

یہ ہے کہ حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے قسم کھائی ہے اور مرزا کے مسلم اصول کے

تحت اس میں کوئی تاویل واستثناء نہیں ہو سکتی ورنہ قسم میں فائدہ ہی کیا ہے۔ اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ اس حدیث شریف سے مریم علیہا السلام کے بیٹے کا نزول مراد ہے یا چراغ بی بی کے بیٹے کا۔ اور حدیث میں بیان کی گئی باتیں بھی مرزا غلام احمد قادیانی پر منطبق ہوتی ہیں؟

حدیث نمبر ۲

عن ابی ہریرۃؓ عن النبی ﷺ قال الانبیاء اخوۃ لعلات امہاتہم شتیٰ ودینہم واحد وانی اولی الناس بعیسی ابن مریم لانہ لم یکن بینی وبینہ نبی وانہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض علیہ ثوبان ممصران راسہ یقطر وان لم یصبہ بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویدعو الناس الی الاسلام فیہلک فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام وترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم وتلعب الصبیان بالحیات فلا تضرہم فیمکث اربعین سنۃ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون۔

(رواہ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۸، مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۶)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام پدری بھائی ہیں۔ ان کی مائیں جدا جدا ہیں اور دین ایک ہے اور میں عیسیٰ ابن مریم کے سب لوگوں سے زیادہ قریب ہوں۔ اس لیے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ اور وہ نازل ہوں گے۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لو وہ درمیانہ قامت۔ سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ۔ زرد رنگ کے کپڑے لیے ہوئے ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔ گو سر پر پانی نہ ڈالا ہو وہ صلیب کو توڑیں گے۔ اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور جزیہ ترک کر دیں گے اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیں گے۔ ان کے زمانے میں سارے مذاہب ہلاک ہو جائیں گے۔ سوائے اسلام کے۔ اور شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ۔ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے۔ اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے۔ اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے۔ پس عیسیٰ ابن مریم چالیس سال تک رہیں گے اور پھر فوت ہو جائیں گے۔ اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

(ہم نے اس روایت کو مرزا بشیر الدین محمود کی کتاب (حقیقۃ النبوۃ حصہ اول ص ۱۹۲) سے انہی کے ترجمے کے ساتھ نقل کیا ہے)

اس حدیث کی صحت تو فریقین کے ہاں مسلم ہے۔ اس میں حضورؐ کا ارشاد صاف

وصریح ہے کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔

مرزائی خیانت

"لم یکن بینی وبینہ" کا معنی مرزا محمود نے یہ کیا کہ اس کے اور میرے درمیان نبی نہیں، حالانکہ الفاظ لم یکن کا معنی ہے کوئی نبی نہیں ہوا۔ یہ ماضی کا صیغہ ہے جس کو خلیفہ محمود نے چھپایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہی عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو معلوم ہوا کہ انہیں کا رفع ہوا ہے اور وہ زندہ آسمان میں موجود ہیں کیونکہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی نزول فرع ہے صعود کی۔ ملاحظہ ہو (انجام آتھم ص ۱۶۸، خزائن ج ۱۱ ص ۱۶۸) اس حدیث پاک نے بھی مرزائی تاویلات کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔

دوسری خیانت

مرزا محمود قادیانی نے دوسری خیانت یہ کی کہ ابوداؤد شریف میں مذکور حدیث کے الفاظ "ویقاتل الناس علی الاسلام" کو سرے سے کھا گئے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مقاتلہ نہ کبھی کیا نہ اس کے حق میں تھے۔ وہ تو صرف انگریزوں کے لیے دعائیں کرتا جاتے تھے۔

حدیث نمبر ۳

عن عبداللّٰہ ابن عمرو ابن العاص قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ینزل عیسی ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر۔ (رواہ ابن جوزی فی الوفا باحوال المصطفیٰ ص ۸۲۳ مشکوٰۃ ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ)

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے یہاں شادی کریں گے۔ ان کی اولاد بھی ہوگی۔ اور زمین میں ۴۵ سال رہ کر وفات پائیں گے اور میرے ساتھ گنبد خضریٰ میں دفن ہوں گے۔

اس روایت کو مرزا قادیانی نے نقل کر کے "فیتزوج ویولد" کے حصے سے محمدی بیگم کے مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں آنے کی خوشخبری پر محمول کیا ہے اور "یدفن معی فی قبری" سے اپنا فنا فی الرسول ہونا ثابت کیا ہے۔ بہرحال حدیث کو صحیح تسلیم کر لیا ہے۔

یہ حدیث امام ابن جوزیؒ نے نقل فرمائی ہے جو مرزائیوں کے مسلم مجدد صدی ششم ہیں۔ گویا صحت حدیث سے انکار ہی نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ:

(۱) حدیث میں "الی الارض" کے لفظ سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف نازل ہوں گے معلوم ہوا کہ زمین پر پہلے سے نہیں ہیں۔

(۲) چونکہ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شادی نہ کی تھی اس لیے اب ان کی شادی کرنے کا ذکر بھی کر دیا۔

(۳) اور یہ تصریح بھی فرما دی گئی کہ قیامت کے دن حضور ﷺ ایک ہی مقبرے سے ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان بمع عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوں گے۔

مرزائی وہم

یہاں مرزائی یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضورؐ کی قبر میں کیسے دفن ہوں گے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے خود (نزول المسیح ص ۴۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵) پر لکھا ہے کہ ان (یعنی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ) کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے متصل دفن کیے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔ یہی مطلب مرقاۃ میں مرزائیوں کے مسلم مجدد حضرت ملا علی قاریؒ نے بیان فرمایا ہے۔

(۴) اس کے ساتھ وہ روایت بھی ملا دیجیے کہ حضرت عائشہؓ نے حضور نبی کریمؐ سے اجازت چاہی کہ میں آپ کے پہلو میں دفن ہو جاؤں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا وہاں تو جگہ نہیں ہے صرف ایک قبر کی جگہ ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔ ان کی قبر چوتھی ہوگی۔ اس روایت نے بھی مرزائیوں کی تمام تاویلی خرافات کو ختم کر کے رکھ دیا۔

حدیث نمبر ۴

ان روح اللہ عیسیٰ نازل فیکم فاذا رأیتموہ فاعرفوہ فانہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض ---- ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون.

(رواہ الحاکم عن ابی ہریرہؓ فی المستدرک ص ۴۹۰)

یہ حدیث مرزائیوں کے امام اور مجدد صدی چہارم نے روایت کیا ہے۔ اس لیے اس کی صحت میں تو شک ہو ہی نہیں سکتا۔ اس حدیث میں حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے قرآنی لقب "روح اللہ" سے یاد فرمایا۔ تمام باتوں کا ذکر کر کے فرمایا جاتا ہے کہ اس کے بعد وفات ہوں گے اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔

حدیث نمبر۵

عن ابی ھریرۃؓ انہ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم و امامکم منکم۔ (کتاب الاسماء والصفات امام البیہقی ص ۴۲۴)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت (مارے خوشی کے) تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب مریم کے بیٹے تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام (نماز کا) تمہیں میں سے ہوگا۔" روایات میں آتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نماز پڑھانے کے لیے تیار ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔ وہ ان سے نماز پڑھانے کا کہیں گے وہ انکار کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ اس نماز کی اقامت آپ کے لیے کی گئی ہے۔ (آپ ہی پڑھائیں گے)

اور بعض روایت میں ہے کہ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی ہے۔ بہرحال وہ نماز تو حضرت مہدی علیہ السلام ہی پڑھائیں گے۔ اس حدیث میں من السماء کا صاف لفظ موجود ہے اور اس کو مرزائیوں کے مسلم مجدد صدی چہارم امام بیہقی نے روایت کیا ہے اس لیے اور زیادہ معتبر ہے۔

حدیث نمبر۶

عن ابن عباسؓ (فی حدیث طویل) قال رسول اللہ ﷺ فعند ذالک ینزل اخی عیسی بن مریم من السماء علی جبل افیق اماما هادیا حکما عادلا۔

(کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۱۹، حدیث نمبر ۳۹۷۲۶)

(۱) اس حدیث میں سرور عالم ﷺ نے من السماء کا لفظ اضافہ کر کے مرزا قادیانی کا منہ بند کر دیا ہے۔ (۲) اس میں اخی (میرا بھائی) فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام جو پیغمبر ہیں وہی میرے بھائی ہیں (کوئی چراغ بی بی کا بیٹا حضورؐ کا معنوی بھائی نہیں ہے)

اس حدیث کو مرزا غلام احمد قادیانی نے (حمامۃ البشریٰ ص ۸۹ خزائن ج ۷ ص ۱۹۰) میں نقل کیا مگر خیانت کر کے من السماء کا لفظ حذف کر گیا۔

حدیث نمبر۷

عن عبداللہ بن عمر (فی حدیث طویل) قال قال رسول اللہ ﷺ فیبعث اللہ عیسیٰ ابن مریم کانہ عروۃ بن مسعود فیطلبہ فیھلکہ۔

(رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب لا تقوم الساعۃ ص ۴۸۱)

حضور سرور عالم ﷺ نے جیسے کہ مشکوٰۃ شریف (باب بدء الخلق) میں ہے معراج کے ذکر میں آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کے ذکر میں فرمایا کہ:

فاذا اقرب من رایت به شبها عروة بن مسعود.

(مشکوٰۃ ص ۵۰۸ باب بدء الخلق)

”حضرت عیسیٰ کی مشابہت زیادہ تر عروۃ بن مسعودؓ سے تھی۔“

اب آپ خود ہی فرمائیں جس عروۃ بن مسعودؓ کے مشابہ ہستی کو آسمان میں دیکھا۔ حدیث نمبر ۷ میں انہی کے نزول کا ذکر فرماتے اور پھر حضرت عروہ بن مسعودؓ سے تشبیہ دے کر ارشاد کرتے ہیں کہ یہ دجال کا پیچھا کر کے اس کو ہلاک کریں گے۔ اس حدیث میں آپ نے خود ہی انسانوں کو بھی بتا دیا کہ نازل ہونے والے وہی عیسیٰ ابن مریم ہیں جو حضرت عروہ بن مسعودؓ کے مشابہ ہیں۔ جن کو آسمان میں دیکھا تھا۔

حدیث نمبر ۸

عن نواس بن سمعان رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ...... فبينما هو كذالك اذ بعث الله المسيح بن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهرودتين واضعاً كفيه على اجنحة ملكين اذا طأطأ رأسه قطر واذا رفعه تحدر منه جمان كاللؤلؤ فلا يحل لكافر يجد ريح نفسه الا مات ونفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله.

(مسلم ج ۲ ص ۴۰۱)

مرزا نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۲۰۲ تا ۲۰۹، خزائن ج ۳ ص ۱۹۹ تا ۲۰۱) پر یہ حدیث نقل کی ہے۔ مسلم شریف کی اس حدیث نے بھی مرزا غلام احمد کی نیند حرام کر رکھی۔ کبھی کہتا ہے یہ خواب یا کشف تھا حالانکہ اس طویل حدیث کے الفاظ میں ہے ”ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجه لکم“ اگر وہ خروج کرے جبکہ میں تم میں ہوں تو میں اس سے جھگڑوں گا۔ کوئی بھی عقل مند اس کو خواب یا کشف نہیں کہہ سکتا۔ کبھی کہتا ہے امام بخاری نے اس کو ضعیف سمجھ کر روایت نہیں کیا۔ حالانکہ امام بخاریؒ کا کسی حدیث کو نقل نہ کرنا ضعف کی دلیل نہیں ورنہ حدیث مجدد، کسوف وخسوف کی حدیث ”ان لمهدينا آيتين“ اور حدیث ابن ماجہ ”لا مهدي الا عيسى“ بخاری میں نہیں ہیں جن پر مرزا نے اپنی مسیحیت کی بنیاد رکھی ہے۔ اس حدیث اور تمام احادیث نزول مسیح سے مراد نزول من السماء ہے خود اس کی حدیث

نواس بن سمعان کے بارہ میں (ازالۃ الاوہام ص ۸۱ خزائن ج ۳ ص ۱۴۲) پر لکھا ہے۔ "صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔" (چادر وہ جو سرخ ہو کر پہ لے)

حدیث نمبر ۹

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمراً اولیثنیھما. (رواہ مسلم فی صحیحہ ج ۱ ص ۴۰۸)

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ابن مریمؑ روحاء میں حج کے لیے لبیک کہیں گے یا عمرے کے لیے یا دونوں کی نیت کرکے۔

اس حدیث میں بھی سرور دو عالم ﷺ نے قسم کھائی ہے اس لیے تمام الفاظ حدیث کو ظاہر پر ہی محمول کرنا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خروج کریں گے (کوئی اور ان کی طرف سے نہیں کرے گا) اور فج روحاء سے مراد وہی روحاء کی گھاٹی ہوگی۔ نزول سے مراد نیچے اترنا ہی مراد ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۰

حضرت ربیعؓ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ نصاریٰ حضور ﷺ کے پاس آئے اور جھگڑنے لگے۔ عیسیٰ ابن مریم کے بارہ میں وقالوا له من ابوہ وقالوا علی اللہ الکذب والبھتان فقال لھم النبی ﷺ الستم تعلمون انہ لا یکون ولد الا وھو یشبہ اباہ قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء فقالوا بلیٰ (درمنثور ج ۲ ص ۳) ربیعؓ کہتے ہیں کہ نجران کے عیسائی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں جھگڑنے لگے کہنے لگے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے۔ (مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے) آپؐ نے فرمایا کہ بیٹے میں باپ کی مشابہت ہوتی ہے یا نہیں۔ انھوں نے کہا ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا پھر تمہارا رب زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام پر یقیناً موت آئے گی تو انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے تھے تو یہاں پر بہت آسان تھا کہ آپ الوہیت مسیح کے ابطال کے لیے فرمادیتے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو مرگئے وہ کیسے خدا ہوسکتے ہیں۔ یہ بات ابطال الوہیت واضح پر زیادہ صاف دلیل ہوجاتی بایں ہمہ

فرما دیتے کہ تمہارے خیال میں تو وہ مر گئے ہیں تو پھر خدا یا خدا کے بیٹے کس طرح ہو سکتے ہیں۔ پھر بھی بہترین دلیل تھی مگر ممکن تھا کہ کوئی مرزائی چودھویں صدی میں اپنی کور چشمی سے اس سے موت مسیح ثابت کر دیتا سرور دو عالم ﷺ نے نہایت متانت سے حق اور صرف حق فرمایا کہ خدا تعالیٰ حی ہیں جو کبھی نہیں مرتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آئے گی یعنی بجائے ماضی کے مستقبل کا صیغہ استعمال فرمایا۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہوتے تو یقیناً اس بحث میں بھی بہتر تھا کہ عیسیٰ ، قد اتی علیہ الفنا فرما دیتے۔

حدیث نمبر ۱۱

عن الحسنؓ قال قال رسول اللہ ﷺ للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ (در منثور ج ۲ ص ۳۶) یہ راوی حضرت حسن بصریؒ ہیں جو مرتاج اولیاء ہیں اور جو تابعی ہو کر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گویا یقیناً انھوں نے حدیث کسی صحابی سے حاصل فرمائی۔ یہاں بھی مرسل حدیث کو جو کسی صحابیؓ کے توسط کے بغیر حضورؐ کی طرف منسوب ہو گی۔ حضرت ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ حجت ہے (شرح نخبہ) حضرت ملا علی قاریؒ صدی دہم کے مسلمہ مجدد تھے۔ ان کا قول کون رد کر سکتا ہے۔ بہر حال اس حدیث نے تصریح کر دی کہ " ان عیسیٰ لم یمت" کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں ہیں بلکہ وہ لوٹ کر دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ لفظ لم یمت بھی ہے اور راجع بھی۔

حدیث نمبر ۱۲

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ابن ماجہ اور مسند امام احمد میں روایت ہے کہ:

لما کان لیلۃ اسری برسول اللہ ﷺ لقی ابراھیم علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام فتذاکروا الساعۃ فبدؤا بابراھیم فسئلوہ عنھا فلم یکن عندہ منھا علم ثم سألوا موسیٰ فلم یکن عندہ فرد علمٗ الحدیث الی عیسیٰ بن مریم فقال قد عھد الی فیما دون وجبتھا فاما وجبتھا فلا یعلمھا الا اللہ فذکر خروج الدجال قال فانزل فاقتلہ ۔

(ابن ماجہ باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم ص ۲۹۹)

"حضرت عبداللہ بن مسعود صحابیؓ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات رسول کریم ﷺ نے ملاقات کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے۔ پس انھوں نے قیامت کا ذکر چھیڑا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کے متعلق سوال

کیا۔ انھوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی جواب دیا۔ آخر الامر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے ساتھ قرب قیامت کا ایک وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کا ٹھیک وقت سوائے خدا عزوجل کسی کو معلوم نہیں۔ پس انھوں نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ پھر میں اتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا۔ (آخر تک)"

یہ حدیث امام احمد نے مرفوعاً بیان فرمائی ہے کہ یہ تمام الفاظ گویا خود حضور ﷺ کے ہیں۔ امام احمد صدی دوم کے مسلم مجدد ہیں اس لیے حدیث کی صحت میں بحث ہی نہیں ہو سکتی جیسے کہ اصول تفسیر میں لکھا جا چکا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ دجال ایک شخص کا نام ہے۔ پادریوں کے گروہ کا نام نہیں جیسے مرزا نے کہا ہے۔ اس حدیث سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ جو عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں وہی اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ قتل دجال نے بھی ولکس وغیرہ سے قتل کی نفی کر دی جیسے کہ مرزائی ہرزہ سرائی ہے کیا معراج کی رات میں مرزا قادیانی نے اپنے نزول کا ذکر کیا تھا۔ کیا کبھی مرزا قادیانی اس آسمان سے اترے ہیں۔ کیا انھوں نے ہی دجال کو قتل کیا ہے۔

حدیث نمبر۱۴

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ...... فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذہ الامۃ. (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ص ۴۸۰)

مرزا غلام احمد قادیانی "وامامکم منکم" سے ثابت کرتے ہیں کہ نماز بھی یہی پڑھائیں گے۔ یہ امت محمدیہ میں سے ہوں گے۔ حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے وامامکم منکم کا معنی اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے بیان کے مطابق لیں تو یہ عطف بیان ہوگا جس کے لیے واؤ نہیں لائی جاتی جو یہاں موجود ہے۔

یہ تو عربی قواعد کو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ حدیث مذکور نے صاف کر دیا ہے کہ امیر قوم (یعنی مہدی علیہ السلام) کہیں گے آؤ آگے ہو کر نماز پڑھاؤ وہ انکار کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ اللہ نے اس امت کے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اب مرزائی اگر ایمان چاہتے ہیں تو ان کو مرزا کے معنوں کی بجائے سرور دو عالم ﷺ کے بیان کردہ معنوں کو قبول کر لینا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ارشاد اور حضرت حسن بصریؒ کی قسم

(فتح الباری ج ۶ ص ۴۹۳) میں ہے کہ امام ابن جریر نے اسناد صحیح کے

ساتھ سعید بن جبیرؓ سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اسی طرح جزم فرمایا ہے کہ لیومنن بہ قبل موتہ میں دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان لے آئیں گے اور اسی کتاب میں اسی صفحہ پر حضرت حسن بصریؒ سے جو اولیاء کے سرتاج ہیں نقل کیا ہے کہ انھوں نے بھی قبل موتہ کا معنی قبل موت عیسیٰ۔ "واللہ انہ الآن لحی ولکن اذا نزل آمنوا بہ اجمعون۔" کیا پھر قسم کھائی اور کہا خدا کی قسم کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت زندہ موجود ہیں۔ جب نازل ہوں گے وہ سب ان پر ایمان لے آئیں گے۔

یہاں تک آپ کو احادیث سے تفسیر کا علم ہوا جس کا انکار ایک صحابی نے بھی نہیں کیا۔

نزول مسیح ابن مریم کی نشانیاں

پیغمبر اعظم علیہ الصلوۃ والسلام بے ضرورت بات نہیں فرماتے تھے، جو بات فرماتے تو وہ مختصر مگر جامع اور تمام امور کو صاف کرنے والی ہوتی تھی۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے سلسلے میں آپ ﷺ نے نشانات کا اتنا اہتمام فرمایا کہ اس سے بڑھ کر مشکل ہے تا کہ کوئی نادان مسیحیت کا جھوٹا دعویٰ کر کے امت کو گمراہ نہ کرے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

(۱) آخری زمانہ میں مسیح نازل ہوں گے۔ (مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ نزول صعود کی فرع ہے۔ جب نزول تواتر سے ثابت ہو گیا تو صعود و عروج خود ہی ثابت ہو گیا)

(۲) آپؐ نے بیہودہ اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کرنے کے لیے رجوع کا لفظ بھی استعمال فرمایا راجع الیکم کہ وہ تمہارے پاس دوبارہ آئیں گے۔

(۳) آپؐ نے تمام وسوسوں کو دور کرنے کے لیے یہ بھی فرمایا کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔

(۴) آپؐ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ زمین کی طرف آئیں گے اور زمین کی طرف وہی آتا ہے جو پہلے زمین میں نہ ہو۔

(۵) آپؐ نے فرمایا کہ آنے والے کا نام عیسیٰ ہوگا۔

(۶) کہیں آپؐ نے مسیح فرمایا۔

(۷) ان کی والدہ کا نام مریم ہوگا (چراغ بی بی نہ ہوگا)

(۸) نیز ہر ماں کا نام لے کر بتا دیا کہ کسی مرد سے جسمی تعلق رکھنے کا بیٹا نہ ہوگا بلکہ وہ عیسیٰ ہوگا جو بن باپ پیدا ہوا اور قرآن نے ان کو ماں ہی کے نام سے پکارا۔

(۹) وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔

(۱۰) وہ رسولاً الیٰ بنی اسرائیل تھے۔ کلمۃ اللہ تھے۔ روح اللہ تھے۔ وجیھاً فی الدنیا والآخرۃ تھے۔ نفخ جبرائیل سے پیدا ہوئے تھے۔ ان کو زبردست معجزات دیئے گئے تھے۔ بنی اسرائیل نے پھر بھی نہ مانا تو وہ آکر بنی دجال کو قتل کریں گے اور تمام اہل کتاب مسلمان ہو جائیں گے۔ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا اور ان کے شایان شان تمام باتیں ہو جائیں گی جو پہلے نہ ہوئی تھیں۔

(۱۱) اوروں کی ہجرت ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت ساری زمین سے تھی۔ اس لیے وہ واپس زمین میں آکر ساری زمین میں عادلانہ نظام قائم فرمائیں گے۔

(۱۲) وہ دمشق میں اتریں گے۔

(۱۳) دمشق کے مشرق کی طرف منارہ کے پاس۔

(۱۴) ان پر دو زرد چادریں ہوں گی۔

(۱۵) ان کے سر سے موتیوں کی طرح پانی ٹپکے گا۔

(۱۶) فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے نازل ہوں گے۔

(۱۷) اس وقت صبح کی نماز کے لیے اقامت ہو گئی ہوگی۔

(۱۸) وہ اس وقت پہلے ہی امام کو نماز پڑھنے کا کہیں گے۔

(۱۹) فارغ ہو کر وہ دجال سے لڑیں گے۔ اس کو قتل کر دیں گے۔

(۲۰) یہودیوں کو شکست فاش ہو جائے گی۔

(۲۱) اگر کسی درخت یا پتھر کے پیچھے کوئی یہودی چھپا ہوگا وہ بھی مسلمانوں کو اطلاع دیں گے تاکہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

(۲۲) پھر باقی تمام یہود اور عیسائی مسلمان ہو جائیں گے۔ دنیا بھر میں اسلام پھیل جائے گا۔

(۲۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگ بند کر دیں گے کیونکہ ساری دنیا اسلام کے تابع ہو گئی ہوگی۔

(۲۴) وہ غیر مسلموں سے جزیہ (ٹیکس) لینا بند کر دیں گے۔ وجہ یہ ہے ایک تو غیر مسلم ہی

نہ دیں گے۔ دوسرے مال کی بہت بہتات ہوگی۔

(۲۵) مال کثرت سے لوگوں کو دیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔

(۲۶) اس وقت ایک سجدہ ساری دنیا سے زیادہ بہتر ہوگا۔

(۲۷) یہ نازل ہونے والا وہی عیسیٰ علیہ السلام ہوگا جن سے آسمان میں قیامت کی باتیں ہوئی تھیں اور انھوں نے کہا تھا کہ اتر کر دجال کو قتل کروں گا۔

(۲۸) وہ ضرور وفات ہوں گے مگر ابھی تک ان پر نہیں آئی۔

(۲۹) وہ چالیس سال دنیا میں زندہ رہیں گے۔

(۳۰) وہ حج کریں گے۔

(۳۱) روحا کی گھاٹی سے لبیک کہیں گے۔

(۳۲) پہلے شادی نہ ہوئی تھی اب شادی کریں گے۔

(۳۳) وہ پرانے اور اپنے وقت کے رسول تھے اور اب شریعت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) پر عمل کریں گے اور کرائیں گے۔

(۳۴) جب ان کی وفات ہوگی مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔

(۳۵) وہ حضور ﷺ کے روضہ مبارک میں دفن ہوں گے۔

(۳۶) جب وہ نازل ہوں گے ایک حربہ (ہتھیار) لے کر دجال کو قتل کریں گے۔

(۳۷) ان کے زمانے میں اتنا عدل ہوگا کہ شیر اور بکرا ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے۔

(۳۸) یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جو حضورؐ سے چند صدیاں پہلے تھے اور ان کے اور حضورؐ کے درمیان کوئی پیغمبر نہ تھا۔

(۳۹) یہ وہی ہوں گے جن کا نام روح اللہ بھی تھا۔

(۴۰) ان سے پہلے مرد صالح ہوں گے جو نماز پڑھائیں گے۔ وہ مہدی ہوں گے۔

(۴۱) وہ اہل بیت سے ہوں گے۔

(۴۲) ان کا نام حضورؐ کے نام کے مطابق ہوگا۔ اور ان کے والد کا نام حضورؐ کے والد کے نام کی طرح ہوگا۔

(۴۳) وہ جس دجال کو قتل کریں گے وہ کانا ہوگا۔ اس کے ماتھے پر ک ف ر لکھا ہوگا یعنی کافر۔

(۴۴) وہ بھی طرح طرح کے عجائبات دکھائے گا۔ جس سے لوگوں کو کفر اور ایمانی پختگی کا پتہ لگے گا۔

(۴۵) وہ ساری دنیا کا چکر لگائے گا۔ مگر اس دن مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر فرشتوں کے پہرے ہوں گے ان دو شہروں میں داخل نہ ہو سکے گا۔

(۴۶) یہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کا پیچھا کر کے اس کو باب لد میں قتل کریں گے۔

(۴۷) ان کے زمانے میں یاجوج و ماجوج خروج کریں گے۔ لوگ بڑے تنگ ہوں گے۔ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے لیے بد دعا فرمائیں گے اور لڑ بھڑ کر مر جائیں گے۔

(۴۸) عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں جہاں نازل ہوں گے۔ وہ افیق نام کا ٹیلہ ہوگا۔

(۴۹) ان کی آمد معلوم کر کے مسلمان مارے خوشی کے پھولے نہ سمائیں گے۔ جس کی طرف حضورؐ نے کیف انتم سے اشارہ فرمایا ہے۔

(۵۰) وہ روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر سلام پیش کریں گے۔ حضورؐ ان کا جواب دیں گے۔

(۵۱) آپ نے حلف اٹھا کر حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی خبر دی۔

(۵۲) ان کا نزول قیامت کی (بڑی) نشانی ہوگی۔

(۵۳) وہ حاکم (حکم) ہوں گے۔

(۵۴) عادل اور مقسط ہوں گے۔

(۵۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عروہ بن مسعودؓ کی طرح ہوں گے۔

(۵۶) ان کا رنگ سفیدی و سرخی کی طرف مائل ہوگا۔

(۵۷) وہ صلیب کو توڑ دیں گے جس کی پوجا ہوتی تھی یا جو عیسائیوں کی نشانی تھی۔

(۵۸) خنزیر کو قتل کریں گے۔ یہ نجس العین ہے اور عیسائی اس کو شیر مادر سمجھ کر کھاتے ہیں نفرت دلانے کے لیے ایسا کیا جائے گا۔ آج کل بھی یہ فصلوں کو نقصان پہنچاتے ہیں تو لوگ جمع ہو کر ان کے قتل کا انتظام کرتے ہیں۔

(۵۹) دجال کے پاس اس وقت ستر ہزار یہودی لشکر ہوگا۔

(۶۰) یاجوج ماجوج کے باہمی مقابلے اور مرنے سے بدبو ہوگی۔ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھیں گے۔ پھر دعا فرمائیں گے۔ بارش ہوگی وہ بدبو دور کر دی جائے گی۔ (اوکما قال)

کیا سرور عالم ﷺ جیسی ہستی نے کسی اور بات کے لیے بھی اتنا اہتمام فرمایا ہے۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ کوئی اور دجال مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہ کر بیٹھے۔

اب اگر ایک احمق

کہے کہ عیسیٰ سے مراد غلام احمد ہے..... مریم سے مراد چراغ بی بی ہے۔ دمشق سے مراد قادیان ہے..... باب لد سے مراد لدھیانہ ہے۔ قتل سے مراد مباحثہ میں غالب آنا ہے..... مسیح سے مراد مثیل مسیح ہے۔ زرد چادروں سے مراد میری دو بیماریاں ہیں..... دجال سے مراد پادری ہیں۔

خر دجال سے مراد ریل ہے۔ جس پر وہ خود بھی سوار ہوا ہے۔

مہدی سے مراد بھی غلام احمد ہے۔

حارث سے مراد بھی غلام احمد ہے۔

رجل فارس سے مراد بھی غلام احمد ہے

منارہ سے مراد قادیان کا منارہ ہے جو بعد میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بنایا۔ نزول سے مراد سفر کر کے کہیں اترنا ہے..... آسمان سے مراد اسمانی و اعلیٰ ہیں۔..... عیسیٰ ابن مریم سے مراد غلام احمد قادیانی ہے..... غلام احمد عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہے..... غلام احمد عین محمد ہے..... غلام احمد آنے والا کرشن اوتار ہے..... غلام احمد حضور کی بعثت ثانیہ ہے۔

غلام احمد کے زمانہ میں وہ عالمگیر غلبہ اسلام ہوا۔ جو حضور کے زمانہ میں نہ ہو سکا۔

نماز میں جو دعا مانگی گئی ہے (غیر المغضوب علیہم) اس میں مرزا قادیانی کو دکھ دینے والوں سے علیحدگی کی دعا ہے۔

میری وحی قرآن کے برابر ہے..... مجھ میں تمام پیغمبروں کے کمالات جمع ہیں۔

میں حضرت حسینؓ سے کئی گنا افضل ہوں۔ وہ کیا ہیں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہوں۔ ان کا بروز اور مثیل ہو کر بھی ان سے آگے نکل گیا ہوں۔

بلکہ تمام انبیاء سے میرے معجزے زیادہ ہیں اور میں معرفت میں کسی پیغمبر سے کم نہیں ہوں۔ پھر وہ اپنے بیٹے کو کہے کہ گویا خدا آسمان سے اتر آیا ہے۔ اور وہ بیٹا کہنے لگے۔ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ سکتا ہے۔

اور اس کے چیلے اکمل کے اشعار ذیل کے مطابق حضور سے افضل ہے (معاذ اللہ)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

پھر ان شعروں کو مرزا غلام احمد قادیانی سن کر تحسین کریں اور جزاک اللہ کہیں۔

اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ شخص اور اس کو مسلمان جاننے والے کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں۔

متفرقات

خودکاشتہ پودا

مرزائی نما محضرہ (امام جماعت مرزائیہ) مرزا ناصر احمد نے خودکاشتہ پودے کے بارہ میں کہا کہ خاندان کو کہا گیا ہے۔ مگر اٹارنی جنرل صاحب نے تحریروں کی لکھی ہوئی فہرست بتائی جو مرزا غلام احمد قادیانی نے دی ہیں لکھی ہے کیا مرزا غلام احمد قادیانی اس فرقہ کو خودکاشتہ پودا کہہ رہے ہیں۔

ہم کہتے ہیں چلو مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان ہی انگریز کا خودکاشتہ پودا ہوا تو مرزا غلام احمد قادیانی اسی انگریزی پودے کی شاخ ہوئے۔ اگر وہ پودا پلید ہے تو پودے کی شاخیں کس طرح پاک ہو سکتی ہیں۔۔

اتمام حجت

مرزا ناصر احمد نے عام مسلمانوں کو بڑا کافر کہنے سے گریز کر کے چھوٹا کافر قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ان پر اتمام حجت نہیں ہوئی۔ کیونکہ مرزا ناصر احمد کے ہاں اتمام حجت کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے کا دل یہ مان جائے کہ بات تو سچی ہے پھر انکار کرے۔ تو دنیا کے ستر کروڑ مسلمان تو مرزا غلام احمد قادیانی کو کاذب مفتری سمجھتے ہیں۔ ان پر ان کے ہاں اتمام حجت نہیں ہوئی۔ اس لیے یہ امت اسلامیہ سے خارج بھی نہ ہوئے کافر نہیں ہیں۔ لیکن خودکاشتہ پودا نے بڑی احتیاط کی تھی۔ پہلے لکھ دیا کہ میں مثیل مسیح موعود ہوں۔

(مجموعہ اشتہارات ص ۲۰۷)

کم فہم لوگ مجھے مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں پھر بعد میں بڑے زور شور سے خود ہی مسیح موعود بن گئے (ازالہ اوہام ص ۱۹۰ خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)۔ اور جب دیکھا کہ علماء کرام کے سامنے دال نہیں گلی تو فنا فی الرسول کی آڑ لی اور عین محمد ہونے کا دعویٰ کر ڈالا۔

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

زبردست اور لاجواب چیلنج

ہم تمام امت مرزائیہ کو چیلنج کرتے ہیں کہ تیرہ سو سال کے کسی مجدد محدث صحابی اور ولی کے کلام سے یہ ثابت کر دو کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔ مسیح ابن مریم یا عیسیٰ ابن مریم سے مراد کوئی ان کا مثیل مراد ہے۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے۔ یا ان سے مراد غلام احمد بن چراغ بی بی ہے۔ اگر تم سچے ہو تو تیرہ سو سال کے کسی محدث یا مجدد کا قول پیش کرو۔

دوسرا چیلنج

تیرہ سو سال کے اندر کسی زمانہ کے بارہ میں یہ ثابت کرو کہ کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔ اور مسلمانوں نے اس کو طاقت ہوتے ہوئے برداشت کیا ہو۔ یا کسی نے کسی مدعی نبوت سے یہ دریافت کیا ہو کہ تمہارا دعویٰ تشریعی نبوت کا ہے یا غیر تشریعی کا بروزی اور ظلی کا یا مستقل کا۔ تو اس طرح آپ ذلیل کافر ہو جاتے ہیں۔

ایک اور ڈھونگ

مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں نے دنیا بھر میں یہ ڈھونگ رچایا ہے کہ نبوت بند ہو گئی یا نبی آ سکتے ہیں۔ حالانکہ خود ان کے ہاں نہ مرزا قادیانی سے پہلے کوئی نبی آیا نہ بعد میں قیامت تک آئے گا۔ تو یہ ساری بحث صرف امت کو الجھانے کے لیے ہے۔ بات یہ کرو کہ مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام بن سکتے ہیں یا آنے والا وہی ہے جس کو تیرہ سو سال کے تمام محدثین صحابہ کرامؓ اور مجددین نے مسیح ابن مریم قرار دیا ہے کہ وہی آئیں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی پریشانی

اس سلسلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پریشانی کا یہ عالم ہے کہ مسیح کے آنے کی پیش گوئی کو مشہور و معروف اور متواتر بھی قرار دیا اور (ازالہ اوہام ص ۵۵۷ خزائن ج ۳ ص ۴۰۰) پر صاف لکھ دیا "یہ اول درجہ کی پیش گوئی ہے۔ اس کو تواتر کا اول درجہ حاصل ہے۔" مگر یہ لکھ مارا کہ "خدا نے قرآن کے معنی لوگوں سے چھپا دیئے۔" (آئینہ کمالات ص ۴۲۶ خزائن ج ۵ ص ۴۲۶) حتی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مامور و مجدد بنا کر ان پر دس سال تک نہ کھولے۔ اور یہ بھی لکھ مارا کہ حیات مسیح کا عقیدہ شرک عظیم ہے۔ اور سمجھنے کے لیے پرانے اولیاء صلحاء اور صحابہ کو معذور قرار دے دیا کہ ان سے اجتہادی غلطی ہوئی۔ پھر یہ بھی کہا کہ پہلا اجماع وفات مسیح پر ہوا تو پھر مسئلہ مسلمانوں سے کیسے چھپا رہا۔ کبھی شرک عظیم کہہ کر خود بھی مشرک بنے رہے۔ اور کبھی اپنی ضرورت کے لیے تیرہ سو سال بعد قرآن دانی کا دعویٰ کر کے خود مسیح ابن مریم بن بیٹھے۔ بھلا جو چیز شرک عظیم ہے جس کے ماننے سے آدمی مشرک اعظم بنتا ہے۔ خدا ایسے قرآنی مسئلے کو لوگوں سے چھپا سکتا ہے۔ پھر قرآن کے نزول کا فائدہ کیا ہوا۔

تیسرا چیلنج

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن کے بعض معانی قرون اولیٰ سے چھپا دیں اور

صدیوں کے مجددین اولیاء کرام اور علماء کرام مشرکانہ عقیدے پر جمے رہیں۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی مجدد و مامور ہو کر بھی دس سال تک عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتے رہے۔ اور کیا شرک عظیم کو اجتہادی وجہ سے برداشت کیا جا سکتا ہے۔ کیا خود قرآن پاک نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون نہیں فرمایا کہ ہم ہی نے قرآن (ذکر) اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے..... کیا حفاظت کا یہ مطلب ہے کہ اس کے معانی کو صدیوں تک بہترین حضرات کی آنکھوں سے خود خدا اوجھل کر دے۔ حالانکہ خود مرزا نے بھی کہا کہ قرآن پاک ذکر ہے اور ذاکر قیامت تک رہیں۔ اس کا مفہوم دلوں میں رہے گا۔ اس کے مقاصد و مطالب کی حفاظت اصل کام ہے۔ (شہادۃ القرآن ص ۵۵۔ ۳ خزائن ج ۶ ص ۳۵۱)

چوتھا چیلنج

کیا کسی نبی نے کافر حکومت کی اتنی خوشامد کی ہے اور اتنی دعائیں دی ہیں اور اتنی خدمت کی ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزی حکومت کی کی ہے۔

پانچواں چیلنج

اگر کوئی ایسا نبی آنا تھا جس کا انکار کر کے ساری امت کافر ہو جاتی تو کیا سرور عالم ﷺ نے جہاں اور خبریں مستقبل کی دیں وہاں یہ ضروری نہ تھا کہ صراحۃً کروڑ آدمیوں کی امت کو کفر سے بچانے کے لیے کچھ فرما دیتے۔ کیا لانبی بعدی فرما کر اور عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا ذکر کر کے اور مریم کے بیٹے کے نازل ہونے اور دوبارہ آنے کی متواتر خبریں دے کر خود آپ نے امت کے لیے سامان کفر (العیاذ باللہ) مہیا نہیں کیا۔

مرزا ناصر احمد نے اتمام حجت کے ساتھ دل سے سچ مان لینے کی دم لگا کر ایجاد بندہ کا کام کیا ہے۔

خود مرزا کا قول ہے۔ "اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے چاہے نہ کرے۔" (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۶، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۴)

دیکھیے اس عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اتمام حجت کے ساتھ دل سے سچا سمجھ کر انکار کرنے کی دم نہیں لگائی۔

اس سے ظاہر ہے کہ اگلا مانے یا نہ مانے سمجھے یا نہ سمجھے جب اس کی سامنے دلیل سے بات ہو گئی۔ دعوت حق پہنچ گئی اب اس پر اتمام حجت ہو گیا چاہے مانے یا نہ مانے۔

اگر اس طرح نہ کیا جائے تو دنیا کے زیادہ تر کافر جو حضور ﷺ کو نبی نہیں مانتے ان کے انکار سے وہ کیوں نہ کافر ہوئے۔

مرزا ناصر احمد نے کہا ہے کہ مرزا قادیانی کے انکار سے صرف آخرت میں سزا ہوگی۔ دنیا میں یہ مسلمانوں ہی میں شمار ہیں اور ان سے بھی دنیا میں وہ سلوک مسلمانوں کی طرح ہوگا۔ اس طرح وہ اپنی تکفیر پر پردہ ڈالتے ہیں مگر ان کا مطلب ہر مجھ دل کی بات جدا ہوتا ہے۔ یہاں قانونی اور عدالتی کسی کا جز فیصلہ کرنا ہے۔ اگر مرزا نبی ہے تو اس کا انکار کفر ہے پھر کوئی آدمی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ مانے مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اور اگر نبوت ختم ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے سب قطعی کافر ہیں۔

دوسری طرح سنیے قرآن پاک میں ہے۔ "وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا" "کہ ہم جب تک رسول نہ بھیج دیں عذاب نہیں دیتے۔"

یہاں صرف رسول کے بھیجنے کا ذکر ہے۔ اس رسول سے پہلے کفر کا ذکر نہیں ہے اور رسول بھیجنے کے بعد منکر رسول کو صرف عذاب آخرت ہی نہیں دیا جاتا بلکہ وہ مسلمان بھی نہیں سمجھا جاتا۔ پھر قرآن نے صرف یہ بتایا ہے کہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ "ما جاءنا من نذیر" کہ ہمارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا۔ اس میں ماننے نہ ماننے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ [illegible] مرزا ہے۔ ان کے کافر قرار دیئے گئے ہیں جو رسول سے پہلے کے باوجود انکار کرتے ہیں مگر بعض دوسرے بھی ہیں۔

تکفیر کو چھپانے کا نیا ڈھنگ

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین نے عام مسلمانوں کو کافر کہا لیکن اپنی تکفیر کو عجیب طریقے سے چھپا لیا کہ جو کہ وہ مرزا کو نبی نہ ماننے کو کفر کہا اور مسلمانوں کو کافر کہنے سے یوں [illegible] کہ انہوں نے قرآن و حدیث کے بیان کردہ مسیح موعود کا انکار کیا۔ اس لیے وہ [illegible] کافر ہو گئے۔

[illegible] آپ اگر [illegible] تو آپ کو لوگ کہیں گے [illegible] کہا جائے [illegible] آپ [illegible] نہیں [illegible] کافر [illegible]

[illegible] آپ [illegible] کافر ہو جاتے ہیں۔ ایک غلط [illegible] کی وجہ سے [illegible] مسلمانوں [illegible] کا سبب [illegible]

آٹھواں چیلنج

مرزائی فرقہ کے لوگوں اور مرزا ناصر احمد نے کوشش کی ہے کہ شیخ اکبرؒ کے نام سے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جائے کہ وہ خیر البشر یعنی نبوت کو باقی سمجھتے تھے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ شیخ اکبرؒ اور بعض دوسرے اولیاء نے جو کہا ہے کہ شرعی نبوت باقی ہے وہ صرف مکالمات و مبشرات (نیک خوابیں) اور ولایت ہے۔ نبی تشریعی مستقل صاحب کتاب جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام و انبیاء غیر تشریعی جیسے (دوسرے انبیاء بنی اسرائیل اس سے ان کے کلام کا تعلق ہی نہیں ان دونوں کو وہ شرعی نبوت کہتے ہیں جس میں کسی کو نبی کہا جائے یا نبوت کا دعویٰ کیا جائے وہ جانتے ہیں کہ منصب نبوت و ولایت، قابلیت اور روحانی ارتقاء سے نہیں ملتا یہ خدا کی دین ہے۔ ورنہ تیرہ سو سال میں کوئی صحابیؓ مجدد محدث اور ولی بھی دعویٰ نبوت نہ کرتا یا نبی نہ کہلاتا؟ دوسرے ان کے پیش نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنا تھا کہ ان کی حیات اور آمد ثانی سے انکار کر کے کوئی کافر نہ ہو جائے۔ اس لیے وہ کہتے رہے کہ وہ جب آئیں گے۔ تو نہ اپنی پرانی شریعت پر عمل کریں گے نہ کوئی نئی شریعت لائیں گے۔ بلکہ شریعت محمدیہ پر ہی عمل کریں گے۔ کرائیں گے یہی مقصد شیخ اکبرؒ کا اور یہی مقصد ملا علی قاریؒ اور دوسرے حضرات کا ہے۔

حضرت شیخ اکبر کا کلام

امام ابن عربی شیخ اکبرؒ نے حدیث معراج کے ضمن میں فرمایا۔

.... جب سرور عالم ﷺ دوسرے آسمان میں داخل ہوں گے۔ وہاں عیسیٰ علیہ السلام بعینہٖ جسم و جسد کے ساتھ موجود ہوں گے۔ اس لیے کہ وہ ابھی تک فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اس آسمان تک اٹھا کر وہاں سکونت بخشی۔ (فتوحات مکیہ ج ۳ ص ۳۴۱)

دوسری عبارت کا اردو ترجمہ

۲۔ اور یہی مطلب ہے کہ حضور ﷺ کے اس فرمان کا کہ رسالت و نبوت ختم ہو گئی ہے نہ میرے بعد کوئی نبی آئے گا نہ رسول جو میری شریعت کے خلاف شریعت جاری کرے۔

(اس کے بعد لکھا ہے) اس لیے کہ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے (یہ اجماعی عقیدہ ہے) کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اور رسول ہیں اور یہ بھی امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ وہ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے یہ بڑے عدل و انصاف سے ہماری شریعت محمدی پر عمل کریں گے اور کرائیں گے۔ کسی دوسری شریعت اور اپنی سابقہ شریعت پر بھی عمل نہ کریں گے۔ (فتوحات مکیہ ج دوم ص ۳)

۳:۔ مرزا محمود نے اپنی کتاب (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۳۸) میں لکھا ہے کہ "ابن عربی نے مسیح موعود کے بارے میں لکھا ہے" پھر ان کی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "مسیح موعود کے قیامت کے دن دو حشر ہوں گے۔ ایک رسولوں کے ساتھ بحیثیت رسولوں کے اور ایک ہمارے ساتھ بحیثیت ولی کے تابع ہوگا۔ محمد ﷺ کے" اس طویل عبارت میں شیخ اکبرؒ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ اور پھر قیامت میں ان کے علیحدہ جھنڈے اور رسول اللہ ﷺ کے عام جھنڈے جس کے نیچے سارے پیغمبر ہوں گے پھر حضورؐ کے خاص جھنڈے جس کے نیچے امت اور امت کے اولیا ہوں گے۔ اب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے اس جھنڈے کے نیچے بھی ان کا حشر ہوگا جس میں وہ تمام اولیا امت کے سردار ہوں گے۔ اور اپنا علیحدہ جھنڈا بھی ہوگا جس کے نیچے ان کے امتی ہوں گے۔ یہاں مرزے کا کون سا ذکر ہے مگر مرزا محمود نے مسیح موعود کا لفظ ترجمہ میں بڑھا کر خیانت کی ہے۔

عبارات حضرت ملا علی قاریؒ مجدد اسلام

(۱) امام ملا علی قاریؒ (مرقات ص ۱۸۲ ج ۱۰) میں تحریر فرماتے ہیں۔

وروی انسؓ مرفوعاً ینزل عیسیٰ ابن مریم علی المنارۃ البیضاء شرقی دمشق. حضرت انسؓ نے مرفوع روایت کی ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرقی منارہ پر نازل ہوں گے۔

(۲) اور (مرقات ج ۱۰ ص ۱۸۲) میں لکھتے ہیں۔

فینزل عیسیٰ بن مریم من السماء علیٰ منارۃ مسجد دمشق فیاتی القدس.

"پھر عیسیٰ علیہ السلام مریم کے بیٹے آسمان سے دمشق کی مسجد کے مینارے پر اتریں گے پھر قدس تشریف لے جائیں گے۔"

(۳) ص ۲۲۱ مرقات ج ۱۰ میں لکھا ہے حضرت ابو ہریرہؓ صحابیؓ کی روایت نقل کر کے فرماتے ہیں علامہ طیبی نے ارشاد فرمایا کہ آیت کریمہ "وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ" سے آخری زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر استدلال فرمایا ہے۔

(۴) عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے۔ اور بھی بہت سی عبارات ہیں جن کو اختصار کے خیال سے ترک کرتے ہیں۔ کیا مرزائی بتائیں گے کہ ان میں سے کسی بزرگ نے نبوت یا وحی نبوت کے دعویٰ کی اجازت دی ہے یا کسی مدعی کو مانا ہے۔ بلکہ ان کے سامنے صرف حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام تھے۔

نواں چیلنج

کیا کوئی مرزائی کسی ولی۔ شیخ اکبرؒ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ شاہ ولی اللہ دہلویؒ امام رازیؒ یا کسی مجدد و محدث کا قول پیش کر سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور آخری زمانہ میں آنے والے وہ نہ ہوں گے۔ بلکہ کوئی مثیل یا دوسری جسم کا عدلی بن کر آئے گا۔ اور شریعت میں مستعمل ہونے والے تمام الفاظ کے معانی بدل کے رکھے گا۔ اگر کوئی مرزائی صداقت کی رتی رکھتا ہے تو تیرہ صدیوں کے مجددین میں سے کسی ایک مجدد کا عقیدہ یا قول بتا دے کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور اب ان کی جگہ کوئی اور آئے گا۔ اگر نہیں ہے تو توبہ کرو۔ جہنم سے بچو۔ تم اور تمہارا مرزا قادیانی تیرہ صدیوں کے مجددین، محدثین علماء و صلحاء اور اولیاء کرام سے زیادہ علم نہیں رکھتے نہ زیادہ شریعت کو جانتے ہو۔ تو اگر یہ دعویٰ ہے، یہ دعویٰ شیطان کر کے تباہ ہوا ہے جس نے کہا۔ انا خیر منہ۔ میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں

مرزا قادیانی کے خلاف عدالتی فیصلے

آج کل عدالتوں پر اعتماد کیا جاتا ہے اور بڑی حد تک وہ تحقیق بھی کرتے ہیں۔ مرزائی تو بہت ہی جلد ان عدالتوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اب آپ ان عدالتوں کے فیصلے ہی سن لیں۔

ایک فیصلہ

ڈسٹرکٹ جج بہاولنگر (بہاولپور) کا فیصلہ ہے جس میں مسلمانوں اور مرزائیوں کے بڑوں نے پورا پورا زور صرف کر دیا تھا۔ عدالت نے جو فیصلہ لکھا وہ تاریخی ہے اور ریاست بہاولپور کا بڑا کارنامہ ہے اگر کوئی منصف مزاج ہے تو اسی فیصلے سے اس کو عبرت حاصل کرنی چاہیے اس فیصلے میں فاضل جج نے صرف مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت ہی ذکر نہیں کیا۔ اس کا دعویٰ وحی جو قرآن کے برابر ہے، اس کی توہین انبیاء علیہم السلام وغیرہ سب کفریات لکھے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بہترین تحقیق کی ہے اور اس میں حضرت علامہ محمد انور شاہ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند جیسی شخصیتوں کی شہادتیں ہیں۔ اور قادیانیوں کے چوٹی کے ملازم مربی بھی شریک تھے۔ یہ فیصلہ ۷ فروری ۱۹۳۵ء بمطابق ۳ ذی القعدہ ۱۳۵۳ھ میں ہوا۔

دوسرا فیصلہ

ڈسٹرکٹ جج ضلع کیمبل پور شیخ محمد اکبرؒ کا ہے جو ۳ جون ۱۹۵۵ء کو بمقام راولپنڈی

میں ہوا۔ اس میں تمام امت مرزائیہ کے کفر کی تصدیق کی گئی۔

تیسرا فیصلہ

شیخ محمد رفیق گوریجہ سول اور فیملی کورٹ جیمس آباد (سندھ) کا ہے اس میں بھی مسلمان عورت کا نکاح مرزائی سے ناجائز اور مرزائی کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

چوتھا فیصلہ

مسٹر کھوسلہ کا فیصلہ ہے جو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے خلاف کیس کے بارہ میں ہوا اور عدالت نے حضرت شاہ صاحبؒ کو تابرخاست عدالت سزا دے دی تھی اس تقریر میں حضرت شاہ صاحبؒ نے مرزائیوں کو "دم کٹے سگان برطانیہ" کہا تھا اور بھی بہت سی باتیں تھیں۔ اس فیصلے میں عدالت نے لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی لاہور کی پلومر کی دکان سے ٹانک وائن (شراب) منگواتا تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا محمود نے تسلیم کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک بار کسی مرض کی وجہ سے شراب پی تھی۔

بہر حال اس مقدمہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی خوراک کی تفصیل بھی پیش کی گئی تھی۔ جس میں یاقوتیاں۔ وغیرہ مقویات اور مرغن غذائیں درج ہیں۔

مرزائیوں سے سوال

لیکن مرزائیوں نے پہلے کے مقدمات کی اپیل کیوں نہیں کی۔ کیوں سکوت کر کے اپنے اوپر کفر کی مہر کی تصدیق کر دی۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ہائی کورٹ نے بھی ماتحت عدالت کے فیصلے کی توثیق کر دی تو یہ قانون بن جائے گا۔ پھر کفر کی راہ ہی بند ہو جائے گی۔

فتاویٰ

مرزا ناصر احمد نے اپنے خلاف تمام فرقوں اور علماء کرام کے فتاویٰ بیان کیے ہیں۔ ہم ان کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ کلکتہ سے دیوبند تک کے علماء کرام نے اور عرب ممالک نے بھی مرزائیوں پر کفر کے فتوے دیے اور یہ آج کے فتوے نہیں ہیں یہ انگریز کے زمانے کے فتوے ہیں۔ اور پرانے ہیں بہرحال اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مجدد یا مسلمان سمجھنے والے اس کی کفریات کی تصدیق کرتے ہیں اس لیے قطعی کافر ہیں۔ یہی فیصلہ ماضی قریب میں مکہ معظمہ کے اور تمام عالم اسلام کے نمائندوں نے جمع ہو

کر کیا۔

علامہ اقبال مرحوم اور مرزائی

مرزائیوں نے اپنے حق میں بہت سے مشہور حضرات کے نام بھی پیش کیے ہیں اور نہایت ڈھٹائی سے علامہ اقبال مرحوم کا نام نامی بھی لیا ہے مگر مسلمان قوم اب کسی نام سے دھوکہ نہیں کھاتی۔ جب تک کسی کو مرزا غلام احمد قادیانی کے معاندانہ مرزائی خیالات معلوم نہ تھے اس وقت ان کی تحریرات کو پیش کرنا دجل وفریب ہے۔ کیا دنیا کو معلوم نہیں ہے کہ علامہ اقبال مرحوم نے مرزائیوں کو انجمن حمایت اسلام لاہور سے خارج کر دیا تھا۔ کیا ان کو علامہ مرحوم کے مندرجہ ذیل خیالات کا علم نہیں ہے۔

☆ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے..... (مرزائیت) گویا یہودیت کی طرف رجوع ہے۔

☆ قادیانی گروہ وحدت اسلامی کا دشمن ہے۔ ... مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک ملت اسلامیہ سڑا ہوا دودھ ہے۔ ... مرزائیت باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لیے مہلک ہے۔

☆ ظل بروز حلول مسیح موعود کی اصطلاحات غیر اسلامی ہیں۔.... شریعت میں ختم نبوت کے بعد مدعی نبوت کاذب اور واجب القتل ہے۔

ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت ... بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا۔ اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک (مرزائیت) کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مسلمان قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے مطالبے میں حق بجانب ہیں۔

حکومت کو مشورہ

علامہ محمد اقبال مرحوم نے حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے۔ (یہ تمام حوالجات حرف اقبال کے مجموعہ مؤلف لطیف احمد شیروانی ایم اے سے لیے گئے ہیں۔)

(اب آپ خود مرزا ناصر احمد کے دعووں کا اندازہ لگا لیں) بعض دوسرے حضرات کا بھی یہی حال ہے اور جب مرزا قادیانی کے جھوٹ ثابت ہیں تو ہم کیوں اس کی امت کو جھوٹ کی طرف منسوب نہ کریں۔

انھوں نے مختلف اکابر امت کی طرف غلط بات منسوب کی وہ بھی غیر تشریعی نبوت کی بقاء کے حق میں تھے جن میں سے شیخ اکبرؒ اور علامہ ملا علی قاریؒ کی عبارتیں ہم نے پیش کر کے نبوت کی قلعی کھول کے اصلی مطلب کو واضح کر دیا ہے۔ آخر میں ہم محترم ممبران قومی اسمبلی کی توجہ اپنے اس حل کی طرف مبذول کراتے ہیں جو ہم نے رہبر کمیٹی قومی اسمبلی پاکستان کے سامنے پیش کی ہے۔

متن حل جرگاہ کمیٹی

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور لکھا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ کے اتباع سے یہ مقام پایا ہے اور وحی نے مجھے صریح نبی کا لقب دیا ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳)

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی حضرت مسیح موعود بن بیٹھا ہے اور حیات مسیح کا اس لیے انکار کیا ہے۔ جب کہ براہین احمدیہ لکھنے تک اس کا عقیدہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳)

(۳) مرزا قادیانی نے سرور دو عالم ﷺ کی معراج جسمانی کا انکار کیا ہے حالانکہ قرآن وحدیث اور امت کا فیصلہ ہے کہ آپ ﷺ کو جاگتے ہوئے جسم مبارک کے ساتھ معراج ہوئی۔

(۴) مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کا انکار کیا ہے اور انگریز کی اطاعت فرض قرار دی ہے اس کا اپنا شعر یہ ہے

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور جدال

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶ خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

(۵) مرزا قادیانی نے وحی اور مکالمات الہیہ کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنی وحی کو قرآن پاک کی طرح کہا ہے۔

آنچہ من بشنوم زوحی خدا   بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم   از خطا ہا ہمیں است ایمانم

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷، ۴۷۸)

اور اس سلسلہ میں امام ربانی مجدد الف ثانیؒ پر جھوٹ بولا اور بہتان باندھا ہے "کہ جب مکالمات الہیہ کی کثرت ہو جائے تو اس آدمی کو نبی کہتے ہیں۔" حالانکہ انھوں نے محدث

لکھا ہے نبی لکھا نہیں لکھا۔

(۶) مرزا قادیانی نے اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل قرار دیا ہے "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے" (دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

(۷) مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شرابی لکھا ہے [کشتی نوح حاشیہ ص ۶۵ خزائن ج ۱۹ ص ۷۱] اور پیغمبروں کی بھی توہین کی ہے۔ اس کے اشعار یہ ہیں۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بعرفان نہ کمترم ز کسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام داد آن جام را مرا بتمام

(نزول المسیح ص ۱۰۰ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷، ۴۷۸)

(۸) مرزا قادیانی نے کافر کے جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا انکار اور آخر کار ان کے نکلنے کا قول کیا ہے جو قرآن پاک کی نصوص کے قطعاً خلاف ہے اور ہر گاہ کہ یہ تمام امور کفریہ ہیں ان کے کہنے اور ماننے سے آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

(۹) مرزا قادیانی نے اپنے کو مسیح موعود نہ ماننے والے تمام مسلمانوں کو اسی طرح کافر کہا ہے جیسے قرآن اور حدیث کا انکار کرنے والوں کو۔

(۱۰) اور عام مسلمانوں سے شادی کرنے اور ان کا جنازہ پڑھنے سے روکا ہے۔

(۱۱) اور ہر گاہ کہ دنیا بھر کی تمام نمائندہ جماعتوں نے مکہ معظمہ میں جمع ہو کر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے اور اس مسئلہ میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو چاہے اس کو نبی مانیں یا مجدد یا مسیح موعود اسلام سے خارج ہیں۔

اور ہر گاہ کہ پاکستان کے عوام تمام مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور ان کو کلیدی آسامیوں سے ہٹانے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

بنا بریں پاکستان قومی اسمبلی کے اس اجلاس میں ہم یہ عرض پیش کرتے ہیں۔

(۱) کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو، چاہے وہ مرزا کو نبی مانیں یا مجدد و مسیح موعود چاہے وہ قادیانی کہلائیں یا لاہوری یا احمدی۔ سب کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

(۲) ان سب کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کر دیا جائے اور آئندہ ان کو ان آسامیوں پر متعین نہ کیا جائے۔

(۳) اور ان کا کوئی مخصوص شہر نہ ہو جہاں بیٹھ کر وہ ملک کے خلاف ہر طرح کی سازشیں کر سکیں۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

لاہوری مرزائیوں کے عشرہ کاملہ کا جواب

شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ۔ اما بعد۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء سانحہ ربوہ (چناب نگر) ردعمل میں پاکستان میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء چلی۔ تب پاکستان وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانی مسئلہ پر قومی اسمبلی کی ایک کمیٹی بنا کر یہ مسئلہ اس کے سپرد کر دیا۔ قومی اسمبلی میں قادیانی جماعت کے چیف گرو مرزا ناصر قادیانی آنجہانی اور لاہوری مرزائیوں کے لاٹ پادری صدرالدین لاہوری مرزائی آنجہانی پیش ہوئے انہوں نے اپنے محضر نامے پیش کیے ان پر جرح ہوئی۔ اور پھر اسمبلی نے حتمی فیصلہ دیا۔ لاہوری مرزائیوں کی جانب سے جو محضر نامہ قومی اسمبلی میں پیش ہوا۔ اس کا جواب ہمارے مخدوم، مخدوم العلماء، بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے کتاب شکل میں پیش کیا۔ جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت احتساب قادیانیت کی اس جلد میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ فللحمد للہ اولاً و آخراً۔

فقیر ۔ اللہ وسایا

۱۰ نومبر ۲۰۰۵ء

تمہید

ہم نے جماعت مرزائیہ ربوہ کے محضرنامے کا جواب لکھ کر قومی اسمبلی کی کمیٹی میں پیش کر دیا ہے۔ یہ محضرنامہ مرزائیوں کے امام مرزا ناصر احمد نے پڑھ کر سنایا تھا۔ ہم نے اس کے جواب میں مسئلہ حیات مسیح ابن مریم علیہ السلام کو قرآن پاک، ارشاد رسول، تشریح صحابہ کرام، تیرہ سو سال کے مجددین کی تفسیروں اور اجماع امت سے ثابت کر دیا ہے۔ اگر لاہوری مرزائی اس کتاب کو بنظر انصاف دیکھیں گے تو مرزا کو کذاب ودجال کہنے لگ جائیں گے۔ اس کتاب میں ہم نے خود مرزا غلام احمد قادیانی کا کچا چٹھا بھی کھول دیا ہے اور اس کا انگریزوں کو ٹوڈی ہونا۔ ملکہ قیصرہ ہند کی انتہائی خوشامد کرنا اور مسئلہ جہاد کو بھی واضح کر دیا ہے۔ کیا ایسا شخص عین محمد ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ اب اس مختصر رسالے میں لاہوری مرزائیوں سے خطاب کر کے بقیہ باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت اور مرزا ناصر احمد کی حرکات مذبوحی

لاہوری مرزائیوں کی قابل رحم حالت

(۱) مرزا جی پہلے مصلح بنے۔ پھر مثیل مسیح بنے اور مسیح موعود ہونے سے انکار کیا۔ (ازالہ الاوہام حصہ اول، خزائن ج ۳ ص ۲۱۲) پھر مسیح موعود بنے پھر نبی بن گئے اور آخر کار عین محمد بنے۔ مرزا ناصر احمد صاحب ان کو نبی ورسول بھی کہتے ہیں۔ مگر سوال کے جواب میں پریشان ہو کر کہہ دیتے ہیں وہ تو غلام ہیں۔ وہ نبی ہی نہیں۔ جو کچھ ہے۔ خود حضرت محمد ﷺ ہیں۔ لاہوری بیچارے نبی کہنے سے بھی گھبراتے ہیں، لغوی بروزی عکس فنافی الرسول اور ظل کے الفاظ میں چھپ کر مرزا جی کی نبوت کا انکار بھی نہیں کر سکتے۔ دراصل مرزا جی نے دونوں طرح کی باتیں لکھی ہیں تاکہ عند الضرورت کام دے سکیں۔ جب اونٹوں کو بیگار میں پکڑا جانے لگا تو شتر مرغ نے کہہ دیا کہ میں تو مرغ ہوں۔ جب پرندوں کی باری آئی کہہ دیا کہ میں اونٹ ہوں۔

اسی طرح مرزا جی کی پٹاری میں دعویٰ نبوت اور انکار نبوت دونوں آپ کو ملیں گے اور یہ اس نے جان بوجھ کر کیا ہے ورنہ حضور ﷺ کیوں یوں فرماتے کہ میری امت میں سے تیس بڑے جھوٹے اور فریبی آئیں گے؟ اب ہم اختصار سے مرزا کی دعویٰ نبوت ذکر کرتے ہیں۔

(۱) مرزا نے ''اپنے اوپر وحی اتاری جس کا اس نے اسی طرح ایمان اور یقین کیا جیسے تورات، انجیل اور قرآن پر اور الٰہی کتابوں کی طرح سمجھا۔'' جیسے کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔

(۲) ''اس نے معجزات کا دعویٰ کیا اور اپنے معجزات اتنے بتائے کہ ان سے ہزار پیغمبروں کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔''

(۳) اس نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا جیسے کہ حقیقت الوحی کے حوالے سے آپ پڑھ چکے ہیں۔

(۴) مرزا جی نے اعجاز احمدی میں لکھا۔ مجھے بتایا گیا کہ

''تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔

(اعجاز احمدی ص ۷ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

''خدا وہ ہے جس نے اپنا رسول بھیجا۔ ہدایت اور دین الحق دے کر۔ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔''

یہ قرآن پاک کی آیت ہے اور مرزا کہتا ہے کہ اس کا مصداق میں ہوں۔

(۵) ''اس طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔

(حقیقت الوحی ص ۱۴۹، ۱۵۰ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳، ۱۵۴)

(۶) میں خدا تعالیٰ کی تیئس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کرسکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ . . اس لیے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے . . . . میں کیا کروں کس طرح خدا کے حکم کو چھوڑ سکتا ہوں ..... خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں۔ میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کی مخالف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں . . . میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا۔ . پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم مرزا یعنی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳، ۱۵۴)

(۷) ''یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں براہ راست نبیوں کو

لی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لیے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لیے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ اور میری نبوت آنحضرت ﷺ کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا۔ ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے۔ تا کہ معلوم ہو کہ ہر کمال مجھ کو آنحضرت ﷺ کے اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ حاشیہ خزائن ص ۱۵۴)

(۸) جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے۔ اپنی روح ڈال دیتا ہے۔ یعنی منصب نبوت اس کو بخشتا ہے اور یہ تمام برکت محمد ﷺ سے ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۹۵ خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۲)

(۹) جاءنی آئل واختار وادار اصبعہ واشار ان وعد اللہ اتی فطوبی لمن وجد ورای ۰

"میرے پاس آئل آیا۔ اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔ (حاشیہ پر ہے) اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے۔ اس لیے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۱۰۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶)

(۱۰) "اور یہ دعویٰ امت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ کس قدر جہالت، کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ نعوذ باللہ آنحضرتؐ کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں (ولکل ان یصطلح)

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸ خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

(۱۱) "اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور

اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچے ہیں۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸ خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

(۱۴) "اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدیٰ سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب" اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت ہوں...... یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے۔ جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے۔ یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔ اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹتی۔"

(حاشیہ)...... اس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیش گوئی کی مہر ٹوٹی۔ نہ امت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت لایظہر علیٰ غیبہ کے مطابق محروم ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، ۷ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰، ۲۱۱)

(۲) "یعنی جب میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں۔ اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

(۱۳) "جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود (مہدی) کو حسنؓ کی اولاد بنایا اور کبھی حسینؓ کی اور کبھی عباسؓ کی لیکن آنحضرت ﷺ کا صرف یہ مقصود تھا۔ کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا۔ اس کے نام کا وارث اس کے خلق کا وارث اس کے علم کا وارث اور روحانیت کا وارث پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا۔ اس کا خلق لے گا۔ اس کا علم

لے گا۔ اب بھی اس کا نبی لقب بھی لے گا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳)

(۱۵) "اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے ... یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعے سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔

(حاشیہ) اس امت کے لیے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام کو پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے ہیں۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت **"فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول"** سے ظاہر ہے۔ پس مصفی غیب پانے کے لیے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت **انعمت علیہم** گواہی دیتی ہے کہ اس مصفی غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصفی غیب حسب منطوق آیت نبوت و رسالت کو چاہتی ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے۔ اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لیے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔"
(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹)

(۱۶) "اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے میرے یہ نام رکھے ہیں۔ تو میں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

(۱۷) "مرزا جی پر بقول ان کے چند وحیاں نازل ہوئیں جن میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء ص ۱۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

(۱۸) **وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین** (حقیقۃ الوحی ص ۸۲ خزائن ج ۲۲ ص ۸۵)
(اور ہم نے آپ کو عالمین پر رحمت کے لیے بھیجا)

(۱۹) **لاتخف انہ لا یخاف لدی المرسلون** (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۴)
(تو ڈر مت میرے حضور رسول نہیں ڈرا کرتے)

(۲۰) **انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً**
(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵)
(ہم نے آپ کی طرف نذیر بھیجا جو تم پر گواہ ہے جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔)

(۲۱) **انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب** (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶)

(میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا۔ خطا بھی کروں گا اور صواب بھی)

(۲۲) انی مع الرسول اقوم افطر واصوم.

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳، ۱۰۴ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۷)

(میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ افطار کروں گا اور روزہ بھی رکھوں گا۔)

(۲۳) یاتی قمر الانبیاء (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۶ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۹)

(نبیوں کا چاند آئے گا)

(۲۴) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

(حقیقۃ الوحی ص ۷۱ خزائن ج ۲۲ ص ۷۳)

(وہ خدا جس نے اپنا رسول دین حق اور ہدایت دے کر بھیجا تا کہ اس کو ہر دین پر غالب کر دے)

(۲۵) واتل علیھم ما اوحی الیک من ربک (حقیقۃ الوحی ص ۷۷ خزائن ج ۲۲ ص ۷۹)

(اور ان پر پڑھ جو تیری طرف آپ کے رب کی طرف سے وحی کی گئی ہے)

(۲۶) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم.

(حقیقۃ الوحی ص ۸۰ خزائن ج ۲۲ ص ۸۳)

(جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔

(۲۷) مسیلمہ کذاب اور عبداللہ بن ابی سرح اور عبیداللہ بن جحش؛ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اور پانچ سو عیسائی یہودا اسکر یوطی مرتد عیسیٰ کے زمانہ میں اور چراغ دین جموں والا عبدالحکیم خان ہمارے اس زمانہ میں مرتد ہوئے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۳)

(۲۸) (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۲۳ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۴) میں لکھتا ہے۔ "ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لیے دانت پیس رہی ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔"

(۲۹) (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۳۳ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۷) "میں خدا کے حکم موافق نبی ہوں۔"

(اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

(۳۰) "قادیان کا نام قرآن میں ہے۔ در حقیقت یہ سچی بات ہے۔"

(تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۳۹ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۸۸ حاشیہ)

لاہوریوں کو دھوکہ اور ان کی قابلیت

(۱) لاہوری بے چارے مرزا غلام احمد کو کیا سمجھیں، جس شخص کو سرور عالم ﷺ کذاب دجال فرمائیں، یہ سادہ لوح تبلیغ تبلیغ کا شور مچانے والے ان پڑھ اس کو کہاں تک پرکھ سکتے ہیں؟

ان کی لاعلمی قابلیت کے لیے دو ہی باتوں کا بیان ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ جب لاہوری مرزائی اپنا مطبوعہ بیان خصوصی کمیٹی (قومی اسمبلی) کے سامنے پڑھ چکے تو میں نے توجہ دلائی کہ فلاں صفحہ کی سطر فلاں میں کوئی غلطی تو نہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر اچھی طرح دیکھو۔ انہوں نے خوب دیکھا اور بتایا کہ بالکل ٹھیک ہے اس سے ان کی عربی قابلیت کا پتہ لگ گیا۔

اس سطر میں حدیث کی یہ عبارت نقل کی گئی تھی۔ لم یبقیٰ من النبوۃ الا المبشرات (کہ نبوت کے اجزاء میں سے صرف خوابیں باقی رہ گئی ہیں) اس میں لفظ لم آیا ہے جس کی وجہ یبقیٰ کا حرف علت (آخر کا الف) گر جاتا ہے۔ مگر ان مبلغوں نے لم یبقیٰ الف کے ساتھ لکھا اور توجہ دلانے پر بھی اس کو صحیح کہا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب ان حضرت کو جرح کے لیے بلایا گیا تو تحریری بیان پڑھنے والے بار بار کہتے تھے واللّٰہ العظیمُ (خدائے عظیم کی قسم) ہا کی پیش کے ساتھ جس سے ہم کو کوفت ہوئی اور احقر ہزاروی نے کھڑے ہو کر صدر کمیٹی کو توجہ دلائی کہ ان حضرات سے فرمائیں کم از کم عبارت تو صحیح پڑھیں واؤ حرف جار ہے جو مدخول کو جر دیتا ہے۔ دراصل لفظ یوں ہے واللّٰہِ العظیمِ ہا کے زیر کے ساتھ مگر یہ لائق مبلغ واللّٰہُ العظیمُ پڑھتے رہے۔ اس سے ان کی قابلیت کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ گیا۔

(۲) لاہوری جماعت یہ کہتی ہے کہ ہم تو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے نہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

اس طرح ان کی اس بات سے مسلمانوں کو دھوکہ ہو سکتا ہے کہ پھر ان کو کیوں کافر کہا جائے یہ تو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے نہ بقاء نبوت کے قائل ہیں؟ یہ بھی سراسر دھوکہ ہے (۱) پہلے تو مرزا نے دعویٰ نبوت کا کیا ہے۔ (۲) پھر یہ بھی کسی نہ کسی درجے میں اس کو نبی کہتے یا اس کے دعووں کی تاویلیں کرتے ہیں۔ لیکن قطعیات دین میں کوئی تاویل مسموع اور قابل قبول نہیں ہو سکتی، مثلاً توحید کا انکار کر کے کہے کہ توحید کا معنی قوم کا اتحاد ہے۔ وحدت قومی کے بغیر توحید کا دعویٰ غلط ہے۔ شرک کا معنی اختلاف ہے۔ اگر قوم میں اتحاد ہے تو ظاہری طور پر

بتوں کو سجدہ کرنے سے آدمی مشرک نہیں ہوتا۔ نماز کی فرضیت سے انکار کرتے ہوئے کہے کہ صلوٰۃ کا معنی دعا ہے۔ یہ مشہور نماز مراد نہیں۔ یہ سب تاویلیں اس شخص کو کفر سے نہیں بچا سکتیں۔ اسی طرح دعویٰ نبوت کا کر کے بروز، ظلیت، انعکاس اور فنا فی الرسول کے الفاظ سے اس کی تاویل کرنے سے آدمی بچ نہیں سکتا۔ نہ مرزا قادیانی بچ سکتے ہیں نہ لاہوری مرزائی۔

(۳) لاہوری مرزائیوں پر رحم کر کے اور ان کے اسلام قبول کرنے کی غرض کی وجہ سے چند باتیں لکھی جاتی ہیں۔

(ا) مرزا قادیانی نے کہا میں نبی اور رسول ہوں۔ ..... (ب) میرا یہ نام خدا نے رکھا ہے۔

(ج) میں نے مقام نبوت کو پالیا ہے۔ ..... (د) میں نے منصب نبوت کو پایا ہے۔

(ھ) مجھے نبی کا لقب دیا گیا ہے۔ ..... (و) اس نام کا مستحق صرف میں ہوں (حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لے کر خواجہ اجمیریؒ تک۔ اہل بیتؓ، تمام اولیاء امتؒ، علماء، صلحاء، مجددین، محدثین، مجتہدین اور آئمہ کرام اس نام کے مستحق نہ تھے)

(ز) میرے پاس جبرائیل آئے (اور وہ بار بار رجوع کرتے ہیں) اور انہوں نے انگلی کو گردش دی اور وعدہ آ جانے کا اعلان کیا۔

(ح) اگر مجھ جیسے آدمی کو نبی نہ کہا جائے تو پھر اس کا کیا نام رکھا جائے۔ محدث بھی تو اس کو نہیں کہہ سکتے۔

(ط) میرے انکار سے چراغ دین جموں والا اور عبدالحکیم مرتد ہوئے اور حضور کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب مرتد کہلایا اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یہودا اسکریوطی مرتد تھا۔

اس مضمون سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کو مسیلمہ کذاب اور یہودا اسکریوطی کی طرح کافر مرتد سمجھتے تھے۔ حالانکہ ان کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ مرزا قادیانی کے دعوؤں میں ان کی تصدیق نہیں کرتے تھے۔

پھر مرزا قادیانی نے قرآن پاک کے وہ تمام کلمات اپنے اوپر اتارے جو صرف حضور کے لیے تھے اور ان میں نبوت کی بات تھی۔

(ی) لاہوری جماعت نے اپنے بیان کے ص نمبر ۷ سطر نمبر ۷، ۸ پر لکھا ہے۔ کہ یہ حق و باطل کی امتیازی شان ہے کہ حق ہمیشہ ایک ہی مسلک پر قائم رہتا ہے۔ اور باطل اپنا پینترا بدلتا رہتا ہے۔ اسی طرح لاہوریوں نے مرزا قادیانی کے نہ بدلنے پر شہادت بھی پیش کی ہے۔

مگر اب آپ خود غور کر لیں اور ہمارے دو نمبر پڑھیں "نمبر ۵ اور نمبر ۶" کہ مرزا غلام احمد قادیانی پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی کلی فضیلت نہیں مانتے تھے۔ اس لیے کہ وہ پیغمبر

تھے۔ مگر وحی بارش کی طرح برسی اور آخرکار وہ بدل گئے اور پھر اس بدلنے کی ذمہ داری خدا پر ڈالتے ہیں جس نے اس کو صریح نبی کا نام دیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ لکھنے تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان میں مانا۔ پھر بدل گئے اور خود ہی عیسیٰ بن بیٹھے۔ اسی طرح مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے تھے۔ اب کہنے لگ گئے۔

(ک) مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے کو محض نبی اور رسول نہ کہا بلکہ "ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" (جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی قرآن میں درج ہے) کا مصداق اپنے کو قرار دیا۔

اسی طرح "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ" کا مصداق اپنے کو قرار دیا۔

پھر "فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول" سے اپنا رسول ہونا ثابت کیا۔

کیا یہ کرتوتیں ایسے شخص کی ہو سکتی ہیں جو دل سے نبی کہلانے کا شوق نہ رکھتا ہو؟

(ل) پھر مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لیے کتنے پاپڑ بیلنے پڑے۔ ہمارا نمبر ۱۱ پڑھیں۔ اس نے کھینچ تان کر تین واسطوں سے اپنی نبوت ثابت کی۔ ایک جملہ یہ ہے (میں نے اپنے رسول مقتدیٰ سے باطنی فیوض حاصل کر کے) دوسرا جملہ یہ ہے (اور اپنے لیے اس کا نام لے کر) تیسرا جملہ یہ ہے (اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے) رسول اور نبی ہوں۔ دیکھئے کس مصیبت سے نبی بننا پڑا؟! اس پہ لوگ ان کو کچھواں نبی کہتے ہیں۔

(م) ہماری عبارت نمبر ۱۲ پڑھیں (بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں) دیکھا آپ نے نبوت محمدیہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے آئینے میں آ گئی ہے؟ حالانکہ آئینے میں صرف سامنے کی ایک صورت آتی ہے اندر کی چیز یا خصائص اور اخلاق نہیں آیا کرتے۔ لیکن اگر مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ مان لیا جائے کہ نبوت محمدیہ کا عکس بھی آ گیا تو حضور کی نبوت تو مستقل نبوت اور باشریعت تھی تو پھر آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو بروزی طور پر مستقل صاحب شریعت نبی کیوں نہیں کہتے؟

(ن) پھر آپ نے یہ بروز کا مسئلہ کہاں سے شریعت میں گھسیڑا۔ کوئی جرأت کر کے ہم کو بروز محمد ہونے کا معنی سمجھائے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ دونوں مل کر ایک ہی آدمی بن گئے یہ تو باطن اور ظاہر کے خلاف ہے۔ دو ہوں تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹ گئی۔ اگر حضور کی روح مرزا قادیانی

میں آئی تو یہ ہندوؤں کا مسئلہ تناسخ ہے جو قطعاً غلط اور باطل ہے۔ زیادہ سے زیادہ آپ صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، کھانا، پینا، عادات، عبادات، اخلاق، اعتقادات، چال چلن، معاشرہ، تمدن، سیاست، حقوق اللہ، حقوق العباد، معاملات، انسانی مساوات، شفقت اور درد، تبلیغ، تواضع وانکسار، زہد وتقویٰ، کمزوری کے وقت قوت کا اظہار اور قوت میں تواضع کا اظہار۔ اسلامی اخوت، اور کفر سے مخالفت اور کافر بادشاہوں سے خطاب غرض یہ کہ ہر بات میں مرزا قادیانی سرور عالم ﷺ ہی کی طرح تھے۔ یہ دعویٰ دنیا میں صحابہؓ سے لے کر آج تک کوئی نہیں کر سکا نہ اس طرح ہو سکتا ہے تو مرزا قادیانی جن کے حالات ہم نے ربوہ پارٹی کے محضرنامہ کے جواب میں لکھے ہیں کس طرح عین محمد ہو سکتے ہیں؟ (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ بروز، ظل، عکس وغیرہ الفاظ سے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

(س) جب نبوت ختم ہے اور آپ بھی مانتے ہیں تو ہیر پھیر کر کے کیوں مرزا قادیانی کو مسلمان ثابت کرتے ہیں؟ مرزا قادیانی نے صرف آنے والے عیسیٰ ابن مریم کر اپنا کاروبار چلانے کی کوشش کی۔

مگر آپ ربوہ جماعت کے محضرنامہ کے جواب میں ہماری کتاب دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آنے والے مسیح ابن مریم وہی اصلی عیسیٰ ابن مریم ہیں کوئی مثالی مسیح نہیں ہے۔ دلائل سے بھی اور نشانیوں سے بھی مرزا قادیانی کے حالات سے بھی۔

(ع) آپ ہمارا نمبر ۱۵ کا حاشیہ پڑھیں۔ کس معصیت سے مرزا قادیانی نے اپنے لیے اطلاع علی الغیب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے؟ لاہوریوں نے بلکہ خود مرزا قادیانی نے آیت پوری نقل نہ کر کے دھوکہ دیا ہے۔ پوری آیت یوں ہے۔ ''عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصداً''ہ

''خدا عالم الغیب ہے وہ اپنے بھید (غیب اور وحی) پر کسی کو (پوری طرح) مطلع نہیں کرتا مگر جس کو رسول چن لے۔ پھر یقیناً اس کے آگے پیچھے وہ پہرا لگا دیتے ہیں۔''

یہ اس وحی بھید اور غیب کا ذکر ہے جس کو فرشتے پیغمبر کے پاس پہروں کے اندر لاتے ہیں۔ اس غیب اور وحی میں اسی لیے کوئی شک وشبہ نہیں رہتا۔ یہ وحی پیغمبروں کے پاس آتی ہے۔ اس میں مرزا شریک ہو کر پیغمبر بنتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کروں ایسا مصفّیٰ غیب بغیر پیغمبر بنے ملتا نہیں چارو ناچار حضور کا بروز بن کر ہی مجھے بننا پڑتا ہے۔

(ف) مرزا قادیانی نے آخری مضمون جو زندگی کے آخری دن میں اخبار عام کو دیا اس

میں بھی اپنی نبوت کا دعویدار نہ ہوتا۔ تو بہر حال اگر اس نے نبی کے لفظ سے روکا تھا یا انکار کیا تھا تو پھر کیا ضرورت تھی کہ مرتے مرتے بھی اپنے کو نبی کہہ کر اپنی اولاد کو تباہ و برباد کر ڈالا اور آپ جیسے سادہ آدمیوں کو بھی۔

(یہ مضمون جو مرزا قادیانی نے اخبار عام کو بھیجا ہے (تبلیغ رسالت حصہ دہم ص ۱۳۳ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۵) پر درج ہے)

لاہوری مرزائی

اٹارنی جنرل کے سوال پر کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا ہے آپ نے بائیں شائیں کی ہے۔ کفر دون کفر کی آڑ لی ہے اور مرزا ناصر احمد کی تقلید میں چھٹکارا سمجھا ہے۔ حالانکہ ایک زکوٰۃ کے انکار سے انصار و مہاجرین نے حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں ان سے جہاد کیا۔ ان کو یہ کہہ کر کہ یہ ملت سے خارج نہیں ہیں معاف نہیں کیا اور کفر دون کفر کا فائدہ دے کر ان کو زندہ نہیں رہنے دیا گیا۔ یہ مختصر سا جملہ ہے۔ آپ کسی کافرانہ اور خلاف شریعت فعل والوں کو کافر نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ خدا کے حکم کی تعمیل نہ کرنا تو اصل الاصول کا تقاضا ہے کہ آپ کسی مسلمان کی اس کی عملی کمزوری سے اس کو اسلام سے خارج مرتد اور کافر قرار نہیں دے سکتے۔ اس طرح کی بات والے کو کفر دون کفر کا مصداق بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن دعویٰ نبوت، دعویٰ وحی قطعی، انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والے، معراج جسمانی کے منکر، حیات مسیح اور نزول مسیح ابن مریم کے منکر اور قطعیات اسلام کے منکر اور قرآن و حدیث کے معانی بدلنے والے کو تو آپ کسی درجے کا مسلمان کہہ سکتے ہیں نہ ان کو کفر دون کفر کا مصداق بنا سکتے ہیں نہ کسی بزرگ صحابی، محدث، فقیہ یا مجدد نے ایسا کہا ہے۔

مرزا قادیانی اپنے انکار کو خدا اور رسول کا انکار قرار دیتے ہیں۔ بھلا خدا اور رسول کے انکار سے کوئی کسی درجے میں بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟

لاہوری مرزائیو!

اب ہم آپ کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کی چند باتیں نقل کرتے ہیں۔ کیا ایسی قسم کا جھوٹا آدمی مجدد، محدث یا مسیح بن سکتا ہے۔

اور یہ باتیں اس لئے نقل کرتے ہیں کہ لاہوری مرزائی جنہیں شوق ہے اس بدکار آدمی کی پیروی کرنے سے توبہ کر کے تائب ہوں اور سیدھے سادے مسلمان بن کر تبلیغ کریں اور دونوں جہان کی سرخروئی حاصل کریں۔

(۱) مرزا قادیانی کو جب تک نبی بننے کا شوق نہ چرایا تھا انھوں نے ازالۃ الاوہام میں لکھ دیا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد صاحب سرہندیؒ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ جس شخص سے مکالمات الٰہیہ زیادہ ہو جائیں وہ محدث کہلاتا ہے۔ (ازالہ ص ۹۱۵ خزائن ج ۳ ص ۶۰۱) لیکن جب خوشامدی مریدوں کی مہربانی سے نبوت کا شوق چرایا تو اسی مکتوب کے حوالے سے لکھ دیا کہ ایسے شخص کو نبی کہا جاتا ہے اور چالاکی کر کے یہاں مکتوب کا نمبر نہیں دیا تاکہ راز فاش نہ ہو۔

(۲) جب تک مسیح موعود بننے کے راستے میں کچھ کانٹے نظر آئے تو ازالۃ الاوہام میں لکھ دیا کہ "میرا دعویٰ مثیل مسیح کا ہے۔ کم فہم لوگ اس کو مسیح موعود سمجھ بیٹھے ہیں۔" ازالہ اوہام میں گویا مسیح موعود کہنے والے لوگوں کو کم فہم کا لقب دیا اور اپنے کو صرف مثیل کہا مگر جب دیکھا کہ چیلے چانٹے مانتے ہی چلے جاتے ہیں تو اسی کتاب میں اور پھر تمام تحریروں میں کھلم کھلا اپنے کو مسیح موعود لکھنا شروع کر دیا۔

(۳) اپنی صداقت ظاہر کرنے کے لیے اس سے جھوٹ کہا کہ بخاری شریف میں کہ قرآن کے بعد سب کتابوں سے زیادہ صحیح ہے یہ حدیث موجود ہے کہ مہدی کے لیے آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ خدا کا خلیفہ ہے۔ اس حدیث کو دیکھو کس پائے کی ہے اور کتنی معتبر کتاب میں درج ہے۔ (شہادۃ القرآن ص ۴۱ خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) (حالانکہ یہ حدیث بخاری شریف میں قطعاً نہیں ہے)

(۴) سرورِ عالم ﷺ پر جھوٹ بول دیا کہ آپ نے دس ہزار یہودی ایک دن میں قتل کرائے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۵۷ خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۱) پھر اسی کتاب کے (ص ۱۱۵ خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۴) لکھ دیا کہ کئی ہزار یہودی قتل کرائے یہ قطعاً جھوٹ ہے صرف بنو قریظہ کا ایک واقعہ ہے جس میں چار سے چھ سو تک یہودی قتل کیے گئے تھے لیکن وہ ان کے اپنے تجویز کردہ ثالث کے فیصلے سے قتل ہوئے اور تورات کے عین مطابق ہوئے اور یہ بھی وہ یہودی تھے جنھوں نے غزوہ خندق کے نازک موقع پر ۲۴ ہزار لشکر کفار سے مل کر مسلمانان مدینہ کے قتل عام کا انتظام کر دیا تھا، بلکہ نقض اسلام کے استیصال پر کمر باندھ رکھی تھی۔

(۵) مرزا قادیانی نے قرآن پاک پر جھوٹ بولا کہ (آخری زمانے میں طاعون اور زلزلوں کے حوادث عیسیٰ پرستی کی وجہ سے ظاہر ہوں گے) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۲ خزائن ج ۲۲ ص ۴۹۹ مرزا جی! قرآن پاک میں کہاں لکھا ہے؟

(۶) مرزا قادیانی نے اپنی کتاب اربعین میں لکھا ہے کہ بخاری شریف مسلم شریف اور

انجیل اور دوسرے نبیوں کی کتاب میں جہاں میرا ذکر ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔'' اربعین نمبر ۳ ص ۲۵ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳ مرزائیو! مسلم شریف میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول کے ذکر میں ان کو نبی کہا گیا ہے مگر یہ تو اس بات کی دلیل ہے کہ آنے والے وہی ابن مریم پیغمبر ہوں گے۔ کوئی علاوہ مسیح نہ ہوں گے مگر ہم بحث مختصر کرنے کے لیے پوچھتے ہیں کہ بخاری شریف اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں کہاں مرزا قادیانی کو نبی کہا گیا ہے؟ ذرا اپنے مرشد کو سچا تو ثابت کریں۔ پھر کہتے ہیں کہ ان سب کتابوں میں میرا ذکر ہے۔ کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔

(۷) ''مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ اور وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰ خزائن ج ۱۷ ص ۵۳)

مرزائیو! مل کر قرآن شریف میں سے کوئی آیت ایسی نکالو جس میں یہ لکھا ہو ورنہ چھوڑو اس جھوٹے کو) پھر قرآن اور حدیث میں سے کسی کتاب میں مسیح موعود کا لفظ بتا دو تو انعام حاصل کرو۔

(۸) جب مرزا قادیانی کو محمدی بیگم سے شادی رچانے کا شوق چرایا جو نابالغ لڑکی تھی اور مرزا قادیانی ادھیڑ تھے تو اپنے اوپر وحی اتار دی کہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا ہے (زوجنا کہا) انجام آتھم ص ۶۰ خزائن ج ۱۱ ایضاً کہ ہم نے اس محمدی بیگم کا نکاح تم سے کر دیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ پر صریح جھوٹ تھا۔ اگر خدا نے نکاح کیا تھا تو پھر وہ دلہا کیوں نہ بنا۔ اور اگر رکاوٹیں بہت تھیں جن کو خدا دور نہ کر سکا تھا تو نکاح کیوں کر ڈالا؟ اور مرزا قادیانی کا خدا اتنا بھی نہ سمجھا کہ بیس سال کے مسلسل کوشش کے بعد یہ لڑکی نہ مل سکے گی۔ خواہ مخواہ نکاح کر ڈالا۔

(مرزا قادیانی کی اس پیش گوئی کو آپ اس کی ساری کتابوں میں پائیں گے)

(۹) مرزا قادیانی نے فتویٰ دیا کہ ایسے مردوں کے سوا جن سے نکاح جائز نہیں باقی سب مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۱۰) پھر بانو نام کی عورت سے مٹھیاں بھروائیں (سیرۃ المہدی ص ۲۱۲) اور اندھیری راتوں میں اپنے پہرہ پر مائی فجو منشیانی اور مائی رسول بی بی مقرر کی۔ ایک جوان لڑکی نصف تمام رات خدمت کرتی پنکھا ہلاتی۔ صبح تک خوشی اور سرور حاصل ہوتا (سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۷۳) آپ بتائیں کہ فتویٰ صحیح ہے یا ان غیر محرم عورتوں کی یہ کارروائی؟

(۱۰) مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے نکاح کی طرف سرور عالم ﷺ کا ارشاد یا اشارہ بھی

لکھا۔ (کہ اسے سب وقوعہ نوا یہ ہو کر رہے گا۔ حضور نے بھی ارشاد فرمایا ہے) حالانکہ یہ محض جھوٹ تھا صرف عشق محمدی بیگم نے مرزا قادیانی کو اندھا بہرا کر رکھا تھا۔ جیسے بھوکے نے دو دو نے چار کا معنی چار روٹیاں بتایا تھا۔ بھلا رسول اللہ ﷺ کو مرزا قادیانی اور محمدی بیگم کی شادی کی غلط اطلاع ہو سکتی تھی تو صحیح اطلاع کیوں نہ ہو سکتی تھی کہ یہ شادی نہ ہوگی اور مرزا قادیانی کی ناک کٹ جائے گی۔

(۱۱) مرزا قادیانی نے لکھا کہ معراج والی آیت (من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ) میں مسجد اقصیٰ سے مراد میری یہی مسجد قادیان ہے۔ اسی کو برکت دی گئی ہے۔ تبلیغ رسالت حصہ نہم ص ۱۳۶ اور لکھا ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد یروشلم کی مسجد نہیں ہے بلکہ مسیح موعود کی مسجد ہے تبلیغ رسالت حصہ نہم ص ۲۸ (خیال کریں کہ کس طرح لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی سعی کی ہے) پھر کہا کہ قادیان کا ذکر قرآن میں موجود ہے (ص ۲۰ تبلیغ رسالت حصہ نہم مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۸ حاشیہ نمبر ۱)

(۱۲) مرزا قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد کہا۔ مگر خود مرزا قادیانی کا بڑا بیٹا مرزا فضل احمد مرزا قادیانی پر ایمان نہ لایا اور وہ مر گیا تو مرزا قادیانی نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی تو کیا وہ بھی کنجری کا بیٹا ہو گیا؟ اور اگر اس کی والدہ مرزا قادیانی کی بیوی ایسی تھی تو پھر جس پاک گھر میں ایسی عورتیں اور لڑکے ہوں وہ کتنا پاک گھر ہوا؟ (یہ سب اس بکواس کی سزا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں مرزا قادیانی نے کی ہے) اور اس عورت کے خاوند کا کیا حال ہوا۔

(۱۳) مرزا قادیانی نے وہ منارہ جو دمشق کے شرقی کو ہوگا جس کے پاس حضرت مسیح نازل ہوں گے۔ اپنے قادیانی منارے کو بتایا اور کہا کہ وہ منارہ یہی ہے۔ تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۲۷، ۲۳۲، ۳۹۴ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۱۵، ۳۶۶۔ گویا منارہ سے مراد منارہ ہی ہے لیکن دمشق سے مراد قادیان ہے۔ (ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند) مرزا قادیانی ذرا سوچا تو ہوتا کہ مسیح علیہ السلام اس منارے کے پاس نازل ہوں گے۔ گویا منارہ پہلے سے موجود ہوگا مگر مرزا قادیانی نے تو چندہ کر کرا کے اپنی ولادت شریفہ یا نزول کے بعد یہ منارہ بنایا۔ یہاں اگر ایک افیونی کا قصہ ذکر کر دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ وہ جب پاخانے جاتا تو پانی کا لوٹا بھر کے جاتا مگر افیونی تھا اس کو قبض رہتی تھی اور لوٹے میں سوراخ تھا جب تک وہ فارغ ہوتا پانی لوٹے سے ختم ہو جاتا۔ ایک دن اس کو غصہ آیا اور پاخانے میں جاتے ہی پہلے استنجاء کر ڈالا بعد میں پاخانہ کرنے لگا اور کہا کہ سسرے اب دیکھوں کیسے تو ختم ہوتا ہے؟

(۱۴) مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بغیر باپ کے لکھا دیکھو۔
(ضمیمہ حقیقۃ الوحی الاستفتاء ص ۴۹ خزائن ج ۲۲ ص ۶۷۲)
پھر لکھا مارا کہ قرآن اس کے بن باپ کی پیدائش کو رد کرتا ہے (حقیقۃ الوحی ص ۴۱ ج ۲۲ خزائن ص ۳۳) (دیکھو یہ ہے مرزا جی کی قرآن دانی اب دو باتوں میں سے ایک تو ضرور جھوٹی ہو گی جو مرزا قادیانی کو کذاب ثابت کر کے حدیث کی تصدیق کرے گی)

(۱۵) لاہوری مرزائیو! ذرا سوچو آپ کس فریب میں مبتلا ہیں کہ مرزا قادیانی حضور ﷺ کے کامل اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کی وجہ سے ظلی محمد بنے اور اس طرح نبی کہلائے۔

دیکھئے اور یقین کر لیجئے کہ نبوت محض موہبت اور خدا تعالیٰ کی بخشش ہے یہ کسی عمل یا کسب یا اتباع سے نہیں ملتی بلکہ جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں نبوت دے دیں۔ اس نے پہلے سے ان کا ظرف ہی ایسا بنایا ہوتا ہے اور وہی بہتر سمجھتے ہیں کہ کس کو پیغمبر بنائیں۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (انعام ۱۲۴)

''اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ اپنی پیغمبری کس کو دیں۔''

خود مرزا قادیانی نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

لاشک ان التحدیث موهبة مجردة لاتنال بکسب البتة کما هو شان النبوة (حمامۃ البشریٰ ص ۸۲ خزائن ج ۷ ص ۳۰۱)

''اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ محدث ہونا محض خدا کی بخشش ہے یہ کسی کسب اور عمل سے نہیں ملتی جیسے نبوت کا حال ہے۔''

پس فنا فی الرسول ہونا، کثرت اتباع سے امتی نبی ہونا یہ سب ڈھونگ ہے ورنہ حضورؐ نے یہی ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے کذاب ودجال پیدا ہوں گے۔ ہر ایک کہے گا میں نبی ہوں۔

اس ارشاد میں اس کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ امت میں سے ہوگا اور اس کے دجل وفریب کا ذکر کر کے مرزا قسم کے ان تمام لوگوں کے دھوکوں اور دجل وفریب کی طرف اشارہ کیا گیا۔ جو مرزا قادیانی کے حالات میں ہم نے ربوہ پارٹی کے محضر نامے کے جواب میں بیان کیے۔

لاہوری مرزائی

(۱) لاہوری مرزائی اس دھوکے میں ہیں کہ ہم تو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے مجدد یا

پہلے تو آپ ان سینکڑوں اقوال کو رد نہیں کر سکتے جو مرزا قادیانی سے ثبوت کے لیے گئے۔

(۲) پھر آپ یقین مانیں کہ مرزا جی نے دو قسم کی باتیں اس لیے جان بوجھ کر کہیں کہ ہر موقع پر کام آ سکیں۔ یہی دجل ہے۔

(۳) تیسرے اس کے ماننے سے آپ کو اسے مسیح بن مریم ماننا پڑتا ہے جو تیرہ سو سال کے عقیدے کے خلاف ہے۔ اور اس طرح آپ اور قادیانی گروہ دونوں اس کو مسیح موعود کہہ کر ایک ہی ہو جاتے ہیں۔ اور نبی بھی اس لیے کہتے ہیں کہ مسلم شریف کی حدیث میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے ذکر میں نبی کا لفظ آ گیا ہے۔ تو کیا حضور نے بھی نبی لغوی ہی استعمال کیا؟ آپ نے بروز استعارہ اور لغت کو اتنا عام کر دیا ہے کہ سب جگہ استعارہ ہی استعارہ ہو گیا ہے۔

(۴) پھر آپ کو بیسیوں آیات قرآنیہ کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

(۵) آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی توہین میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بات ماننی پڑتی ہے۔

(۶) آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی خاطر رسول اللہ ﷺ کے جسمانی معراج کا انکار کرتے ہیں۔

(۷) آپ مرزا غلام احمد قادیانی کے اتباع میں مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کو قرآن و تورات کی طرح قطعی اور پاک سمجھتے ہیں۔

(۸) آپ کافروں کے ہمیشہ جہنم کے اندر رہنے کے منکر ہو گئے ہیں۔

(۹) آپ ایک ایسے شخص کو مجدد مانتے ہیں اور صحیح مسلمان کہتے ہیں جس کے عقائد کفریہ ہیں۔

(۱۰) آپ مرزا قادیانی کے ان تمام اقوال کو صحیح مانتے ہیں۔ جن میں انگریز کی اطاعت فرض اور جہاد کو موقوف کیا گیا ہے۔

(۱۱) آپ مرزا قادیانی کے کفریانہ خیالات کی تصدیق اور قطعیات دین کا انکار کرتے ہیں۔

(۱۲) آپ ایک غیر نبی کو نبی پر فضیلت دیتے ہیں۔

(۱۳) آپ مرزا قادیانی کے اس قول کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مسمریزم تھے۔ (اور خود مرزا قادیانی بھی ایسا کر سکتا تھا) اور حضور کا معراج روحانی تھا۔ (اور خود مرزا قادیانی کو بھی اس طرح کی معراج ہوئے)

(۱۴) آپ جو تبلیغ کرتے ہیں اس میں آپ حضور کے بعد ختم نبوت کی آڑ لے کر نبی اور

پرانے پیغمبروں کی نفی کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کا انکار کرتے ہیں۔ جو متواتر ہے اور جس کا انکار کفر ہے۔

(۱۵) آپ مرزا قادیانی کے اس کلام کی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک کے اصلی معانی جن میں عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا ذکر تھا قرون اولیٰ سے چھپا رکھے تھے۔ حتیٰ کہ خود مجدد بننے تک مرزا قادیانی بھی نہ سمجھے۔

(۱۶) ہم کسی وحی، کسی کشف، کسی الہام اور کسی بھی بات کا حسن قبح اور حق و باطل ہونا قرآن و حدیث سے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مگر قرآن پاک کو خود خدا تعالیٰ کی نظروں سے اوجھل کر دے۔ اور حدیثوں کے جس ڈھیر کو مرزا قادیانی اپنی وحی کے خلاف سمجھیں رد کر دیں تو ہمارے ہاتھ میں کون سی کسوٹی رہ گئی؟

(۱۷) لاہوری مرزائیو! ذرا غور کرو کس قسم کے آدمی کو آپ مسیح موعود اور مجدد مانے بیٹھے ہیں۔ مرزا قادیانی (براہین احمدیہ حصہ پنجم) کے دیباچہ (ص ۷ خزائن ج ۲۱ ص ۹) پر کہتے "پہلے پچاس حصے (براہین احمدیہ کے) لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔"

مرزائیو! کسی کو پچاس ہزار قرضہ ہو تو پانچ ہزار دے کر تم جان چھڑا سکتے ہو؟ یا پانچ لاکھ کا مال منگوایا کیا تم پچاس ہزار دے کر عہدہ برآ ہو سکتے ہو؟ اگر مرزا قادیانی کی یہ منطق مان لی جائے تو دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے۔

کیوں اس عجیب و غریب آدمی کی پیروی کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہو۔

لاہوریوں سے اپیل

ہم آخر میں لاہوری مرزائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ قادیانیوں نے تو باپ دادا کی گدی بنا ڈالی۔ کروڑوں روپے کما لیے ان پر مصلحت غالب ہو سکتی ہے مگر آپ اب اس غلطی سے باہر آ کر سچی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی ساری قدرتوں اور پرانے دین کو مان کر مسلمانوں میں مل جائیں تاکہ آپ کی دین و دنیا بہتر ہو جائے۔ آپ تبلیغ کریں مسلمان آپ پر فدا ہوں گے ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کا اجماع مسترد کرنا مسلمانوں کے عقیدے میں غلط اور قرآن و حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے۔

ان سطور کے بعد ہم اس حل کی حمایت کرتے ہیں جو ہم نے پیش کیا ہے جس میں

مرزائیوں کی دونوں پارٹیوں قادیانی اور لاہوریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے محروم کرنے کا ذکر ہے۔

غلام غوث ہزاروی ...... ایم۔ این۔ اے
عبدالحکیم .... ایم۔ این۔ اے
عبدالحق ...... (بلوچستانی) ایم۔ این۔ اے

احتساب قادیانیت کی ترتیب [illegible]

رد قادیانیت پر مشتمل اکابر امت کے قدیم رسائل کو شائع کرنے کی ایک تحریک!

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	تعداد رسائل	تعداد صفحات
	احتساب قادیانیت جلد اول	مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر	۱۵ عدد	۳۴
۲	احتساب قادیانیت جلد دوم	شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی	۱۰ عدد	۵۴۴
۳	احتساب قادیانیت جلد سوم	مناظر اسلام مولانا حبیب اللہ امرتسری	۱۸ عدد	۶۴۴
۴	احتساب قادیانیت جلد چہارم	امام العصر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی محدث کبیر مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھی	۱۳ عدد	۴۸۸
۵	احتساب قادیانیت جلد پنجم	شیخ المشائخ مولانا سید محمد علی مونگیری	۲۳ عدد	۵۶۹
۶	احتساب قادیانیت جلد ششم	حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری حضرت مرحوم پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی	۵ عدد	۴۹۶
۷	احتساب قادیانیت جلد ہفتم	شیخ المشائخ مولانا سید محمد علی مونگیری	۱۰ عدد	۶۳۰

۸	احتساب قادیانیت جلد ہشتم	مناظر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری	۱۹ عدد	[illegible]
۹	احتساب قادیانیت جلد نہم	مناظر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری	۱۸ عدد	[illegible]
۱۰	احتساب قادیانیت جلد دہم	مناظر اسلام مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری عارف باللہ مولانا غلام دستگیر قصوری	۱۹ عدد	[illegible]
۱۱	احتساب قادیانیت جلد یازدہم	جناب بابو پیر بخش لاہوری	۹ عدد	[illegible]
۱۲	احتساب قادیانیت جلد دوازدہم	جناب بابو پیر بخش لاہوری	۳ عدد	[illegible]
۱۳	احتساب قادیانیت جلد سیزدہم	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی مفسر قرآن حضرت مولانا [illegible] شیخ التفسیر حضرت مولانا شمس الحق افغانی	۱۴ عدد	[illegible]
۱۴	احتساب قادیانیت جلد چہاردہم	مبلغ اسلام جناب [illegible] نظام [illegible]	۴ عدد	[illegible]
۱۵	احتساب قادیانیت جلد پانزدہم	شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی	۹ عدد ۱۸۳	[illegible]
			۱۸۳	[illegible]